انتخاب

تحریر : حسن کنول

وہ گہری نیند میں تھا۔۔جب اس کی سماعت سے مسلسل کسی کے چیخنے کی آوازیں ٹکرا رہی تھیں۔۔۔۔۔ذہن پر دستک دیتیں وہ چیخیں۔۔۔اس کے نیند سے بیداری کا سبب بنیں۔۔۔

آنکھ کھلتے ہی اک خوف کی لہر اس کے پورے جسم میں سرایت کر گئی۔۔۔

وہ اٹھ کر بیٹھا۔۔۔ کمبل کو خود سے جدا کرتے ہوئے۔۔وہ اپنے بیڈ سے نیچے اترا۔۔۔ سلیپرز پہن کر۔۔وہ ننھے قدم لیتے ہوئے اس آوازوں کی سمت بڑھنے لگا۔۔۔اس کی والدہ کی وفات کو آج دوسرا دن تھا۔۔۔۔وہ اپنی ماں کی گود میں سونے کا عادی تھی۔۔۔

روتے روتے وہ کب سو گیا اسے ذرا خبر نہ تھی۔۔۔۔

وہ سیڑھیوں سے اتر کر لاونچ تک آیا۔۔۔اسے کوئ ی نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔ لیکن کسی کے رونے اور چیخنے کی آوازیں مسلسل آرہی تھیں۔۔۔

وہ تھوک گلے میں نگلتے ہوئے۔۔۔خوف کے عالم میں گھر سے باہر نکلا۔۔۔ آوازیں سرونٹ کوارٹر سے آرہی تھیں۔۔۔۔وہ اسی سمت چل پڑا۔۔۔

"آخری بار پوچھ رہا ہوں۔۔۔تو مالک کے پاس جائے گی یا نہیں؟؟؟" سرونٹ کوارٹر کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔اس کے گھر کا ملازم اپنی بیوی کے بالوں کو بری طرح کھینچتے ہوئے۔۔غصے سے استفسار کررہا تھا۔۔۔

اس لمحے اسے وہ اپنا ملازم کم اور اک قصائ ی زیادہ لگا۔۔جو جانوروں سے بھی بدتر سلوک کررہا تھا۔۔اپنی پاکستان سے کچھ دن پہلے آئ ی ہوئ ی بیوی کے ساتھ۔۔۔۔

اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی۔۔۔

بلاشبہ وہ واقف تھا کے وہاں کیا چل رہا ہے۔۔۔

اک لمحے کے لئ ے دل چاہا بھاگ جائے اگلے لمحے دل کیا اس عورت کو بچائے۔۔۔

مگر وہ خوفزدہ ہوگیا تھا اس عورت کو جانوروں کی طرح پٹتا ہوا دیکھ۔۔۔۔اس طرح کا منظر زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا اس نے۔۔۔۔

"او ڈئیر۔۔۔۔یہاں کیا کررہے ہو ؟؟۔۔۔۔چلو یہاں سے۔۔۔۔"اسکی بے بی سیٹر کمرے میں اسے دیکھنے گ ئی تھی لیکن اسے وہاں نہ پاکر۔۔پریشان ہوکر ڈھونڈتی ہوئی ی۔۔۔سرونٹ کوارٹر تک چلی آئی تھی۔۔۔۔

"ڈی۔۔ڈی۔۔۔لک۔۔۔"وہ سامنے کی جانب انگلی کے اشارہ کرتے ہوئے۔۔۔گھبرا کر بولا۔۔۔۔اسکے لہجے میں خوف نمایا تھا۔۔۔۔

"یہ میاں بیوی کا پرسنل معاملہ ہے۔۔۔ہم کچھ نہیں کرسکتے۔۔۔چلو یہاں سے"گھر کے سارے ملازمین اندھے گونگے بہرے تھے۔۔۔۔۔

اس بات کا شدت سے احساس ہوا تھا اسے۔۔۔۔۔

"تمھیں حیا نہیں آتی ؟؟۔۔۔اپنی بیوی کو دوسرے مرد کے پاس بھیجتے ہوئے ؟؟۔۔۔۔میں تمھاری بیوی ہوں۔۔۔کچھ تو خدا کا خوف کرؤ۔۔۔روز محشر کیا منہ دیکھاؤ گے اسے ؟؟؟۔۔۔۔۔جب تم سے اپنی بیوی کے متعلق سوال ہوگا۔۔۔ڈرؤ اس دن سے۔۔۔۔۔اس دن مالک کا پیسہ تمھیں بچا نہیں سکے گا۔۔۔"وہ اپنے بال چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے۔۔۔بلک کر بولی۔۔۔۔اس کی آنکھوں سے آنسوں کا سیلاب آمڈ رہا تھا۔۔۔

"چپ۔۔۔جتنا کہ رہا ہوں اتنا کر۔۔۔"وہ غصے سے اسکے چہرے پر تماچے برسائے ہوئے بولا۔۔۔۔

"چلو زاویار"بے۔بی سٹر اب ہاتھ کھینچ رہی تھی۔۔۔۔

”میں کبھی نہیں جاؤں گی۔۔۔چاہے تو مجھے مار دے۔۔۔۔“ آنکھوں میں جنون۔۔۔لہجے میں قطعیت بھرے۔۔۔وہ بپھر کر بولی۔۔۔۔

”زاویار پلیز چلو۔۔۔اس سے پہلے تمھارے ڈیڈ کو پتا چلے کے تم کمرے میں نہیں ہو۔۔۔“بے۔بی سیٹر کو خوف لاحق تھا کے کوئی ی زاویار کو سرونٹ کوارٹر کے باہر نہ دیکھ لے۔۔۔

ٹھنڈ میں بھی خوف کے مارے پسینے چھوٹ رہے تھے۔۔۔وہ عجلت سے ہاتھ کھینچتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اس عورت کے منہ اور ناک سے خون نکلنے لگا تھا۔۔۔۔جسے دیکھ زاویار ڈر کر۔۔۔مفلوج ذہن کے ساتھ اپنی بے بی سیٹر کے ساتھ چلنے لگا۔۔۔۔۔۔

بڑا بھائی ی اور ڈیڈ ہر روز کی طرح آج رات بھی مجلس میں گ ئی ے ہوئے تھے۔۔۔۔وہ اکیلے ۔۔۔۔کمبل منہ پر اوڑھے۔۔۔۔بس وہ چیخیں سنتا رہا۔۔۔۔۔۔

جو تقریبا آدھے گھنٹے کے بعد آنا بند ہوگ ئی یں۔۔۔

مگر وہ چیخیں مانو پوری رات اس کے کانوں میں گونجتی رہیں۔۔۔۔

پوری رات وہ سو نہیں سکا تھا۔۔۔۔۔

****-------****

وہ صبح معمول کے مطابق ناشتہ کررہا تھا اپنے ڈیڈ اور بڑے بھائی ی کے ساتھ۔۔۔۔جب اس کے ملازم نے آکر۔۔۔سرجھکاکر۔۔۔بڑے ادب سے ہاتھ باندھے۔۔۔۔چھٹی طلب کی۔۔۔۔۔۔

زاویار کو اس ملازم کی آواز سے بھی خوف آرہا تھا۔۔۔

اُسے خوف کے مارے پسینے آنے لگے تھے۔۔۔۔

چائے میں بے مقصد وہ چمچہ چلانے لگا۔۔۔۔۔۔ساتھ ساتھ دل میں دعاگو۔۔۔کے وہ ملازم جلد سے جلد وہاں سے چلا جائے۔۔۔

"چھٹی کیوں چاہیے؟؟" دارم صاحب ابرو اچکا کر استفسار کرنے لگے۔۔۔وہ انجان بن رہے تھے اپنے بیٹوں کے سامنے۔۔۔۔

"سر۔۔وہ میری وائی‌ف کا انتقال ہوگیا ہے کل رات۔۔۔میں اسے۔۔"بس اس کا جملا سننا تھا کے زاویان کے کان کھڑے ہوئے۔۔وہ ہکا بکا نگاہوں سے ملازم کو دیکھنے لگا۔۔۔

وہ اس قدر خوفزدہ ہوگیا تھا کے ملازم نے آگے کیا کہا دارم صاحب سے۔۔اسے کچھ خبر نہیں۔۔وہ تو بے اختیار بت بنے انھیں دیکھتا رہا۔۔۔

"مار دیا اس بیچاری کو۔۔"وہ منہ ہی منہ بڑبڑایا۔۔۔

وہ اچھی طرح واقف تھا اس عورت کو قتل کیا گیا ہے۔۔اور اس قتل میں اسکا باپ برابر کا شریک ہے۔۔۔

پہلے اپنی والدہ کا انتقال۔۔۔پھر اس عورت کا قتل۔۔۔

اس پر دارم صاحب کی دوسری شادی۔۔۔وہ بھی اس کی والدہ کے انتقال کے صرف دو ہفتے بعد ہی۔۔۔

یہ چیزیں اس کے ننھے سے ذہن کو ڈسٹرب کررہی تھیں۔۔۔وہ کافی خوفزدہ سہ رہنے لگا تھا۔۔۔۔ ذہنی طور پر الجھا سہ رہتا تھا۔۔۔

*****-----******

شادی کے دس سال بعد بھی جیکولین بیگم کے گھر اولاد نہیں ہوئی تھی۔۔۔جس کے سبب وہ دنیا کی ہر نعمت پاس ہونے کے باوجود بے رغبتی کا مظاہرہ کرتیں۔۔۔مانو ہر چیز ان کی نظر میں بے معنی تھی۔۔۔

انھوں نے دل برداشتہ ہو کر اپنے شوہر کو دوسری شادی کرنے کی بھی اجازت دے دی تھی۔۔۔۔

جیکولین اک عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والی خاتون تھیں۔۔۔

جو تھائی لینڈ میں اپنے ہسبنڈ کے ساتھ رہتی تھیں۔۔۔

ان کا میکا پاکستان میں تھا۔۔۔

وہ اکثر ویک اینڈ پر پاکستان آیا کرتی تھیں۔۔۔اپنی والدہ اور بھائی کے پاس۔۔۔

"سنا ہے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔۔۔عاشورہ کے روز۔۔۔ تبھی یہ مسلمان اتنا اہتمام کرتے ہیں اُس دن کے لئے۔۔۔۔"وہ ویک اینڈ پر پاکستان آئی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔یہ محض اتفاق تھا یا قسمت۔۔۔کون جانے؟؟۔۔۔وہ ایسے ہی کھڑکی کے پاس بیٹھے ہوئے۔۔سامنے فلیٹ میں ہونے والے میلاد کی آواز سن کر جھنجھلا رہی تھی کے پیچھے سے اس کی والدہ نے آکر۔۔۔بڑے اش بھرے انداز میں کہا۔۔۔

وہ پلٹ کر اپنی والدہ کی آنکھیں دیکھنے لگی۔۔۔۔اس لمحے وہ ٹھیک طرح اندازہ نہ لگا سکی کی کہ ان آنکھوں میں حسرت تھی یا پچھتاوا۔۔۔

کچھ عجیب تھا ان آنکھوں میں۔۔۔جنھیں وہ پڑھنے سے قاصر تھی۔۔۔

مگر ان کہا جملہ دل پر لگا تھا۔۔۔"کے دعائیں قبول ہوتیں ہیں۔۔۔"اس وقت تو وہ منہ بسورتی ہوئی۔۔۔اپنا چائے کا مگ لے کر کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔

کیونکے کچن اندر کی جانب تھا اس لئیے وہاں نعتوں کی آوازیں بالکنی کے مقابلے میں کم آ رہی تھیں۔۔۔۔

مگر دل میں اک عجیب بے سکونی محسوس کی تھی اس نے۔۔۔۔

مانو اک آس جاگ اٹھی تھی۔۔۔

پوری رات جیسے بستر پر کروٹ بدلتے گزری۔۔۔

پہلے تو اپنے دل پر بڑا جبر کرتی رہی۔۔۔۔مگر اپنی اولاد کی آرزو کے آگے۔۔اس نے گھٹنے ٹیک دئیے۔۔۔۔

وہ کسی طرح۔۔کسی بھی بہانے سے سامنے والے فلیٹ میں جانا چاہتی تھی۔۔۔

پوچھنا چاہتی تھی۔۔۔جو سوالات پوری رات ذہن میں گردش کرتے رہے۔۔۔

اس کی والدہ نے۔۔اس کی بے قراری کو بھاپ لیا تھا۔۔۔

مگر منہ سے اک حرف ادا نہ کیا۔۔۔۔

وہ شاپنگ کا بہانہ بنا کر۔۔۔چادر سے خود کو اچھی طرح ڈھانپ کر۔۔۔نو محرم کو ہونے والے میلاد میں۔۔۔چپ چاپ آکر۔۔کمرے میں اک کونے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔

پہلے نعت خوانی ہوتی رہی۔۔۔وہ خاموشی سے سب خواتین کو نعتوں پر جھومتا ہوا دیکھنے لگی۔۔۔۔اسے یہ سب عجیب لگ رہا تھا۔۔۔۔۔وہ زندگی میں پہلی بار۔۔کسی مسلمان کے محفلِ میلاد میں شریک ہوئی تھی۔۔۔

پھر وہاں بیان شروع ہوا۔۔۔جس میں پورا کربلا کا واقعہ بیان کیا گیا۔۔۔اس نے باقاعدہ عورتوں کو وہاں پر روتے ہوئے دیکھا۔۔۔

اس نے پہلی بار شہادت سنی تھی۔۔۔کچھ خاص سمجھ نہیں آئی ی تھی اسے۔۔۔بس پوری شہادت میں اک نام یاد رہ گیا تھا۔۔۔وہ تھا امامِ حُسین کا۔۔۔۔

بیان کرنے والی بھی مسلسل رو رہی تھی۔۔۔اس کی بھرائی ی ہوئی ی آواز کے سبب۔۔۔جیکولین کو مشکل ہورہی تھی شہادت سمجھنے میں۔۔۔مگر پھر بھی وہ خاموشی سے بیٹھی رہی۔۔۔۔

بیان کے اختتام پر۔۔۔۔بیان والی نے اک بڑا پیارا جملا کہا۔۔۔۔

”کے اس کے دادا کہتے ہیں۔۔۔کے ایسا ممکن ہی نہیں۔۔۔کے تم حضور اکرم ﷺ سے کہو۔۔۔کے امامِ حُسین کے صدقے میں میری دعا قبول کرلیں۔۔۔اور وہ دعا قبول نہ ہو۔۔۔۔“اس کہنے والی کا انداز بھی بڑا پیارا اور میٹھا تھا۔۔۔

چہرے پر بھی بڑی پیاری سی مسکان رقصا تھی ان خوبصورت جملوں کو ادا کرتے وقت۔۔۔۔۔

بس یہ اک جملہ۔۔۔جیکولین کے دل میں اتر گیا۔۔۔

دعا کے وقت وہ بہت روئی ی۔۔۔

دعا کرنے والی خاتون کیا دعا مانگ رہی تھیں؟؟؟۔۔۔وہاں موجود خواتین کس بات پر آمین کہہ رہی تھیں؟؟؟۔۔۔اسے کچھ علم نہیں۔۔۔

وہ تو بس اپنے ہی غم میں سرشار روتی رہی۔۔۔بلک بلک کر کہنے لگی۔۔۔"مسلمانوں کے نبی ﷺ۔۔۔۔میں بڑی امید لے کر آئی ہوں۔۔۔مجھے خالی ہاتھ نہ لوٹائیے گا۔۔۔میں نے سنا ہے آپکے نواسے کا صدقہ مانگو۔۔تو آپ کبھی رد نہیں کرتے۔۔۔مجھے بھی امامِ حُسین کا صدقہ دے دیں۔۔۔میری گود بھر دیں۔۔۔۔مجھے اولاد کا سکھ نصیب کر دیں۔۔۔"

گھر آکر بھی وہ مسلسل یہی جملے اٹھتے بیٹھتے اپنا ورد بنا کر ادا کرتی رہی۔۔۔۔۔

۱۰ محرم والے دن وہ گروسری لانے کا بہانا بنا کر۔۔۔پھر چادر میں خود کو لپیٹتی ہوئی۔۔میلاد میں جا پہنچی۔۔۔۔

دعا اگر پورے کامل یقین کے ساتھ کی جائے تو کیونکر قبول نہ ہو۔۔۔

وہ رحمت اللعالمین ہیں۔۔۔اور یہ رحمت صرف مسلمانوں تک مقید نہیں۔۔۔

تھائی لینڈ میں بھی اٹھتے بیٹھتے یہی جملے ادا کرتی رہتی۔۔۔۔

کے اک روز اسے چرچ جانا تھا۔۔مگر گھر سے نکلتے ہوئے اسے چکر آنے لگے۔۔۔

وہ جا نہ سکی۔۔۔واپس مین گیٹ سے پلٹ آئی۔۔۔

کمرے میں آرام کی نیت سے داخل ہوئی۔۔مگر اسے الٹی آنے لگی۔۔اچانک سے دل متلی سہ ہونے لگا۔۔۔

پہلی الٹی ہوتے ہی اسکا ذہن کھٹکا۔۔۔۔چہرے پر بے یقینی کے عالم میں اک بڑی سے مسکراہٹ نمودار ہوئی ی۔۔۔۔

اس نے واش روم سے نکلتے ہی اپنی سہیلی کو کال کی۔۔۔جو فورا ہی ریسیو ہوئی ی۔۔۔۔

"مجھے ڈاکٹر کے پاس جانا ہے۔۔۔میرے ساتھ چلو گی ڈئیر۔۔۔"اس کے کہتے ہی میری تھوڑا پریشان ہوئی ی۔۔۔۔

"سب خیرت تو ہے ناں؟؟"وہ فکرمند لہجے میں استفسار کرنے لگی۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔مجھے کچھ ٹھیک محسوس نہیں ہورہا۔۔۔۔تبھی چیک۔اپ کرانا چاہتی ہوں۔۔۔"اپنی آواز کو قدرے نارمل رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"اوکے۔۔۔اوکے۔۔۔۔میں بس چرچ سے نکل ہی رہی ہوں۔۔۔۔صرف دس منٹ دو مجھے۔۔۔"وہ تیزی سے اپنے پرس سے کار کی چابی نکالتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔میں ویٹ کررہی ہوں۔۔۔"اس نے کہ کر کال کاٹ دی۔۔۔

بیڈ پر لیٹ کر میری کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔

میری اگلے دس منٹ بعد واقعی اس کے مین گیٹ پر کھڑی تھی۔۔۔۔

ڈاکٹر نے چیک۔اپ کیا۔۔۔

"سب ٹھیک تو ہے ناں ڈاکٹر ؟؟"میری ڈاکٹر کے چیک۔اپ کر کے آتے ہی۔۔۔پریشان ہوکر استفسار کرنے لگی۔۔۔۔

"کانگریچولیشنز۔۔۔آپ کی فرینڈ پریگننٹ ہیں۔۔۔اور اس حالت میں چکر اورالٹیاں آنا بالکل نارمل ہے۔۔۔"ڈاکٹر کے کہتے ہی میری خوشی کے مارے دو دو فٹ زمین سے اچھلی تھی۔۔۔

جیکولین کی خوشی کا تو کوئی ی ٹھکانا ہی نہ تھا۔۔۔اس کے پاؤں مانو زمین پر نہیں پڑ رہے تھے۔۔۔۔

🔥🔥🔥 ****-----*****

دارم صاحب اپنے بڑے بیٹے کو بہت چھوٹی عمر سے اپنے ساتھ روزانہ مجلس میں لے جایا کرتے تھے۔۔۔

لیکن زاویار ان کے ساتھ جانے کی کبھی حامی نہ بھرتا۔۔۔۔

وہ جتنا ممکن ہوتا اپنے ڈیڈ سے دور ہی رہنا پسند کرتا۔۔۔جبکے اس کا بڑا بھائی کافی متاثر تھا اپنے والد کی نیک شخصیت سے۔۔۔۔

حدید اسے مجلس میں ہونے والی باتیں گھر آکر باقاعدگی سے بتاتا۔۔۔کیونکے دارم صاحب نے اسے سختی سے تاکید کی تھی۔۔۔

☆☆☆

جیکولین کی گود میں اک حور نما بچی تھی۔۔۔اس قدر حسین کے اس پر پڑنے والی پہلی نظر۔۔۔ تعریفی کلمات ادا کئے بغیر رہ نہ سکتی تھی۔۔۔۔۔۔

کچھ عجب ہی نور تھا اس کے چہرے پر۔۔۔۔

اسے دیکھتے ہی بے ساختہ اس کے والد نے للیان کہا۔۔۔(للیان معنی خوبصورت پھول۔۔۔
پاکیزگی۔۔۔۔۔معصومیت)...
للیان اور بچوں سے قدرے مختلف تھی۔۔۔۔
وہ خاموشی پسند تھی۔۔۔
اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلنا بھی اسے کچھ خاص دلچسپ نہیں لگتا تھا۔۔۔
میری کی بڑی بیٹی جولیا اس کی واحد سہیلی تھی۔۔۔

❤❤❤❤*****-----****

۔۔۔آج حدید طبیعت خراب ہونے کے سبب اسکول نہیں آیا تھا۔۔۔جس کی وجہ سے وہ کافی سہما سہما نظر آرہا تھا۔۔۔
وہ بریک میں کینٹین میں جاکر۔۔چپ چاپ سامنے نظر آنے والی گول میز کی اک کرسی کو کھسکا کر ۔۔لنچ لے کر۔۔۔۔بیٹھ گیا۔۔۔
"اوئے۔۔۔چھوٹے۔۔۔۔ہٹ۔۔۔یہ میری جگہ ہے۔۔۔"اک بھاری آواز اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔۔۔جو انگریزی زبان میں۔۔۔اسے گھورتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔۔۔۔
"آپ۔۔۔آپ۔۔۔۔کہیں اور بیٹھ جائیں۔۔۔۔" وہ لڑکھڑاتی زبان کے ساتھ اسی کی زبان میں جواب دینے لگا۔۔۔
"تجھے سمجھ نہیں آئی شاید۔۔۔۔"وہ لڑکا دیکھنے میں پہلوانی جسامت کا مالک تھا۔۔۔زاویار واقف تھا وہ اس کا سینئر ہے۔۔۔وہ اک اک لفظ چبا چبا کر۔۔۔ہاتھ سے مکا بنا کر۔۔۔دیکھاتے ہوئے بولا۔۔۔

اس کا ہاتھ دیکھتے ہی زاویار نے تھوک نگلا تھا۔۔۔

”او۔کے۔۔۔just chill۔۔۔میں کہیں اور بیٹھ جاتا ہوں۔۔۔“وہ ڈرتے ہوئے۔۔اپنا لنچ لیتے ہوئے کھڑا ہوا۔۔

”چل جلدی ہٹ۔۔“اس لڑکے نے اک زور دار کونی زاویار کے گردے پر مارتے ہوئے۔۔اسے دھکا دیا۔۔۔

زاویار کی آہ ہوا میں بلند ہوئی۔۔اس کی آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا۔۔۔

اس لمحے۔۔اسے شدت سے احساس ہوا کے وہ زندگی بھر حدید کے پیچھے چھپ کر زندگی نہیں گزار سکتا۔۔۔

زندگی خود جینے کا نام ہے۔۔خود سامنے سے ہر چیز،ہر مصیبت،ہر آزمائش فیس کرنا ہی پڑتی ہے چاہے آپ اسے فیس کرنے کی چاہت و طاقت رکھتے ہوں یا نہیں۔۔۔۔

”جب میں ہٹ رہا تھا۔۔تو پھر کونی کیوں ماری ؟؟“اسنے بھرائی آواز میں۔۔۔۔۔۔خوفزدہ ہونے کے باوجود۔۔اسکا بازو پکڑ کر۔۔۔اپنی طرف رخ موڑتے ہوئے۔۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال۔۔کپکپاتی آواز میں پوچھنے کی ہمت کی۔۔۔۔

وہ لڑکا اس کی جرات پر اک لمحے کے لئے حیران ہوا۔۔پورے اسکول میں پہلی بار کوئی جونیئر طالب علم اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سوال کررہا تھا۔۔۔

کینٹین میں موجود سارے اسٹوڈنٹس انہی کی جانب متوجہ ہوگئے تھے۔۔۔۔

اس لڑکے کو یہ اپنی تذلیل محسوس ہوئی۔۔۔اس نے جواب دینے کے بجائے اس کے سینے پر زور سے دونوں ہاتھوں سے دھکا مارا۔۔۔۔

کیونکہ حملہ اچانک ہوا تھا اس لئیے وہ خود کو سنبھال نہ سکا۔۔۔۔۔

اگلے لمحے وہ کینٹین کے فرش پر تھا۔۔۔

"تم نے اسے دھکا کیوں دیا؟؟۔۔۔"اک دبلا پتلا لڑکا آگے آیا تھا اس کی مدد کرنے۔۔۔۔وہ غصے سے پوچھنے لگا۔۔۔۔

"تجھے لگتا ہے۔۔میں تجھے جواب دوں گا؟؟"وہ حقارت بھری نظر اس دبلے پتلے لڑکے پر ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔

اگلے لمحے وہ بھی زاویار کے برابر میں پڑا تھا۔۔۔۔

"تم میری مدد کرنے کیوں آئے؟؟"زاویار اسے دیکھتے ہوئے۔۔۔لیٹے لیٹے پوچھنے لگا۔۔۔

"کیونکے مجھے لگا تمھیں میری مدد کی ضرورت ہے"وہ پیٹ پکڑ کر۔۔۔۔درد سے تڑپتے ہوئے بولا۔۔۔کیونکے اس پہلوان لڑکے نے اس کے پیٹ پر گھونسا مارا تھا۔۔۔

سارے کینٹین میں موجود اسٹوڈنٹس ان دونوں لڑکوں کا مذاق اڑا رہے تھے۔۔۔

"تمھیں نہیں لگتا ایک کا پٹنا دو کے پٹنے سے بہتر تھا؟؟"زاویار اپنی کمر پکڑے بولا۔۔۔۔

"لک۔۔۔looser۔۔۔آئیندہ اپنے سائز والوں سے ٹکر لینا۔۔۔سمجھے۔۔"وہ فاتحانہ انداز میں ان دونوں کو دیکھ گویا ہوا۔۔۔جو ماربل کے فرش پر پڑے تھے۔۔۔

"اگر ہم اک ساتھ حملہ کریں تو اسے دکھا سکتے ہیں کہ اصل لوزر کون ہے "زاویار کے کہتے ہی اس لڑکے نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

بس پھر کیا تھا زاویار نے اس لڑکے کے مڑتے ہی۔۔۔اک زور دار لات اس کے پاؤں پر ماری۔۔۔جس کے سبب وہ لڑکھڑا کر گرا۔۔۔

دوسرا لڑکا برق کی پھرتی دیکھاتے ہوئے اس کے کان کی لو پر لپکا۔۔۔

اتنی زور سے کاٹا۔۔۔کے وہ پاگلوں کی طرح چلانے لگا۔۔۔ساتھ ساتھ اسے ہٹانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

مگر وہ تو دیمک کی طرح اس سے چپک گیا تھا۔۔

زاویار نے اگلا حملہ اس کے آگے آکر ڈائریکٹ پیٹ پر گھونسا مار کر کیا۔۔۔۔

زاویار کا گھونسا اتنا جاندار تھا کے اس بچے کے منہ سے خون نکلنے لگا۔۔۔۔

اس شور شرابے کی آواز سن کر اسکول کی انتظامیہ کینٹین میں آگئی تھی۔۔۔

جب دارم صاحب کو اسکی شکایت پہنچی۔۔۔اسکول میں ایک اسٹوڈنٹ کے ساتھ مار پیٹ کرنے کی۔۔۔

تو انھیں اور حدید کو ذرا یقین نہ آیا۔۔۔کیونکے وہ دونوں اچھی طرح واقف تھے کے زاویار کتنا ڈرپوک اور سہما سہما رہنے والا بچہ ہے۔۔۔۔

دارم صاحب اور اس دوسرے لڑکے کے والدین کو پرنسپل کے آفس میں بیٹھ کر۔۔۔معافی مانگنی پڑی۔۔۔۔

جس کے سبب دارم صاحب اس پر بہت غصہ ہوئے۔۔۔

یہ پہلی بار تھا جب اسے گھر آکر ڈانٹ کھانے کو ملی۔۔۔۔

حدید تو ابھی بھی یقین کرنے کے لئے تیار نہ تھا کے زاویار نے اک سینئر لڑکے کی پٹائی کی ہے۔۔۔

زاویار کچھ الٹی شخصیت کا مالک تھا۔۔۔۔دارم صاحب کی ڈانٹ کھانے کے بعد بجائے خوفزدہ ہونے کے۔۔۔وہ کمرے میں آکر ہنسنے لگا۔۔۔

جبکے حدید کا گمان تھا وہ کمرے کا دروازہ لاک کر کے پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہوگا۔۔۔۔

"ہیلو۔۔میرا نام زاویار ہے اور تمھارا؟؟"زاویار دوسرے دن بریک ٹائم میں اس دبلے پتلے لڑکے کے پاس خود ہی چلا آیا تھا۔۔۔اس کے آگے دوستی کا ہاتھ بڑھانے لگا۔۔۔

"میرا ایتان۔۔"اس لڑکے نے مسکراتے ہوئے۔۔۔گرم جوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہماری ٹیم کمال کی ہے۔۔کیا کہتے ہو؟"زاویار چئیر کھسکا کر بیٹھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

" پیرنٹس کی ڈانٹ کھانے کے بعد بھی تم یہ کہہ رہے ہو۔۔۔مجھے یقین نہیں آتا۔۔۔"ایتان نے اپنا لنچ باکس اس کے آگے رکھتے ہوئے۔۔۔حیرت سے کہا۔۔۔

"کم از کم اب اسکول میں کوئی سینئر ہمیں تنگ کرنے کی کوشش نہیں کرئے گا۔۔۔"زاویار کو تو بڑا مزا آنے لگا تھا۔۔۔

ایتان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے۔۔۔اس کی بات سے اتفاق کیا۔۔۔

ان کی دوستی کا آغاز لنچ باکس شئیر کرنے سے شروع ہوا۔۔۔

وہ دونوں اسکول کے bad boys بن کر گھومتے تھے۔۔

اسکول میں کسی سینئیر یا جونئیر کی ہمت نہیں تھی انھیں کچھ کہ سکے۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤*******-------*****

وقت جیسے ریت کی طرح پھیسل گیا۔۔

زاویار نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی نہ صرف اپنے والد بلکے تھائی لینڈ کی پولیس کا بھی ناک میں دم کردیا تھا۔۔۔۔

اور بیچارے حدید کا تو حال ہی نہ پوچھو۔۔۔

یہ سب روز کا معمول تھا۔۔۔کسی بار میں لڑائی کرنا۔۔یا نشے کی حالت میں ڈرائیونگ کرنا۔۔۔کبھی ون ویلنگ کرنا۔۔۔تو کبھی سگنل توڑ کر بھاگنا۔۔۔۔۔۔تو کبھی پولیس پر ہاتھ اٹھانا۔۔۔

اس کے لئیے جیل ایسے تھی جیسے اس کا دوسرا گھر۔۔۔

یہ سب اس کے لئیے فن تھا۔۔۔۔

درام صاحب تو اک طرف۔۔اب تو بیچارا حدید بھی تھک چکا تھا اسے سمجھا سمجھا کر۔۔۔

پر وہ تو کسی کی نہ سننے کی قسم کھا بیٹھا تھا۔۔۔

اس رات بھی وہ سگنل توڑنے کے بعد ٹریفک پولیس کو اپنے پیچھے روڈ پر نچاتا پھر رہا تھا۔۔۔۔۔

"کم اون بے۔بی۔۔۔کم اون۔۔۔ابھی تو مزا آنا اسٹارٹ ہوا ہے۔۔۔" وہ اس وقت پُر ہجوم سڑک کے بیچوں بیچ بائیک پر بیٹھا ہوا اسے تقریبا ہواؤں میں اڑا لے جا رہا تھا۔۔۔۔

اس نے تین دفعہ سگنل توڑا۔۔۔چار یا پانچ بار گاڑیوں کو اوورٹیک کیا۔۔۔اپنی مرضی کے ٹرن لئے۔۔۔اس بات سے بخوبی واقف ہونے کے باوجود کے تھائی لینڈ میں زیادہ تر جان لیوا ایکسیڈنٹ اوور اسپیڈ میں ٹرن لیتے وقت ہوتے ہیں۔۔۔

مانو اسے اپنی جان کی کوئی پرواہ نہ تھی۔۔۔

" اسٹاپ دا بائیک" پیچھے لگی پولیس کی گاڑیوں میں سے مسلسل اس کے لئے اعلانات ہو رہے تھے۔۔۔

"اسٹاپ دا بائیک ینگ مین" اک پولیس کی گاڑی بالکل اس کے برابر میں چلنے لگی تھی۔۔۔۔کھڑکی سے باہر منہ نکال کر۔۔۔پولیس افسر نے اس ہیلمٹ پہنے ہوئے نوجوان سے بڑے سخت لہجے میں کہا۔۔۔

مگر وہ مکمل اگنور کرتے ہوئے۔۔۔مزید بائیک کی اسپیڈ بڑھانے لگا۔۔۔اب اس نے بائیک چلاتے چلاتے اس کا اگلا پہیہ اٹھا دیا۔۔اور کافی دور تک اسی طرح اک اسٹائل سے دوڑانے لگا۔۔۔

سیل رنگ ہونے لگا۔۔وہ بغیر دیکھے بتا سکتا تھا کے کال حدید کی ہوگئی۔۔۔

لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔۔

اس نے خود اک سگنل پر جاکر بائیک روک دی۔۔۔۔

حدید واحد شخص تھا پوری دنیا میں جس کی وہ اپنے نزدیک تھوڑی سن لیتا تھا۔۔۔

پولیس نے فورا ہی اسے گھیر لیا۔۔۔

"تم سدھر کیوں نہیں جاتے؟؟" حدید ہر بار کی طرح اس کی بیل کروانے آیا تھا وکیل کو لے کر۔۔۔جیسے ہی وہ لاک۔اب سے نکلا۔۔۔حدید غصے سے استفسار کرنے لگا۔۔۔

"اگر میں سدھر گیا تو تھائی ی لینڈ کی پولیس نے السی اور موٹا ہو جانا ہے۔۔۔میرے پیچھے بھاگ بھاگ کر کم از کم یہ فٹ فاٹ تو رہتے ہیں۔۔۔۔انہیں تو بلکہ میرا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ میں روزانہ ان کی ورزش کرتا ہوں فری میں۔۔"وہ مسکراتے ہوئے۔۔حدید کو دیکھ۔۔غیر سنجیدہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

"کبھی کبھار مجھے یقین نہیں آتا تم میرے بھائی ی ہو۔۔۔"حدید نہایت ہی سلجھے ہوئے ذہن کا مالک تھا۔۔۔شریف اور باکردار۔۔۔۔تھائی لینڈ جیسے ملک میں رہنے کے باوجود اس نے کبھی شراب کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا نہ ہی وہ کبھی کسی کلب میں گیا تھا۔۔۔نہ کوئی ی گرل فرینڈ بنائی ی تھی۔۔۔وہ بہت چھوٹی عمر سے اپنے والد کے ساتھ دینی مجالس میں جاتا اور تبلیغ کرتا۔۔۔

"ہمم۔۔چلو تمہیں کبھی کبھار تو آتا ہے مجھے تو وہ بھی نہیں آتا"وہ کہ کر ہنسا تھا۔۔۔

"شکر ادا کرؤ۔۔ڈیڈ کی باوقار شخصیت کا۔۔جس کے سبب کوئی ی تمھیں ہاتھ تک نہیں لگاتا۔۔ورنہ تم جو حرکتیں کرتے ہو۔۔اس۔۔"وہ ہر بار کی طرح اسے دارم صاحب کی پروقار شخصیت اور ان کے عہدے سے ملنے والے فوائد کا احساس دلانے لگا تھا کے وہ بیچ میں بات کاٹتے ہوئے۔۔جمائی ی لینے لگا۔۔۔جو اس بات کا ثبوت تھی۔۔کے اس وقت دارم صاحب کی تعریفیں اور احسانات سننے کا زاویار کا کوئی موڈ نہیں ہے۔۔۔۔

"چلیں۔۔۔یا مزید لیکچر دینا ہے۔۔؟؟۔"وہ دونوں ہاتھوں کو ہوا میں بلند کر کے انگڑائیاں لیتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"ہم احمدی مسلمان اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔۔۔اور تم ہو۔۔۔جسے۔۔۔"وہ ابھی بول ہی رہا تھا کے زاویار منہ بسور کر۔۔پولیس اسٹیشن میں موجود بینچ۔۔۔جو بالکل اس کے سامنے رکھی تھی۔۔۔ اس پر جاکر لیٹ گیا۔۔۔۔

زاویار کی اس حرکت پر نہ صرف حدید بولتے بولتے رکا تھا بلکے پولیس افسر نے بھی اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا تھا۔۔۔

"اس کا کچھ نہیں ہوسکتا"حدید منہ میں بڑبڑایا۔۔۔

"تم گھر اکیلے چلے جاؤ۔۔۔ورنہ راستے بھر تم مجھے اسی جنگ کا سپاہی بنانے پر تلے رہو گے۔۔۔اور یقین جانو۔۔۔میں بالکل بھی انٹرسٹڈ نہیں ہوں اس جنگ میں۔۔۔تم باپ بیٹے مجھے معاف کرؤ۔۔۔"وہ اک ہاتھ اپنے سر کے نیچے ٹکاتے۔۔۔اک پاؤں پر دوسرا پاؤں اسٹائ‌ل سے رکھتے ہوئے۔۔۔لاپرواہی سے حدید کو دیکھ کہنے لگا۔۔۔

حدید جزبز ہوکر اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔

"چلو۔۔۔کیا یاد رکھو گے۔۔کس دل دار بھائ‌ی سے پالا پڑا ہے تمہارا"حدید بغیر کچھ کہے۔۔۔دونوں ہاتھ سینے پر باندھے۔۔۔اسے گھورنے لگا۔۔۔زاویار جانتا تھا وہ اسے بغیر ل‌ئ‌ے وہاں سے نہیں جانے والا۔۔۔۔اس ل‌ئ‌ے خودی اپنی پینٹ جھاڑتے ہوئے۔۔۔اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اور باہر کی جانب چل دیا۔۔۔

”تھینک یو سو مچ آفیسر“ حدید نے اک بار پھر پولیس آفسر کا شکریہ ادا کیا۔۔۔جس نے بروقت اسے کال کی تھی زاویار کے سگنل توڑنے کی اطلاع دینے کے لیے۔۔۔۔

****-----*****♥♥♥♥♥♥♥♥

وہ بینکاک کے phuket beach کے کنارے پر بیٹھی تھی۔۔۔

وہ اکثر یہاں آکر بیٹھا کرتی تھی۔۔۔

وہاں کا ویو نہایت ہی خوبصورت و پُرسکون تھا۔۔۔۔

نیلا پرشفاف آسمان۔۔۔

دھوپ کی کرنوں پر چمکتی ہوئی ریت۔۔۔۔جیسے اس میں ہیرے چھپا رکھے ہوں قدرت نے۔۔۔

سامنے کچھ رکی ہوئی کشتیاں۔۔۔

آج سمندر بھی اسکی خاموشی میں ساتھ دے رہا تھا۔۔۔نیلا پرشفاف پانی۔۔۔جو اس کے پاؤں سے ٹکرا کر واپس جارہا تھا۔۔۔

لیکن اس پانی سے پہنچنے والی ٹھنڈک و تری۔۔۔اس کے پورے جسم کو پُرسکون کررہی تھی۔۔

وہ آنکھیں بند کرئے۔۔۔ارگرد کے ہجوم سے لاپرواہ۔۔۔وہاں کی تروتازہ ہوا کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔

ہوا کی تازگی اس کے ذہن کی الجھنوں کو کچھ کم کررہی تھی۔۔۔

جب سے اس نے ہوش سنبھالا تھا کے اک عجیب سی بے چینی محسوس کی تھی۔۔۔

اس کی روح کو قرار نہیں آتا تھا۔۔۔کسی کام میں اس کا دل نہیں لگتا تھا۔۔۔

وہ دن بہ دن مایوسی کی طرف جارہی تھی۔۔۔
کچھ دن قبل اس نے جولیا سے ابھی ذہنی کیفیت شئیر کی تھی۔۔۔
"کیا زندگی کا یہی مقصد ہے۔۔۔کے اچھا کھاؤ پیو۔۔۔۔ تعلیم حاصل کرؤ۔۔۔اچھی یونی سے ڈگری لو۔۔۔۔کوئی اچھی جاب ڈھونڈو۔۔۔۔جب مل جائے۔۔۔تو اچھا لڑکا ڈھونڈنا شروع کر دو۔۔۔۔پھر کسی امیر و کبیر لڑکے سے شادی کرؤ۔۔۔۔اس کے بچوں کی ماں بنو۔۔۔ان کی پرورش کرؤ۔۔اور یہی کرتے کرتے اک دن مر جاؤ۔۔"للیان مانو کسی چیز کی۔۔۔کسی مقصد کی متلاشی تھی۔۔۔
اس نے بہت چھوٹی عمر میں نوٹ کرلیا تھا۔۔۔کے خدا نے کوئی چیز بے کار پیدا نہیں فرمائی۔۔۔۔
پھر اس کا اتنا بڑا وجود کیسے بے کار ہو سکتا تھا۔۔۔۔
مگر اسے اپنی زندگی کا مقصد ان کھوکھلی چیزوں میں نظر نہیں آتا تھا۔۔۔۔یہ سب اسے فانی لگتی تھیں۔۔۔۔
اور یہ احساس پہلی بار اپنی بڑی امی (ایریل) کی موت کے وقت ہوا تھا۔۔۔۔
مرنے والی وہ عورت بہت امیر و کبیر تھی۔۔۔۔ہسبینڈ بہت لونگ اور کئیرنگ۔۔۔بچے بھی ویل ایجوکیٹڈ۔۔۔۔
مگر ایریل مرتے وقت کیا ساتھ لے کر اس تابوت میں گی۔۔۔۔للیان یہی سوچتی رہی۔۔۔۔
امیر ہونا۔۔۔۔اچھا محبت کرنے والا شوہر ہونا۔۔۔ویل ایجوکیٹڈ بچوں کا ہونا۔۔۔۔یہ سب للیان کو بے معنی لگنے لگا۔۔۔۔

زندگی کا مقصد صرف ان چیزوں کے گرد نہیں گھوم رہا تھا یہ بات اسے سمجھ آگئی تھی۔۔۔مگر ذہن یہاں آکر اٹک جاتا۔۔

پھر کیا چاہیے اسے اپنی زندگی سے؟؟۔۔۔۔۔

اس کی باتیں جولیا کو کچھ خاص سمجھ نہیں آئیں۔۔۔وہ ابھی صرف سولہ سال کی حسین لڑکی تھی۔۔۔اور باتیں عمر رسیدہ خواتین کی طرح کرنے لگی تھی۔۔۔

جولیا کو لگا ایریل کی موت کا اسے صدمہ لگ گیا ہے۔۔۔۔

مگر وہ کہاں جانتی تھی۔۔۔وہ سولہ سال کم عمر لڑکی۔۔۔فنا اور بقا ڈھونڈنے نکل پڑی تھی۔۔۔۔

اور فنا اور بقا ڈھونڈنا کوئی کھیل نہیں۔۔۔۔

بڑے بڑے شاہ سوار اس میدان میں گرے ہیں۔۔۔

خدا والے ہی جانتے ہیں فنا اور بقا کا معنی۔۔۔۔

للیان ان سب سے بہت دور تھی۔۔۔۔

مگر للیان کا دل متلاشی ہو گیا تھا۔۔۔۔

اور جس کا دل متلاشی ہو جائے۔۔۔

پھر اسے سکون صرف منزل پا کر ہی آتا ہے۔۔۔

جولیا نے سوچا وہ ڈپریشن کا شکار ہو رہی ہے۔۔۔شاید اس لئے اتنی عجیب باتیں کرنے لگی ہے۔۔۔

جولیا نے اپنے بوائے فرینڈ سے للیان کا ذکر کیا۔۔۔اور التجا کی۔۔۔کے اسے اپنے کسی میل فرینڈ سے ملا دے۔۔۔۔

اس کا خیال تھا للیان بہت زیادہ تنہائی ی پسند ہے۔۔وہ کہیں آتی جاتی نہیں۔۔۔سوائے phuket beach کے۔۔۔اس ل ئی ے وہ ایریل انٹی کی موت کو بھولا نہیں پا رہی۔۔۔

شاید اس کی زندگی میں کوئی ی خوشگوار تبدیلی آجائے۔۔۔میل فرینڈ کے آجانے سے۔۔۔۔

وہ تھائی ی لینڈ میں پلی بڑی تھی۔۔۔جہاں کا ماحول کافی آزادانہ تھا۔۔۔

سولہ سال کی لڑکیاں اپنے بوائے فرینڈز کے ساتھ گھومتی پھرتی تھیں۔۔۔

یہی سبب تھا کے للیان کی تنہائی ی کا جولیا کو بہت خیال تھا۔۔۔

وہ چاہتی تھی اسے بھی جلد سے جلد کوئی ی ساتھی مل جائے۔۔۔

جولیا کا بوائے فرینڈ زاویار کا بچپن کا جگری یار تھا۔۔۔

”زاویار دیر ہورہی ہے۔۔۔وہ انتظار کررہی ہوں گی ہمارا۔۔۔“ایتان پریشان ہوکر زاویار کو دیکھ گویا ہوا۔۔۔جو اس وقت Pak khlong Talat (Flower market) میں بڑے مزے سے پھولوں کا خوبصورت گلدستہ تیار کروانے میں مگن تھا۔۔۔

”ہاں ہاں۔۔۔just chill....خالی ہاتھ تھوڑی جاؤں گا اپنی 79 ڈیٹ کے پاس۔۔۔۔“اس کی تعدادِ گرل فرینڈز سن کر ایتان کو لگا شاید اسے سننے میں تھوڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔

”کون سے نمبر کی ڈیٹ ہے تمھاری؟؟“ایتان بے یقینی سے اسکا چہرہ تکتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔

"ابھی تو مجھے سنچری بنانی ہے۔۔۔79 تو کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔" وہ لاپرواہی سے گویا ہوا۔۔۔ جیسے اتنے تعدادِ گرل فرینڈز رکھنا کوئی نارمل بات ہو۔۔۔۔ لیکن وہ زاویار تھا۔۔۔ اپنے نام کا پورے تھائی لینڈ میں اکلوتا۔۔۔

"مینج کیسے کرتے ہو یہ سب؟؟۔۔۔ مجھ سے تو اک جولیا نہیں سنبھلتی۔۔۔" وہ دلچسپی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"یہ تجھ جیسے شریفوں کا کام ہے بھی نہیں۔۔۔ تو چھوڑ۔۔" اس نے مزاحیہ انداز میں ایتان کو دیکھ کہا۔۔۔ اور پھر واپس پھولوں کا گلدستہ تیار کروانے لگا۔۔۔

"اچھا جلدی کر لے یار۔۔۔" وہ پھر اپنی کلائی پر بندھی بریسٹ واچ کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"تو کیا کہتا ہے۔۔ پسند آئے گا اسے؟؟۔۔ کیا نام ہے اس لڑکی کا ؟؟۔۔۔۔" وہ اپنی پیشانی کو مسلتے ہوئے۔۔۔ جیسے لڑکی کا نام یاد کرنے لگا۔۔۔

"للیان۔۔" ایتان نے اپنا سر جھٹکتے ہوئے۔۔۔ واپس لڑکی کا نام بتایا۔۔۔

"ہاں۔۔۔ مس للیان کو۔۔۔ ویسے اچھی تو دیکھتی ہے ناں؟؟۔۔۔ میری گرل فرینڈز کا بھی ایک لیول ہوتا ہے۔۔۔۔" وہ بڑے فخرانہ انداز میں گلدستے کے پیسے والٹ سے نکال کر شاپ کیپر کو دیتے ہوئے۔۔۔ ایتان سے پوچھنے لگا۔۔۔

"اچھی ؟؟۔۔۔ بہت خوبصورت ہے۔۔۔" ایتان بے ساختہ بولا۔۔۔

"اتنی ہی خوبصورت ہے تو ابھی تک بوائے فرینڈ کیوں نہیں ہے اس کا ؟؟۔۔۔۔ بے وقوف مت بنا۔۔۔ میں جانتا ہوں۔۔۔۔ کالی ,موٹی, گھنگرالو بال والی۔۔ ڈوریمون سائز قد والی۔۔۔ سامنے کے

دانت جو پیدائی شی باہر ہوں گے۔۔۔مجھے دیکھتے ہی مسکرا کر استقبال کریں گے۔۔۔۔۔افففف۔۔۔۔میں تو اس کی خوبصورتی کا تصور بھی نہیں کر پا رہا۔۔" جیسے تصوری دنیا میں اس کا خاکہ ملنے سے پہلے ہی تیار کر چکا تھا۔۔۔۔۔

پھر اک ٹھنڈی آہ بھر کر۔۔۔۔احسان کرنے والے انداز میں کہنے لگا۔۔۔"لیکن تو میرا دوست ہے ۔۔صرف اس لئے اس لڑکی کو شرف بخش دوں گا اپنی گرل فرینڈز کی لسٹ میں شامل ہونے کا۔۔۔"زاویار ایتان کی تعریف پر اعتبار کرنے کے لئے ذرا بھی تیار نہ تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔للیان واقعی بہت خوبصورت ہے۔۔۔تو کیا اسے شرف بخشے گا۔۔۔۔اگر وہ تجھے اپنا بوائے فرینڈ بنا لے تو یہ تیرے لئے اعزاز کی بات ہوگی۔۔۔"وہ کار کے پاس آکر۔۔۔کار کا گیٹ اون کرتے ہوئے۔۔۔زاویار کو دیکھ۔۔۔چیلنج دینے والے انداز میں گویا ہوا۔۔۔۔

"اووو۔۔۔واقعی؟؟۔۔۔اب تو میرا تجسس بڑ رہا ہے اس لڑکی کے لئے۔۔۔"وہ کار کا دوسرا گیٹ اون کرتے ہوئے بولا۔۔۔

ایتان نے کار ڈرائیف کرنا اسٹارٹ کی۔۔۔

"کہاں ہو ایتان؟؟۔۔۔میں کب سے ویٹ کر رہی ہوں۔۔۔"جولیا کال پر ہی تھوڑی بھرم محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

ایتان اگر پوری دنیا میں کسی سے سب سے زیادہ ڈرتا تھا تو وہ جولیا ہی تھی۔۔۔

اس نے جولیا کی بھرمی پر۔۔۔اب غصے سے زاویار کو دیکھا تھا۔۔۔جو گلدستہ پیچھے والی سیٹ پر رکھنے کے لئے جھکا ہوا تھا۔۔۔

”ڈئیر۔۔۔بس ہم آہی رہے ہیں۔۔۔پلیز غصہ مت ہو۔۔“ایتان کو لچکدار انداز میں بولتا دیکھ ۔۔۔۔زاویار نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کو دبایا تھا۔۔۔۔

”اگر تم پانچ منٹ میں یہاں نہ پہنچے۔۔۔تو میں للیان کو لے کر چلی جاؤں گی۔۔۔“اس نے قدرے خفگی سے کہہ کر کال کاٹ دی۔۔۔

”اتنا تو کوئی چوہا بھی بلی سے نہیں ڈرتا ہو گا۔۔۔جتنا تو جولیا سے ڈرتا ہے۔۔۔۔“وہ بے اختیار ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

”مرد جس عورت سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔اس کی ناراضگی سے ڈرنے لگتا ہے۔۔۔“وہ نہایت سنجیدہ انداز میں کہنے لگا۔۔۔

وہ غلط نہیں کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔یہ حقیقت ہے۔۔۔۔۔مرد صرف اپنی من پسند عورت کی خفگی اور ناراضگی سے ہی خوف کھاتا ہے۔۔۔مگر یہ بات اس کے برابر میں بیٹھا وہ لاپرواہ لڑکا کیا سمجھے ؟؟؟۔۔۔جس نے محبت کا مزا چکا ہی نہیں۔۔۔۔۔

زاویار اس کی بات سن۔۔۔مزاق اڑانے والے انداز میں پیٹ پکڑ کر ہنسنے لگا۔۔۔۔

”اپنے ڈرپوک ہونے کی کیا خوبصورت منطقی دلیل دی ہے آپ نے۔۔۔واہ۔۔۔واہ۔۔۔۔سوچ رہا ہوں نوٹ کرلوں اپنی ڈائی ری میں۔۔۔۔ورنہ بھول جاؤں گا۔۔۔“وہ اپنا سیل نکال کر۔۔۔اپنی سیل میں موجود پرسنل ڈائی ری کا code کھولنے لگا۔۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔دوبارا دوہرانا ذرا اپنے خوبصورت جملے۔۔۔مجھے لکھنا ہے۔۔۔"ایتان سمجھا وہ صرف مزاق اڑانے کی نیت تک کہ رہا ہے۔۔۔لیکن اس وقت وہ حیران ہوا جب اسے واقعی اپنی ڈائری میں ۔۔۔اس کا کہا جملہ لکھتے دیکھا۔۔۔

"زاویار میں تمھیں کبھی کبھار سمجھ نہیں پاتا۔۔"وہ نفی میں گردن کو جھٹکتے ہوئے۔۔ہار ماننے والے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

جس کے جواب میں وہ ہنس پڑا۔۔۔

☆☆☆

وہ دونوں بیچ پر پہنچ چکے تھے۔۔۔زاویار کے دل میں اس للیان نامی لڑکی کو دیکھنے کا بڑا اشتیاق پیدا ہوچکا تھا۔۔۔

زاویار اور جولیا کے درمیان رسمی بات چیت کے بعد۔۔اس نے زاویار کو محتاط کیا۔۔۔"میں نے للیان کو تمھارے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے۔۔اس لئے تم بھی ایسے ملنا جیسے تم ایتان کے دوست ہو۔۔اور اس کے ساتھ یہاں آئے ہو۔۔اسے بھنک بھی مت لگنے دینا کے تم خاص اس کے لئے آئے ہو۔۔ورنہ وہ تم سے بات بھی نہیں کرے گی۔۔۔"

زاویار کو جولیا کا اس طرح انسٹرکشن دینا اور خاص طور پر اس کا کہا آخری جملہ۔۔اپنی تذلیل محسوس ہورہا تھا۔۔۔

”وہ بات نہیں کرئے گی؟؟۔۔۔جیسے میں تو مرا جارہا ہوں اس سے بات کرنے کے ل ئی ے۔۔۔۔وہ کہیں کی شہزادی ہے۔۔۔جس کے ل ئی ے میں اتنا محتاط رہوں۔۔۔۔“وہ منہ بسورتے ہوئے بڑبڑایا۔۔

”کچھ کہا تم نے ؟“جولیا نے استفسار کیا۔۔۔وہ ٹھیک طرح سن نہیں سکی تھی۔۔اس نے ابھی ابھی کیا جملے ادا ک ئی ے۔۔۔

”نہیں۔۔۔میں نے کچھ نہیں کہا۔۔“وہ اپنے جملے بغیر ڈرئے جولیا کے منہ پر دوہرا دیتا اگر ایتان کی التجائی ی آنکھیں اسے چپ رہنے کا نہ کہ رہی ہوتیں۔۔۔۔وہ سر جھٹک کر۔۔۔اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے نفی کرنے لگا۔۔۔جیسے ضبط کررہا ہو اپنے غصے کو۔۔۔

”کہاں ہے وہ شہزادی ؟؟“وہ لاپرواہی سے منہ بگاڑتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔اس کا لہجہ کافی طنزیہ تھا۔۔۔جو جولیا کو محسوس بھی ہوگیا تھا۔۔۔

اس نے انگلی کے اشارے سے اسے دور بیٹھی ہوئی ی اک لڑکی دیکھائی ی۔۔۔

جو بیچ کے کنارے بیٹھی ہوئی ی تھی۔۔۔

زاویار کو دور سے وہ لڑکی خاص نظر نہیں آئی ی۔۔۔۔

”چلو میں تم دونوں کا تعارف کروادیتی ہوں۔۔۔“جولیا کہ کر آگے چلنے لگی۔۔۔

”اتنی انسٹرکشن تو کبھی مجھے ڈیڈ اور حدید نے نہیں دیں۔۔جتنی تیری گرل فرینڈ دے رہی ہے۔۔۔۔اگر تیرا خیال نہ ہوتا تو کبھی اتنی باتیں نہ سنتا۔۔۔حد ہوگ ئی۔۔۔۔ایسا لگ رہا ہے کسی

شہزادی سے ملنے جارہا ہوں۔۔۔جس سے ملاقات سے پہلے مجھے اس سے ملنے کے اداب سیکھائے جارہے ہیں۔۔۔"وہ منہ بسور کر اب ایتان پر برس رہا تھا۔۔۔

عجیب بندہ تھا وہ۔۔۔نہیں آتا تو بڑی سے بڑی بات پر غصہ نہیں آتا تھا اسے۔۔۔۔۔اور آجائے تو اتنی معمولی سے معمولی بات پر بھی آجاتا۔۔۔جس بات کو دوسرے لوگ اہمیت بھی نہ دیں۔۔۔۔

اس کی للیان سے ملنے کی ساری ایکسائٹمنٹ اب غصے میں بدل چکی تھی۔۔۔

"چھوڑ ناں۔۔۔۔بس میری خاطر اک گھنٹہ گزار لے للیان کے ساتھ۔۔۔۔۔۔پھر میں بعد میں جولیا سے کوئی ی بہانا بنادوں گا۔۔۔تجھے ملنا نہیں پڑے گا۔۔۔"ایتان نے منتی انداز میں کہا۔۔۔۔

"تم دونوں وہاں کیوں کھڑے ہو ؟؟"جولیا نے پیچھے مڑ کر ان دونوں کو دیکھ کہا۔۔۔جو اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے۔۔۔باتوں میں مصروف تھے۔۔۔۔

"آرہے ہیں۔۔"ایتان نے مسکراتے ہوئے جولیا کو جواب دیا۔۔۔اور اسکے پیچھے چلنے لگا۔۔

زاویار منہ بسورتے ہوئے ایتان کے پیچھے چلنے لگا۔۔۔

وہ اس قدر مرے مرے قدم لے رہا تھا مانو جیسے ریت پر اپنے وجود کو گھسیٹنے کی کوشش کررہا ہو۔۔۔۔

وہ تینوں اب للیان کے نزدیک پہنچ گ‌ئ‌ے تھے۔۔۔۔

للیان کی پشت تھی ان تینوں کی جانب۔۔۔۔

زاویار نے نہایت بے دلی سے للیان پر نظر ڈالی۔۔۔۔

"للیان"جولیا نے آواز دی۔۔۔۔

مگر وہ اپنی دنیا میں اتنی مگن اور کھوئی ی ہوئی ی تھی کے اس نے جولیا کی آواز سنی ہی نہیں۔۔۔

"للیان۔۔۔"جولیا نے پھر آواز دی۔۔۔

وہ اس بار بھی پیچھے نہ مڑی۔۔۔

"لگتا ہے تمھاری دوست کچھ اونچا سنتی ہے۔۔"زاویار کو جیسے بھڑاس نکالنے کا موقع ملا تھا۔۔

"ایسی بات نہیں ہے۔۔وہ بس تھوڑی اپ۔سیٹ ہے۔۔ تبھی تو میں چاہتی ہوں تم اس سے دوستی کرؤ۔۔۔"جولیا نے دھیمے سے۔۔زاویار کو دیکھ۔۔۔جواب دیا۔۔۔

"للیان۔۔۔"اس بار جولیا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔

للیان اس کے ہاتھ رکھتے ہی اپنے حواسوں میں لوٹی۔۔

اسنے پلٹ کر جولیا کی جانب دیکھا۔۔۔

زاویار نے پہلی نظر نہایت بے دلی سے اس سفید فراک میں ملبوس لڑکی پر ڈالی۔۔

سفید فراک میں ملبوس وہ حسین دشمنِ جاں۔۔۔۔جس کا حسن قیامت خیز تھا۔۔

کشادہ و شفاف پیشانی جو پاکیزگی کا بیان لگ رہی تھی۔۔

کمان کی مانند ابرو اور گھنی پلکوں میں اس کی بھوری نشیلی آنکھیں۔۔۔

کھڑی مغرور ناک۔۔۔۔

دودھیا رنگ۔۔۔

سرائی ی دار گردن۔۔۔۔

بھرے بھرے خوبصورت گال اور گالوں میں پڑتے بھنور۔۔۔۔معلوم ہوتا تھا کہ جب وہ ہنستی ہوگی تو بھنور گہرے ہوتے ہوں گے لیکن یہ ایک اندازہ ہی تھا کیونکہ ابھی تک اسے ہنستے یا مسکراتے زاویار نے دیکھا نہیں تھا۔۔۔

خوبصورت عنابی لب گویا یاقوت و مرجان ہوں۔۔۔

"للیان یہ زاویار ہے۔۔۔ایتان کا دوست۔۔۔۔"جولیا کے کہنے پر اب اس حسین سولہ سال کم عمر گڑیا نے زاویار پر سرسری سی نگاہ ڈالی تھی۔۔۔

اگر وہ لاپرواہ تھی تو پھر بلا کی لاپرواہ تھی۔۔۔۔اگر بے نیازی دیکھا رہی تھی تو بلا کی بے نیازی دیکھا رہی تھی۔۔۔۔

اس نے زاویار کی ستائی شی نظروں کو مکمل اگنور کر۔۔بغیر چہرے پر کوئی ی تاثر لائے۔۔۔۔۔جولیا کو دیکھ اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

"منہ تو بند کرلو انکلللللل"ایتان نے زاویار کی ٹھوڑی کے نیچے انگلی لگاکر اس کا منہ بند کرتے ہوئے ۔۔۔شوخی سے کہا۔۔۔

زاویان کو خبر ہی نہیں ہوئی ی تھی کے اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا للیان کو دیکھنے کے بعد۔۔۔

کچھ لمحوں کے ل ئی ے۔۔۔۔اس کے دل نے اسپیڈ پکڑ لی تھی۔۔۔۔

اسے ذہنی طور پر للیان کو دیکھ زبردست جھٹکا لگا تھا۔۔۔

تصور سے بالکل الٹ نکل کر آئی ی تھی وہ دشمنِ جاں۔۔۔۔

للیان کے بال تیز ہوا کے سبب منہ پر آرہے تھے۔۔۔۔

جسے وہ بار بار بڑی نزاکت سے کان کے پیچھے کر رہی تھی۔۔۔

اس نے سارے بال الٹے کندھے پر ڈال رکھے تھے۔۔۔۔

اس کی فراک کے پیچھے کا گلا کافی گہرا تھا۔۔۔دودھیائی ی رنگ پر کالا تل الگ ہی نمایا ہورہا تھا۔۔۔۔

ناجانے کیوں زاویار کے چہرپر اک پُراسرار مسکراہٹ بکھر آئی ی۔۔۔۔

"اب تم دونوں جاؤ۔۔۔۔۔آگے میں خود سنبھالوں گا "اس نے جولیا اور ایتان کو دیکھ کہا۔۔۔

جس پر ایتان مسکراتے ہوئے۔۔۔اس کی کمر پر تھپتھپاکر۔۔۔"All the best" کہ کر چل دیا۔۔۔۔

للیان واحد لڑکی نظر آرہی تھی زاویار کو۔۔۔جس نے بیچ کا مخصوص لباس نہیں پہنا ہوا تھا۔۔۔۔جو

اس کے اعتبار سے کافی بہتر لباس میں ملبوس تھی۔۔۔۔

"ہیلو۔۔۔"زاویار نے برابر میں بیٹھتے ہی اسے مخاطب کرنا چاہا۔۔۔۔

وہ سفید فراک کے نیچے بلیک جنیز کی پینٹ پہنی ہوئی ی تھی۔۔۔

پینٹ کو اس نے گھٹنوں تک فولٹ کر رکھا تھا۔۔۔۔

اس کی برہنہ رانیں۔۔۔

سنگ مرمر سے تراشے پاؤں۔۔۔

دھوپ اس کے حسن کو جیسے مزید دوبلا کر رہی تھی۔۔۔

زاویار کے ل ئی ے اپنی نظریں اسکے پاؤں سے ہٹانا بڑا مشکل تھا۔۔۔۔

اک دو ثانیوں کے ل ئی ے تو وہ بغیر پلکیں جھپکائے اسے کے خوبصورت پاؤں دیکھنے لگا۔۔۔۔

یہ حقیقت وہ باربار دل میں تسلیم کررہا تھا کے اس نے اتنے خوبصورت پاؤں پہلے زندگی میں کبھی نہیں دیکھے۔۔۔۔

”للیان کے پاؤں سے نظریں ہٹا زاویار۔۔۔“وہ جیسے خود ہی کو حکم دے رہا تھا۔۔۔

اگلے ہی لمحے اس نے اپنا کوٹ اتار کر للیان کے پاؤں پر ڈالا۔۔۔

جس پر وہ چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

”سردی بہت ہے۔۔۔“زاویار نے نظریں چوراتے ہوئے بہانا بنایا۔۔۔

”ہمم۔۔۔“اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے۔۔۔مزید اپنے پاؤں اچھی طرح کور کرلئیے۔۔۔۔

”کیا پریشانی ہے تمھیں؟؟“تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد زاویار نے بات کی پہل کی۔۔۔۔

”مجھے؟؟“وہ الجھی تھی۔۔۔۔

”ہاں تمھیں۔۔۔تبھی تو جولیا چاہتی ہے میں تم سے بات کرؤں۔۔۔“

اس کے کہتے ہی للیان کے چہرے کا رنگ غصے سے زرد پڑا تھا۔۔۔وہ پیچھے مڑنے ہی لگی تھی کے زاویار کی آواز نے اسے روکا۔۔۔۔

”جولیا کو مت دیکھو۔۔۔ورنہ اسے شک ہوجائے گا کے میں نے تمھیں بتا دیا ہے۔۔۔“

”آپ جولیا کی باتوں پر دیھان نہ دیں۔۔۔۔اسے ناجانے کیوں لگتا ہے ہر پربلم کا سولوشن بوائے فرینڈ بنانے میں پوشیدہ ہے۔۔۔۔“للیان نے کافی خفگی بھرے انداز میں کہا۔۔۔۔

”بوائے فرینڈ؟؟۔۔۔“زاویار نے دانستہ طور پر حیرت کا اظہار کیا۔۔۔

”سوری۔۔۔میں اک سائیکالوجسٹ ہوں۔۔۔اور ایتان کے دوست ہونے کے سبب۔۔اس کے بہت اصرار پر آپ کے ٹریٹمنٹ کے لئے آیا ہوں۔۔۔ناکہ آپ کا بوائے فرینڈ بننے۔۔۔“اس نے جھوٹ اتنی صفائی و شائستگی سے ادا کیا۔۔۔کے للیان شرمندہ ہوگئی۔۔۔

زاویار نے اس کے گالوں کو شرمساری سے لال ہوتے دیکھا۔۔۔

”او۔سوری۔۔۔۔مجھے لگا۔۔“وہ اب کافی شرمندہ شرمندہ سی نظر آرہی تھی۔۔۔اور یہی تو زاویار چاہتا تھا۔۔۔۔

زاویار کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔۔

”اٹس۔اوکے۔۔۔۔فلحال اصل موضوع پر آتے ہیں۔۔۔کیوں اتنی اپ۔سیٹ ہیں آپ؟؟“وہ اب اسکے حسین چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے۔۔ابرو اچکاکر پوچھنے لگا۔۔۔

وہ واقعی جاننے میں تجسس رکھتا تھا کے اتنی چھوٹی عمر کی لڑکی کیوں اتنی کھوئی کھوئی۔۔اور دنیا سے بےزار ہے۔۔۔

”پتا نہیں۔۔۔۔“وہ کندھے اچکاکر۔۔۔کچھ نا سمجھی والے انداز میں بولی۔۔۔۔للیان بھی دلی خواہش رکھتی تھی کے وہ اس متلاشی احساس سے باہر نکلے۔۔۔۔وہ بھی عام لڑکیوں کی طرح زندگی گزارے۔۔۔۔وہ سکون پانا چاہتی تھی۔۔۔۔یہی سبب تھا کے یہ جاننے کے بعد کے زاویار اک سائیکالوجسٹ ہے۔۔۔۔وہ اس سے اپنی الجھنیں اور سوچ شئیر کرنے لگی۔۔۔

”پھر بھی۔۔۔۔اچھا چلو یہ بتاؤ ہر وقت کیا سوچتی رہتی ہو؟؟“زاویار نے اسے اک ڈائریکشن پکڑائی تھی۔۔۔۔تاکے جان سکے آخر کیا چل رہا ہے اسکے ننھے سے ذہن میں۔۔۔

”میرے ذہن میں؟؟۔۔“اس نے کچھ کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔۔

”ہاں۔۔۔بتاؤ مجھے۔۔۔“

”بہت کچھ بیک وقت میرے ذہن میں چل رہا ہوتا ہے۔۔۔جیسے اس بیچ کو ہی دیکھ لیں۔۔۔“اس نے کہتے ہوئے۔۔۔سمندر میں اٹھنے والی لہرؤں کو بغور دیکھا۔۔۔

”کیا ہے اس سمندر میں؟؟۔۔۔ویسا ہی تو ہے جیسے سارے سمندر ہوتے ہیں۔۔“زاویار تیزی سے بولا۔۔۔

”وہ آپ کی نظر میں۔۔۔میری نہیں۔۔۔۔آپ نہیں سوچتے اتنی مقدار میں یہ پانی یہاں موجود ہے۔۔۔یہ چاہے تو اک ہی لمحہ لگے اور یہاں موجود سارے لوگ ہلاک ہوجائیں۔۔۔مگر یہ رکا ہوا ہے۔۔۔مانو کسی کے حکم کے زیرِ اثر ہو۔۔۔“وہ نہایت کھوئے ہوئے انداز میں بولی۔۔۔

زاویار کو اس کی باتیں نہایت بچگانہ لگیں۔۔۔

”اسی طرح کبھی آپ نے غور کیا ہے۔۔اک زبان کی حس اگر ختم ہوجائے تو دنیا کی ہر لزیز سے لزیز ۔۔عمدہ سے عمدہ چیز بے معنی ہوجاتی ہے۔۔۔۔جس پر شاید انسان کبھی غور بھی نہ کرتا ہو۔۔۔۔۔مگر کبھی سوچا ہے کھانے کا ذائقہ فقط اس منہ تک محدود ہے۔۔۔۔انسان اپنی پوری زندگی جس چیز کے لئے خواری اٹھاتا ہے وہ فقط اک زبان کے ذائقہ کے لئے ہے۔۔۔۔ورنہ پیٹ تو پتے کھاکر بھی بھرا جاسکتا ہے۔۔۔۔کبھی آپ بھی سوچتے ہیں۔۔۔ہر چیز فنا ہے۔۔۔کوئی بھی چیز مستقل طور خوشی دینے کا باعث نہیں بن پاتی۔۔۔۔۔ایسا کیوں ہوتا ہے؟۔۔۔اک چیز کی بڑی شدت سے چاہ ہو۔۔۔مگر جب وہ مل جاتی ہے تو اس چیز کا حصول وہ خوشی نہیں دیتا جتنی ہمیں اس سے توقعات

تھیں۔۔۔بلکے اگر خوشی ہوتی بھی ہے تو وقت کے ساتھ ساتھ کم ہونے لگتی ہے۔۔۔وہ خوشی صدا کیوں نہیں رہتی ؟؟۔۔۔کیوں ہر چیز بے معنی ہوجاتی ہے؟؟۔۔۔کیا آپ کے ذہن میں بھی اس طرح کا خیال آتا ہے کے۔۔"وہ بولتے بولتے رکی۔۔۔کیونکے مقابل بیٹھے بیٹھے نیند کے جھوکے لے رہا تھا۔۔۔

"کنٹینیو پلیز۔۔میں سن رہا ہوں۔۔وہ کل جیل میں مچھر بہت زیادہ تھے اس لئے آرام سے سو نہیں سکا۔۔حدید بھی باہر گیا ہوا ہے۔۔تو پوری رات لاک۔اپ میں گزارنی پڑی۔۔"اس نے زبردستی آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔۔۔وہ ڈھٹائی کی اعلی منزل پر تھا۔۔بڑی لاپرواہی سے للیان کو بتارہا تھا کے اس نے پوری رات جیل میں گزاری۔۔۔اور بتانے کا انداز بھی اتنا نارمل جیسے یہ کوئی عام بات ہو۔۔۔

للیان حیرت سے اسکا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔

جو للیان کو اپنا کارنامہ بتاکر پھر سے آنکھیں موند چکا تھا۔۔۔

"ڈاکٹر آپ نے جیل میں رات کیوں گزاری ؟؟"وہ اپنی باتیں بھول۔۔۔اب اسکی جانب مکمل متوجہ ہوکر پوچھنے لگی۔۔۔

"کلب میں اک لڑکے کے سر پر ڈرنگ کی بوتل توڑ دی تھی میں نے۔۔۔"

"مگر آپ نے ایسا کیوں کیا ؟"وہ الجھ کر۔۔تیزی سے استفسار کرنے لگی۔۔۔

"اسکیوزمی۔۔۔یہاں میں آپ کا ڈاکٹر ہوں نہ کے آپ میری۔۔۔میری پرسنل لائف میں۔۔میں جو چاہے کرؤں۔۔۔میں کسی کو اس کا جواب دہ نہیں۔۔۔اور نہ مجھے پسند ہے کوئی مجھ سے سوال

کرے۔۔۔آپ پلیز اپنی بات کریں۔۔بلکے چھوڑیں۔۔۔جتنا میں سن چکا ہوں اتنا کافی ہے۔۔۔اف۔۔۔اتنا کیوں سوچ رہی ہو بھ ئی۔۔۔اس عمر میں کون اسطرح کی عجیب باتیں سوچتا ہے۔۔یہ عمر کھانے پینے اور عیش کرنے کی ہے۔۔۔تو تم بھی یہی کرؤ۔۔۔او۔کے۔۔"وہ یہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔۔۔اور اپنی پینٹ پیچھے سے جھاڑنے لگا۔۔۔

"مگر ڈاکٹر "للیان کو ذرا بھی ذہنی آسودگی میسر نہیں آئی ی تھی۔۔۔وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ کھڑی ہوئی ی۔۔۔

"مگر کیا ؟؟۔۔۔تم اک کام کرؤ۔۔۔آج رات نو بجے تیار رہنا۔۔۔میں تمھیں اصل زندگی سے ملواؤں گا۔۔۔"زاویار نے اپنے پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔

"اصل زندگی ؟؟"وہ الجھی۔۔۔

"ہاں۔۔۔سیل نمبر دو اپنا۔۔"اس کے کہتے ہی للیان نے اپنا سیل نمبر بولنا شروع کر دیا۔۔۔

"اک منٹ۔۔۔سیل تو نکال لینے دو۔۔۔"اس کے ٹوکنے پر وہ بولتے بولتے چپ ہوئی ی۔۔۔

للیان کو زاویار کا رویہ کافی چڑچڑا سہ محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔اب بولو۔۔"اس نے سیل نکال کر لاپرواہی سے للیان کو دیکھ کہا۔۔۔

للیان کا نمبر نوٹ کرنے کے بعد۔۔۔وہ سیل واپس جیب میں ڈالنے لگا۔۔۔

"ڈاکٹر آپ میرے سیل پر مس۔کال دے دیں۔۔۔تاکے مجھے کوئی ی پریشانی ہو تو میں بھی آپ سے کانٹیک کر سکوں۔۔۔"۔۔۔زاویار نے بڑی مشکل۔سے اپنی مسکراہٹ دبائی ی۔۔۔یہی تو وہ چاہتا تھا کے مقابل خود اسکا نمبر مانگے۔۔۔

"اوکے۔۔"اس نے بے نیازی سے کہ کر اس کے نمبر پر مس۔کال دی۔۔۔

"سیل پرس میں ہے۔۔۔اور پرس کار میں۔۔۔میں سیف کرلوں گی۔۔۔"

زاویار نے فقط اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

ایتان اور جولیا انھیں کھڑا ہوتا دیکھ۔۔۔ان کی جانب آنے لگے۔۔۔

"جولیا کو مت بتانا کے میں نے تمھیں اپنے سائیکالوجسٹ ہونے کا بتادیا تھا۔۔اسکے منع کرنے کے باوجود۔۔۔"زاویار کے کہنے پر وہ اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔

"مانتا ہے ناں پھر مجھے۔۔۔۔"زاویار نے کار اسٹارٹ ہونے کے بعد اپنا سیل نکال کر ایتان کے آگے کرتے ہوئے۔۔فخرانہ کہا۔۔۔۔

ایتان کو یقین نہیں آرہا تھا للیان نے اسے پہلی ہی ملاقعات میں نہ صرف اپنا سیل نمبر دے دیا تھا بلکے اس کے ساتھ رات میں کلب جانے پر بھی رضامندی ظاہر کردی تھی۔۔۔۔

"مجھے ابھی بھی یقین نہیں آرہا۔۔یہ کیسے کیا تم نے ؟؟۔۔۔"ایتان حیرت کے غوطے کھا رہا تھا۔۔۔۔

"بس۔۔۔ٹیلنٹ ہے میرا۔۔" وہ فخرانہ اپنے کالرز پکڑ کر بولا۔۔۔۔

"اس نے بتایا تجھے۔۔وہ اتنی اپ۔سیٹ کیوں ہے"ایتان کے سوال پر اس نے اک لمبا سانس ہوا میں خارج کیا۔۔۔سیڈ سے سر ٹکا کر "بتایا تو تھا۔۔۔اور میں نے شروع کے اسکے کچھ جملے سنے بھی تھے۔۔۔مگر پھر مجھے وہ میتھ کی ٹیچر کی یاد دلانے لگی۔۔۔۔کیا بول رہی تھی کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔بس اس کے حسین لبوں پر نظریں جمائے کب مجھے نیند آنے لگی۔۔۔اور کب میں بیٹھے بیٹھے جھوکے لینے لگا۔۔۔مجھے خبر نہیں۔۔۔۔۔"

اس کی بات سن ایتان حیران ہوا تھا۔۔

للیان کے بارے میں اسنے جولیا سے کافی سن رکھا تھا۔۔۔

للیان دیگر لڑکیوں سے قدرے مختلف تھی یہ بات ایتان جانتا تھا۔۔یہی وجہ تھی وہ ابھی بھی الجھا تھا کے کیسے اتنی آسانی سے اسنے زاویار کو اپنا نمبر دے دیا۔۔اور اس کے ساتھ کلب جانے کے لئے تیار ہوگئی۔۔۔۔

"زاویار۔۔"ذہن میں اک سوال آنے پر ایتان نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"یہ تو سو گیا۔۔"وہ سوچکا تھا یہ دیکھ۔۔ذہن میں آنے والے سوال کو۔۔وہ زاویار سے پوچھ نہ سکا۔۔۔

✻✻✻✻-----✻✻✻✻✻❤❤❤❤❤

"ہیلو۔۔ریڈی ہو ؟؟۔۔اپنے گھر کا ایڈریس دو۔۔میں تمھیں پک کرلیتا ہوں۔۔۔"زاویار تیار ہوچکا تھا۔۔۔پرفیوم کی تقریبا پوری بوتل خود پر اسپرے کرنے کے بعد۔۔اس نے سیل اٹھاکر للیان کو کال کی۔۔۔

"سوری ڈاکٹر۔۔میں نہیں آسکوں گی۔۔"للیان نے معذرت طلب کی۔۔

"وہ کیوں؟؟"زاویار کا سارا مونڈ خراب ہوگیا تھا اس کا جواب سنتے ہی۔۔بڑی مشکل سے اپنا لہجہ نارمل رکھتے ہوئے اسنے پوچھا۔۔۔

"کیونکے میری نانی کی اچانک طبیعت خراب ہوگئی ہے۔۔"

"اوو۔۔۔اب کیا کرسکتے ہیں۔۔"زاویار نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔۔

اس کا کہا جملہ للیان کو ناگوار گزرا۔۔ مگر اسنے اپنی ناگواری کو مقابل پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔۔۔

”اوکے۔بائے۔۔“للیان نے کہ کر کال کاٹ دی۔۔۔

وہ یہی سوچنے لگی کے ڈاکٹر کم از کم کچھ دعائ ی کلمات ہی ادا کر دیتے۔۔۔

زاویار کی اک رنگین شام خراب ہوگ ئی تھی۔۔۔۔

اسکی نظر میں للیان اک بھولی بھالی بےوقوف سی لڑکی تھی جسے وہ باآسانی شیشے میں اتار سکتا تھا۔۔۔

”چلو۔۔۔نیکسٹ ٹائ م مس للیان۔۔۔“اس نے سیل پر للیان کے نمبر کو دیکھتے ہوئے۔۔منہ بسور کہا۔۔۔۔

کہتے ہیں ناں بڑی بلا آنے والی ہوتی ہے۔۔اور خدا اسے چھوٹی پر ٹال دیتا ہے۔۔۔بھلے ہی اس کا بندہ یہ بات جانے یا نہ جانے۔۔۔۔

للیان کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔۔۔۔

*******------*******❤❤❤❤

”کیا ہوا ؟؟۔۔۔موڈ کیوں اف ہے جناب کا ؟؟“ایتان کے سوال پر اسنے ڈرنگ کا گلاس منہ سے لگا کر اک ہی سانس میں ختم کیا تھا۔۔۔۔

”جولیا کی وہ دوست۔۔۔کیا نام تھا۔۔؟؟۔۔“وہ نشے میں نام یاد کرنے کی کوشش کررہا تھا۔۔۔

”للیان “ایتان کے کہتے ہی اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

”ہاں ہاں۔۔۔وہی۔۔۔سارا موڈ اف کردیا اس نے میرا۔۔۔اک ہفتہ ہونے کو آرہا ہے۔۔کال ہی پک نہیں کرتی۔۔“زاویار کا ذہن للیان پر آکر اٹک گیا تھا۔۔۔۔

”اس نے تجھے بتایا نہیں۔۔۔“ایتان کے کہنے پر اسنے گلاس رکھ کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔

”کیا؟؟“

”یہی کے وہ پاکستان جارہی ہے۔۔۔اور اس کے پیرنٹس تو دو دن بعد ہی واپس آگئے تھے ۔۔۔مگر وہ وہیں اپنی نانی کے پاس رک گئی۔۔۔“اس کا انکشاف زاویار کو غصہ دلا گیا۔۔۔

”۔۔او۔نو۔۔۔میں پاگلوں کی طرح یہاں اس کا انتظار کررہا ہوں۔۔۔اور وہ پاکستان میں جاکر بیٹھ گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔وچ۔۔۔“وہ غصے میں گالی دیتے ہوئے بولا۔۔۔۔

❤❤❤❤******-------*****

اک ماہ گزرنے کو تھا۔۔۔اس کی مامی نے اسے بیوٹیشن کے کورس پر اک نامور پارلر میں لگا دیا۔۔۔

وہاں اس کے حسن کے چرچرے ہونے لگے۔۔۔۔۔

کوئی اسے گڑیا بلاتا تو کوئی بے۔بی۔۔۔۔وہ تھی ہی اتنی حسین۔۔۔آنے والی فی۔میلز کسٹمرز اس سے پہلا سوال یہی کرتیں وہ کسی سے منسوب تو نہیں۔۔۔

اکثر خواتین یہ سن کر ہی پیچھے ہٹ جاتیں کے وہ کرسچن ہے۔۔۔

تو کچھ اسے دیکھ کر آرزو کرنے لگتیں۔۔کاش وہ مسلمان ہوتی۔۔۔

اک اور نئی لڑکی کورس کرنے آئی۔۔۔

وہ پورے آبایا میں آتی۔۔۔چہرے پر بھی نقاب سجا ہوتا۔۔۔

اونر اور تمام پارلر کا اسٹاف اسے نقاب اتارنے کا کہتا۔۔مگر وہ نہ اتارتی۔۔۔

جس پر اسکے پیٹ پیچھے۔۔۔سب اس کا مزاق اڑاتے۔۔۔
وہ پہلی لڑکی تھی جسے للیان نے نماز پڑھتے دیکھا تھا پارلر میں۔۔۔۔
للیان اکثر غور کرتی وہ آذانوں کے وقت کوئی ی بھی کام کررہی ہوتی۔۔۔اسے چھوڑ کر اک سائیڈ میں بیٹھ جاتی۔۔۔۔
وہ اور لڑکیوں کی طرح پارلر کے دروازے پر بھی منہ اٹھاکر نہیں چلی جاتی تھی۔۔۔۔
للیان اور اسے فیشل کے اسٹیپ سیکھنے تھے۔۔۔۔
اونر دونوں لڑکیوں کو ماڈل کے چہرے پر وہ اسٹیپ اپلائے کرنا سیکھا رہی تھی۔۔۔۔
للیان کے پاؤں درد کرنے لگے تھے۔۔۔تو وہ تھک کر سامنے رکھی چی ئی ر پر جاکر بیٹھ گ ئی۔۔۔۔
اچانک لائی ٹ بھی چلی گ ئی۔۔۔
"او۔نو۔۔۔لگتا ہے پٹرول بھی ختم ہوگیا۔۔۔اب لگتا ہے تھوڑی دیر اندھیرے میں ہی بیٹھنا پڑے گا۔۔۔۔"لائی ٹ صبح سے گ ئی ہوئی ی تھی مگر جنزیٹر کے سبب اسکی کمی پوری کی جاری تھی ۔۔۔۔مگر اب شام ہوتے ہوتے جنزیٹر بھی ساتھ چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔۔اونر کے کہتے ہی ساری لڑکیاں منہ بگاڑنے لگیں۔۔۔۔
آج صبح سے بہت گرمی تھی۔۔۔شاید یہی وجہ تھی کے لائی ٹ بھی صبح سے اپنا دیدار نہیں کرا رہی تھی۔۔۔۔
"اپنا نقاب اتار دو۔۔۔بہت گرمی ہے۔۔۔۔"للیان نے آج پہلی بار اس نقاب والی لڑکی سے بات میں پہل کی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ایسے ہی ٹھیک ہے۔۔۔"اسکا نقاب پسینوں سے گیلا ہورہا تھا مگر پھر بھی وہ نقاب اتارنے کے ل ئ ے تیار نہ تھی۔۔۔۔

"یہاں تو کوئ ی لڑکا نہیں ہے۔۔۔پھر یہ نقاب کیوں ؟؟"یہ سوال وہ تھا جو للیان ناجانے کب سے اس سے پوچھنا چاہ رہی تھی۔۔۔

"چائے والا۔۔۔اکثر بے دھڑک آجاتا ہے۔۔۔اس ل ئ ے میں نقاب میں ہی رہنا بہتر سمجھتی ہوں۔۔۔"

"مگر وہ تو چائے والا ہے۔۔"للیان نہایت لاپرواہی سے بولی۔۔۔۔

"چائے والا ہے۔۔۔تو کیا وہ مردوں میں شمار نہیں ہوتا؟؟۔۔۔"اس لڑکی کی بات پر للیان خاموش ہوگ ئ ی۔۔۔

"اوکے۔۔۔میں سمجھ گ ئ ی۔۔۔تم نقاب اتار دو۔۔۔وہ آئے گا۔۔۔تو اس بار میں اس سے کہ دوں گی کے اندر یوں نہ آجایا کرے۔۔۔باہر کھڑا ہوا کرے۔۔۔ہم وہیں سے اس سے چائے لے لیں گے۔۔۔"للیان نے اسے اعتماد میں لیا تھا۔۔۔۔

اس دن کے بعد سے اسکے اور للیان کے درمیان بات چیت شروع ہوگ ئ ی تھی۔۔۔

للیان کرسچن تھی یہ علم ہونے کے باوجود یسرا اسے دین کی باتیں بتایا کرتی۔۔۔وہ بھی بڑی دلچسپی سے سنتی۔۔۔

اسے اچھا لگتا تھا یسرا کی باتیں سننا۔۔۔۔

یسرا کو سورہ مزمل منہ زبانی یاد تھی۔۔۔جسے وہ اکثر عشاء کی نماز کے بعد پڑھا کرتی۔۔۔

للیان نا جانے کیوں اک عجیب سہ کھچاؤ محسوس کرنے لگی تھی مسلمانوں کے دین کی طرف۔۔۔۔

☆☆☆

وہ ذہنی طور پر عجیب کشمکش کا شکار تھی۔۔۔اسے اچھا لگتا تھا یسرا سے باتیں کرنا۔اس کے دین کی معلومات سننا۔۔۔اسے نماز پڑھتے دیکھنا۔۔۔اسے سورہ مزمل کی تلاوت کرتے سننا۔۔۔

وہ الجھے ذہن کے ساتھ اک رات زاویار کو کال کرتی ہے۔۔۔

"للیان۔۔۔نہیں جانی۔۔۔تم نے مجھے بہت تڑپایا ہے اب تمھاری باری۔۔۔"زاویار نے اس کا نام سیل کی اسکرین پر دیکھتے ہی مسکرا کر کہا۔۔۔

للیان جس عجیب ذہنی دباؤ اور الجھنوں کو فیس کررہی تھی اس کی نظر میں زاویار ایک سائیکالوجسٹ ہونے کے اعتبار سے اسکی مدد کر سکتا تھا۔۔۔

وہ خود کو اک ایسی راہ کی جانب مائل ہوتا پا رہی تھی جو اس کی نظر میں غلط تھی۔۔۔

وہ اندھیروں میں بھٹکتی پھر رہی تھی۔۔۔اک روشنی کی تلاش میں۔۔۔

"پلیز ڈاکٹر کال ریسیو کریں۔۔۔"وہ مسلسل کال ملاتی رہی۔۔۔

"ہیلو۔۔"زاویار نے مسلسل کالز آنے پر مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے۔۔کال ریسیو کی۔۔۔۔

"ہیلو ڈاکٹر۔۔۔میں للیان۔۔۔جولیا کی فرینڈ۔۔۔۔۔"اس نے سب سے پہلے اپنا تعارف دیا۔۔۔

اسکی نظر میں وہ زاویار کی فقط اک پیشنٹ تھی۔۔۔جسے اک ماہ گزرنے کے بعد وہ یاد بھی نہیں ہو گی۔۔۔

”مجھے یاد ہے۔۔۔“اس کے جواب پر للیان نے بولنا شروع کیا۔۔۔

”ڈاکٹر میں بہت پریشان ہوں۔۔۔۔“

”کیوں ؟؟۔۔۔خیرت؟؟“اک لمحے کے لئے ہی صحیح مگر زاویار کو اسکی فکر لاحق ہوئی۔۔۔

”نہیں۔۔۔۔خیرت نہیں ہے۔۔۔میں پاکستان آئی ہوئی ہوں اپنی نانی کے پاس۔۔۔۔یہاں مجھے پارلر میں۔۔۔جہاں میں بیوٹیشن کا کورس کررہی ہوں اک لڑکی ملی۔۔۔وہ مسلم ہے۔۔۔اور یہ جاننے کے باوجود مجھے وہ اچھی لگتی ہے۔۔۔میرا دل اس کی طرف تیزی سے مائل ہورہا ہے۔۔۔۔اک سحر سہ محسوس کرتی ہوں میں۔۔۔۔جب وہ لڑکی میرے سامنے اپنی کتاب کی سورت پڑھتی ہے۔۔۔۔میرا دل چاہتا ہے وہ پڑھتی رہے اور میں سنتی رہوں۔۔۔۔مجھے گھٹن سی محسوس ہوتی جب میں چرچ جاتی ہوں۔۔۔لیکن جب میں اس لڑکی کو نماز پڑھتا دیکھتی ہوں۔۔اسے اس کے رب کی عبارت کرتے دیکھ۔۔۔میرا بھی دل چاہتا ہے۔۔میں بھی کرؤں۔۔۔۔عجیب سہ کھچاؤ ہے جو میں محسوس کرنے لگی ہوں ڈاکٹر۔۔۔۔۔مجھے خود سے ڈر لگنے لگا ہے۔۔۔۔۔ڈاکٹر پتا ہے جب میں آذان کی آواز سنتی ہوں۔۔۔تو میرے پورے جسم کا روا روا کھڑا ہو جاتا ہے۔۔۔۔اک انوکھا احساس مجھے اپنی جکڑ میں لیتا ہے۔۔۔۔ڈاکٹر میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔۔۔“آخری جملہ ادا کرتے وقت وہ زور زور سے رونے لگی۔۔۔۔اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔۔

”تو ہو جاؤ۔۔۔اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے۔۔۔۔“زاویار کا ذہن تو اسکی خوبصورتی میں اٹکا تھا۔۔۔۔اسے حاصل کرنے کی چاہ میں۔۔۔۔وہ دین سے بالکل بھی لگاؤ نہیں رکھتا تھا۔۔۔اس

لئے وہ سمجھنے سے قاصر تھا کے اس وقت للیان پر کیا بیت رہی ہے۔۔وہ کیوں اتنی پریشان ہے۔۔۔اس کا لاپرواہی سے دیا جواب۔۔۔۔للیان کو حیرت میں ڈال گیا۔۔۔

"مگر ڈاکٹر میں کرسچن ہوں۔۔۔میں کیسے ؟؟"وہ الجھی۔۔۔

"اگر تمھیں مسلمان بننے سے سکون ملے گا۔۔تو اس میں برائی کیا ہے؟؟۔۔"

"ڈاکٹر آپ سمجھ نہیں رہے میری حالت کو۔۔۔اپنا مذہب بدلنے کی بات کررہی ہوں میں۔۔۔یہ اتنا آسان نہیں ہے۔۔۔میرا پورا خاندان میرے خلاف ہوجائے گا۔۔۔مجھے گھر سے نکال دیں گے۔۔۔میں کیا کرؤں گی پھر ؟؟۔۔کہاں جاؤں گی ؟؟۔۔" اس کی پریشانی اس کے لہجے میں نمایاں تھی۔۔۔

"مجھ سے شادی کرکے میرے گھر پر رہ لینا۔۔۔پربلم سولف۔۔۔"وہ نہایت لاپرواہی سے بولا۔۔۔۔

اس کا کہا جملہ۔۔للیان کو اک دو ثانیوں کے لئے سوچ میں ڈال گیا۔۔۔

"آپ سے شادی ؟؟"وہ حیرت سے دوہرانے لگی۔۔۔

"ہاں۔۔کیوں ڈاکٹر اور پیشنٹ کی شادی نہیں ہو سکتی؟؟"اس کے سوال پر للیان خاموش ہوئی۔۔۔۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا والی مثال تھی للیان کی۔۔۔۔

"اچھا۔۔یہ سب چھوڑو۔۔یہ بتاؤ پاکستان سے واپسی کب آرہی ہو ؟؟۔۔"وہ بے صبرا ہوکر پوچھنے لگا۔۔۔

"پتا نہیں ڈاکٹر۔۔۔ابھی نانی کو میری ضرورت ہے۔۔۔"اس کے آنسوں اب تھم گئے تھے۔۔۔

"مجھے ان سے کہیں زیادہ ہے۔۔۔۔"وہ منہ میں بڑبڑایا۔۔۔۔

"کچھ کہا آپ نے ؟"وہ سن نہیں سکی تھی۔۔اس لئے پوچھنے لگی۔۔۔

"نہیں۔۔بس تم جلدی آجاؤ۔۔۔"اس لمحے للیان نے اسکے لہجے میں بے صبری محسوس کی تھی۔۔۔

"ویسے تم بہت خوبصورت ہو۔۔"زاویار نے باتوں کے موضوع کو یک دم بدلا تھا۔۔اس کی تعریف کر کے۔۔۔۔

اسے پہلے تو اپنے کانوں پر یقین ہی نہ ہوا۔۔۔کیونکے وہ زاویار سے اک ہی بار ملی تھی۔۔۔اُس پوری ملاقات میں زاویار کا رویہ کافی جھنجھلاہٹ والا تھا۔۔۔۔

اسے زاویار کے منہ سے اپنی تعریف سن۔۔ سمجھ ہی نہ آیا کے آگے وہ کیا بات کرے۔۔۔اس کا ذہن بالکل موقوف ہوگیا تھا۔۔۔

"آپ کو نہیں لگتا مس للیان۔۔میں نے آپ کی تعریف کی ہے تو بدلے میں آپ کو مجھے شکریہ کہنا چاہئے"اس نے کافی جتاتے ہوئے ٹوکا۔۔۔

"شکریہ ڈاکٹر۔۔"اس کے ٹوکنے پر۔۔۔شکریہ ادا کرنے لگی۔۔۔۔

"اوکے۔۔بائے ڈاکٹر "للیان اب کال کاٹ دینا چاہتی تھی۔۔۔

"بائے کیوں؟؟۔۔۔"وہ بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولا۔۔۔

”آپ بیزی ہوں گے۔۔۔میں آپ کا ویسے بھی بہت وقت لے چکی ہوں۔۔۔“

”صرف وقت؟؟۔۔۔تم میرا چین۔۔سکون۔۔۔نیند سب لے کر اڑی ہوئی ہو مس للیان۔۔۔۔۔“وہ پھر بڑبڑایا۔۔۔۔

”نہیں۔۔آج میں بالکل فری ہوں۔۔۔ہم بات کرسکتے ہیں۔۔۔۔“وہ مسکرا کر۔۔۔دوبارا بیڈ پر گرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

”تمھاری کمر پر جو تل ہے ناں۔۔۔۔وہ مجھے بہت پسند ہے۔۔۔“اس کا لہجہ کافی رومانی ہوتا محسوس کیا للیان نے۔۔۔۔

زاویار کی آنکھوں میں تعریف کرتے وقت اس کا حسین سراپا لہرا گیا تھا۔۔۔۔۔جس پر اس نے اک ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔۔

” مجھے کام ہے۔۔۔مجھے ابھی جانا ہوگا۔۔۔۔بعد میں بات ہوتی ہے۔۔۔“اس نے کہ کر تیزی سے کال کاٹ دی۔۔۔۔زاویار کی تعریف۔۔۔اس کے دل کی دھڑکنوں کو تیز کرگ ئی تھی۔۔۔۔

ناجانے کتنی دیر تک وہ اپنے دل پر سیل لگائے کھڑکی کے پاس کھڑی رہی۔۔۔۔

زاویار کی تعریفیں۔۔۔۔اس کا شادی کے ل ئ ے رضامند ہونا۔۔۔۔للیان کے دل میں اک ن ئ ے احساس کو جنم دے رہا تھا۔۔۔۔

اس بات سے انجان۔۔۔۔۔وہ صرف اسے شیشے میں اتار رہا تھا۔۔۔۔۔وہ کوئ ی شادی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔۔

”لو اتنی دیر سے فضول باتیں کرتے وقت اسے کام یاد نہیں تھے۔۔۔جیسے ہی میں نے بات اسٹارٹ کی۔۔۔کام یاد آگئے۔۔۔“وہ منہ بسورتے ہوئے .... سیل کی اسکرین دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

❤❤❤****----****

اسکے چاروں گرد آگ ہی آگ ہے۔۔۔نکلنے کا کوئی رستہ دور دور تک دیکھائی نہیں دے رہا۔۔۔۔

وہ بری طرح چیخ رہا ہے۔۔مگر اسکی پکار سننے والا کوئی نہیں۔۔۔

اس آگ کی تپش سے وہ اپنے چہرے کی کھال کو جھلستا ہوا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

پسینوں سے شرابور۔۔۔۔

وہ بری طرح مدد کی پکار لگا رہا تھا۔۔۔

چیخ چیخ کر۔۔اسنے اپنے گلے کی آواز بیٹھا لی تھی۔۔۔

آگ اب اسکے پاؤں کو جلانے لگی۔۔۔۔

وہ پھر سے اک بار چیخنے لگا۔۔۔۔

آگ کے اٹھتے ہوئے شعلے اسکے ذہن کو خوف سے مفلوج کر رہے تھے۔۔۔

وہ بھاگنا چاہتا تھا۔۔اس درد و تکلیف سے بچنا چاہتا تھا۔۔۔

مگر کوئی راستہ نہ تھا۔۔۔۔

آگ کے جلتے ہوئے شعلے اسکے پاؤں کو مکمل جلانے لگے کے اچانک ناجانے کہاں سے اک ہوا کا جھوکا آیا۔۔۔

اس ہوا کے جھوکے کے ساتھ ساتھ اک سفید دوپٹہ بھی۔۔۔

سفید دوپٹہ۔۔۔اسکے سینے سے آکر چپک گیا۔۔۔

اسنے محسوس کیا کے آگ اچانک سے خود با خود اس سے دور جارہی ہے۔۔۔

"اللہ تیرا شکر۔۔۔" اس نے چونک کر آنکھ کھولی۔۔۔خود کو بیڈ پر پاکر اس کے منہ سے بےساختہ نکلا۔۔۔

"کتنا خوفناک خواب تھا۔۔ایسا لگ رہا تھا جیسے میں واقعی جل رہا ہوں۔۔۔۔۔"زاویار کا پورا جسم پسینوں سے شرابور تھا۔۔اس کے حواس ابھی بھی ٹھیک طرح بحال نہیں ہوئے تھے۔۔۔

کمبل کو اس نے خود سے دور پھینک دیا۔۔پاس رکھے پانی کے جگ سے۔۔پانی نکال کر پورا گلاس پیا۔۔۔

پھر واپس خالی ذہن کے ساتھ لیٹ کر چھت دیکھنے لگا۔۔۔

"وہ دوپٹہ کس کا تھا؟؟"اچانک اس کے ذہن میں خواب والا دوپٹہ گھومنے لگا۔۔۔

"وہ دوپٹہ مام کا تو نہیں ہوسکتا۔۔کیونکے وہ تو دوپٹہ لیتی ہی نہیں تھیں۔۔۔پھر کس کا ہوسکتا ہے؟"نیند کی آغوش میں جانے سے قبل وہ یہی سوچتا رہا۔۔۔

❤❤❤****-----****

للیان کی نانی نے اسکے والدین سے بات کر کے اسے اپنے پاس ہی روک لیا۔۔اور ساتھ ساتھ کالج میں داخلا بھی دلا دیا۔۔۔

کالج کے پہلے دن واپسی پر اس کے ماموں کا بیٹا اسے پک کرنے آیا۔۔۔

وہ بھی للیان کی خوبصورتی پر ناجانے کب سے دل ہارے بیٹھا تھا۔۔۔

اس نے دانستہ طور پر بائیک پر اچانک سے زور دار بریک لگایا تاکے للیان اس سے آکر ٹکرائے۔۔۔

للیان نے اس کی اس حرکت کو پہلی ہی بار میں محسوس کرلیا۔۔۔

اسے آشر کی یہ حرکت نہایت ناگوار گزری۔۔۔اسے کہیں ناں کہیں اندیشہ تھا کے آشر دوبارا یہ حرکت ضرور کرے گا۔۔اس لئے اس نے اپنا کندھے پر ٹنگا بیگ اتار کر اپنے اور آشر کے بیچ میں رکھ لیا۔۔۔

آشر کو اس کے بیچ میں بیگ رکھنے کا علم نہیں تھا۔۔

اس نے دوبارا بریک لگایا۔۔۔مگر اس بار بیچ میں بیگ حائل ہوگیا۔۔۔

"مجھے پارلر چھوڑ دو۔۔"اس نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔۔

"کیوں ؟؟۔۔۔گھر چلتے ہیں"

"نہیں۔۔۔مجھے پارلر میں کام ہے۔۔"

"چلو ٹھیک ہے۔۔۔"

وہ پارلر کے مین گیٹ پر اتر گئی۔۔

"کب تک لینے آؤں تمھیں؟؟"اسے جاتا دیکھ۔۔آشر نے پیچھے سے آواز لگا کر پوچھا۔۔۔

"ضرورت نہیں ہے پریشان ہونے کی تمھیں۔۔۔۔۔میں خود آجاؤں گی۔۔"وہ خفگی سے کہتی ہوئی اندر چلی گئی۔۔۔

”لگتا ہے اسے میرا بریک لگانا برا لگ گیا۔۔۔میں نے تو سنا تھا باہر ممالک کی لڑکیاں بڑی آزادانہ سوچ کی مالک ہوتی ہیں۔۔۔۔پھر یہ کیوں نہیں ہے ؟؟۔۔۔۔۔۔یہ تو ہاتھ بھی نہیں لگانے دیتی خود کو۔۔۔“وہ منہ بگاڑتے ہوئے بول کر۔۔۔بائیک اسٹارٹ کرنے لگا۔۔۔۔

”للیان میں عصر کی نماز پڑھ کر آتی ہوں۔۔۔تم جب تک ان کے ہاتھوں کا مینیکیور کردو۔۔۔۔“یسرا کے کہنے پر وہ اثبات میں سرہلاتی ہوئ ی آگے آگ ئی۔۔۔۔

یسرا اپنی مخصوص جگہ پر۔۔۔جو اس نے پارلر میں نماز کے ل ئے بنالی تھی۔۔۔وہاں جائے نماز بچھاکر نماز پڑھنا شروع ہوگ ئی۔۔۔۔

للیان کی نظریں تو اسی پر ٹکی تھیں۔۔۔۔

اسے اچانک زاویار کی بات یاد آئ ی۔۔۔کے وہ مسلمان ہوجائے۔۔۔وہ اس سے شادی کرلے گا۔۔۔۔

یہ خیال ہی اس کی ڈھارس بنا رہا تھا کے وہ اپنا مذہب چھوڑنے کے بعد اک مسلمان لڑکے سے شادی کرکے سکون کی زندگی بسر کرسکتی ہے۔۔۔۔

وہ زندگی جسے وہ عش بھری نگاہ سے دیکھتی ہے۔۔۔۔وہ اسکی اپنی ہوسکتی ہے۔۔۔۔

وہ بھی مسلمان ہوکر نماز پڑھ سکتی ہے۔۔۔۔

وہ یسرا کی اک اک حرکت کو اچھی طرح اپنی آنکھوں میں بسا رہی تھی۔۔۔۔

اس کا نیت باندھنا۔۔۔۔اس کا قرات کرنا۔۔۔۔اس کا رکوع کرنا۔۔۔اس کا قیام میں کھڑا ہونا۔۔۔اس کا سجدے میں جھکنا۔۔۔۔اس کا سجدے سے اٹھنا۔۔۔۔اس کا پھر سجدے میں جانا۔۔۔۔

گھر آنے کے بعد اس نے اپنے کمرے کا دروازہ لاک کرلیا۔۔۔

اور یسرا کی طرح دوپٹہ باندھ کر اک صاف چادر بچھا کر کھڑی ہوگ ئی۔۔۔۔

نیت باندھتے وقت جس طرح یسرا نے ہاتھ کو حرکت دی تھی وہ بلکل اسی طرح اپنے ہاتھوں کو حرکت دینے لگی۔۔۔

اللہ اکبر نہ کہا۔۔۔۔لگا جیسے زبان پر کوئ ی قفل ہو۔۔۔۔

جو اسے یہ کلمہ ادا کرنے نہیں دے رہا۔۔۔۔

قرات تو آتی نہیں تھی۔۔۔

تھوڑی دیر تک خاموش کھڑی رہی۔۔۔۔

اسے تو یہ بھی علم نہیں تھا کے نماز سے پہلے وضو کرتے ہیں۔۔۔۔

کیونکے یسرا ہمیشہ گھر سے وضو کرکے آتی تھی۔۔۔

یسرا کے علاوہ وہاں کسی اور کو نماز پڑھتے اس نے دیکھا بھی نہیں تھا۔۔۔

رکوع اور قیام بھی بالکل یسرا کی طرح زبان پر قفل لگائے ادا کرلیا۔۔۔

مس ئ ی لہ تو سجدے کے وقت پیش آیا۔۔۔

اک دم ذہن میں سوالات ابھرے۔۔۔"یہ کیا کررہی ہے للیان؟؟۔۔۔تو سجدہ کررہی ہے مسلمانوں کے خدا کو؟؟۔۔۔۔کیا واقعی تو اپنا مذہب چھوڑ رہی ہے ؟؟"۔۔۔

وہ بہت دیر تک اسی حالت میں بیٹھی رہی۔۔۔

یہی سوچتی رہی کیا واقعی جس دین کی جانب اس کا دل مائل ہو رہا ہے۔۔۔وہ درست ہے ؟؟۔۔۔۔

کیا صرف ذہنی آسودگی کے لئیے اسکا اپنا مذہب تبدیل کرنا درست فیصلہ ہے؟؟؟۔۔۔۔۔

اگر اس کے بعد وہ پچھتائی تو۔۔۔۔

ایک کے بعد ایک خیال اس کے ذہن کو گھیر رہا تھا۔۔۔

اس کے ہونٹ کپکپانے لگے۔۔۔

آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔۔۔

سارے خیالات کو یک دم جھٹک کر۔۔۔وہ سجدے میں چلی گئی۔۔۔۔

سجدے میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔

وہ تھک چکی تھی اس ذہنی الجھنوں سے۔۔۔

وہ اب راہ نجات چاہتی تھی۔۔۔

ذہن اور روح کا قرار پانا چاہتی تھی۔۔۔۔

"اے مسلمانوں کے مالک۔۔۔۔۔میں تھک چکی ہوں اپنے دل کو تیری جانب مائل ہونے سے روکتے۔۔۔یہ دل میری نہیں سنتا۔۔۔۔اسے تیرا ذکر اچھا لگتا ہے۔۔ایسا لگتا ہے کوئی جادو ہو۔۔۔کوئی سحر۔۔۔۔جو مجھے جکڑتا ہے۔۔۔جو میرے پورے وجود پر حاوی ہوتا ہے۔۔۔اسے عجیب سہ سکون ملتا ہے تیرے قرآن کو سن کر۔۔۔۔۔۔وہ سکون جس کی تلاش میں آج میں سجدے میں سر جھکا چکی ہوں۔۔۔۔مجھے نہیں پتا کیا صحیح ہے کیا غلط۔۔۔میں بس اتنا

جانتی ہوں مجھے تو اچھا لگتا ہے۔۔۔مجھے تیرا ذکر اچھا لگتا ہے۔۔۔مجھے تیرا کلام اچھا لگتا ہے۔۔۔مجھے یسرا سے تیری تعریفیں سننا اچھا لگتا ہے۔۔۔میں نے سنا ہے تیری رحمت بہت بڑی ہے۔۔۔۔میں چاہتی ہوں تو اس رحمت میں مجھے بھی حصہ دے دے۔۔۔۔"وہ ناجانے کب تک سجدے میں روتی رہی۔۔۔دعا میں خود کے لئیے خدا سے بھلائی اور رحمت مانگتی رہی۔۔۔۔

❤❤❤******-----*****

دوسرے دن وہ یسرا سے ملنے کے لئیے بے تاب تھی۔۔۔

"اگر میں اسلام قبول کرنا چاہوں تو مجھے اس کے لئیے کیا کرنا پڑے گا؟؟"یسرا اس کے سوال پر چونکی تھی۔۔۔

"کیا تم اسلام قبول کرنا چاہتی ہو ؟؟"یسرا کے چہرے پر خوشی جھلکنے لگی۔۔۔

"ہاں۔۔۔میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں۔۔"اس کے جواب پر یسرا خوشی کے مارے اس کے سینے سے آلگی۔۔۔۔

"میں تمھیں کلمہ پڑھاتی ہوں وہ پڑھو۔۔۔اس سے تم دین اسلام میں داخل ہوجاؤ گی۔۔۔"یسرا نے تیزی سے کہا۔۔۔

"لاالہ "یسرا نے کہا۔۔۔"نہیں ہے کوئی معبود"وہ ساتھ ساتھ ترجمہ بھی بتارہی تھی۔۔۔

"لاالہ "للیان نے کپکپاتی زبان کے ساتھ الفاظ دوہرائے۔۔۔۔

"الا اللہ "۔۔۔یسرا نے باقاعدہ اس کے ہاتھوں کو کپکپاتے دیکھا۔۔اس کے پورے وجود کو لرزتے۔۔۔اس نے للیان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔۔۔"سوائے اللہ کے۔۔۔"

"الا اللہ"۔۔۔اسکی آنکھوں سے آنسو جھلکنے لگے۔۔۔

"محمد الرسول اللہ" یسرا اس کی آنکھوں سے جھلکتے ہوئے آنسو دیکھ۔۔خود بھی رونے لگی۔۔۔کیونکے اک غیر مسلم کو اسلام قبول کروانا۔۔۔یہ کوئی عام بات نہیں تھی۔۔۔۔یہ تو نہایت شرف کا مقام تھا۔۔جو اسے اتنی چھوٹی عمر میں خدا کی طرف سے ملا تھا۔۔۔"محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں"

"محمد الرسول اللہ۔۔۔"بس یہ جملے ادا کرنا تھا۔اس کے پورے جسم کا روا روا کھڑا ہوگیا۔۔۔اک عجیب سے احساس نے اس کی روح تک کو تازگی بخشی۔۔۔وہ اب اک مسلمان لڑکی تھی۔۔۔

"بہت بہت مبارک ہو۔۔۔تم اب مسلمان ہو۔۔۔مگر یاد رکھنا دین اسلام کے پانچ ستون ہیں۔۔۔پہلا : کلمہ طیبہ۔۔۔

دوسرا : نماز قائم کرنا۔۔۔

تیسرا : ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔۔

چوتھا : زکوۃ دینا۔۔

پانچواں : حج کرنا۔۔۔۔

اب تم پر نمازیں فرض ہیں۔۔"

"مگر مجھے نماز میں وہ سب پڑھنا نہیں آتا۔۔جو تم پڑھتی ہو۔۔۔"للیان تیزی سے اداس لہجے میں بولی۔۔۔

”کوئی ی بات نہیں۔۔۔ آہستہ آہستہ سب آجائے گا۔۔۔میں تمھیں سب سیکھا دوں گی۔۔“یسرا نے اسے پُراعتماد لہجے میں کہا۔۔۔

جس پر وہ اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔

یسرا نے اسے غسل کرنے کا طریقہ سمجھا دیا۔۔۔۔

جس سے وہ اپنے وجود کو پاک کرسکے۔۔۔۔

للیان نے گھر پہنچتے ہی ڈائی ریکٹ اپنے کمرے کا رخ کیا۔۔۔۔۔سب سے پہلے وہ غسل کی نیت کر کے واش روم میں داخل ہوگ ئی۔۔۔

یسرا نے جس طرح غسل کا طریقہ بیان کیا تھا۔۔۔اس نے بالکل ویسے ہی سارے اعضا دھوئے۔۔

اس نے اپنی زندگی کی۔۔۔سب سے بڑی خوشی اپنے ڈاکٹر سے شئ ی ر کرنا چاہی۔۔۔

”ہیلو ڈاکٹر۔۔۔میں للیان۔۔“وہ ہیئر ڈرائر کا پلگ لگاتے ہوئے۔۔۔دوسرے ہاتھ سے سیل کان پر ٹکا کر بولی۔۔۔اسکے لہجے سے ہی مسرت و خوشی جھلک رہی تھی۔۔۔

”آج بہت خوش لگ رہی ہو۔۔کیا بات ہے ؟“زاویار نے اسکے لہجے میں آنے والی خوشی کی کھنک محسوس کرلی تھی۔۔۔اس ل ئ ے پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔۔۔

”بات ہی ایسی ہے ڈاکٹر۔۔۔میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔۔۔اور یہ بات سب سے پہلے میں آپ سے شئ ی ر کرنا چاہتی تھی۔۔۔“

”ہمم۔۔مبارک ہو۔۔۔۔“زاویار نے مسکراتے ہوئے اسے مبارکباد دی۔۔۔

"ویسے نام بھی چینج کرلو اپنا۔۔۔للیان کرسچن نام ہے۔۔۔اب تم مسلمان ہوگ ئی ہو تو کوئ ی مسلم نام رکھو۔۔۔"زاویار کی تجویز پر وہ ابھی غور کرہی رہی تھی۔۔۔

"چلو یہ نیک کام میں کردیتا ہوں۔۔۔رامین۔۔۔رامین رکھ لو۔۔"

اس کا دیا نام للیان کیسے رد کرسکتی تھی۔۔۔

"رامین۔۔۔او۔کے۔۔۔"اپنا نیا نام اسے پسند آیا تھا۔۔۔

۔"ویسے میں پہلا انسان ہوں گا دنیا کا۔۔۔جس نے اپنی گرل فرینڈ کا نام رکھا ہے۔۔۔"وہ مزاحیہ انداز میں بولا۔۔۔

"گرل فرینڈ؟؟" اپنے ل ئ ے گرل فرینڈ کا لفظ سن۔۔اس کا ہاتھ اچانک سے بال ڈرائے کرتے کرتے رکا۔۔۔کچھ دیر خاموشی کے بعد وہ احتجاجاً بولی۔۔۔

"تو کیا آپ میری گرل فرینڈ نہیں ہیں؟؟"زاویار کے سوال کا وہ کیا جواب دے۔۔۔اسے سمجھ نہیں آیا۔۔۔۔

اس معصوم لڑکی کے دل سے وہ ستمگر بڑے مزے سے کھیل رہا تھا۔۔۔

"مجھے لگتا ہے آپ کے پیشنٹ آپ کا ویٹ کررہے ہوں گے۔۔۔"وہ بات گل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

اسکا جواب سن زاویار کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئ ی۔۔۔جیسے مزے لے رہا ہو۔۔۔

" پیشنٹ تھوڑا ویٹ کر سکتے ہیں۔۔۔۔مگر میرا دل نہیں۔۔۔۔اس ل ئ ے پہلے میرے سوال کا جواب دیں۔۔۔"وہ نہایت رومانی لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

"پتا نہیں۔۔۔" وہ ایک ہاتھ سے ہئیر ڈرائے کرتے ہوئے۔۔کندھے لاعلمی میں اچکاتے ہوئے بولی۔۔۔

اس کا جواب سن۔۔۔پھر چہرے پر مسکراہٹ بکھر آئی۔۔کیونکے اگر اس نے ہاں نہیں کہا تھا تو نہ بھی نہیں کہا تھا۔۔۔

"اتنا شور کیوں آرہا ہے؟؟"

"میں نہاء کر آئی ہوں ابھی ابھی تو بال ڈرائے کررہی ہوں۔۔۔"

اس کے کہتے ہی زاویار کی آنکھوں نے تصور میں اسے دیکھنا شروع کردیا تھا۔۔۔

وہ نہانے کے بعد کھلے اور گیلے آبشار میں کس قدر حسین لگ رہی ہو گی۔۔۔

"سب کچھ چھوڑو۔۔بس یہ بتاؤ۔۔واپس کب آرہی ہو؟؟" وہ بے صبری سے اس کی واپسی کی راہ تک رہا تھا۔۔۔

"ابھی نہیں ڈاکٹر۔۔"

"پھر کب؟؟۔۔۔" وہ تیزی سے بولا۔۔۔

"پتا نہیں۔۔۔"

"اک تو ہر سوال کا جواب یہ (پتا نہیں) کیوں ہوتا ہے۔۔" وہ ہلکا سہ جھنجھلاتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"یہ بھی پتا نہیں۔۔" اس بار جواب دیتے وقت۔۔رامین کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی تھی۔۔۔

”چلو۔۔۔میں بعد میں بات کرتا ہوں۔۔۔میری اک پیشنٹ آئی ہیں۔۔“زاویار کے جھوٹ کو سچ سمجھتے ہوئے اس نے فورا کال کاٹ دی۔۔۔۔

زاویار نے سیل جیب میں رکھا۔۔۔اور واپس اپنی سامنے بکھری فائلز دیکھنے لگا۔۔۔

”اف۔۔۔چلو زاویار۔۔تم کرسکتے ہو۔۔۔اگر کل گیم پروگرامنگ کمپنی میں تمھیں جاب چاہئیے تو آج رات ہی یہ سارے ماڈلز کمپلیٹ کرو۔۔“اپنا حوصلہ خود بڑھاتے ہوئے۔۔اک گہرا سانس ہوا میں خارج کر۔۔۔۔پھر سے ماڈلز کے اسکریچ بنانے لگا۔۔۔۔

☆☆☆

کوئی آیا پا کر چلا گیا۔۔۔

کوئی عمر بھر بھی نہ پاسکا۔۔

اے مولی تجھ سے گیلا نہیں۔۔

یہ تو اپنا اپنا نصیب ہے۔۔۔

وہ کالج کی لائبریری میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔جب اس کی نظر اک کتاب پر لکھے ہوئے اس شعر پر پڑئی۔۔۔

اسے یہ شعر بہت اچھا لگا۔۔جبکے وہ اس کے معنی سے ناآشنا تھی۔۔۔

کالج سے واپسی پر وہ پارلر چلی گئی۔۔۔

وہاں پر یسرا نے اسے بتایا کے وہ عالمہ کے کورس میں ایڈمیشن لے رہی ہے۔۔اگر وہ چاہے تو اس کے ساتھ وہاں داخلا لے سکتی ہے۔۔۔

"علم سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔۔۔اس لئے تمھیں میرے ساتھ چلنا چاہئے۔۔۔وہاں تمھیں دینِ اسلام کے بارے میں جاننے کا موقع ملے گا۔۔۔"یسرا کی دعوت پر وہ سوچ میں پڑھ گئی۔۔۔

پارلر میں سب واقف تھے کے للیان نے اسلام قبول کر کے اپنا نام چینج کرلیا ہے۔۔۔

اس لئے اسے وہاں نماز پڑھنے میں کوئی مشکل پیش نہ آتی۔۔۔

عشاء کی نماز بھی وہ اکثر پارلر سے پڑھ کر ہی آتی۔۔۔اگر کبھی نہ پڑھ پاتی۔۔۔تو اپنے کمرے کو اندر سے لاک کرنے کے بعد پڑھتی۔۔۔

یسرا کی دی ہوئی دعوت اس کے لئے بہترین موقع تھا اسلام کو مزید جاننے کا۔۔۔

دوسرے دن وہ کالج کی جگہ یسرا کے گھر چلی گئی۔۔۔وہاں سے وہ دونوں اکیڈمی ایڈمیشن کے لیے پہنچیں۔۔۔

اکیڈمی کا آفس نہایت شاندار بنا ہوا تھا۔۔۔

پھر اک قمیض شلوار میں ملبوس شخص آفس میں داخل ہوئے۔۔۔ان کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔۔۔ رامین نے نوٹ کیا۔۔۔انھوں نے اک بار بھی نظر اٹھاکر ان دونوں کی جانب نہیں دیکھا۔۔۔

فارم دینے کے بات انھوں نے کہا۔۔۔"آپ دونوں بہنوں کو مکمل پردے میں آنا ہوگا۔۔۔یہ یہاں کا رول ہے۔۔۔"

رامین سمجھ گئی تھی وہ یہ رول خاص اسکی وجہ سے بتارہے ہیں۔۔۔

"جی۔جی۔۔۔مفتی صاحب۔۔۔آپ فکر نہ کریں۔۔۔"یسرا نے نہایت نرمی سے جواب دیا۔۔۔اور پھر وہ دونوں فارم لے کر واپس آگئیں۔۔۔

یسرا نے رامین کا فارم بھی فل کر دیا۔۔۔اور ساتھ ساتھ اسے آبایا پہننے کی ترغیب بھی دلائی۔۔۔

"مگر میرے پاس آبایا نہیں ہے۔۔۔"رامین کے پریشان لہجے میں کہتے ہی یسرا کی والدہ۔۔جو سامنے سے وضو کر کے آرہی تھیں۔۔۔وہ بولیں۔۔۔"کوئی بات نہیں۔۔۔میں آج ہی مارکیٹ سے لاکر دے دوں گی تمھیں۔۔۔" ۔۔۔

یسرا کی والدہ بہت نیک خاتون تھیں۔۔۔انھوں نے ہی یسرا سے کہا تھا اپنے ساتھ رامین کو عالمہ کے کورس پر لے جانے کے لئے۔۔۔

عالم یا عالمہ بننا کوئی عام بات نہیں۔۔۔

یہ تو بڑے شرف کا مقام ہے۔۔۔

دوسرے دن وہ دونوں فارم جمع کروانے اکیڈمی پہنچیں۔۔۔

مفتی صاحب نے ان سے کہا کے وہ آج کی کلاس مس نہ کریں۔۔۔

مفتی صاحب نے انھیں فرسٹ فلور پر جانے کو کہا۔۔۔

وہ دونوں اک اک ہاتھ میں پرس پکڑے فرسٹ فلور پر چلی آئیں۔۔۔

فرسٹ فلور پر دو کمرے بنے تھے۔۔۔آمنے سامنے۔۔۔

کانچ کے دروازے پر تختی لگی تھی۔۔۔"درجہ اول"

"چلیں اندر ؟؟"یسرا نے دروازے کا ہینڈل پکڑتے ہوئے بولا۔۔

رامین کے لئے یہ سب بہت جلدی تھا۔۔ابھی کچھ دنوں پہلے ہی تو اس نے اسلام قبول کیا تھا۔۔۔۔۔وہ ذہنی طور پر ہچکچاہٹ کا شکار تھی۔۔۔گھبرا رہی تھی۔۔۔

"ڈر لگ رہا ہے مجھے "یسرا اس کی آنکھوں کی گھبراہٹ نقاب میں بھی دیکھ پا رہی تھی۔۔۔

"ڈرو مت۔۔بس قدم آگے بڑھاؤ۔۔"یسرا نے ہاتھ پکڑ کر حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔۔۔

رامین واقعی بڑے نصیبوں والی تھی۔۔اتنے اعلی لوگوں میں وہ منتخب کرلی گئی تھی۔۔۔

کمرے کا بس دروازہ کھولنے کی دیر تھی۔۔۔

اک الگ ہی ماحول ان دونوں کا منتظر تھا۔۔

کمرا برف کی طرح ٹھنڈا ہو رہا تھا اے۔سی چلنے کے سبب۔۔۔

کمرا بہت ہی وسیع و کشادہ تھا۔۔۔

جیسے یونی میں ہوتا ہے۔۔۔چئیرز بھی بالکل ویسی ہی لگی ہوئی تھیں۔۔

کمرے کے دو حصے کئیے گئیے تھے شیشے کے دروازے سے۔۔جس پر پردہ ڈلا تھا۔۔یہ پردہ صرف تبھی ہٹتا۔۔جب مفتی صاحب کلاس اٹینڈ کرنے آتے۔۔اور ان کے جاتے ہی پردے واپس لگا دئیے جاتے۔۔۔

آگے کا حصہ لڑکوں کے لئیے مخصوص تھا۔۔جنھیں اکیڈمی کی اصطلاح میں "بھائی "کہا جاتا۔۔۔

اور پیچھے کا حصہ لڑکیوں کے لئیے تھا۔۔۔جنھیں اصطلاح میں "بہن "کہتے۔۔۔

وہاں ہر عمر کی لڑکی نظر آرہی تھی۔۔۔یہاں تک کے دو تین شادی شدہ خواتین بھی موجود تھیں۔۔۔۔

سب مکمل پردے میں تھیں۔۔۔۔۔

جب رامین اور یسرا کمرے میں آئی یں تو پردہ ڈلا ہوا تھا۔۔۔۔

جیسے ہی پردے ہٹنے لگے۔۔۔سب بہنیں فورا سیدھی ہوکر بیٹھ گ ئی یں۔۔۔۔

رامین اور یسرا سب سے پیچھے والی چ ئی رز پر بیٹھے۔۔۔۔

مفتی صاحب کے کمرے میں داخل ہوتے ہی سب سلام کرتے ہوئے۔۔۔۔تعظیما کھڑے ہوئے۔۔۔

رامین آفس میں جن مفتی صاحب سے ملی تھی وہ کافی عمر رسیدہ تھے۔۔۔تو اس کا خیال تھا کے شاید سارے مفتیان کرام عمر رسیدہ ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

لیکن سامنے وجود خوبصورت و وجاہت کے پیکر نے اس کا یہ خاکہ توڑا تھا۔۔۔۔

سفید قمیض شلوار۔۔۔اس پر بلیک باسکٹ میں موجود مفتی صاحب۔۔۔۔جن کے چہرے پر سنت کے مطابق داڑھی سجی تھی۔۔۔۔

ان کے بولنے کا انداز نہایت شگفتہ اور ٹہرا ہوا۔۔۔۔

وہ نحو اور صرف کے لیکچرار تھے۔۔۔۔

وہ خود بھی کراچی یونی میں زیرِ تعلیم تھے۔۔۔۔

رامین نے ان کی آنکھوں کو بھی جھکا ہوا پایا۔۔۔وہ پڑھاتے وقت بھی بہنوں کی طرف نظر نہیں کرتے تھے۔۔۔۔۔

اور یہ بات رامین کو بہت متاثر کر رہی تھی۔۔۔

صرف کچھ ہی دنوں میں رامین نے اپنی بے مثال ذہانت کے رنگ دیکھانا شروع کر دیئے۔۔۔ صیغے بتانا۔۔۔ عبارت بنانا۔۔۔ قرآن پاک کے صیغوں کا درست ترجمہ نکالنا۔۔۔۔ عبارت کے اعراب لگانا اور وجہ کے ساتھ بیان کرنا کہ کون سا اعراب کس وجہ سے لگایا گیا ہے۔۔۔۔

اس کی ذہانت کے کچھ دنوں میں ہی چرچے شروع ہوگئے پوری اکیڈمی میں۔۔۔

اکثر کلاس کی لڑکیاں اس کی ذہانت پر عش عش کر اٹھتیں۔۔۔ کیونکے اکثر اسٹوڈنٹس صیغے کے حرف اصلیہ تک پہچان نہیں پاتے تھے۔۔۔ تو پورا صیغہ نکالنا اور پھر اس کا درست ترجمہ بتانا تو بہت دور کی بات ہے۔۔۔۔

ان سب میں یسرا کو بھی بہت مشکل پیش آتی۔۔۔ مگر رامین اس کی مدد کے لئے پیش پیش رہتی۔۔۔

مفتی صاحب اکثر کہا کرتے۔۔۔ کے عالم اور عالمہ ایسے لوگ بنتے ہیں۔۔۔ جن کا انتخاب خدا خود فرماتا ہے۔۔۔ وہ عام لوگ نہیں ہوتے۔۔۔ وہ خاص ہوتے ہیں۔۔۔ جنھیں خدا نے چنا ہوتا ہے اپنے دین کے لئے۔۔۔۔ کے خدا جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ دیتا ہے۔۔۔

اکیڈمی کے اوپر والے فلور پر لڑکیوں کا مدرسہ لگتا تھا۔۔۔

یسرا نے اسے آدھا قرآن پڑھا دیا تھا۔۔۔ مگر اب عالمہ کے کورس کی پڑھائی کے سبب وہ اتنا بیزی رہتی کے رامین کو ٹائم نہیں دے پاتی۔۔۔

اس لئے رامین نے مدرسے میں داخلہ لے لیا۔۔۔

وہاں قرآن پاک پڑھانے کے ساتھ ساتھ اسے نماز کے شرائط اور فرائض۔۔۔وضو کی سنتیں۔۔اور آداب۔۔۔چھ کلمے۔۔۔سب سیکھایا جاتا۔۔۔وہ بھی بڑی دل جمی سے سب کچھ سیکھ رہی تھی۔۔۔

رامین ہفتے میں دو دن کالج جاتی اور باقی سارے دن اکیڈمی۔۔۔

کالج اور اکیڈمی کی تعلیم کو ساتھ لے کر چلنا اس کے لئے کافی مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

کبھی کبھار تو عبارت بنانے کے چکر میں وہ پوری رات سو بھی نہیں پاتی۔۔۔

💖💖💖💖*****------****

"ہیلو ڈاکٹر۔۔۔میں رامین۔۔۔"زاویار کو جاب مل گئی تھی۔۔۔اس وقت وہ کام میں ہی مصروف تھا جب رامین کی کال آئی۔۔۔۔بغیر نمبر دیکھے۔۔۔اس نے کال ریسیو کرلی۔۔۔

"ہاں بولو۔۔۔"زاویار کو علم تھا کوئی مسئلہ ہی ہو گا جو اس نے کال کی۔۔۔۔۔اس نے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے۔۔۔تیزی سے کہا۔۔۔۔

ان مہینوں میں زاویار کو واقعی لگنے لگا تھا جیسے وہ اس کا سائیکالوجسٹ ہو۔۔۔

"ڈاکٹر میری یاد داشت اچانک سے کمزور ہو رہی ہے۔۔۔میں چیزیں بھولنے لگی ہوں۔۔۔نماز میں چار رکعات کی نیت باندھتی ہوں۔۔۔مگر پڑھتے پڑھتے بھول جاتی ہوں کے تیسری رکعت میں ہوں یا دوسری۔۔۔اسی طرح میں وضو مکمل کر لیتی ہوں۔۔۔پھر بھی دل کہتا ہے نہیں تو نے مکمل وضو نہیں کیا۔۔تو کچھ بھول گئی ہے۔۔۔اس وجہ سے میں الجھی رہتی ہوں۔۔۔نماز میں بھی یہی سوچتی رہتی

ہوں کے اگر۔۔" وہ ابھی اپنا مسئلہ بیان کر رہی تھی کے زاویار نے بیچ میں بات کاٹتے ہوئے کہا۔۔۔

"رامین۔۔۔میں اس وقت بہت بیزی ہوں۔۔۔فری ہوکر تمھارے اس مسئلے کے باری میں بات کریں گے۔۔اوکے۔۔۔" وہ رامین کو ٹال رہا تھا وقتی طور پر۔۔۔تاکے حدید سے اس کا حل معلوم کرسکے۔۔۔۔

"اوکے ڈاکٹر۔۔۔" رامین نے اداس لہجے میں کہہ کر کال کاٹ دی۔۔۔۔

زاویار واپس اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔۔۔

اس نے محسوس نہیں کیا تھا۔۔۔مگر وہ عادت بنتی جارہی تھی۔۔۔۔

اک وقت محبت اتنی جان لیوا نہیں ہوتی جتنی عادت ہوتی ہے۔۔۔۔

*****—*****—*******————*******—*****

"حدید کبھی تمھارے ساتھ نماز پڑھتے وقت ایسا ہوتا ہے کے تمھیں یاد ہی نہ رہے کے کون سی رکعت پڑھ رہے ہو۔۔۔یا وضو کرنے کے بعد لگے۔۔تم نے وضو کیا ہی نہیں۔۔۔یا کوئی اعضا دھونا بھول گئے ہو؟؟۔۔۔" زاویار کو کھانا کھاتے وقت رامین کا مسئلہ یاد آیا۔۔۔تو اس نے فورا ہی حدید سے پوچھا۔۔۔جو چاول کا چمچہ منہ میں ڈالے اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟؟۔۔۔تم اور نماز کی باتیں" حدید کی حیرت اس لمحے دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔۔

”حیرت بعد میں کر لینا۔۔پہلے میرے سوالوں کے جواب دو۔۔۔مجھے اپنی گرل فرینڈ کو دینے ہیں۔۔۔۔“زاویار لاپرواہی سے بولا۔۔۔۔

”تمھاری گرل فرینڈ نماز پڑھتی ہے؟؟“حدید کو جیسے اک اور جھٹکا لگا ہو۔۔۔۔کیونکے وہ زاویار کی گرل فرینڈز کے لیول کو اچھی طرح جانتا تھا۔۔۔ان میں اک نمازی گرل فرینڈ کا ہونا اس کے لئے کافی شاکڈ دار بات تھی۔۔۔۔۔

”ہاں۔۔۔نہ صرف نماز بلکے وہ عالمہ بھی بن رہی ہے۔۔۔فلحال یہ باتیں چھوڑو۔۔۔اور مجھے بتاؤ کیا تمھارے ساتھ ایسا ہوتا ہے؟؟۔۔۔“زاویار نے گلاس میں پانی بھرتے ہوئے حدید کو دیکھ استفسار کیا۔۔۔۔

”ہاں شروع میں ہوتا تھا۔۔۔اس طرح کے وسوسے آتے ہیں نماز اور وضو میں۔۔۔۔یہ شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔۔۔۔ان کا سب سے اچھا علاج ہے کے ان پر توجہ نہ دی جائے۔۔۔۔“حدید کے جواب پر وہ مطمئن نہیں ہوا تھا۔۔۔۔

وہ جانتا تھا جب وہ خود ٹھیک طرح اس جواب سے مطمئن نہیں تھا تو رامین کو کیسے کر سکتا تھا۔۔۔

”اگر وضو میں۔۔۔میں کوئی ی اعضا دھونا بھول گیا اور بعد میں یاد آیا۔۔۔تو پھر میں کیا کروں ؟؟“زاویار کے سوال پر حدید تھوڑی دیر خاموش ہوا۔۔۔۔

”دیکھو اگر زندگی میں پہلی بار ایسا ہورہا ہے کے تم نے وضو کرلیا اور بعد میں یاد آیا کے کوئی ی اعضا دھونے سے رہ گیا ہے تو جو اعضا ہو وہ دھو لو۔۔۔وضو ہوجائے گا۔۔۔اگر یہ یاد نہیں کون سہ اعضا

تھا۔۔۔تو الٹا پاؤں دھو لو۔۔۔اور اگر یہ اکثر ہوتا ہے۔۔۔تو پھر اس کی طرف توجہ نہ کرؤ۔۔۔۔۔"

"اووو۔۔۔اگر نماز پڑھتے وقت مجھے یاد ہی نہیں رہا کے کون سی رکعت پڑھ رہا ہوں تو پھر میں کیا کرؤں؟؟"

"پہلے یاد کرنے کی کوشش کرؤ۔۔۔"

"کر رہا ہوں۔۔۔پھر بھی یاد نہ آئے تو"

"تو پھر دل سے پوچھو۔۔۔اگر دل کہتا ہے تمھاری دوسری رکعت ہے۔۔۔تو مان لو کے دوسری ہی ہے۔۔۔اور اگر دل کہتا تیسری ہے تو مان لو تیسری ہے۔۔۔۔"

"اگر دل بھی الجھا ہوا ہو۔۔۔کوئی ی فیصلہ نہ کرپائے۔۔۔"

"تو۔۔۔کم والی کی طرف جاؤ۔۔۔جیسے دوسری اور تیسری میں سے۔۔۔۔۔دوسری سمجھو۔۔۔۔۔۔اور آخر میں سجدہ سہو ادا کر لو۔۔۔باقی تم کسی عالم صاحب سے رابطہ کر کے معلوم کرلو۔۔۔"حدید کے کہنے پر وہ اثبات میں سر ہلانے لگا۔۔۔

کمرے میں جاتے ہی اس نے رامین کو خود کال کی۔۔۔۔اور اسے مس ئلے کا حل بتایا۔۔۔۔

"شکریہ ڈاکٹر۔۔۔"اس نے مسکراتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔۔۔۔

وہ دل ہی دل میں زاویار کو بہت زیادہ پسند کرنے لگی تھی۔۔۔

"ویلکم۔۔۔اینڈ۔۔۔بائے۔۔۔"زاویار تھکن سے چور چور ہورہا تھا۔۔۔اس ل ئے بائے کہ کر سیل رکھنے لگا۔۔۔

"آج بہت تھک گ ئی ے ہیں کیا ؟؟"رامین پوچھے بغیر رہ نہ سکی۔۔۔

"ہاں۔۔۔بس اب آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"اس نے الماری سے نائ ٹ ڈریس نکالتے ہوئے ۔۔۔دوسرے ہاتھ سے سیل پکڑ کر کہا۔۔۔

"اوکے۔۔۔گڈ نائ ٹ۔۔۔"رامین نے مسکراتے ہوئے کال کاٹ دی۔۔۔

"کبھی کبھار تو مجھے لگتا ہے میں واقعی اس کا ڈاکٹر ہوں۔۔۔"وہ سیل کو بے دلی سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔پھر بیڈ پر ڈال کر واش روم کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

💖💖💖💖 *****-----*****

وہ اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ ہوٹل کے روم میں تھا۔۔۔

دونوں صوفے پر بیٹھ کر ڈرنگ کررہے تھے۔۔۔کے اچانک زاویار کی نظر اس لڑکی کے پاؤں پر گ ئی۔۔۔

"بہت خوبصورت ہیں ناں میرے پاؤں؟؟"اس لڑکی نے جب زاویار کی جمی ہوئی نگاہ اپنے پاؤں پر دیکھی۔۔۔تو اتراتے ہوئے استفسار کرنے لگی۔۔۔

جبکے زاویار کی نگاہ بظاہر اسکے پاؤں پر تھی۔۔۔

وہ وہاں موجود ہی کب تھا۔۔۔

وہ تو اس لمحے کی یاد میں کھویا تھا جب اسکی نظریں رامین کے خوبصورت۔۔سنگ مرمر سے تراشے پاؤں کا دیدار کر رہی تھیں۔۔۔

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں زاویار "اس لڑکی نے تھوڑی دیر میں محسوس کرلیا۔۔کے وہ ذہنی طور پر وہاں موجود نہیں ہے۔۔۔

"ہاں۔۔۔کیا پوچھ رہی ہو؟؟"وہ اس کی آواز پر اپنے حواسوں میں لوٹا تھا۔۔۔۔

"میرے پاؤں بہت خوبصورت ہیں ناں؟"وہ لڑکی اپنے حُسن کی تعریف سننے کا انتظار کررہی تھی۔۔۔۔

جبکے زاویار کے چہرے پر اک پُراسرار مسکراہٹ بکھر آئی ی تھی۔۔۔۔

"ہاں۔۔۔صرف پاؤں کیوں؟؟۔۔۔۔میں نے تم سے زیادہ خوبصورت لڑکی نہیں دیکھی اپنی پوری زندگی میں۔۔۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے بڑی صفائی ی سے جھوٹ بولنے لگا۔۔۔۔۔

جس پر وہ لڑکی جھیپ کر مسکرانے لگی۔۔۔۔

زاویار کا دل ابھی تک رامین کی خوبصورتی میں اٹکا تھا۔۔۔۔

وہ چاہ کر بھی اسے بھول نہیں پاتا تھا۔۔۔۔

"بہت ہوگیا رامین۔۔۔بہت تڑپا لیا تم نے مجھے۔۔۔۔۔اک سال بہت ہوتا ہے۔۔۔۔اب میرے صبر کی بھی حد ہوگ ئی ہے۔۔۔۔تم تھائی ی لینڈ نہیں آرہی تو کیا۔۔۔۔؟۔۔۔۔میں تو پاکستان آسکتا ہوں۔۔۔۔"وہ ڈرنگ منہ سے لگائے۔۔۔خباثت چہرے پر ل ئی ے مسکرانے لگا۔۔۔۔۔

*****------*****

"تمھیں معلوم ہے میں اس وقت کہاں ہوں "آج اکیڈمی کی چھٹی تھی۔۔۔اور پارلر کی بھی۔۔۔۔وہ ناشتے سے فارغ ہی ہوئی ی تھی کے زاویار کی کال آگ ئی۔۔۔۔

"کہاں ہیں ؟؟"وہ لاعلمی میں کندھے اچکاتے ہوئے۔۔۔

"پاکستان۔۔۔"اس کے کہتے ہی رامین کے چہرے پر بڑی مسکراہٹ بکھر آئی ی۔۔۔

"واقعی ؟؟۔۔۔ڈاکٹر آپ پاکستان آئے ہوئے ہیں ؟؟۔۔۔"وہ مسرت بھرے لہجے میں بولی۔۔۔

"ہاں۔۔۔اور اس وقت کراچی ائیرپورٹ پر کھڑا ہوں۔۔۔"

"واو۔۔۔زبردست۔۔۔۔کسی کام سے آئے ہیں آپ ؟"

"ہاں۔۔۔بہت ضروری کام سے۔۔۔۔"وہ سنجیدگی سے جواب دہ ہوا۔۔۔۔

"میں کل چلا جاؤں گا۔۔۔تو اگر تم فری ہو تو آج ملاقات کر لیتے ہیں۔۔۔۔"

"ابھی تو آپ آئیں ہیں اور کل چلے بھی جائیں گے۔۔۔ایسا کیوں ؟"

"میں یہاں کام سے آیا ہوں۔۔۔اور جس کام کے لئیے میں آیا ہوں اس کے لئیے اک رات کافی ہے۔۔۔تم یہ بتاؤ۔۔۔امید رکھوں کے میری گرل فرینڈ مجھ سے ملنے آئے گی ؟؟"اس نے پُرامید لہجے میں سوال کیا۔۔۔۔

رامین اس کے ناپاک ارادوں سے انجان تھی۔۔۔۔

"بالکل ڈاکٹر۔۔۔۔مگر۔۔۔آپ اک کام کریں میری نانی کے گھر آجائیں۔۔۔۔آج کا کھانا ہماری طرف کھالیں۔۔۔اچھا ہے میری نانی اور ماموں کی فیملی سے بھی مل لیجئیے گا۔۔۔۔۔"رامین نے اسے گھر آنے کی دعوت دی۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔میں بہت بیزی ہوں۔۔۔اگر تم مجھ سے ملنے ہوٹل آسکتی ہو تو ٹھیک۔۔۔ورنہ اٹس اوکے۔۔۔میں ایڈریس سینڈ کر دیتا ہوں۔۔۔ویسے مجھے اچھا لگتا اگر تھوڑی دیر کے لئے ہی صحیح ۔۔۔تم مجھ سے ملنے آتیں۔۔۔۔"زاویار نے اداس سے لہجے میں۔۔۔دانستہ طور پر کہا۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔اوکے ڈاکٹر۔۔میں دیکھتی ہوں۔۔۔"رامین سوچ میں پڑھ گئی تھی۔۔۔۔

وہ اک سال سے اس سے مسلسل کانٹیک میں رہی تھی۔۔۔۔اسے کبھی بھی زاویار کی نیت پر شک نہیں ہوا۔۔۔اس کی اک وجہ کہیں نا کہیں اس کا دلی جھکاؤ زاویار کی طرف ہونا بھی تھا۔۔۔۔۔۔شاید یہی سبب تھا کے وہ زاویار کی گئی جسمانی تعریفوں کو ہوس کی جگہ محبت سمجھتی تھی۔۔۔۔

"ڈاکٹر کو برا لگ جائے گا اگر میں ان سے ملنے نہیں گئی۔۔۔ویسے بھی صرف تھوڑی دیر کی تو بات ہے۔۔۔۔اور ویسے بھی وہ خود بہت بیزی ہیں۔۔۔ان کے پاس خود بھی میرے لئے زیادہ ٹائم نہیں ہو گا۔۔۔۔"رامین زاویار کی خفگی سے ڈر رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ محبت بھی بڑے بڑوں کی عقل پر پتھر ڈال دیتی ہے۔۔۔۔

وہ اپنی نانی کو بتا کر گھر سے نکلی کے اپنے ڈاکٹر سے ملنے جا رہی ہے۔۔۔۔وہ تھائی لینڈ سے اک کام کے سلسلے میں آئے ہوئے ہیں۔۔۔۔

وہ گھر سے بغیر آبایا کے نکلی۔۔۔۔۔۔فلیٹ کے پیچھے کی اک گلی اکثر سنسان رہتی تھی۔۔۔تو رامین وہیں پر اپنا آبایا پہنتی تھی۔۔۔۔

اس نے آج بھی وہیں جاکر اپنا آبایا نکال کر پہنا۔۔۔۔۔

پھر ٹیکسی لے کر ہوٹل پہنچی۔۔۔۔

دروازے پر ہوئی ی دستک پر ہی زاویار کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر آئی ی۔۔۔وہ جانتا تھا رامین ضرور آئے گی ملنے۔۔۔

"ہیلو۔۔"زاویار کو اسے نقاب اور آبایا میں دیکھ زبردست شاکڈ لگا تھا۔۔مگر اپنی حیرت وہ چہرے پر نہ لایا۔۔۔اور مسکراتے ہوئے اندر داخل ہونے کے لئی ے راستہ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

رامین بہت محبت و احترام کی نگاہ سے زاویار کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اسکی نظر میں وہ نہ صرف اسکا ڈاکٹر بلکے اس کا فیوچر ہسبینڈ بھی تھا۔۔۔

رامین کی آنکھوں سے جھلکتی ہوئی ی محبت زاویار نے پہلی ہی نگاہ میں بھاپ لی تھی۔۔۔

"اندر آجاؤ۔۔۔"زاویار نے دوبارا کہا۔۔تو وہ نظریں جھکا کر مسکراتی ہوئی ی ہوٹل کے روم میں داخل ہوئی ی۔۔۔

"آؤ بیٹھو۔۔۔"وہ اسے اندر لاکر۔۔۔کمرے میں موجود سفید رنگ کے صوفوں پر بیٹھنے کا کہنے لگا۔۔۔

"ہمم۔۔"وہ اثبات میں سر ہلا کر بیٹھ گ ئی۔۔۔

"تو کیا لو گی ؟؟۔۔۔ٹھنڈا یا گرم ؟؟"زاویار مہمان نواز بنتے ہوئے بولا۔۔۔

"گرم۔۔۔"وہ تیزی سے بولی۔۔۔

"گرم۔۔۔ہمم۔۔۔میں coffee منگا لیتا ہوں۔۔۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

رامین کمرے کی دیواروں پر لگی خوبصورت پینٹنگ دیکھنے لگی۔۔۔

"رامین تمھیں گرمی نہیں لگ رہی۔۔۔اس آبایا میں۔۔۔مجھے تو تمھیں دیکھ کر ہی لگ رہی ہے۔۔۔پلیز اتارؤ اسے۔۔۔"زاویار تھوڑا جھنجھلاہٹ کا اظہار کرنے لگا۔۔۔

"نہیں مجھے عادت ہے۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

"پلیز اتار دو۔۔۔تمھیں اس طرح دیکھ کر مجھے گرمی لگ رہی ہے۔۔۔۔۔"زاویار کے بے حد اصرار کے باوجود وہ آبایا اتارنے کے لئے تیار نہ ہوئی۔۔۔

"کم از کم یہ نقاب ہی ہٹا دو۔۔۔ویسے بھی میں نے تمھیں دیکھا ہوا ہے۔۔۔"اسے اپنی بات نہ مانتے دیکھ۔۔۔زاویار جھنجھلا کر بولا۔۔۔

اس کی جھنجھلاہٹ کو رامین محسوس کر رہی تھی۔۔۔

"کافی۔۔۔"دروازہ نوک ہونے پر وہ اٹھ کر چلا گیا۔۔۔جب واپس لوٹا تو اس کے ہاتھ میں اک ٹرے تھی۔۔۔جس میں دو کافی کے مگ رکھے تھے۔۔۔۔

"شکریہ۔۔۔"اس نے مسکراتے ہوئے کافی کا مگ اٹھایا۔۔۔

"پلیز۔۔۔نقاب اتار کر آرام سے پی لو۔۔۔"اس کے کہنے پر۔۔صرف کافی پینے کی نیت سے۔۔۔اس نے نقاب اتارا۔۔۔

اس کا حسین چہرہ نظر آتے ہی زاویار کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔۔۔

وہ اپنا مگ لے کر اسکے نزدیک بیٹھ گیا۔۔۔۔

رامین نے کافی پیتے وقت اپنے چہرے پر نظروں کی تپش محسوس کی۔۔۔

کالے رنگ کے آبایا میں۔۔۔اس کا رنگ گلاب کے پھول کی مانند کھل اٹھا تھا۔۔۔۔

وہ اس قدر حسین لگ رہی تھی کے زاویار اس پر سے نظریں ہٹانا بھول گیا۔۔۔

دل میں بے چینی بڑنے لگی۔۔۔اس حُسنِ مجسم کے آنگن کا روپ آج حاصل کرلینا چاہتا تھا وہ۔۔۔

اس نے اپنے پورے وجود کو گرم ہوتا محسوس کیا۔۔۔۔۔

نگاہیں رامین کے خوبصورت ہونٹوں پر ٹک گئیں۔۔۔۔

پیاسوں کی طرح اسے تکنے لگا۔۔۔

مگ سامنے شیشے کی میز پر رکھ کر۔۔۔"بہت خوبصورت ہو تم۔۔۔"وہ اچانک ہی بالکل اس سے لگ کر بیٹھا۔۔۔اور چہرے پر نظریں جمائے۔۔۔رومانی انداز میں گویا ہوا۔۔۔

اسکا یوں اچانک اتنا قریب آجانا۔۔رامین کی سانس روکنے لگا۔۔۔۔

ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوتے محسوس ہوئے۔۔۔۔

اسے سمجھ ہی نہ آیا وہ کیا کرے۔۔۔۔ذہن اس کی قربت کے سبب کچھ لمحوں کے لئے مفلوج ہوا۔۔۔

دو ثانیوں بعد اپنے حواس پر قابو پاتے ہوئے وہ تیزی سے اس سے دور ہٹی۔۔۔اور مگ میز پر رکھا۔۔۔

"مجھ سے دور کیوں جارہی ہو؟؟۔۔۔قریب آؤ۔۔۔۔میں اس خوبصورت چہرے کو اپنی آنکھوں میں بسا لینا چاہتا ہوں۔۔۔"اس نے اگلے ہی لمحے مسکراتے ہوئے۔۔۔۔محبت سے چور لہجے میں۔۔۔اس کا نازک ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔۔۔۔

وہ اسکے سینے سے آلگی تھی۔۔۔

"ڈاکٹر یہ کیا بدتمیزی ہے؟؟۔۔۔چھوڑیں مجھے "رامین کا دل بری طرح چوٹ کھایا تھا زاویار کی آنکھوں میں حیوانیت ناچتی دیکھ۔۔۔۔وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر۔۔۔فورا اس سے ہٹ کر کھڑی ہوئی ی۔۔۔اور بپھر کر چیخی۔۔۔

زاویار کی آنکھیں ہوس سے بھری تھیں۔۔۔

"تم تو برا ہی مان گ ئی یں۔۔۔میں تو صرف اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔۔۔۔"

"ڈاکٹر مجھے گھن آ رہی ہے آپ کی آنکھوں سے۔۔۔۔آپ کی آنکھوں میں محبت نہیں ہے صرف ہوس ہے۔۔۔"رامین کو خوف آ رہا تھا اس کی آنکھوں سے۔۔۔۔

وہ فورا اپنا نقاب اٹھانے لگی۔۔۔آنکھوں سے آنسو بے دردی سے پونچھتے ہوئے۔۔

اس کے اعتبار کا خون ہوا تھا آج۔۔۔اس کے پیار کا خون ہوا تھا آج۔۔۔۔

ظالم نے اس کے بھروسے کی دھجیاں اڑائی تھیں۔۔

اک سال کافی لمبا عرصہ ہوتا ہے کسی کو جاننے کے ل ئے۔۔۔مگر آج اسے شدید دوکھ ہو رہا تھا کے وہ اک سال کے عرصے میں کبھی یہ نہیں جان سکی کے زاویار کی باتوں میں محبت کہیں نہیں تھی۔۔۔

صرف اسکے خوبصورت جسم کو پانے کی چاہ تھی۔۔۔۔

"رامین میری بات سنو۔۔۔"اس نے پھر اک بار ہاتھ پکڑا۔۔۔اس بار ہاتھ صرف روکنے کی نیت سے پکڑا تھا۔۔۔۔

"آئیندہ مجھے ہاتھ لگانے کی ہمت بھی مت کرنا۔۔۔"اس کے سیدھا ہاتھ پکڑتے ہی۔۔۔رامین نے الٹے ہاتھ سے اسکے منہ پر زور دار تھپڑ دے مارا تھا۔۔۔۔

زندگی میں پہلی بار کسی سے تھپڑ کھایا تھا زاویار نے۔۔۔اور وہ بھی اس لڑکی سے۔۔۔۔جس کو پانے کی چاہ

۔۔۔اسے پاکستان تک کھینچ لائی تھی۔۔۔۔

یہ تھپڑ اسے اپنی تذلیل محسوس ہوا۔۔۔

"دماغ خراب ہوگیا ہے تمھارا ؟؟۔۔۔"اس بار زاویار چنگھاڑا۔۔۔

سامنے کھڑی اک نازک صفت لڑکی نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا تھا۔۔۔۔یہ برداشت کرنا اسے اپنی مردانگی پر گالی محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔

اگلے ہی لمحے وہ غصے سے پاگل ہوکر۔۔۔اس کا بازو پکڑ کر کھینچنے لگا۔۔۔۔

وہ زبردستی کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔نہ کبھی اس نے کسی لڑکی کے ساتھ کی تھی۔۔۔۔۔وہ چاہتا تھا جیسے محبت کے نام پر اس کی گرل فرینڈز ساری حدود پار کردیتیں ہیں۔۔۔ویسے ہی آج رامین بھی کر دیتی۔۔۔۔

مگر رامین کا اسے تھپڑ مارنا۔۔اسے غصے میں اتنا پاگل کرگیا۔۔۔کے اب وہ زبردستی پر اتر آیا تھا۔۔۔۔۔

رامین اپنی پوری جان سے اپنا بازو اس حیوان سے چھڑانے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔

جو اس لمحے۔۔۔اس کی عزت کو تار تار کردینے سے کم۔۔۔کسی چیز پر راضی نہ تھا۔۔۔۔۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔ورنہ میں شور مچادوں گی۔۔۔"وہ لرزتے ہوئے وجود کے ساتھ چیخی۔۔۔

"شور مچاؤ گی۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔مچاؤ شور۔۔۔۔"چیلنج دیتے ہوئے۔۔۔اس نے رامین کو صوفے پر گرا دیا۔۔۔اور اگلے ہی لمحے تیزی سے اس پر چڑھ گیا۔۔۔اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں الجھا کر صوفے کے کونر سے لگا دیں۔۔۔۔

اس اچانک ہوئے حملے میں اس کا دوپٹہ بھی سر سے اتر کر زمین بوس ہو گیا تھا۔۔۔۔

وہ پاگلوں کی طرح مدد کی پکار لگانے لگی۔۔۔

مگر دروازے ساؤنڈ پروف تھے۔۔۔۔اس کی چیخیں کمرے میں ہی گونج رہی تھیں۔۔۔۔

"میں چاہتا تھا پیار محبت سے تمھیں حاصل کرلوں۔۔۔مگر تم نے مجھے مجبور کیا ہے اس سب کے لئے۔۔۔"زاویار پر شیطان مکمل حاوی ہوچکا تھا۔۔۔

اس نازک صفت لڑکی کے وجود پر وہ پورا قابض تھا۔۔۔

اس لڑکی کی چیخیں اس ظالم کے لئے بے معنی تھیں۔۔

رامین کی آدھی زلفیں صوفے پر بکھرئی تھیں اور آدھی صوفے سے لٹک رہی تھیں۔۔۔۔

اس کی آبشار کھلنے کے بعد تو۔۔۔اسکے حسن میں مزید نکھار آیا تھا۔۔۔اوپر سے اسکی روتی نشیلی آنکھیں۔۔۔۔

زاویار مچل رہا تھا اسے حاصل کرنے کے لئے۔۔۔

اپنے ہونٹ اس کی سرائی دار گردن کے پاس لانے ہی لگا تھا کے وہ زور سے تڑپ کر بولی۔۔۔

"اللہ کے واسطے مجے چھوڑ دیں ڈاکٹر۔۔۔مجھے اتنی بڑی سزا نہ دیں میری اندھی محبت کی۔۔۔۔خدا کے لئے۔۔۔مجھے جانے دیں۔۔۔کیا آپ کو ڈر نہیں لگتا خدا سے؟؟۔۔۔۔کیا آپ کو ڈر نہیں لگتا قیامت کے دن سے؟؟۔۔اس دن سب نے اپنے اعمال کا جواب دہ ہونا ہے۔۔۔تب خدا کو کیا منہ دیکھائیں گے آپ؟؟۔۔۔۔روزِ محشر سے ڈریں۔۔" یہ جملے سنتے ہی مانو اسے کرنٹ لگا تھا۔۔۔

کیونکے اِس سے ہی ملتے جلتے جملے اس نے اپنے بچپن میں ملازم کی بیوی کو بولتے سنا تھا۔۔۔
ان جملوں کے سبب وہ آج تک اپنے باپ سے نفرت کرتا آیا تھا۔۔۔کیونکے اس کی نظر میں اسکے باپ نے اک پاکیزہ عورت کی زبردستی عزت پامال کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔جب اس میں کامیاب نہ ہوسکا تو اسے مار دیا۔۔۔۔
مگر آج رامین کے جملوں نے اسے شدت سے احساس دلایا کے وہ اپنے باپ جیسا ہی بن چکا ہے۔۔۔۔
وہ فورا اس کے اوپر سے ہٹ گیا۔۔۔
"دفع ہوجاؤ یہاں سے۔۔دفع ہوجاؤ۔۔۔تم نے آخر مجھے میرے باپ جیسا بنا ہی دیا۔۔۔دفع ہوجاؤ۔۔اس سے پہلے میں بھی تمھیں جان سے مار دوں۔۔۔" وہ چنگھاڑتے ہوئے بولا۔۔۔
رامین کا پورا وجود کپکپا رہا تھا۔۔وہ اپنے وجود میں ہمت جمع کر۔۔تیزی سے بھاگنے کی نیت سے اٹھی۔۔اپنا دوپٹہ زمین سے اٹھاکر۔۔وہ برق کی پھرتی دیکھاتے ہوئے باہر کی جانب دوڑ گئی۔۔۔
جبکے زاویار اپنا سر پکڑ کر۔صوفے سے لگ کر۔۔فرش پر بیٹھ گیا۔۔۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔وہ بھی جانور بن چکا ہے۔۔۔۔
اسکے کانوں میں رامین کے کہے آخری جملے گونج رہے تھے۔۔۔
اس کی آنکھوں سے ندامت کے آنسوں خود با خود بہنے لگے۔۔۔
خدا کسی کو توڑتا ہے۔۔تو کسی کو جوڑتا ہے۔۔۔کسی کو غم دیتا ہے۔۔۔تو کسی کو خوشیاں۔۔۔اسے خوب آتا ہے اپنے منتخب بندے کو اپنی طرف بلانا۔۔۔۔۔۔💖

وہ گھر واپس آکر۔۔بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ کر پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی۔۔۔
یہاں تک جب صبح اس کی نانی اسے کالج جانے کے لئے اٹھانے آئیں تو اسے بہت تیز بخار تھا۔۔
اسکا پورا بدن آگ کی طرح جل رہا تھا۔۔۔
بہت چھوٹی عمر میں۔۔۔اس کے ننھے سے دل کے ساتھ ظالم نے بڑی بے رحمی سے کھیلا تھا۔۔۔۔
زاویار کے دئے دھوکے نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔
اک ہفتہ ہونے کو آرہا تھا۔۔مگر بخار اترنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔
یسرا اس کی طبیعت پوچھنے پہلی بار اسکے گھر آئی۔۔۔
"۔۔اندر چلی جاؤ۔۔۔وہ اندر ہے۔۔۔"رامین کی نانی نے یسرا سے رسمی بات چیت کرنے کے بعد اسے رامین کے کمرے کے باہر چھوڑ دیا تھا۔۔۔

جب وہ اندر داخل ہوئی تو رامین صوفے پر بیٹھی اپنے دونوں ہاتھ ٹیشو سے صاف کررہی تھی۔۔۔لیکن وہ یہ دیکھ کافی حیران ہوئی۔۔۔کیونکے پورے کمرے میں ٹیشو بکھرے پڑے تھے۔۔ساتھ ساتھ رامین کے ہاتھ بری طرح سرخ ہورہے تھے رگڑنے کی وجہ سے۔۔۔

"کیا کررہی ہو؟؟"یسرا اس کے برابر میں بیٹھتے ہوئے الجھ کر بولی۔۔۔

"ہاتھ صاف کررہی ہوں۔۔۔یہ گندے ہوگئے ہیں۔۔"اس نے یسرا کی جانب نظر اٹھاکر ۔۔۔روتے ہوئے کہا۔۔۔

یسرا نے اسکے ہاتھ کی جانب دیکھا۔۔جو بظاہر بالکل بھی آلودہ نہ تھے۔۔۔

"پر ہاتھ تو صاف ہیں تمھارے"اس نے مزید اسے ہاتھ رگڑنے سے روکا۔۔۔

"نہیں یہ صاف نہیں ہیں۔۔ان میں مجھے ڈاکٹر کے ہاتھوں کا لمس محسوس ہوتا ہے۔۔۔۔مجھے گھن آتی ہیں ان سے۔۔۔میں اتنا صاف کررہی ہوں مگر یہ لمس نہیں جارہا۔۔۔پلیز اسے صاف کردو یسرا۔۔۔"وہ بلک کر روتے ہوئے۔۔۔یسرا کے آگے ٹیشو پیپر بڑھانے لگی۔۔۔

"ڈاکٹر نے کچھ غلط کیا تمھارے ساتھ ؟؟"یسرا نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا۔۔۔

رامین اکثر اپنے ڈاکٹر کی باتیں یسرا سے شئیر کرتی تھی۔۔اتنا ہی نہیں۔۔۔اس نے اپنے پارلر ۔۔کالج۔۔آکیڈمی سب جگہ بتا رکھا تھا کے وہ اس کا فیوچر ہسبینڈ ہے۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔انھوں نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔۔غلط میں نے کیا تھا ان پر اندھا اعتماد کر کے۔۔۔انھوں نے تو صرف میری آنکھوں پر جو محبت کی پٹی بندھی تھی وہ کھولی ہے۔۔۔جس کے کھلنے کے بعد مجھے اپنا آپ نہایت بےوقوف لگ رہا ہے۔۔۔مجھے اپنی حماقت پر یقین نہیں آرہا۔۔۔۔میں نے

کیسے نہیں جانا۔۔ان کی باتوں میں محبت کہیں بھی نہیں تھی صرف اور صرف ہوس تھی۔۔۔۔۔۔" وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔۔۔خود کو ملامتیں کر رہی تھی۔۔۔

"سنبھالو خود کو۔۔اور پلیز مجھے ٹھیک طرح بتاؤ ہوا کیا ہے۔۔" یسرا نہایت پریشان ہو کر استفسار کرنے لگی۔۔۔

"وہاں جو ہوا۔۔وہ بیان کے قابل نہیں۔۔۔کیونکے اس میں میری ہی رسوائی ہے۔۔۔بس تم اتنا جان لو۔۔۔کے میری حماقتوں کے باوجود میرے خدا نے مجھے اس حیوان سے بچا لیا۔۔۔" وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔

یسرا نے اسے اپنے گلے سے لگا لیا۔۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر بہت دیر تک روتی رہی۔۔۔

دوسری طرف زاویار واپس تھائی لینڈ پہنچ گیا تھا۔۔۔۔

اک دو دن تک تو وہ رامین کی کال کا بے صبری سے انتظار کرتا رہا۔۔یہ سوچتے ہوئے۔۔۔کے وہ معافی مانگے گی۔۔۔اپنے تھپڑ مارنے پر۔۔۔۔۔۔کیونکے اسے اچھی طرح علم تھا وہ محبت کرتی ہے اس سے۔۔۔

یہی وجہ تھی کے اسے غرور تھا کے رامین اپنی محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسکے سامنے ضرور جھکے گی۔۔۔۔

وہ چاہ کر بھی اپنے کام پر فوکس نہیں کر پارہا تھا۔۔۔ہر تھوڑی دیر بعد اپنا سیل چیک کرتا۔۔۔

اک ہفتہ اسی انتظار میں گزرا۔۔

دن میں ناجانے کتنی بار اپنا سیل چیک کرتا۔۔۔اور صرف اک گالی دے کر واپس پٹک دیتا۔۔۔۔"witch"۔۔۔۔۔

صبح شام کا کلمہ بن گیا تھا یہ "witch" اس کا۔۔۔۔

ناجانے دن میں کتنی بار یاد آتی تھی وہ۔۔۔۔

وہ محبت نہیں تھی۔۔۔مگر عادت بن گ ئی تھی۔۔۔۔اور یہ عادت محبت سے زیادہ جان لیوا ہوتی ہے۔۔۔۔

دن با دن نفرت بڑھ رہی تھی رامین کے ل ئے اس کے دل میں۔۔۔۔۔۔

"یہ رامین کون ہے ؟؟"حدید کے سوال پر وہ کافی پیتے پیتے رکا۔۔۔

"ایک witch۔۔۔"اس نے جل کُگڑے انداز میں کہا۔۔۔۔

"اک witch ؟؟۔۔۔۔کیا بہت خوبصورت ہے ؟؟"حدید کے دوسرے سوال پر وہ چونکا تھا۔۔۔۔

"شاید میں نے غلط سنا۔۔۔تم نے ابھی اسے بدصورت کہا ناں؟؟"اسے لگا سننے میں غلطی ہوئی ہے۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔میں نے وہی کہا جو تم نے سنا۔۔۔خوبصورت ہے ناں وہ بہت ؟؟"حدید معنی خیز انداز میں ابرو اچکا کر استفسار کرنے لگا۔۔۔۔

"خوبصورت۔۔۔۔ مائے فٹ۔۔۔۔witch ہے وہ۔۔۔۔۔"وہ دانت پیستے ہوئے۔۔۔کافی جتانے والے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

"یہ وہی ہے ناں جس کے لئے تم مجھ سے نماز اور وضو کے مسائل پوچھ رہے تھے ؟؟"حدید کے پے درپے سوال اسے جھنجھلاہٹ کا شکار کررہے تھے۔۔۔۔

"آپ کیوں صبح ہی صبح اس کی یاد دلا کر میرا مونڈ اف کررہے ہیں۔۔۔۔۔"وہ چڑ کر کافی منہ سے لگاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

جس پر حدید مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔

"یاد اسے دلایا جاتا ہے جو بھولا ہو۔۔۔۔۔اور تم تو نشے میں بھی اس کا نام لے کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔۔۔"حدید کی بات سن..... وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"میں رو رہا تھا اور وہ بھی اس witch کا نام لے کر ؟؟۔۔۔مزاق مت کریں۔۔۔۔"وہ بے یقینی سے بولا۔۔۔

"میں مزاق نہیں کررہا مسٹر زاویار۔۔۔۔گھر کے سارے نوکر مع ڈیڈ گواہ ہیں کے تم کل رات نشے میں رامین کا نام لے لے کر رو رہے تھے۔۔۔۔"حدید نے مسکراتے ہوئے۔۔اسکے چہرے کے رنگ کو بدلتے دیکھا۔۔۔۔۔

"میں کیوں رونے لگا ؟؟۔۔۔۔میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔۔۔غلطی اسکی ہے۔۔۔معافی اسے مانگنی ہے مجھ سے۔۔۔۔۔۔"اسنے نہایت آگ بگولہ ہوکر کہا۔۔۔۔

باضد تھا وہ۔۔۔۔کے وہ غلط نہیں۔۔۔۔۔

”ویسے پہلی بار کسی لڑکی کے ل ئی ے روتے دیکھا ہے میں نے تمھیں۔۔۔محبت کرنے لگے ہو کیا اس سے ؟؟۔“حدید کو جیسے مزا آرہا تھا اسے زچ کرنے میں۔۔۔۔آخر وہ بھی تو اسے خوب تنگ کرتا تھا۔۔۔آج پہلی بار حدید کے ہاتھ موقع لگا تھا وہ کیسے چھوڑ سکتا تھا۔۔۔۔

اس کے آخری جملے پر زاویار کا خون کھول اٹھا تھا۔۔۔”محبت ؟؟۔۔۔اور اس witch سے ؟؟۔۔۔۔ابھی اتنے برے دن نہیں آئے زاویار کے۔۔۔۔۔۔“اس کا انداز دل جلا سہ تھا۔۔۔جسے دیکھ حدید مسکرانے لگا۔۔۔۔

”محبت نہیں ہے تو رو کیوں رہے تھے اس کا نام لے کر ؟؟“حدید کے سوالات اب اسے تنگ کررہے تھے۔۔۔۔

”محبت کس چڑیا کا نام ہے ؟؟۔۔۔میں نہیں جانتا۔۔۔۔مجھے جو لڑکی پسند آجائے میں اسے حاصل کرلیتا ہوں۔۔۔۔۔ہاں اتنا ضرور جانتا ہوں۔۔۔۔کے اگر وہ witch سامنے آجائے ابھی۔۔۔۔تو میں اسے شوٹ کردوں۔۔۔اور مجھے نہیں لگتا۔۔۔۔یہ جذبہ جو میں اس کے ل ئی ے رکھتا ہوں وہ محبت ہے ۔۔۔اوکے برو۔۔۔مجھے لگتا ہے مجھے آفس چلنا چاہیے۔۔۔ویسے بھی آج میرا بہت بیزی ڈے ہے۔۔۔“وہ جان گیا تھا حدید مزے لے رہا ہے اسے تنگ کر کے۔۔۔۔اس ل ئی ے اپنے غصے پر قابو پاکر۔۔۔۔نہایت نرمی سے کہنے کے بعد۔۔۔۔مسکراتے ہوئے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔۔

”کیا ہوگیا ہے مجھے ؟؟۔۔۔یقین نہیں آتا میں اس witch کا نام لے کر نشے میں رو رہا تھا۔۔۔“وہ واش روم میں شیشے میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے۔۔۔خود سے ہی الجھ رہا تھا۔۔۔۔

کچھ چیزیں بے اختیار ہوتی ہیں۔۔۔۔جیسے اس کا رامین کے ل ئی ے نشے کی حالت میں رونا۔۔۔۔

وہ لڑکی اسکی عادت تھی۔۔۔اور ہائےئےئےئے۔۔۔یہ کم بخت عادت۔۔۔۔چھڑائے نہیں چھڑتی۔۔۔۔

****–––––****❤❤❤

وقت ہر چیز کا مرہم ہوتا ہے۔۔۔۔
رامین اس واقعے کو اک برا حادثہ سمجھ کر بھولنے لگی تھی۔۔۔
واپس اپنی پڑھائی کی جانب ساری توجہ مبذول کردی۔۔۔
عالمہ کے کورس کے دو سال اس نے نہایت کامیابی سے گزارے۔۔۔
پوری اکیڈمی میں اپنی ذہانت کے سبب وہ بہت مشہور تھی۔۔۔۔
مفتی الماس جو درجہ اول میں اسکے صرف و نحو کے لیکچرار تھے وہ تیسرے درجے میں اسے اصولِ فقہ پڑھا رہے تھے۔۔۔
رامین ان کی شخصیت سے کافی متاثر رہا کرتی تھی۔۔۔۔
ان دو سالوں میں اس نے کبھی ان کی نظریں اٹھتی نہیں دیکھیں۔۔۔۔جس کا موازنہ وہ اکثر زاویار کی ہوس بھری نظروں سے کرنے لگتی۔۔۔۔
یقیناً۔۔۔وہ محبت تھا۔۔۔۔پہلی محبت۔۔۔اور پہلی محبت اتنی آسانی سے دل سے نہیں نکالی جاسکتی۔۔۔
کبھی کبھار نماز کے دوران وہ حادثہ اک فلم کی طرح پھر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتا۔۔۔۔آنکھوں سے آنسو جھر جھر موتیوں کی طرح بہنے لگتے۔۔۔۔۔
دل میں ناجانے کیوں یہ خواہش اٹھتی کاش ڈاکٹر بھی مفتی الماس جیسے ہوتے۔۔۔۔

زاویار کو تو علم بھی نہ ہو گا۔۔۔کے اک اللہ کی بندی۔۔سرد راتوں میں اٹھ کر۔۔تہجد میں اس کی ہدایت کے لئیے دعا کرتی ہے۔۔۔

خوش نصیب ہے وہ مرد۔۔۔جس کی آرزو اک جوان لڑکی کو تہجد میں دعا مانگنے پر مجبور کردے۔۔۔۔

بلاشبہ زاویار کا شمار ان خوش نصیب مردوں میں تھا۔۔

❤❤❤❤*****-----****

آج رات کو بڑی نشست تھی۔۔جس میں ایکس قادیانی ڈاکٹر وجدان کا بیان ہونا تھا۔۔

رامین کو قادیانیوں کے متعلق کوئی علم یا معلومات نہیں تھی۔۔۔

اسے تو یہ بھی خبر نہیں تھی کے قادیانی ہوتے کون ہیں۔۔

نشست کیونکے مغرب کے فورا بعد شروع ہونی تھی۔۔اس لئیے یسرا اور رامین پارلر سے چھٹی لے کر۔۔اک ساتھ ہی اکیڈمی پہنچے۔۔۔

مغرب کی نماز تمام بہنوں نے اکیڈمی میں ہی ادا کی۔۔۔اس مخصوص کمرے میں۔۔جو بہنوں کی نماز کے لئیے بنایا گیا تھا۔۔

نشست کا آغاز تلاوت سے ہوا۔۔پھر نعت خوانی ہوئی۔۔پھر بیانات شروع ہوئے۔۔۔پہلے مفتی الماس کا بیان تھا۔۔

پھر ڈاکٹر وجدان بیان کے لئیے آگے آئے۔۔۔

ان ہونے اپنا بیان شروع کیا۔۔۔"میرا نام ڈاکٹر وجدان ہے۔۔۔میں ایکس قادیانی ہوں۔۔اب آپ میں سے بہت سے اسٹوڈنٹس سوچ رہے ہوں گے یہ قادیانی کون ہیں؟؟۔۔اور یہ ایکس قادیانی کیا چیز ہے۔۔۔رائٹ۔۔۔"انھوں نے اپنا بیان نہایت ہی دوستانہ ماحول میں شروع کیا۔۔۔

ان کا اندازِ کلام واقعی بہت متوجہ کرلینے والا تھا۔۔۔

رامین کو واقعی تجسس تھا یہ جاننے میں کے قادیانی کون ہیں ؟؟۔۔اور وہ خود کو ایکس قادیانی کیوں کہہ رہے ہیں۔۔۔

"ہمم۔۔۔ہندوستان کے ضلع گورداس پور کے گاؤں قادیان میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہوا۔۔۔اس کا خاندان اور وہ انگریزی سامراج کی خدمت کرتا تھا۔۔مرزا احمد قادیانی نے انگریز حکومت کی سیاسی مصلحت کی خاطر مختلف اوقات میں مختلف دعوے کیے۔۔۔مثلاً مجدد ۔۔مصلح۔۔۔مہدی۔۔۔مسیح ابن مریم۔۔۔۔۔اور محمد رسول اللہ وغیرہ۔۔۔۔"انھوں نے اپنا آخری جملہ خاصہ رنجیدہ ہوکر کہا۔۔۔"اس نے نبوت کا دعوی کردیا۔۔۔کیونکہ وہ قادیانیوں میں رہتا تھا۔۔اس لئے اس کے ماننے والے قادیانی اور مرزائی کہلاتے ہیں۔۔۔قادیانی لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کو ام المومنین اور اس پر ایمان لانے والے کو صحابی کہتے ہیں۔۔"

ان کی بات سنتے ہی رامین سیدھی ہوکر بیٹھی تھی۔۔۔

"کیونکے اللہ کے کرم سے مجھے ہدایت نصیب ہوئی۔۔۔اور میں نے قادیانیوں کے مذہب پر لعنت بھیجی۔۔۔اس لئے میں خود کو ایکس قادیانی کہتا ہوں۔۔۔۔میرے لئے بالکل آسان نہیں تھا قادیانی فرقے سے الگ ہونا۔۔میں کٹّر قادیانیوں میں سے تھا۔۔۔۔اس لئے جب میں

مسلمان ہوا۔۔۔تو مجھے میرے بھائی یوں نے بہت مارا۔۔۔اتنا مارا اتنا مارا۔۔۔کے مجھے لہو لہان کرڈالا۔۔۔مجھے بھوکا پیاسا رکھتے۔۔۔کہتے تو مرتد ہو گیا ہے۔۔۔۔۔مگر ابھی بھی وقت ہے واپس آجا۔۔۔۔۔۔خدا کے کرم سے اک رات میں بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔۔۔شاید اسی ل ئی ے آج زندہ بھی ہوں۔۔۔"انھوں نے اپنی پوری ریل لائی ف اسٹوری بہت مختصر و سادہ انداز میں بیان کر دی تھی۔۔۔

ان کا بیان کافی انفارمیشن سے بھرا تھا۔۔۔انھوں نے بتایا کے ان کی اک کتاب ہے قادیانیوں پر لکھی ہوئی ی۔۔۔اگر کوئی ی خریدنا چاہے۔۔۔تو ضرور خریدے۔۔۔۔

رامین نے تبھی نیت کرلی تھی کے وہ ڈاکٹر وجدان کی کتاب ضرور خریدے گی۔۔۔۔

"ہمارے قادیانیوں سے تین بڑے اختلافات ہیں۔۔۔ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے اور آخری رسول ہیں۔۔۔۔آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ بند ہے۔۔۔۔کوئی نبی اور رسول اب نہیں آئے گا۔۔۔۔جبکہ مرزا احمد قادیانی کہتا ہے کہ میں اُس شریعت کو لعنتی سمجھتا ہوں (معاذ اللہ) جس میں نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہو۔۔۔وہ کہتا ہے کہ نبوت جاری ہے۔۔۔۔ اور اس کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی اور رسول ہے۔۔۔۔(معاذ اللہ۔۔۔۔)....

دوسرا اختلاف یہ ہے کہ مسلمان قرآن و سنت کی روشنی میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ سیدنا عیسی اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔۔۔۔جو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔۔۔وہ فوت نہیں ہوئے بلکہ وہ آسمانوں پر زندہ موجود ہیں۔۔۔۔اور قیامت کے قریب وہ دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔۔۔اور دجال کو قتل کریں گے۔۔۔۔تمام ملتیں مٹ جائیں گی اور صرف ملت اسلامیہ باقی رہ جائے

گی۔۔۔جب کہ مرزا قادیانی کہتا ہے کے حضرت عیسیٰ فوت ہوگئے ہیں۔۔۔اور ان کی جگہ وہ عیسی ابن مریم بن گیا ہے۔۔۔(معاذ اللہ)....

تیسرا اختلاف یہ ہے کے قادیانی اور مرزائی لوگ مرزا قادیانی کو پیغمبر مانتے ہیں۔۔۔جبکہ مسلمان اسے اس کے کفریہ عقائد کی بنا پر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔۔۔ایسے ہی مرزا قادیانی کو نبی ماننے والے اسلام کے دائرے سے خارج اور کافر ہیں۔"ان کے تینوں بتائے ہوئے اختلافات رامین کو منہ زبانی یاد ہوگ ئی ے تھے۔۔۔۔

انھوں نے بتایا قادیانی لوگ پڑھے لکھے لوگوں کو زیادہ گھرتے ہیں۔۔۔۔جو دین سے دور ہوتے ہیں۔۔۔۔انھیں اپنی درس گاہوں پر لے جاتے ہیں۔۔۔پھر ان کی ذہن سازی کرتے ہیں۔۔۔۔

"کتنے دوکھ کی بات ہے یہ قادیانی اپنے بچے کو بچپن سے مسلمانوں سے نفرت کرنا سیکھاتے ہیں۔۔۔۔انھیں سیکھاتے ہیں کے سامنے سے محبت سے ملو اور پیٹ پیچھے وار کرؤ۔۔۔مگر ہم مسلمان اپنے بچوں کو ان قادیانیوں کے عقائد سے آگاہ نہیں کرتے۔۔۔جس کی وجہ سے یہ لوگ باآسانی ذہن سازی کرپاتے ہیں۔۔۔ابھی صرف کچھ دن پہلے کی بات ہے دو لڑکیاں جو مظفرآباد کی رہنے والی تھیں۔۔۔کوچنگ سے گھر واپس نہیں لوٹیں۔۔۔والدین نے بہت ڈھونڈا۔۔۔۔پھر ان میں سے اک کی کال آئی ی۔۔۔کے وہ قادیانی ہوگ ئی ہے۔۔۔اور اسے قادیانیوں نے کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیا ہے۔۔۔اب وہ اسے نہ ڈھونڈیں۔۔۔۔۔آپ لوگ غور تو کریں۔۔۔۔ہمارے اپنے بچوں کو دین سے دور رکھنا اس ڈر سے کے وہ مولوی نہ بن جائے۔۔۔۔دوسرے فرقوں کے ل ئی ے کتنا آسان کررہا ہے۔۔۔ہمارے بچوں کو گمراہ کرنا۔۔۔۔میں کہتا ہوں مولوی بھوکا نہیں مرتا۔۔۔۔اس ل ئی ے نہ

ڈریں۔۔۔رزق دینے کا وعدہ خدا کا ہے۔۔۔وہ ضرور دے گا۔۔۔۔آپ اپنے بچوں کو دین کی تعلیم دیں۔۔۔انھیں عالم عالمہ۔۔۔ مفتی بنائیں۔۔۔۔بےشک وہ اپنے بندے خود منتخب فرماتا ہے۔۔۔۔جو اس کے دین کی خدمت کریں۔۔۔آپ کو پتا ہے نبی کی وراثت کیا ہے؟؟۔۔۔"ان کے سوال پر رامین کا ہاتھ کھڑا ہوا پورے ہال میں۔۔۔

"جی بہن بتائیں"

"علم۔۔۔۔نبی کی وراثت علم ہوتا ہے۔۔۔"رامین نے پورے کانفیڈنس سے جواب دیا۔۔۔

"جی بالکل درست کا بہن نے۔۔۔۔نبی کی وراثت علم ہے۔۔۔۔اور سوچیں کتنا خوش نصیب ہے وہ شخص۔۔۔جسے نبی کی وراثت ملتی ہے۔۔۔۔"ان کا پورا بیان نہایت سحر انگیز تھا۔۔۔

مگر رامین کہاں جانتی تھی۔۔۔ مظفر آباد کی جن لڑکیوں کا ذکر ہوا ہے۔۔۔ان میں سے اک لڑکی زاویار کے گھر پہچائی گئی ہے۔۔۔

"برو یہ کیا مزاق ہے ؟؟۔۔۔آپ تو اس لڑکی کو جانتے بھی نہیں۔۔۔پھر اس سے نکاح کیسے ؟؟"اس نئی قادیانی لڑکی کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے حدید سے نکاح کروایا جارہا تھا۔۔۔دارم صاحب کو جرمنی سے کال آئی تھی۔۔۔

جس پر وہ حدید کا نکاح کروانے کے لئے بغیر اس کی اجازت طلب کئے رضامندی ظاہر کر چکے تھے۔۔۔

زاویار اپنے بھائی کے اس اچانک نکاح پر پُرزور احتجاج کررہا تھا۔۔۔

”زاویار۔۔۔وہ لڑکی کہاں جائے گی۔۔۔یہ بھی تو سوچو۔۔۔۔ہم اپنے لوگوں کا خیال نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا؟؟۔۔۔“دارم صاحب زاویار کو سمجھانے کی کوشش کررہے تھے۔۔۔۔

”میرے برو ہی کیوں بلی کے بکرے بنیں؟؟۔۔۔۔“زاویار حدید کی طرف سے لڑ رہا تھا۔۔۔وہ جانتا تھا حدید کبھی بھی اپنے ل ئ ے آواز بلند نہیں کرے گا۔۔۔۔اسے یہ بھی علم تھا کے حدید کالج لائ ف سے اک مسلم لڑکی کو پسند کرتا ہے۔۔۔مگر وہ قادیانی نہیں۔۔۔اس ل ئ ے کبھی اپنی محبت کا اظہار نہیں کرسکا۔۔۔۔۔۔مگر آج بھی اسے دل میں ل ئ ے پھرتا ہے۔۔۔۔

”زاویار اگر تم نکاح میں شرکت نہیں کرؤ گے تو بھی نکاح منعقد ہوجائے گا۔۔۔۔اس ل ئ ے یا تو خاموشی سے نکاح ہوتے دیکھو۔۔۔یا پھر گھر سے نکل جاؤ۔۔۔۔۔۔۔میں اپنے بڑوں کو زبان دے چکا ہوں۔۔۔۔“دارم صاحب کوئ ی پیدائشی امیر آدمی نہیں تھے۔۔۔۔انھوں نے اپنے مذہب کو تبدیل کرکے یہ دولت و عیش کی زندگی حاصل کی تھی۔۔۔۔وہ کسی صورت اپنے بڑوں کو ناراض نہیں کرسکتے تھے۔۔۔۔

”تو ٹھیک ہے میرے بغیر ہی نکاح کریں۔۔۔اور کردیں میرے برو کی خوشیاں قربان۔۔۔۔“زاویار اک اک لفظ چبا چبا کر کہتا۔۔۔۔غصے سے پاؤں پٹکتا ہوا باہر چلا گیا۔۔۔

حدید نے اپنے باپ کی عزت و زبان کی خاطر اس لڑکی سے نکاح کرلیا۔۔۔۔

****-----*****🔥🔥🔥🔥

اک سال بعد ہی حدید کے گھر بیٹے کی ولادت ہوئ ی۔۔۔۔۔جس کا نام زاویار نے مشراز رکھا۔۔۔۔۔ وہ دلی طور اپنے بھتیجے سے بہت محبت کرتا تھا۔۔۔۔

مشراز اس کی جان بن گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ اکثر مشراز کو اپنے سینے پر لیٹا کر تھپکی دے دے کر سلاتا۔۔ کبھی کبھار تو وہ خود بھی اس کے ساتھ ہی لاونچ میں سو جاتا۔۔۔

وہ مشراز کے پیمپرز تک بدل دیا کرتا۔۔۔

حدید کی وائف بہت خوش رہتی تھی زاویار سے۔۔۔کیونکے وہ اکثر مشراز کی ذمہ داری زاویار کو دے کر گھنٹوں تک کے لئے لاپرواہ ہوجاتی۔۔۔

زاویار نے چھٹی کا دن مشراز کے لئے مخصوص کردیا تھا۔۔۔

*****------******❄ ❄ ❄ ❄

ان دنوں اس کی گرل فرینڈ۔۔اس کے باس کی بیٹی تھی۔۔۔

جو کہیں دنوں سے اسکے ساتھ گھوم پھر رہی تھی۔۔۔

زاویار اسے لے کر کافی محتاط تھا۔۔۔

"اندر آجاؤ۔۔۔ساتھ بیٹھ کر کافی پیتے ہیں۔۔۔"اسکی دعوت پر زاویار نے صاف انکار کردیا۔۔۔

"نہیں۔۔۔پھر کبھی۔۔۔"یہ کہ کر اس نے اپنی ہیوی بائیک اسٹارٹ کی۔۔۔

"پلیز۔۔۔ویسے بھی ڈیڈ گھر پر نہیں ہیں۔۔۔میں اکیلی ہوں۔۔"اس نے مفاہمانہ انداز میں۔۔زاویار کے کندھے پر انگلی سے لکیر کھینچتے ہوئے کہا۔۔۔

"۔۔۔میں اپنی جاب کسی خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا۔۔۔"وہ منہ ہی منہ بڑبڑایا۔۔۔

"کچھ کہا تم نے ؟؟"وہ سن نہیں سکی تھی۔۔۔

"نو۔۔۔بس مجھے چلنا چاہیے۔۔۔"اس کے کہتے ہی۔۔۔اس حسین لڑکی نے ہاتھ تھام لیا۔۔۔

"پلیز۔۔۔زاویار تم میرا دل توڑ رہے ہو۔۔۔"اس نے اداس سہ چہرہ بنائے۔۔۔التجائی انداز میں کہا۔۔۔

"نہیں۔۔۔میں بہت بیزی ہوں۔۔۔کل نیا گیم لانچ ہو رہا ہے۔۔۔اور اسکے سارے ماڈلز کی ڈیٹیل مجھے تیار کر کے سر تک پہنچانی ہے۔۔۔"

"اوکے۔۔۔جاؤ۔۔۔"وہ بے دلی سے گلے لگتے ہوئے الوداع کہنے لگی۔۔۔

وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا ابھی۔۔۔کے اچانک اس کی جیکٹ میں سیل رنگ ہونے لگا۔۔۔

جب اسنے سیل جیکٹ سے نکالا۔۔۔وہ ادینہ کا تھا۔۔۔

"یہ میرے پاس کیسے ؟؟۔۔۔"پھر اسے خود سے ادینہ کا گلے لگنا یاد آیا۔۔۔

مجبورا اسے سیل دینے جانا ہی پڑا۔۔۔

"ویلکم بیک"وہ مسکراتے ہوئے مین گیٹ پر اس کا استقبال کر رہی تھی۔۔۔

"یہ بہت غلط حرکت ہے۔۔۔تم نے ٹریپ کیا مجھے۔۔۔"اس کے لہجے میں ہلکی سی خفگی تھی۔۔۔

"اوو۔۔۔سوریییییی"وہ دنیا جہاں کی معصومیت اپنے چہرے پر سجائے۔۔۔معذرت طلب کرنے لگی۔۔۔

"اب آ ہی گ ئی ے ہو۔۔۔تو اندر بھی آجاؤ"اس کی دعوت پر اس بار وہ اثبات میں سر ہلاتا ہوا۔۔۔گھر میں داخل ہوگیا۔۔۔

اسے علم تھا آج کی رات کافی رنگین ہونے والی ہے۔۔۔

"کافی۔۔۔"وہ کافی لاکر اس کے سامنے پیش کرتے ہوئے۔۔۔بڑے پیار سے بولی۔۔۔

"شکریہ۔۔۔"زاویار نے مسکراتے ہوئے کافی کا مگ اٹھا لیا۔۔۔

"زاویار۔۔کافی کے بعد میں تمھیں اپنا بیڈ روم دکھاؤں گی"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

"ہمم۔۔۔"وہ اثبات میں سر ہلانے لگا۔۔۔

ادینہ بہت خوبصورت تھی۔۔۔ساتھ ساتھ اس کا لباس مغربی تھا۔۔۔۔۔

وہ کسی بھی مرد کو اپنے حُسن سے بہکانے کا چارم رکھتی تھی۔۔۔

وہ بالکل لگ کر بیٹھ گ ئی تھی زاویار سے۔۔۔

اس نے اپنا کورٹ اتار کر صوفے پر رکھ دیا۔۔۔

اس کا ڈریس بیک لیس تھا۔۔۔

"تو کیسی لگی آپ کو کافی ؟؟۔۔۔"وہ زاویار کے چہرے کے پاس اپنا چہرہ لاتے ہوئے۔۔۔لہک کر پوچھنے لگی۔۔۔

زاویار اسے جواب دیتا اس سے قبل اسکی نگاہ ادینہ کی کمر پر موجود تل پر پڑئ ی۔۔۔

وہ تل۔۔۔اسے تین سال پہلے کی یادوں میں لے گیا۔۔۔

وہ بیچ۔۔۔وہ دشمنِ جاں۔۔۔وہ حسین دودھیائ ی رنگت۔۔۔اس رنگ پر وہ کالا تل۔۔۔

اسے رامین کا خوبصورت سراپا اپنی آنکھوں کے آگے گھومتا ہوا محسوس ہونے لگا۔۔۔

وہ اکثر اس سے کہتا تھا تمھاری کمر پر جو تل ہے وہ مجھے بہت پسند ہے۔۔۔اور اس کے جواب میں وہ ہمیشہ بات گل کرجاتی تھی۔۔۔

وہ جھوٹی تعریف نہیں کرتا تھا۔۔اسے واقعی وہ تل بہت پسند تھا۔۔۔۔

آج تین سال بعد جب وہ یاد آئی ی۔۔تو وہ یادوں کے دریاں میں ڈوبتا ہی چلا گیا۔۔۔

پہلے اسکی وہ محبت و احترام بھری آنکھیں یاد آئی یں۔۔پھر اس کا نقاب ہٹانے کے بعد کھلتا گلاب سہ چہرہ۔۔۔

ابھی وہ انہی خوشگوار یادوں میں تھا کے اچانک کان میں اس کے ادا ک ئی ے ہوئے جملے گونجنے لگے۔۔۔(اللہ کے واسطے مجے چھوڑ دیں ڈاکٹر۔۔۔مجھے اتنی بڑی سزا نہ دیں میری اندھی محبت کی۔۔۔۔خدا کے ل ئی ے۔۔۔۔مجھے جانے دیں۔۔۔کیا آپ کو ڈر نہیں لگتا خدا سے؟؟۔۔۔۔کیا آپ کو ڈر نہیں لگتا قیامت کے دن سے ؟؟۔۔اس دن سب نے اپنے اعمال کا جواب دہ ہونا ہے۔۔۔تب خدا کو کیا منہ دیکھائی یں گے آپ ؟؟۔۔۔۔روزِ محشر سے ڈرئ یں۔۔)....

ایسا لگنے لگا جیسے سانس رک رہی ہو۔۔۔

ادینہ اس کے پیشانی پر بل نمودار ہوتے دیکھ رہی تھی۔۔ساتھ ساتھ اس کے چہرے کے بدلتے رنگ بھی۔۔۔

"کیا ہوا زاویار ؟؟"وہ نہایت محبت سے۔۔اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر استفسار کرنے لگی۔۔۔

اسکے رخسار پر ہاتھ رکھتے ہی وہ حواسوں میں لوٹا تھا۔۔۔

کمر پر تل تو کسی کے بھی ہوسکتا ہے۔۔۔

مگر اس تل کی وجہ سے اسے رامین یاد آنے لگی تھی۔۔۔

جس کے سبب اسے ادینہ سے چڑچڑاہٹ محسوس ہونے لگی۔۔۔

وہ شدید نفرت کرتا تھا رامین سے۔۔۔کیونکے اس کی نظر میں رامین نے اسے زبردستی کرنے پر اکھسایا تھا۔۔۔

"میں چلتا ہوں۔۔"وہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔۔

"مگر کیوں ؟؟"ادینہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔اسے اچانک کیا ہوا ہے۔۔۔

"مجھ سے سوال مت کیا کرؤ۔۔مجھے بالکل پسند نہیں کوئ ی مجھ سے پوچھ تاچھ کرے۔۔۔۔۔"وہ سرد لہجے میں کہتا ہوا وہاں سے تیز قدم بڑھاتا ہوا باہر نکل گیا۔۔۔

*****------******

"کہاں غائ ب رہتا ہے یار؟؟"ایتان کے سوال پر وہ فقط مسکرانے لگا۔۔۔

"اب یہ مسکرا مسکرا کر مجھے نہ پٹا۔۔۔اور کچھ کھانے کا انتظام کر۔۔۔مجھے بہت بھوک لگی ہے۔۔"ایتان زاویار سے ملنے۔۔آج اسکے آفس ہی چلا آیا تھا۔۔۔

"اوکے باس۔۔بتائ یں کیا آرڈر کرؤں آپ کے ل ئ ے۔۔۔"وہ مہمان نواز بنتے ہوئے بولا۔۔۔

آرڈر دینے کے بعد وہ کافی دیر تک ادھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے۔۔۔باتوں ہی باتوں میں جولیا کا ذکر نکلا۔۔۔"ارے ہاں۔۔۔تجھے پتا ہے للیان کی انگیجمنٹ ہو رہی ہے۔۔"ایتان کو اچانک ہی یہ بات یاد آئ ی تھی۔۔تو اس نے زاویار سے شئ ر کرلی۔۔۔

ایتان کو علم نہیں تھا زاویار اور رامین کے بارے میں۔۔۔

ایتان کا اطلاع دینا زاویار کو پوری طرح ہلا گیا تھا۔۔۔

"کس۔۔۔کس۔۔۔کس سے ؟؟"زبان جیسے ساتھ چھوڑ گ ئ ی تھی اس کا۔۔۔۔

"اس کے کزن سے۔۔۔جولیا بتا رہی تھی بہت امیر ہیں۔۔شاید اس کے بڑے انکل کا بیٹا ہے۔۔۔"ایتان نے غور نہیں کیا تھا۔۔۔زاویار کے چہرے کے اڑتے ہوئے رنگوں کو۔۔۔۔

چار سال۔۔۔۔کافی لمبا عرصہ ہوتا ہے۔۔۔وہ ان سالوں میں نفرت بن کر ہی صحیح۔۔۔لیکن ساتھ رہی تھی۔۔۔

اس نے کبھی بھی کانٹیک کرنے کی کوشش نہیں کی ان چار سالوں میں۔۔۔

"کیا اس کے انکل کا بیٹا مسلم ہے؟؟"زاویار نے تیزی سے سوال کیا۔۔۔

"نہیں۔۔۔وہ کرسچن ہے۔۔۔جیسے للیان ہے۔۔۔"ایتان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

"تمھارے چہرے کے رنگ کیوں اڑ رہے ہیں؟؟"ایتان نے اس کے چہرے کو زرد پڑتا دیکھ ۔۔۔پریشان ہوکر پوچھا۔۔۔

"کب ہے ؟؟"وہ ایتان کے سوال کو مکمل اگنور کرگیا تھا۔۔۔

"کل۔۔۔"

"کہاں؟؟"

"کیوں تو جانا چاہتا ہے ؟؟"

"ہاں۔۔۔میں جانا چاہتا ہوں۔۔۔"وہ نہیں جانتا کیوں۔۔۔مگر وہ جانا چاہتا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے کل میرے اور جولیا کے ساتھ چل لینا۔۔۔مگر۔۔۔کیا تم دونوں کے درمیان کچھ تھا؟؟۔۔۔"ایتان پوچھے بغیر رہ نہ سکا۔۔۔۔

زاویار جواب دیتا اس سے قبل آرڈر آگیا تھا۔۔۔جس کے بات ایتان کھانے میں لگ گیا۔۔۔

"مجھے یقین نہیں آتا وہ منگنی کررہی ہے وہ بھی اک کرسچن لڑکے سے۔۔۔" ایتان کے جانے کے بعد وہ ناجانے کتنی دیر تک انہی سوچوں میں ڈوبا رہا۔۔۔۔۔

*****——————*******

سفید بیک لیس فراک۔۔۔جو پاؤں تک کو چھپارہی تھی۔۔۔بالوں میں آگے کا جل چوٹی۔۔۔اور پیچھے جوڑا۔۔۔جس پر سفید پھول سجے تھے۔۔۔

گلے میں خوبصورت سہ ڈائی منڈ نیکلس۔۔۔جو اس کی کھلتی دودھیائی ی رنگت پر مزید چار چاند لگا رہا تھا۔۔۔۔

وہ نظریں جھکائے ہال میں داخل ہوئی ی تھی۔۔۔

زاویار کی نگاہ اسکے حسین وجود پر آکر ٹھر گ ئی یں۔۔۔

وہ پہلے ہی بہت خوبصورت تھی۔۔۔لائی ٹ میک۔اپ اور مغربی لباس میں اس کا حُسن مزید نکھر آیا تھا۔۔۔

ہر اک کی نگاہ ستائی شی تھی سوائے زاویار کے۔۔۔اس کا تو خون کھول رہا تھا۔۔۔

"بہت خوبصورت ہے یار۔۔" اس کے برابر میں کھڑے لڑکے نے اک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے ۔۔۔رامین کو دیکھ کہا۔۔۔زاویار کے تن بدن میں آگ لگ گ ئی تھی۔۔۔دل چاہا اسے وہیں مارنا شروع کردے۔۔۔مگر پورے ہال میں وہ تنہاء لڑکا نہیں تھا جو اس کی خوبصورتی کو دیکھ آہیں بھر رہا تھا۔۔۔۔

انگوٹھی پہنانے کی رسم شروع ہوئی ی۔۔۔۔

زاویار ہر گزرتے لمحے کے ساتھ آگ بگولہ ہوتا جارہا تھا۔۔۔

انگوٹھی پہناتے وقت رامین کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔آنکھوں میں آتے آنسوؤں کے سبب اسے سب دھندلا دھندلا نظر آرہا تھا۔۔

جب اس کے کزن (بارک) نے انگوٹھی پہنائی تو اس لمحے زاویار کا دل جل کر خاک ہوا تھا۔۔۔

مبارکباد کے بعد ڈانس کا سلسلہ شروع ہوگیا۔۔

بارک اور رامین کافی دیر تک کسی بات پر بحث کرتے رہے۔۔۔پھر بارک غصے سے پاؤں پٹکتا ہوا وہاں سے ڈانس فلور کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

رامین اک سائیڈ میں کھڑی تھی۔۔۔زاویار صرف جولیا کے ہٹنے کا انتظار کررہا تھا۔۔ جیسے ہی وہ ہٹی ۔۔۔زاویار اس کے پاس پہنچ گیا۔۔۔

"ہیلو۔۔۔" سینے میں جو آگ لگی تھی اس سے مقابل کو جلانے آیا تھا۔۔۔لبوں پر مصنوعی مسکراہٹ سجائے بولا۔۔۔

اس نے نظر نہیں اٹھائی۔۔۔نہ ہی کوئی جواب دیا۔۔۔۔

یہ تو ممکن نہیں تھا کے وہ زاویار کی آواز نہ پہچانتی ہو۔۔۔

اس کا کوئی ری۔ایکشن نہ دینا۔۔۔زاویار کو مزید تپا رہا تھا۔۔۔

"بھول گئی لگتا ہے آپ مجھے۔۔۔مس؟؟؟۔۔۔کیا کہوں۔۔للیان یا رامین ؟؟"میوزک تیز آواز میں چل رہا تھا۔۔۔جس کے سبب وہ اس کے کان کے پاس منہ لاکر۔۔۔گویا ہوا۔۔۔اس کے طنز کے جواب میں بھی رامین نے کوئی ردِعمل ظاہر نہ کیا۔۔۔۔

رامین کا اسے جواب نہ دینا۔۔اسے سخت ناگوار گزرا۔۔۔

”بہت خوبصورت لگ رہی ہو تم آج۔۔۔یہ میں نہیں کہ رہا۔۔جب سے تم ہال میں آئی ی ہو ہر لڑکا کہتا سنائی ی دے رہا ہے مجھے۔۔۔۔۔آج نقاب کہاں ہے تمھارا ؟؟۔۔۔آبایا بھی غائی ب ہے۔۔۔۔چلو آبایا تو دور۔۔تم نے تو ڈریس بھی پورا نہیں پہنا ہوا۔۔۔“اس بار وہ مقابل کو ذلیل کرنے پر اتر آیا تھا۔۔۔۔۔۔مانو اسے بھیگو بھیگو کر جوتے مار رہا ہو۔۔۔۔۔

وہ خود بھی نہیں جانتا تھا وہ کیوں اسے جلانا چاہتا ہے۔۔۔۔

”ویسے۔۔۔آج پھر کہنے کا دل کررہا ہے۔۔۔تمھاری کمر پر جو تل ہے۔۔۔مجھے بہت پسند ہے۔۔۔۔“وہ دانستہ طور پر۔۔۔اس کے کان کی لو کے پاس منہ لاکر۔۔۔اسکے جسمانی اعضا کی تعریف کرنے لگا۔۔۔۔

لیکن یہ دیکھ وہ کافی حیران ہوا۔۔۔کے اب بھی وہ کوئی ی ری۔ایکشن نہیں دے رہی۔۔۔۔

”ویسے۔۔۔۔کیا بارک اتنا اچھا لگا تمھیں۔۔۔کے تم رامین سے واپس للیان بن گ ئی یں؟؟۔۔۔“وہ معنی خیز انداز میں ابرو اچکاکر۔۔۔استفسار کرنے لگا۔۔۔۔

اس کے سوال پر وہ پوری جان سے تڑپ اٹھی تھی

”میں مسلمان ہوں۔۔۔“وہ تیزی سے۔۔۔اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اس لمحے زاویار نے اس کی آنکھیں دیکھیں۔۔۔۔جو رو رو کر سوجھی ہوئی ی معلوم ہورہی تھیں۔۔۔۔۔

اسکی سرخ آنکھیں کافی تھیں۔۔۔یہ بتانے کے لئے۔۔۔کے اسکے ساتھ زبردستی کی جارہی ہے۔۔۔۔

اس کی سرخ نشیلی آنکھیں زاویار کو اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئیں۔۔۔۔
اس کی آنکھیں جیسے آنکھوں میں ہی رہ گئیں۔۔۔
ساری تکلیفیں صرف آنکھوں سے پڑھی تھیں اس نے۔۔۔۔
اک وقت تھا جب وہ شدت سے چاہتا تھا کے وہ دشمنِ جاں سامنے آئے۔۔۔اور وہ اس کا حشر کردے۔۔۔۔آج وہ بالکل سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔مگر اس کی آنکھوں سے بےبسی کے جھلکتے آنسو۔۔۔۔زاویار کے چار سال کے غصے کو مانو اک لمحے میں ٹھنڈا کرگئے۔۔۔
اگلے ہی لمحے اس نے اپنا کورٹ اتارا۔۔"یہ پہنو" پہلی بار زاویار کی نگاہ جھک گئی تھی۔۔۔اس نے نرمی سے کہا۔۔۔اپنا کوٹ اسے پہنا کر۔۔۔کوٹ کے بٹن بند کرنے لگا۔۔۔۔۔کیونکے اسے اچھی طرح یاد تھا وہ آبایا پہننے والی لڑکی ہے۔۔۔اس لمحے وہ خود کو برہنہ محسوس کررہی ہوگئی۔۔۔۔
ناجانے کتنی موتیں مری ہوگئی وہ۔۔۔اس لباس کو پہنتے وقت۔۔۔۔
اب اسے سمجھ آگیا تھا اس کا پوری محفل میں نظر نہ اٹھانے کا سبب۔۔۔۔
وہ اک زاویار کی گندی نظر برداشت نہیں کرپارہی تھی اپنے وجود پر۔۔۔۔ہال میں تو ناجانے کتنے زاویار کھڑے تھے۔۔۔۔

رامین نے جب نظریں اٹھاکر اسے دیکھا۔۔۔۔تو لگا آج پھر اس ستم گر سے عشق ہوگیا ہے۔۔۔جس کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔۔۔۔جو دنیا کی پرواہ کئے بغیر اسے اپنا کورٹ پہنا چکا تھا۔۔۔

☆☆☆☆

"چلو میرے ساتھ" وہ نرمی سے کہتا آگے چلنے لگا۔۔۔وہ اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔۔۔۔

"یہاں بیٹھو۔۔۔"اس نے رامین کو بالکل اک کونر کی چی ئی ر پر بیٹھا دیا۔۔۔اور خود اسکی چی ئی ر کے آگے اپنی چی ئی ر رکھ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

مانو اس نے پوری محفل کی نظروں سے چھپاکر اپنے پاس بیٹھا لیا تھا اسے۔۔۔۔

رامین اس کی جرات دیکھ حیران تھی۔۔۔۔

منگنی کی دولہن کو پُراعتماد ہوکر۔۔۔اک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھے۔۔۔چی ئی ر سے ٹیک لگائے۔۔۔۔مکمل اطمینان سے ...اپنے ساتھ ل ئی ے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

نظریں نیچے کرئے۔۔۔اپنے سیل میں مگن۔۔۔۔

وہ الگ بات تھی چوری چوری نظروں سے اسے ہی روتا دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

" رونا بند کرؤ۔۔۔"رونے کے سبب اس کی آنکھیں مزید نشیلی ہورہی تھیں۔۔۔اوپر سے سرخ کھڑی مغرور ناک۔۔۔۔۔وہ حُسنِ مجسم روتے ہوئے بھی بلا کی حسین لگ رہی تھی۔۔۔اتنی حسین کے زاویار پھر اپنے دل کو اس کے حُسن کی جانب مائی ل ہوتے پارہا تھا۔۔۔۔وہ دل کی اسپیڈ تیز کررہی تھی۔۔۔ناچاہتے ہوئے بھی اسکے گلابی ہونٹوں کو دیکھنے لگا۔۔۔پھر اس کے ہاتھ پر نظر گ ئی۔۔۔جس میں انگوٹھی چمک رہی تھی۔۔۔۔دل جیسے اس انگوٹھی کو دیکھ جل کر خاک ہوا۔۔۔۔ساتھ ساتھ اس کا تھپڑ یاد آیا۔۔۔۔جس پر اپنے بکھرتے جذبات کو اس نے یک دم غصے میں تبدیل ہوتا

پایا۔۔۔۔۔اسنے جھنجھلا کر گول میز پر رکھے ٹیشو باکس میں سے ایک ٹیشو نکال کر اسکی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔

"پاکستان سے کب آئی ہیں ؟؟۔۔۔" وہ تجسس سے پوچھنے لگا۔۔۔

"تھوڑے دن پہلے۔۔۔ مجھے مامی نے نماز پڑھتے دیکھ لیا تھا۔۔۔انھوں نے میرے گھر والوں کو کال کر کے میرے مسلمان ہونے کی اطلاع دے دی۔۔۔۔ مجھے پتا بھی نہیں تھا۔۔۔اچانک ڈیڈ کی کال آئی ی کے وہ مجھے لینے آرہے ہیں۔۔۔ میں نے بہت اصرار کیا۔۔۔مجھے ابھی پاکستان میں ہی رہنے دیں۔۔۔ مگر وہ نہ مانے۔۔۔ان کا لہجہ کافی سرد تھا مگر میں پھر بھی اندازہ نہیں لگا سکی۔۔۔۔یہاں لانے کے بعد ڈیڈ نے مجھے مارا۔۔۔۔ساتھ ساتھ کمرے میں لاک کردیا۔۔۔زور دیتے رہے کے اسلام چھوڑ دو۔۔۔۔" وہ یہ کہتے ہوئے زور زور سے رونے لگی۔۔۔۔

اچھی بات یہ تھی کے میوزک بہت تیز تھا۔۔۔جس کے سبب اس دشمنِ جاں کے رونے کی آواز زاویار کو بامشکل آرہی تھی۔۔۔۔دوسروں تک پہنچ پانا تو محال تھا۔۔۔۔

"جب میں نے ڈیڈ کی ساری کوششوں کے بعد بھی اسلام نہیں چھوڑا تو انھوں نے بڑے انکل (رامین کے تایا) سے بات کی۔۔۔۔انکل نے ڈیڈ سے کہا۔۔۔(وہ ابھی بچی ہے۔۔۔۔۔کسی نے ذہن سازی کردی ہوگی اسکی۔۔۔تم فکر مت کرؤ۔۔۔۔اور مار پیٹ تو بالکل بھی نہ کرؤ۔۔۔اس سے وہ مزید باغی ہوگی۔۔۔۔اسے پیار کی مار مارؤ۔۔۔۔۔۔میں اپنے بڑے بیٹے بارک کو بھیج دیتا ہوں۔۔۔۔۔۔بارک اسے خودی ٹھیک کرلے گا۔۔۔۔۔۔۔۔بلکے بارک کے ساتھ اسے امریکہ بھیج دو۔۔۔۔۔جب یہاں کی رونقیں دیکھے گی۔۔۔۔اپنے ہم عمر لڑکے لڑکیوں کے ساتھ رہے گی۔۔۔۔یہاں کے بچوں کا

لائف اسٹائل دیکھے گی۔۔۔تو خود ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔بچے اس عمر میں اکثر جذباتی ہو کر اس طرح کے قدم اٹھا لیتے ہیں۔۔۔میں بارک سے کہہ دوں گا اس کا خاص خیال رکھے۔۔۔۔)....ان کی تجویز ڈیڈ نے فوراً مان لی۔۔بارک مجھے بغیر کسی رشتے کے اپنے ساتھ امریکہ لے جانے لگا۔۔۔میں بہت ڈر گئی تھی۔۔۔مج۔۔۔مجھ۔۔مجھے۔۔"روتے روتے اب اسے ہچکیاں لگ گئیں تھیں۔۔۔

"پانی پیو۔۔۔۔"زاویار نے پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھایا۔۔۔اس نے پانی کا گلاس لے کر ایک دو گھٹ گلے میں اتارے۔۔۔

زاویار نے اس لمحے ٹک ٹکی باندھے اسے دیکھا۔۔۔لیکن جیسے ہی اس نے پانی کا گلاس واپس میز پر رکھ کر اسکی جانب دیکھا۔۔زاویار نے نظریں فوراً ڈانس فلور کی سمت کرلیں۔۔۔

"وہ مجھے بغیر کسی رشتے کے اپنے ساتھ زبردستی لے جانے آیا ہے۔۔۔ڈیڈ نے میرے سارے ڈاکومنٹس بارک کو دے دیے ہیں جس کی وجہ سے میں واپس پاکستان نہیں جا سکتی۔۔۔"وہ روتے ہوئے پھر بولنا شروع ہوئی۔۔۔"مجھے اپنے ڈاکومنٹس بارک سے حاصل کرنے ہیں تبھی میں یہاں سے بھاگ سکتی ہوں۔۔۔۔بارک سے اپنے ڈاکومنٹس حاصل کرنے کے لئے مجھے تھوڑا وقت چاہیے تھا۔۔اس لئے میں نے بارک سے صاف کہا کے میں اس کے ساتھ صرف اک ہی صورت پر چلو گی کہ وہ مجھ سے شادی کرے۔۔۔جس پر وہ بخوشی راضی ہو گیا۔۔۔"

تھائی لینڈ کا ماحول نہایت آزادانہ ہے۔۔۔وہاں لڑکے لڑکیاں اپنی مرضی سے جنسی تعلقات رکھتے ہیں۔۔۔۔اس لئے بارک کا بغیر کسی رشتے کے اپنے ساتھ رامین کو لے جانا کوئی بڑی بات نہیں تھا۔۔۔۔نہ ہی اس کے والدین کو اس بات پر کوئی اعتراض تھا۔۔۔۔

"تم آشر کے پاس جانا چاہتی ہو پاکستان میں ؟؟"زاویار کے سوال پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

"میں اتنی گناہگار بھی نہیں ہوں کے میں اپنے خدا سے روز اک نیک شخص کی آرزو کرؤں۔۔۔اور وہ پھر بھی مجھے اک کرسچن لڑکے کے حوالے کردے۔۔۔"وہ بھڑک کر بولی۔۔۔

"تو تم اتنی نیک بھی نہیں ہو کے تمھیں زاویار مل جائے۔۔۔"ناجانے کیوں اسے مزا آرہا تھا اسے زچ کرنے میں۔۔۔

رامین کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ لاکر۔۔۔بڑے مغرور انداز میں کہا۔۔۔۔

"میں نے نیک شخص کہا۔۔۔شاید آپ نے ٹھیک سے سنا نہیں ڈاکٹر زاویار"وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال۔۔۔خاصہ جتاتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔مانو ترکی پہ ترکی ماری تھی اس نے۔۔۔

ساتویں آسمان سے زاویار کو اک جھٹکے میں زمین پر گرایا تھا۔۔۔۔

اک لمحہ کے لئے وہ اسکا سرخ چہرہ تکنے لگا۔۔۔

اپنی تذلیل کو نہایت ڈھٹائی کے ساتھ مسکراتے ہوئے قبول کیا۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔تو کیا میں جاننے کی گستاخی کر سکتا ہوں کے وہ نیک شخص کون ہے جس کے لئے تم پاکستان جارہی ہو؟؟"اس کا لہجہ چبھتا ہوا معلوم ہورہا تھا رامین کو۔۔۔

"مفتی الماس۔۔۔سر ہیں میرے۔۔۔بہت رحم دل اور نیک شخصیت ہیں۔۔۔میں انہیں اپنا مسئلہ بیان کر دوں گی۔۔۔مجھے یقین ہے وہ مجھ سے نکاح کر کے۔۔۔مجھے تحفظ دیں گے۔۔۔"مفتی الماس کی شخصیت سے رامین بہت متاثر تھی۔۔۔اسے یقین تھا وہ ضرور اسکی مدد کر دیں گے۔۔۔اسے صرف یہی اک رستہ نظر آرہا تھا اپنے مذہب ، عزت اور جان کو بچانے کا۔۔۔۔۔

اسکی بات سنتے ہی زاویار آگ بگولہ ہو گیا تھا۔۔۔

"تو تم بھیک مانگو گی ان سے۔۔۔۔۔۔کے تم سے نکاح کر لیں؟؟"وہ نہایت دل جلے انداز میں استفسار کرنے لگا۔۔۔

"اگر میری عزت اور جان بچتی ہے۔۔۔اپنا عالمہ کا کورس جاری رکھ سکتی ہوں۔۔۔۔اور زندگی بھر اک مسلمان بن کر دین کی خدمت کر سکتی ہوں۔۔۔تو مجھے نہیں لگتا بھیک مانگنے میں کوئی برائی ہے۔۔۔"وہ جذباتی ہو کر بولی۔۔۔

رامین کی باتیں ناجانے کیوں اس کے دل میں آگ لگا رہی تھیں۔۔۔۔

اس کا جواب سن۔۔۔اپنے ہونٹ چبانے لگا۔۔۔جیسے غصہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔۔۔

رامین نے غصے سے اس کا چہرہ زرد پڑتے دیکھا۔۔۔

تھوڑی دیر تک ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی۔۔۔

"ہمم۔۔۔مس رامین۔۔۔جب آپ کی نظر میں بھیک مانگنے میں کوئی برائی نہیں ہے۔۔۔تو پھر اتنی دور جا کر مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔"یہ کہتے ہی۔۔۔وہ بالکل اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ لے آیا۔اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے "مجھ سے بھیک مانگ لو۔۔۔میں کر لوں گا تم سے

نکاح۔۔۔عزتِ نفس تو تمھارے پاس ویسے بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔لیکن پھر بھی میں وعدہ کرتا ہوں یہ راز ہم دونوں کے درمیان رہے گا۔۔۔۔"۔اس کی آنکھیں سرخ انگارے کی مانند لال ہورہی تھیں۔۔۔دل میں جو آگ لگی تھی اس سے مقابل کو جلا رہا تھا۔۔۔

رامین کو اسکے الفاظ نشتر کی طرح جسم میں پیوست ہوتے محسوس ہوئے۔۔۔جیسے اس کے سلف رسپیکٹ کی زاویار نے دھجیاں اڑائی ہوں۔۔۔

اس کے پورے وجود نے اس کی چبھن محسوس کی تھی۔۔۔

"کاش! صد کروڑ کاش کے آپ اس مرتبہ پر فائز ہوتے کہ میں آپ سے بھیک مانگ سکتی۔۔۔تو ڈاکٹر آپ میرا پہلا انتخاب ہوتے۔۔۔مگر حالت یہ ہے کے آپ میرا آخری انتخاب بھی نہیں بن سکتے۔۔۔"اس نے زاویار کی ہی طرز میں اسے لاجواب کیا۔۔۔

آنکھوں میں کدورت جھلک رہی تھی۔۔۔

اس نے زاویار کے غرور کو پاؤں تلے روند دیا تھا۔۔۔

"تمھیں کیا لگتا ہے دنیا کے سارے مرد بڑے نیک و پرہیزگار ہیں سوائے میرے؟؟۔۔مس رامین۔۔۔۔ویپ اپ۔۔۔آنکھیں کھولو اپنی۔۔۔یہ نیک پرہیزگار لوگ دن کے اجالے میں کچھ اور رات کے اندھیرے میں کچھ اور ہوتے ہیں۔۔۔۔کم از کم میرے دن اور رات اک جیسے ہیں۔۔۔میں جو ہوں جیسا ہوں سب کے سامنے ہوں۔۔۔"زاویار نے اک اک لفظ خاصہ جتاتے ہوئے۔۔۔معنی خیز انداز میں کہا۔۔۔۔اس کی آنکھیں آگ برسا رہی تھیں مقابل پر۔۔۔۔

”پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں ڈاکٹر۔۔۔اور اگر آپ اعلانیہ گناہ کرکے اس پر فخر کررہے ہیں تو یہ آپ کی بےوقوفی ہے۔۔۔۔کوئی کمال نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔“وہ تڑاک سے جواب دیتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اس کے جواب پر وہ جزبز ہوا تھا۔۔۔دل چاہا اس کا حشر کردے۔۔۔۔۔

اگر اسے اک قتل معاف ہوتا تو کوئی بعید نہیں کے وہ رامین کا ہوتا۔۔۔۔

”اوکے۔۔۔بھاڑ میں جاؤ۔۔۔۔مانگو جاکر بھیک اپنے سر سے۔۔۔۔تم اسی قابل ہو۔۔۔“وہ کھڑا ہوتے ہوئے۔۔۔۔غصے سے اک اک لفظ چباچبا کر بولا۔۔۔۔

”witch“منہ میں بڑبڑاتے ہوئے جانے لگا۔۔۔۔

اک دو قدم آگے جانے کے بعد۔۔۔واپس مڑ کر آیا۔۔۔

رامین ابرو اچکاکر اسے تجسس سے دیکھنے لگی۔۔۔کے وہ اچانک واپس کیوں آیا۔۔۔ابھی وہ اس سے پوچھتی۔۔۔اس سے قبل ہی۔۔۔اس نے اچانک آکر اس کا انگوٹھی والا ہاتھ تھاما۔۔۔۔

رامین کچھ کرپاتی اس سے پہلے ہی وہ انگلی سے انگوٹھی جدا کرچکا تھا۔۔۔۔۔۔

”ڈاکٹر مجھے اور مشکلوں میں نہ ڈالیں۔۔۔انگوٹھی واپس کریں۔۔۔۔“وہ تیزی سے۔۔۔پریشان ہوکر بولتے ہوئے کھڑی ہوئی۔۔۔

جب سے انگوٹھی بارک نے رامین کو پہنائی تھی۔۔۔تب سے ہی وہ انگوٹھی اس کی آنکھوں میں کھٹک رہی تھی۔۔۔

نہیں جانتا کیوں۔۔۔مگر برداشت نہیں کرپارہا تھا رامین کے ہاتھ میں کسی اور کے نام کی انگوٹھی۔۔۔۔

”ڈاکٹر مجھے واپس کریں۔۔۔میں پہلے ہی بہت مشکلوں میں ہوں میرے لئے مشکلیں مزید نہ بڑھائیں“زاویار انگوٹھی ہوا میں اچھال رہا تھا۔۔۔جب رامین التجائی یہ انداز میں بولی۔۔۔

زاویار کو رامین کی انگوٹھی ہوا میں اچھالتے ایتان اور جولیا نے دیکھ لیا تھا۔۔۔

کرسچن میں منگنی کی انگوٹھی بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔۔۔۔۔لڑکی یا لڑکا کبھی بھی اسے نہیں اتارتے۔۔۔۔

” بھیک مانگنے والے ہاتھوں میں ڈائمنڈ کی انگوٹھی جچتی نہیں ہے۔۔۔“وہ اک آنکھ دبا کر۔۔۔طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے۔۔۔۔۔۔انگوٹھی اپنی پینٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے وہاں سے چل دیا۔۔۔۔

”ڈاکٹر۔۔۔ڈاکٹر۔۔۔“وہ اپنی فراک دونوں ہاتھوں سے سنبھالتے ہوئے۔۔۔۔اسے روکنے کی نیت سے ۔۔۔تیزی سے اسکے پیچھے چلنے لگی۔۔۔۔

مگر تھوڑی ہی دور جا کر وہ اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔۔۔

رامین اپنا سر پکڑ کر کھڑی ہوگ ئی۔۔۔۔۔

☆☆

”یہ کیا حرکت کی ہے تو نے ؟؟۔۔۔کیوں للیان کی منگنی کی انگوٹھی اتار لایا؟؟۔۔۔تجھے پتا بھی ہے ہمارے یہاں یہ انگوٹھی کتنی معنی رکھتی ہے۔۔۔“ایتان نے تیزی سے اسے کار پارکنگ میں روکا۔۔۔۔

”جب سے یہ انگوٹھی اسکے ہاتھوں میں آئی ی تھی۔۔۔تب سے مجھے محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے سینے پر سانپ لوٹ رہے ہوں۔۔۔۔۔۔“اسنے اپنی دلی کیفیت ایتان سے شئ ی ر کی۔۔۔

”تو کیا بول رہا ہے مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا؟؟۔۔۔کیا تو للیان کو پسند کرتا ہے ؟؟“اس کے سوال پر وہ کھا جانے والی نگاہ سے دیکھنے لگا۔۔۔

”پسند؟؟؟۔۔۔اگر مجھے سات قتل کرنے کا موقع ملے تو ساتوں بار اسی witch کو مارنا چاہوں گا۔۔۔۔اگر تیری نظر میں اسے پسند کرنا کہتے ہیں۔۔۔۔تو واقعی مجھے بہت پسند ہے وہ۔۔۔ آئی ری ریلی ریلی لائی ک ہر۔۔۔“۔۔۔آخری جملہ اس نے طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے ادا کیا۔۔۔

”تو کبھی لڑکیوں کے ل ئے یہ زبان استعمال نہیں کرتا۔۔۔اگر تو کسی کے ل ئے کررہا ہے۔۔۔تو یقینا وہ خاص ہے۔۔۔“ایتان مسکراتے ہوئے۔۔۔اسے آئ ینہ دیکھانے لگا۔۔۔

وہ آئ ینہ جسے زاویار کسی صورت دیکھنا پسند نہ کرے۔۔۔

وہ بچپن کا ساتھی تھا اس کا۔۔۔۔اور اس نے زندگی میں پہلی بار زاویار کو کسی لڑکی کے لیے اس طرح کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔۔

”اگر وہ میرے ل ئے واقعی خاص ہوتی ناں۔۔۔تو ابھی انگوٹھی نہیں اسے اٹھاکر لے جارہا ہوتا۔۔۔۔سو۔۔۔۔just chill..“وہ سنجیدگی سے کہتا ہوا۔۔کار کا گیٹ کھولنے لگا۔۔۔

”ویسے۔۔۔کاش تو اسے ہی لے جاتا۔۔۔“ایتان نے اک آہ بھرتے ہوئے۔۔۔افسردگی سے کہا۔۔۔

جس پر وہ گیٹ کھولتے کھولتے روکا۔۔۔اور مڑ کر اسکی جانب دیکھنے لگا۔۔۔

”جولیا نے بتایا مجھے۔۔۔وہ مسلمان ہوگ ئی ہے۔۔۔جس کی وجہ سے اس کے ڈیڈ نے اسے بہت مارا ہے۔۔۔اس کے سارے ڈاکومینٹس بھی چھین لی ئے ہیں ان لوگوں نے۔۔۔اک ہفتہ ہونے کو آرہا ہے۔۔وہ کچھ کھا پی بھی نہیں رہی۔۔۔بس روتی رہتی ہے۔۔۔۔اسے نماز تک پڑھنے نہیں دے رہے یہ لوگ۔۔۔میرے نزدیک ہر انسان عقل شعور رکھتا ہے۔۔۔۔جب پیرنٹس ہر چیز کی اجازت دے رہے ہیں تو مذہب کے انتخاب کے ل ئے کیوں نہیں۔۔۔۔“ایتان کی باتیں سننے کے بعد۔۔وہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤****-------*****

وہ نہاء کر نکلی تھی۔۔۔

اپنے بیڈ پر بارک کو لیٹا ہوا دیکھ۔۔۔وہ بری طرح چونکی۔۔۔

شادی جس فارم ہاوس پر ہونے والی تھی۔۔۔رامین کے والدین تین دن پہلے ہی ویڈنگ پلانر کے کہنے پر وہاں پہنچ گئے تھے۔۔۔

فارم ہاوس کافی بڑا اور شاندار تھا۔۔۔جو اک پہاڑ پر بنایا گیا تھا۔۔۔

کمرے کی کھڑکی کھولتے ہی تازی ہوا سانسوں کو مہکاتی۔۔۔

فارم ہاؤس کے کافی اونچائی پر ہونے کے سبب وہاں سے دیکھنے والا ویو کافی خوبصورت اور ہرا بھرا تھا۔۔۔

دوسرے دن وہاں مہمان آنا شروع ہوجاتے۔۔۔اس ل ئے رامین بھاگنے کی تیاری کررہی تھی۔۔۔

تھوڑی دیر پہلے وہ بارک کے کمرے سے اپنے سارے ڈاکومینٹس لانے میں کامیاب ہوگئی تھی۔۔۔

مگر رامین کو علم نہیں تھا اسے کمرے سے نکلتے وقت بارک نے دیکھ لیا تھا۔۔۔

رامین کا پلین یہی تھا کے وہ سب کے سامنے سو جائے گی۔۔۔اور رات کی تاریکی میں موقع پا کر وہاں سے بھاگ جائے گی۔۔۔

لیکن دل تو خوف سے تب بند ہوا۔۔۔جب نہا کر نکلتے ہی اس نے اپنے کمرے میں بارک کو لیٹا پایا۔۔۔

"م۔۔۔میرے۔۔۔میرے کمرے میں کیا کر رہے ہو تم ؟؟۔۔۔"رامین خوفزدہ ہو گئی تھی اسے دیکھتے ہی۔۔۔مگر پھر بھی اپنے وجود میں ہمت جمع کر۔۔۔لڑکھڑاتی زبان کے ساتھ استفسار کرنے لگی۔۔۔

"میں اپنی ہونے والی مسز کو دیکھنے آیا ہوں۔۔۔۔سویٹ ہارٹ۔۔۔۔ تمھیں دیکھتے ہی میرا دل دھڑکنے لگتا ہے۔۔۔سچ میں۔۔۔میں نے تم سے زیادہ خوبصورت لڑکی اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھی۔۔۔"وہ رومانیت آنکھوں میں لئے۔۔۔۔۔بیڈ سے اٹھ کر اسکی جانب چلتا ہوا آیا۔۔۔۔اس کے قدم قدم پر رامین کا دل خوف سے ڈوبا جا رہا تھا۔۔۔اسنے تھوک بامشکل گلے میں نگلا۔۔۔بارک نے اس کی گیلی آبشار کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے محبت سے چور لہجے میں کہا۔۔۔

رامین اسکے ارادے جانتی تھی۔۔۔

ان کے یہاں جب تک لڑکا لڑکی اک دوسرے کو ہر لحاظ سے سمجھ نہیں جاتے۔۔ان کے بیچ انڈرسٹینڈنگ نہیں ہوجاتی۔۔۔۔۔وہ شادی کے بندھن میں خود کو نہیں باندھتے۔۔۔اور یہ انڈرسٹینڈنگ جسمانی لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔۔۔

رامین خود کو اب تک اس سے بچانے میں کامیاب رہی تھی۔۔مگر آج اس کے ارادے اسکی باتوں سے صاف ظاہر ہورہے تھے۔۔۔

رامین کی سانسیں خوف کے مارے رکنے لگیں۔۔۔

رامین کے چہرے کے رنگ اڑتے دیکھ۔۔۔وہ مسکرانے لگا۔۔

"ہماری شادی ہونے والی ہے۔۔۔۔تمہیں نہیں لگتا ہمارے درمیان انڈرسٹینڈنگ کی ابھی بہت کمی ہے۔۔۔آؤ بیٹھو۔۔"وہ مفاہمانہ انداز میں کہ کر۔۔۔صوفے پر بیٹھ گیا۔۔اور اسے برابر میں بیٹھنے کا کہنے لگا۔۔

"مجھ۔۔۔مجھے ابھی بہت نی۔۔نیں۔۔۔نیند آرہی ہے۔۔کل بات کریں۔۔"اس کا پورا موجود خوف کے مارے کپکپانے لگا۔۔۔

اسکی آواز میں کپکپاہٹ بارک نے محسوس کرلی تھی۔۔

اسے اپنی عزت کا خوف شدت سے لاحق تھا۔۔وہ دلی ہی دل خدا سے مدد طلب کرنے لگی۔۔۔

"نہیں۔۔۔مجھے ابھی کرنی ہے۔۔۔مجھے پتا نہیں کیوں یہ ڈر ہے۔۔۔صبح تک۔۔۔تم بھاگ جاؤ گی۔۔۔"وہ دانستہ طور پر جتا رہا تھا کے وہ واقف ہے اسکے بھاگنے کی پلاننگ سے۔۔۔

رامین کی جیسے جان ہوا ہوئی تھی اس کے جملے سن۔۔۔

"م۔۔می۔۔۔میں کیوں بھاگنے لگی۔۔۔" وہ لرزتی آواز کے ساتھ۔۔۔سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ گویا ہوئی ی۔۔۔

"کیونکے شاید تمھیں میں اچھا نہیں لگتا۔۔۔ تبھی تو تم نے منگنی کی انگوٹھی بھی اتار دی۔۔۔" وہ رامین کے وجود کو تکتے ہوئے۔۔۔چہرے پر معصومیت سجائے گویا ہوا۔۔۔

زاویار کو تو اندازہ بھی نہیں تھا وہ اس بیچاری کو کتنی بڑی مشکل میں ڈال گیا تھا۔۔۔

بارک نے ہال سے واپسی پر ہی نوٹ کرلیا تھا کے رامین کے ہاتھ سے انگوٹھی غائیب ہے۔۔۔

تب سے ہی وہ رامین پر نظر رکھنے لگا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ایسی بات نہیں ہے۔۔۔میں نے نہاتے وقت واش روم میں اتارئی ی تھی۔۔۔میں ابھی پہن کر آتی ہوں۔۔۔" وہ خود کو باتھ روم میں لاک کرلینے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔اسے صرف یہی حل نظر آرہا تھا بارک سے اس وقت بچنے کا۔۔۔

"چھوڑو۔۔۔بعد میں پہن لینا۔۔۔ابھی میرے پاس بیٹھو۔۔۔ذرا میں دل بھر کر تمھیں دیکھ تو لوں۔۔۔" رامین تیزی سے مڑی تھی باتھ روم کی جانب۔۔۔جب اس نے پیچھے سے آکر اس کا ہاتھ کھینچا۔۔۔۔۔

"بس دو منٹ۔۔۔" وہ ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"کہا ناں۔۔۔بعد میں پہن لینا۔۔۔" اس بار اسکا لہجہ سخت ہوگیا تھا۔۔۔

وہ چڑیا کے پر کاٹنے کے ارادے سے آیا تھا۔۔۔

"بیٹھو" اس نے رامین کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر میں بیٹھا لیا تھا۔۔۔

"مجھے واقعی بہت نیند آرہی ہے۔۔" وہ جمائی ی لینے کی اداکاری کرتے ہوئے۔۔۔لچک دار انداز میں بولی۔۔۔

"تمھیں پتا ہے۔۔۔میں تم سے میرج کرنے کے لئے اتنی جلدی کیسے مان گیا۔۔" اس کے سوال پر وہ نفی میں گردن ہلانے لگی۔۔

"کیونکے سویٹ ہارٹ تم پہلی ہی نظر میں میرے دل کی اسپیڈ بڑھا گئی تھیں۔۔اور جب تم نے مجھ سے کہا کے تم میری وائف بننے کے بعد ہی میرے ساتھ امریکہ چلو گی۔۔تو میں نے سوچا۔۔۔۔ وائی ناٹ۔۔۔۔تم مجھے اپنے قریب نہیں آنے دے رہیں۔۔میں نے اسے بھی اگنور کردیا۔۔۔تم نے انگیجمنٹ پر میرے ساتھ ڈانس بھی نہیں کیا۔۔۔میں نے اس پر بھی تم سے ناراضگی ظاہر نہیں کی۔۔مگر۔۔اک چیز مجھے تنگ کررہی ہے۔۔۔جب سب کچھ تمھاری مرضی سے ہورہا ہے۔۔۔۔تو پھر تم اس میرج سے بھاگ کیوں رہی ہو ؟؟۔۔۔۔" اس کا لہجہ برف کی طرح سرد تھا۔۔۔وہ غصیلی نگاہ سے تکتے ہوئے۔۔ابرو اچکا کر استفسار کرنے لگا۔۔۔

"کیونکے میں مسلم ہوں۔۔" رامین نے دوٹوک انداز میں جواب دیا۔۔

"سو واٹ۔۔۔مجھے پرواہ نہیں۔۔۔" وہ لاپرواہی سے بولا۔۔۔

"مگر مجھے ہے۔۔۔میں اک مسلم ہوں۔۔اور اک مسلم لڑکے کے نکاح میں جانا چاہتی ہوں۔۔۔" لرزتے وجود کے ساتھ۔۔آنکھوں میں آنسو لئے۔۔۔وہ اپنی بات پر خاصہ زور دیتے ہوئے بولی۔۔۔

"واو۔۔۔اب تمھارے لئیے میں اپنا مذہب تو چینج کرنے سے رہا۔۔۔" وہ آنکھوں میں جھانکتے ہوئے۔۔۔سخت لہجے میں کہنے لگا۔۔۔"اس لئیے چپ چاپ مجھ سے میرج کرو۔۔۔اور میرے ساتھ امریکہ چلو۔۔۔ورنہ۔۔۔میں میرج کا پلین کینسل کر کے۔۔۔تمھیں اپنے ساتھ صبح ہی لے جاؤں گا۔۔۔" رامین کے رخسار پر اپنا ہاتھ رکھ۔۔۔وہ بڑے نرم لہجے میں۔۔۔غراتے ہوئے اسے دھمکانے لگا۔۔۔

رامین نے فورا ہی اس کا ہاتھ اپنے چہرے سے جھٹکا۔۔۔

"تمھیں برا لگ رہا ہے میرا ٹچ کرنا ؟؟" اسے رامین کا اپنا ہاتھ جھٹکنا ناگوار گزرا تھا۔۔۔اس نے فورا ہی اس کا بازو دبوچ کر۔۔۔غصے سے پوچھا۔۔۔

"مجھے اچھا نہیں لگتا کسی کا بھی ٹچ کرنا۔۔" رامین اپنا بازو چھڑاتے ہوئے۔۔۔دور ہٹ کر بولی۔۔۔

بارک کے چہرے پر بڑی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔

"تم تو بڑی معصوم ہو۔۔۔" رامین کا جملا۔۔۔اسے حیران کرگیا تھا۔۔۔وہ بے اختیار مسکراتے ہوئے کہنے لگا

20 سالہ حسین و جمیل لڑکی جو تھائی لینڈ جیسے آزادانہ ماحول میں رہتی ہو۔۔۔اسنے آج تک کسی لڑکے کو خود کو ٹچ نہیں کرنے دیا تھا۔۔۔یہ بات بارک کو حیران کرگئی تھی۔۔۔

"بارک پلیز اب جاؤ۔۔۔باقی باتیں کل کرلینا۔۔۔" وہ جھنجھلاتے ہوئے بولی۔۔۔

"میں آج رات جانے کی نیت سے نہیں آیا سویٹ ہارٹ۔۔۔" اس کے کہتے ہی رامین کی آنکھیں خوف سے بڑی ہوگئیں تھیں۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے کہ کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔

"کھڑی کیوں ہو۔۔۔ آجاؤ۔۔۔" اسکی نگاہیں ہوس سے بھری تھیں۔۔۔ جنھیں دیکھتے ہی رامین کا دل خوف سے بند ہونے لگا۔۔۔

"بارک۔۔۔ میں۔۔ میں۔۔۔ میں ابھی ہمارے ریلیشن شپ کو بڑھانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔۔۔ سو پلیز۔۔۔ مجھے ٹائم دو۔۔۔" وہ التجائی انداز میں کہنے لگی۔۔۔

"ریلیشن شپ تو تب بڑھے گا جب ہم اک دوسرے پر ٹرسٹ کریں گے۔۔۔ جو تم مجھ پر بالکل نہیں کرتیں۔۔۔۔ ہماری میرج ہونے والی ہے۔۔۔ سویٹ ہارٹ ہمارے لئے بہت ضروری ہے انڈرسٹینڈنگ بڑھانا۔۔۔ سو کم اون۔۔۔" اس نے کہتے ہی رامین کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

اگلے لمحے وہ اسکے سینے سے آلگی تھی۔۔۔

"تم میرے ساتھ زبردستی نہیں کرسکتے بارک۔۔۔" وہ فورا ہی خود کو سنبھال کر۔۔۔ اس سے دور ہٹ کر کھڑی ہوئی۔۔۔ ساتھ ساتھ شعلہ بار نگاہوں سے اسے وارن کرنے لگی۔۔۔

اس نازک صفت لڑکی کی وارننگ کو وہ ذرا بھی خاطر میں نہ لایا۔۔۔

اگلے ہی لمحے اس کا بازو کھینچ کر اپنے قریب کرنے لگا۔۔۔ رامین اسے دونوں ہاتھوں سے دھکا دے کر۔۔۔ واش روم کی جانب تیزی سے دوڑ گئی تھی۔۔۔ اس نے جاتے وقت بارک کا سیل جو بیڈ کے کونر ٹیبل پر رکھا تھا وہ بھی اٹھا لیا تھا۔۔۔

واش روم میں خود کو لاک کرنے کے باوجود وہ بہت ڈرئی ہوئی تھی۔۔۔کیونکے اسے پتا تھا واش روم کا دروازہ زیادہ دیر اسے محفوظ نہیں رکھ سکتا۔۔۔۔

اس کے ہاتھ کپکپارہے تھے۔۔۔

خوف کے مارے کوئی نمبر یاد نہیں آرہا تھا۔۔۔سوائے اک کے۔۔۔

اس نے کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ سیل پر نمبر ڈال کیا۔۔۔

وہ بہت گہری نیند میں تھا۔۔جب تکیے کے نیچے رکھا سیل رنگ ہونے لگا۔۔۔

"ڈاکٹر کال ریسیو کریں پلیز۔۔۔"اس کی جان پر بنی تھی۔۔۔ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اس کا وجود پہلے سے زیادہ لرز رہا تھا۔۔۔

"یا میرے خدا۔۔میری عزت کی حفاظت کر۔۔۔جیسے تو نے آج تک کی ہے۔۔۔میرا تیرے سوا کوئی سہارا نہیں۔۔۔مجھے بچالے اس بھیڑے سے۔۔۔۔"وہ روتے ہوئے دعا کرنے لگی۔۔۔

"للیان۔۔۔دروازہ کھولو۔۔۔میں نے کہا۔۔۔دروازہ کھولو۔۔۔ورنہ اگر میں نے دروازہ کھلوایا۔۔۔تو تمھارا انجام بہت برا ہو گا۔۔۔للیان"وہ دروازے پر زور زور سے لاتیں مار رہا تھا۔۔۔

اس کا ہر وار رامین کے دل کو خوف و دہشت میں مبتلا کر رہا تھا۔۔۔۔

"ڈاکٹر کال ریسیو کریں جلدی۔۔۔"وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔

"اک تو لوگ رات کو بھی سکون سے سونے نہیں دیتے۔۔۔"وہ نیند میں بڑبڑاتے ہوئے۔۔۔سیل ڈھونڈنے کے لئے ہاتھ بیڈ پر چلانے لگا۔۔۔پھر یاد آیا۔۔۔سیل تکیے کے نیچے مشراز سے چھپانے کے لئے رکھا تھا۔۔۔کیونکے وہ سونے کے بجائے کارٹون دیکھنے کی ضد کر رہا تھا۔۔۔

سیل تکیے کے نیچے سے نکال کر۔۔۔آنکھیں مسلتے ہوئے بغور دیکھنے لگا۔۔۔۔

سیل پر نیو نمبر شو ہو رہا تھا۔۔۔

"اتنی رات کو اَن نون نمبر۔۔۔چھوڑو صبح دیکھوں گا۔۔۔"وہ مشراز کو سلاتے سلاتے کب خود سو گیا اسے پتا ہی نہیں چلا۔۔۔

بار بار سیل رنگ ہونے سے کہیں مشراز کی آنکھ نہ کھل جائے۔۔اس لئے سیل سائلینٹ پر لگا کر۔۔۔واپس رکھ دیا۔۔۔

سیل مسلسل وائبریٹ ہو تا رہا۔۔۔

"یا میرے خدا۔۔۔اب میں کیا کرؤں۔۔۔"وہ روتے ہوئے دروازے سے لگ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

اسے زاویار کے علاوہ کسی کا نمبر یاد نہیں آرہا تھا۔۔۔۔

اچانک اس کی نگاہ واش روم کی کھڑکی پر گئی۔۔۔۔

ساتھ ساتھ اسنے چابی سے واش روم کا دروازہ کھلنے کی آواز سنی۔۔۔۔

"اک منٹ۔۔۔"نیند میں اچانک اسکا ذہن کام کیا۔۔۔وہ فورا ہی اٹھ بیٹھا۔۔۔

"رامین۔۔۔"منہ سے بے ساختہ نکلا۔۔۔۔۔

کال آنا اب بند ہو گئی تھی۔۔۔

"رامین کال ریسیو کرؤ۔۔۔"اسے پورا یقین تھا کال کرنے والی رامین تھی۔۔۔

مگر سیل سوئچ اف آنے لگا تھا۔۔۔

ملازمہ سے مشراز کا خیال رکھنے کا کہہ کر۔۔۔وہ تیزی سے کار کی چابی اٹھا کر باہر چل دیا۔۔۔۔

"ایتان تجھے پتا ہے رامین اس وقت کہاں ہے ؟؟"اس نے سب سے پہلے ایتان کو کال لگائی۔۔۔۔

وہ جولیا کے ساتھ ڈرنگ کررہا تھا اس وقت۔۔۔۔

"کون رامین ؟؟"ایتان الجھ کر پوچھنے لگا۔۔۔۔

"میرا مطلب للیان۔۔۔۔تجھے پتا ہے للیان کہاں ہے اس وقت؟؟" وہ تیزی سے استفسار کررہا تھا۔۔۔۔

"للیان۔۔۔۔مجھے کیسے پتا ہوگا۔۔۔رک جولیا سے پوچھتا ہوں۔۔۔"اس نے جولیا سے پوچھ کر اسے فارم ہاوس کا بتایا۔۔۔

"فارم ہاوس۔۔۔جولیا سے اس کا ایڈریس لے کر سینڈ کر۔۔۔جلدی۔۔۔۔۔"ہر گزرتا لمحہ زاویار کو اپنی جان پر بھاری ہوتا محسوس ہورہا تھا۔۔۔۔

"کچھ سیرس معاملہ ہے کیا باس ؟؟"ایتان شوخی سے پوچھنے لگا۔۔۔۔

"معاملہ سیرس ہی تھا۔۔۔بس میں نے ہی لاپرواہی دکھائی۔۔۔"وہ سر پکڑ کر بول رہا تھا۔۔۔اس کے لہجے میں پچھتاوا نمایا ظاہر تھا۔۔۔۔

زاویار کو منگنی کے بعد سے ہی اندازہ تھا کے وہ خطرئے میں ہے۔۔۔مگر اس کے باوجود اپنے غصے اور انا میں اسنے رامین سے کوئی کانٹیک نہیں کیا۔۔۔۔

۔یہاں تک کے ٹھیک اک ہفتے بعد آج اس کی خود کال آگئی۔۔۔۔

"یہ سیل سوئچ اف کیوں جارہا ہے۔۔۔" وہ بار بار کال ملا رہا تھا۔۔۔اس کی جان مانو سولی پر لٹکی تھی۔۔۔

ذہن میں اک کے بعد اک برا خیال آرہا تھا۔۔۔جس پر اس کا دل مزید بیٹھے جارہا تھا۔۔۔

اس کے ہاتھ کپکپانا شروع ہوگ‍ئ‍ے تھے۔۔۔یہ خیال ہی جان لیوا تھا کے کہیں اسے کچھ ہو نہ گیا ہو۔۔۔

پہلی بار وہ ماننے کے ل‍ئ‍ے تیار تھا کے اس نے غلطی کی۔۔۔رامین کے معاملے میں لاپرواہی دیکھا کر۔۔۔

ایتان کے فارم ہاؤس کا ایڈریس سینڈ کرتے ہی اس کی کار ہواؤں سے بات کرنے لگی۔۔۔

وہ فارم ہاوس سے بس دو منٹ کی دوری پر تھا جب اس کی کار اچانک رک گ‍ئ‍ی۔۔۔

فارم ہاؤس پہاڑ پر بنایا گیا تھا۔۔۔جس کی روڈ کے دونوں کنارے پر جنگل تھا۔۔

"ابھی نہیں یار۔۔۔اسے بھی ابھی خراب ہونا تھا۔۔۔" وہ جھنجھلاتے ہوئے۔۔ تیزی سے کار سے اترا۔۔۔

"کوئ‍ی ہے۔۔۔مدد کرو۔۔۔" اسے کسی کی گھٹی گھٹی آواز سنائ‍ی دی۔۔

آواز سڑک سے ہٹ کر جو جنگل تھا اس میں سے آرہی تھی۔۔۔۔

وہ کار چھوڑ کر تیزی سے جنگل کی جانب لپکا۔۔۔۔

ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔۔

اس نے موبائل کی فلیش اون کی۔۔۔

اک دو بار اسے پھر گھٹی گھٹی آواز آئی ی۔۔۔

وہ آواز کی سمت ہی تیزی سے قدم بڑھانے لگا۔۔۔

"رامین۔۔۔"وہ پوری جان سے تڑپا تھا۔۔اسے جنگل میں خون آلود پڑا دیکھ۔۔۔فورا اس کے وجود کو اپنی باہوں کے حصار میں لیا۔۔۔۔

"ڈاکٹر۔۔"وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی۔۔اسکے سر سے خون نکل رہا تھا۔۔۔ساتھ ساتھ ہاتھ پاؤں بھی زخمی تھی۔۔۔

اسکی لائیٹ ہرے رنگ کی شرٹ خون آلود تھی۔۔۔اس حالت میں بھی زاویار کو دیکھتے ہی اسکے چہرے پر اک اطمینانی چھا گ ئی۔۔۔

"مجھے مسلمانوں کی طرح دفنانا پلیز۔۔۔میں مسلمان ہوں۔۔۔"اس کے جملے زاویار کی روح نکال گ ئی ے تھے۔۔۔۔

"کچھ نہیں ہو گا تمھیں۔۔۔بس تم اپنی آنکھیں کھلی رکھو۔۔۔"اس کے وجود کو باہوں میں بھر کر وہ تیزی سے اسے کار کی جانب لایا۔۔۔۔

وہ بھول گیا تھا کار خراب ہو گ ئی تھی۔۔۔۔

اور مزے کی بات ہے۔۔۔۔وہ بے جان کار بھی بھول گ ئی تھی۔۔۔

جب کسی کو کہیں پہنچانا ہو تو اسباب خود بنتے ہیں۔۔۔۔

بے جان چیزیں بھی خود باخود خراب اور ٹھیک ہو جاتیں ہیں۔۔۔

اسے پیچھے سیٹ پر لٹا کر۔۔۔جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا۔۔۔

وہ کار ہوا میں اڑاتے ہوئے ہسپتال پہنچا۔۔۔

"تمھیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔سنا تم نے۔۔۔"وہ اسے اسٹریچر پر لٹاتے ہوئے بولا۔۔۔

زاویار نے آج جانا تھا جسم سے روح جدا ہونے کا احساس کیسا ہوتا ہے۔۔۔۔

"آپ باہر رکیں"نرس نے اسے آپریشن تھیٹر کے باہر روکتے ہوئے کہا۔۔۔

اسکے ہاتھ اور پورے کپڑے رامین کے خون سے رنگے تھے۔۔۔

۔

وہ وہیں دیوار سے لگ کر بے جان ہو کر گر گیا۔۔۔

کیا تھی وہ اسکی۔۔۔کون سہ تعلق تھا ان دونوں کے درمیان۔۔۔۔کوئی بھی تو نہیں۔۔۔کہتا تھا دنیا میں سب سے زیادہ نفرت اس سے کرتا ہے۔۔۔۔

مگر آج اسکی حالت پر۔۔۔تڑپنے والا صرف وہی تھا۔۔۔۔

آنکھوں سے آنسو مسلسل بہ رہے تھے۔۔۔

اپنا سر باربار زور زور سے دیوار سے مارتا۔۔۔جیسے خود کو سزا دے رہا ہو۔۔۔

"اے میرے مالک۔۔۔۔زاویار نے آج تک تجھ سے کبھی کچھ نہیں مانگا۔۔مگر آج مانگنا چاہتا ہوں۔۔۔رامین کو بچا لے۔۔۔اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں اس guilt میں ہر لمحہ مرتا رہوں گا کے میں جانتا تھا وہ خطرے میں ہے۔۔۔پھر بھی لاپرواہ بنا رہا۔۔۔"یہ پہلی بار تھا۔۔۔۔کے اس نے خدا سے دعا مانگی تھی۔۔۔۔

دیکھنے والوں کو لگ رہا تھا وہ اسکی وائف ہے۔۔۔ تبھی اتنا تڑپ رہا ہے۔۔۔

اک بوڑھی خاتون کو اسکی حالت پر ترس آیا۔۔۔

”خدا سب بہتر کرےئ گا۔۔۔۔“وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دلاسہ دینے لگیں۔۔۔”تمھاری وائف ٹھیک ہوجائے گی۔۔۔“

”وہ وائف نہیں ہے میری۔۔۔“وہ تیزی سے نظریں اوپر کر۔۔۔انھیں دیکھ۔۔۔گویا ہوا۔۔۔۔

”او۔۔۔تمھاری گرل فرینڈ ہے ؟؟“

اسنے پھر نفی میں گردن کو جمبش دی۔۔۔۔

”نہیں۔۔۔وہ میری گرل فرینڈ بھی نہیں۔۔۔“

”پھر کون ہے وہ لڑکی تمھاری ؟؟“وہ بڑے اشتیاق سے پوچھنے لگیں۔۔۔۔۔

”آپریشن تھیٹر میں موجود لڑکی۔۔۔۔کوئی رشتہ نہ ہونے کے باوجود بھی میری جان جلاتی ہے۔۔۔میری آنکھوں میں رہتی ہے۔۔۔میرے خوابوں میں آتی ہے۔۔۔اس کا حُسن مجھے پاگل کرتا ہے۔۔۔اسکا حُسن پانے کی چاہ۔۔۔میں نے ہر روز اپنے اندر بڑھتی ہوئی محسوس کی ہے۔۔۔میں یہی کہتا ہوں کے نفرت ہے مجھے اس سے۔۔۔۔اتنی نفرت کے سامنے آجائے تو اسے شوٹ کردوں۔۔۔مگر اتنی نفرت کے بعد بھی میں اس کے ساتھ کچھ برا ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔“کبھی کبھار ہم اپنا حالِ دل ان لوگوں سے شیئر کرلیتے ہیں جنھیں ہم جانتے بھی نہیں۔۔۔۔۔

”اب آپ ہی بتائیں کیا لگتی ہے وہ میری ؟؟“ اس نے اپنا حالِ دل سنانے کے بعد سوال الٹ دیا تھا۔۔۔

"محبت ہے تمھاری۔۔۔"انھوں نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیا۔۔۔

"محبت ؟؟۔۔۔۔"وہ الجھ کر دیکھنے لگا۔۔۔۔

"ہاں محبت۔۔۔۔"انھوں نے جیسے تصدیق کی۔۔۔۔

"ڈاکٹر رامین کیسی ہے ؟؟"ابھی وہ دونوں باتیں کر ہی رہے تھے کے ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر نکلے۔۔۔۔زاویار تیزی سے کھڑے ہوکر۔۔۔بے تابی سے استفسار کرنے لگا۔۔۔۔

"شی اس آوٹ آف ڈینجر ناؤ۔۔۔۔بٹ سر پر کافی گہری چوٹ آئی ی ہے۔۔۔اس وقت ان کے لیے کسی بھی طرح کا اسٹریس لینا خطرناک ہوسکتا ہے۔۔۔اس ل ئی ے انھیں دواؤں کے ذریعے ذہنی سکون میں رکھا جائے گا۔۔۔۔ساتھ ساتھ ہاتھ پاؤں پر بھی چوٹیں آئی ی ں ہیں۔۔۔مگر کوئی سیریس انجری نہیں ہے۔۔۔"

"میں اسے گھر لے جانا چاہتا ہوں۔۔۔"

"مگر ہاسپٹل میں ان کی اچھی دیکھ بھال ہو سکتی ہے۔۔۔"ڈاکٹر احتجاجا گویا ہوئے۔۔۔

"ڈاکٹر اس نے اپنا ریلیجن چینج کیا ہے۔۔۔جس کی وجہ سے اس کی فیملی ہی اسکی دشمن بن گ ئی ہے۔۔۔۔اس کا یہاں رہنا سیف نہیں۔۔۔۔آپ پلیز اسے میرے ساتھ گھر جانے کی اجازت دیں۔۔۔۔"زاویار نے ڈاکٹر کو رامین کا اصل مس ئی لہ بیان کردیا تھا۔۔۔

"او۔۔۔۔تو آپ پیشنٹ کے کون ہیں؟؟"ڈاکٹر نے تجسس سے استفسار کیا۔۔۔۔

"یہ ہسبینڈ ہے "وہ بوڑھی خاتون تیزی سے جواب دہ ہوئی یں۔۔۔۔

ان کے جھوٹ پر زاویار حیرت سے ان کا چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔

"۔۔۔آپ کو پولیس کمپلین کرنی چاہئے۔۔۔"

"ڈاکٹر مجھے نہیں پتا اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔۔میں پولیس کو کیا بیان دوں گا۔۔۔وہ ٹھیک ہوجائے تو میں اسے خود پولیس اسٹیشن لے جاؤں گا۔۔۔"زاویار کی بات پر ڈاکٹر اثبات میں سر ہلانے لگے۔۔۔

"او۔کے۔۔۔آپ گھر لے جائیں۔۔۔مگر اک نرس کا ان کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔۔۔"

"آپ فکر نہ کریں۔۔"زاویار نے ڈاکٹر کو اعتماد میں لیا۔۔۔

ڈاکٹر کے جاتے ہی زاویار اس بوڑھی خاتون کے گلے لگ کر خوش ہونے لگا۔۔۔۔

"اوو بوائے۔۔۔۔"وہ خاتون اسکی کمر سہلاتے ہوئے۔۔۔مسکرا کر بولیں۔۔۔

"مان لو محبت ہے تمھاری۔۔۔ورنہ اس کے لئیے اتنا خوش نہیں ہورہے ہوتے۔۔۔"زاویار نے خوشی کے مارے اس بوڑھی خاتون کو مضبوطی سے حصار میں لے کر۔۔۔ہوا میں بلند کردیا تھا۔۔۔

ان کی بات سنتے ہی وہ فقط مسکرا دیا۔۔۔۔

★ ★ *****-----***** ★ ★

زاویار کے اسے گھر لاتے ہی۔۔۔گھر کی ساری خواتین ملازم مع حدید اور اسکی وائف رامین کو دیکھنے زاویار کے کمرے میں آئے۔۔۔۔

"تمھاری witch تو واقعی بہت خوبصورت ہے زاویار۔۔"حدید کی وائف تعریفی کلمات ادا کیے بغیر نہ رہ سکیں۔۔۔

آج وہ بہت خوشگوار موڈ میں تھا۔۔۔۔سب کے تعریفی کلمات مسکراتے ہوئے سنتا رہا۔۔۔

”تم اسے گھر لے آئے ؟؟“ حدید رامین کی حالت دیکھ۔۔۔زاویار پر بگڑا۔۔۔وہ مزید کچھ بولتا۔۔۔اس سے قبل زاویار تیزی سے بولا۔۔۔

”شکر کریں صرف رامین کو اٹھاکر گھر لایا ہوں۔۔۔۔ورنہ اتنی طاقت رکھتا ہوں کے جنھوں نے رامین کی یہ حالت کی ہے انھیں ہسپتال کے بستر پر لٹا کر آتا۔۔“حدید نے پہلی بار اسکی آنکھوں میں خون اترتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

”اگر تم اسے نفرت کہتے ہو۔۔۔۔تو میں دعا کرؤ گی خدا ایسی نفرت کرنے والا سب کو دے۔۔۔“ حدید کی وائی‌ف مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔انکے لہجے میں عش نمایا تھا۔۔۔۔

”واو واو۔۔۔۔witch تو بہت خوبصورت ہوتیں ہیں۔۔۔“مشراز نے اپنے ننھے ہاتھ سے رامین کے ہاتھ کو مس کرتے ہوئے۔۔۔۔چمکدار آنکھوں کے ساتھ کہا۔۔۔۔۔

”نہیں ساری نہیں ہوتیں۔۔۔یہ اسپیشل والی ڈھونڈ کر لائے ہیں تمہارے چاچو“ حدید زاویار کو گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

جس پر وہ مسکرانے لگا۔۔۔

”ہائے۔۔۔میں نے اتنی خوبصورت لڑکی پہلے کبھی نہیں دیکھی۔۔“اک ملازمہ ستائی شی نگاہیں اسکے وجود پر ڈالے۔۔بے ساختہ بولی۔۔۔

رامین کو تو خبر بھی نہیں ہوگی کے زاویار نے اسے witch کے نام سے اپنے گھر میں کتنا مشہور کرر کھا ہے۔۔۔

"چلو۔۔اب نظر نہ لگا دینا میری دیورانی کو۔۔" حدید کی وائف کے کہتے ہی۔۔زاویار کو بری طرح دھانس لگ گئی تھی۔۔۔جس پر حدید اسکی کمر سہلانے لگا۔۔۔

"کیا ہو گیا اچانک ؟؟"

"بھابھی آپ کچھ زیادہ ہی فاسٹ جا رہی ہیں۔۔" سانس بحال ہوتے ہی اس نے بھابھی کو دیکھ ۔۔۔ٹوکتے ہوئے کہا۔۔۔

جس پر وہ مسکرانے لگیں۔۔۔

"زاویار اس کے گھر والے ہم پر کڈنیپنگ کا کیس کر سکتے ہیں۔۔۔تمہیں ہسپتال میں چھوڑ کر آنا چاہیے تھا اسے۔۔۔۔تمھاری یہ بے وقوفیاں ہماری عزت پر بن جائیں گی۔۔۔تم سمجھ کیوں نہیں رہے ہو۔۔" سب کے کمرے سے جانے کے بعد حدید اک بار پھر اسے معاملے کی نزاکت سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"سمجھ آپ نہیں رہے برو۔۔۔میں اسے مرنے کے لئے نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔" وہ قطعی انداز میں گویا ہوا۔۔۔

"زاویار۔۔۔اس لڑکی کے گھر والے اس کے ساتھ کیسا سلوک کر رہے ہیں۔۔۔یہ اُس کا مسئلہ ہے ۔۔۔تمہارا نہیں۔۔۔تم نے انسانیت دکھاتے ہوئے اسے ہسپتال تک پہنچا دیا۔۔۔یہ کافی تھا۔۔۔اسے گھر لانے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔تم اسے ابھی کے ابھی واپس ہسپتال چھوڑ کر آؤ۔۔۔ہسپتال کا جو بھی خرچا ہو گا وہ ہم اٹھا لیں گے۔۔۔مگر یہ لڑکی گھر میں نہیں رہے گی۔۔۔" حدید نے نہایت سخت لہجے میں کہا۔۔۔

"برو۔۔۔مجھے آپ سے ان باتوں کی امید نہیں تھی۔۔۔"وہ افسردگی سے گویا ہوا۔۔۔

"زاویار تم سمجھ کیوں نہیں رہے ہو؟؟۔۔یہ کوئی مارکیٹ سے گڑیا اٹھاکر نہیں لے آئے ہو تم۔۔جو میں تمہیں گھر پر رکھنے دوں۔۔یہ اک کرسچن لڑکی ہے۔۔۔تھائی لینڈ کی باشندہ۔۔۔اس کے گھر والے ہم پر کیس کرسکتے ہیں۔۔۔تم۔۔"وہ ابھی جتاتے ہوئے بول ہی رہا تھا۔۔کے زاویار بیچ میں بات کاٹتے ہوئے۔۔۔

"وہ کرسچن نہیں ہے۔۔وہ مسلم ہے۔۔اس کے گھر والے اسے مذہب بدلنے کی وجہ سے ہی اتنا ٹوچر کررہے ہیں۔۔ڈیڈ اور آپ ہی کہتے ہیں ناں۔۔اگر ہم اپنوں کی مدد نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔۔۔جیسے بھابھی کو تحفظ کی ضرورت تھی ویسے رامین کو بھی ہے۔۔۔"

"زاویار۔۔رامین احمدی نہیں ہے۔۔۔ہم اسے مسلمان نہیں مانتے۔۔۔۔"حدید قطعی انداز میں بولا۔۔۔

"میں یہ سب نہیں جانتا۔۔۔میں صرف اتنا جانتا ہوں کے میں نے ہی اس سے کہا تھا وہ مسلم ہوجائے۔۔میں اس سے شادی کرلوں گا۔۔۔اب میں اسے اس طرح بیچ میدان میں مرنے کے لئے نہیں چھوڑ سکتا۔۔"

"زاویار۔۔تمھارا دماغ خراب ہوگیا ہے۔۔۔ڈیڈ کے جرمنی سے واپس آنے سے پہلے پہلے اس لڑکی کو اس کے گھر پہنچاؤ۔۔۔ہمارا رامین جیسے لوگوں سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔"حدید غصے سے کہتا ہوا۔۔کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔

زاویار نے اس کے جاتے ہی زور سے دروازہ بند کیا۔۔جیسے سارا غصہ بے جان دروازے پر اتارا ہو۔۔۔

رامین کی خاطر وہ حدید تک سے لڑ گیا تھا۔۔

---- 🔥🔥🔥

وہ اس کے کمرے میں تھی۔۔۔بالکل اسکے سامنے۔۔۔بے جان سی گڑیا کی مانند۔۔۔

وہ اتنی پاس تھی۔۔۔مگر اسکے باوجود۔۔۔اک سکنڈ کے کروڑ وئے حصہ میں بھی کوئی غلط خیال ذہن میں دور دور تک نہیں آیا۔۔۔

"جلدی ٹھیک ہوجاؤ witch... پلیز۔۔۔"وہ صوفے پر بیٹھا۔۔اس کے بے ست سے جسم پر نظریں جمائے۔۔۔۔آہستہ سے کہنے لگا۔۔۔

دو دن سے وہ اس کے کمرے میں تھی۔۔۔مگر اک بار بھی اسے چھونے کی کوشش نہیں کی۔۔

بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کے پاس بھی صرف کام سے جاتا۔۔۔

تین دن بعد اس نے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔تب مشراز اس کے برابر میں بیٹھا تھا۔۔۔

"چاچو۔۔۔witch نے آنکھیں کھولی ہیں۔۔۔"زاویار اس وقت صوفے پر بیٹھا اپنے لیپ ٹاپ پر کام میں مگن تھا جب مشراز کا جملہ سن۔۔۔تیزی سے لیپ ٹاپ میز پر رکھ کر۔۔۔بیڈ کی جانب آیا۔۔۔۔

"لیٹی رہو۔۔۔میں نرس کو بلاتا ہوں۔۔۔"رامین اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔مگر اسکا سر چکرا رہا تھا۔۔۔زاویار بڑے نرم لہجے میں کہ کر۔۔۔نرس کو بلانے گیا۔۔۔

نرس کے آنے سے پہلے پہلے وہ دوبارا غنودگی میں چلی گ ئی تھی۔۔۔

دو تین دن تک وہ اسی طرح اک دو ثانیوں کے ل ئ ے آنکھ کھولتی۔۔۔اور پھر واپس سوجاتی۔۔۔

مشراز زیادہ تر اسکے پاس ہی لیٹ کر سیل میں کبھی گیم کھیلتا۔۔۔تو کبھی کارٹون دیکھتا۔۔۔

وہ جب بھی آنکھیں کھولتی مشراز یہی اعلان کرتا۔۔۔چاچو۔۔۔witch نے آنکھیں کھولی ہیں۔۔۔

رامین ہر بار یہی اک جملہ سنتی تھی۔۔۔

"ڈاکٹر۔۔۔ڈاکٹر۔۔"اسے مکمل ہوش آیا تو اسنے خود کو اک بیڈ پر پایا۔۔۔اپنے اردگرد چاروں طرف اندھیرا دیکھ وہ گھبرا گ ئی تھی۔۔۔اس ل ئ ے ڈاکٹر ڈاکٹر پکارنے لگی۔۔۔

زاویار صوفے پر سو رہا تھا جب رامین کی آوازیں اسکے کانوں کی سماعت سے ٹکرائ یں۔۔۔

"سب ٹھیک ہے۔۔۔وہ مشراز کو عادت ہے لائ ٹ اف کر کے سونے کی۔۔۔"زاویار نے تیزی سے لائ ٹ اون کرتے ہوئے۔۔۔اس حُسنِ سراپا کو دیکھ کہا۔۔۔جو گھبرائ ی ہوئ ی نگاہوں سے ۔۔۔اسکے وجود کو تک رہی تھی۔۔۔

"میں witch نہیں ہوں۔۔۔"اس کے معصومیت سے کہتے ہی زاویار مسکرا دیا۔۔۔

"کیسا محسوس کررہی ہو اب ؟؟۔۔۔"زاویار کے سوال پر وہ اپنی کمر پکڑنے لگی۔۔۔

"کمر میں بہت درد ہورہا ہے میری۔۔۔"

"ٹھیک ہوجائے گا۔۔۔۔۔کل ڈاکٹر کو اپنی ساری کنڈیشن بتا دینا۔۔۔وہ اسی کے مطابق آگے کا ٹریٹمنٹ کریں گے۔۔۔"زاویار جگ سے پانی گلاس میں بھرتے ہوئے۔۔۔اس کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا۔۔۔

"ہمم۔۔۔یہ بچہ کون ہے جو مجھے witch کہتا ہے ؟؟"رامین کے سوال پر وہ اپنی آنکھیں میچنے لگا۔۔۔وہ اسے کیا بتاتا۔۔۔کے صرف وہ بچہ ہی نہیں۔۔۔اس کے گھر کا ہر اک فرد مع ملازمین اسے witch کے نام سے ہی جانتے ہیں۔۔۔

"میرے بڑے بھائی کا بیٹا۔۔۔"زاویار رامین کے برابر میں سوئے ہوئے مشراز کو دیکھ۔۔۔کہنے لگا۔۔۔

"ڈاکٹر آپ نے سیکھایا ہے اسے۔۔۔مجھے witch کہنا؟؟۔۔۔"وہ روتو سہ منہ بنا کر پوچھنے لگی۔۔۔

اسکا چہرہ بتارہا تھا وہ رونا شروع کرنے والی ہے۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔۔وہ کارٹون دیکھتے ہوئے بولتا ہے۔۔۔کارٹون میں اک کردار ہے۔۔۔اس کا نام ہے رامین witch....وہ بچہ ہے تو اسے لگا تمھارا بھی پورا نام یہی ہے۔۔۔"زاویار بات بنانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

زاویار کو ذرا بھی اندازہ نہ تھا کے اس کا رامین کو witch کہنا اک دن اس طرح گلے پڑے گا۔۔۔

"اوو۔۔۔مگر یہ نام تو آپ نے ہی میرا رکھا تھا۔۔۔"اس کے کہتے ہی۔۔۔زاویار کا دل چاہا اپنا سر دیوار سے پھوڑ لے۔۔۔

وہ یہ بات کیسے بھول گیا تھا کے رامین کا نام اسی نے رکھا تھا۔۔۔

"تو آپ نے اک witch کے کردار پر میرا نام رکھا تھا؟؟"اس کے اگلے سوال پر زاویار اپنی پیشانی مسلنے لگا۔۔۔

”دیکھو ابھی آرام کرؤ۔۔۔ہم صبح بات کریں گے۔۔۔مجھے ویسے بھی بہت نیند آرہی ہے۔۔“زاویار نے اس لمحے بھاگنے کو ہی غنیمت جانا۔۔۔

”ویسے۔۔۔۔تم اس جنگل میں کیسے پہنچی؟؟۔۔“زاویار صوفے پر بیٹھ کر۔۔اسے دیکھتے ہوئے ۔۔۔تجسس سے پوچھنے لگا۔۔۔

”پارک میرے کمرے میں آگیا تھا۔۔۔۔ریلیشن شپ بڑھانے۔۔۔“

ابھی وہ بول ہی رہی تھی کے زاویار تیزی سے آگ بگولہ ہوکر بولا۔۔۔

”تو تم شٹ۔اپ کی کال دیتیں۔۔۔صاف کہتیں۔۔۔انٹرسٹ نہیں ہے تمھیں اس سے ریلیشن۔شپ بڑھانے میں۔۔۔“

”تو آپ کو لگتا ہے میں نے نہیں کہا ہوگا۔۔۔۔۔“وہ احتجاجا بولی۔۔۔

”سختی سے نہیں کہا ہوگا۔۔۔تمھاری آواز کی نرمی اسے حوصلہ دے رہی ہوگی۔۔۔“

”میں نے سختی سے ہی کہا تھا۔۔۔مگر اک بےوقوف کی وجہ سے میری انگوٹھی غائب تھی جس کی وجہ سے پارک کو یقین تھا میں بھاگنے والی ہوں۔۔۔“رامین کی جرات پر وہ اسے گھور کر دیکھنے لگا۔۔۔

”تمھارے یہاں اپنے محسن کو بےوقوف کہتے ہیں؟؟“زاویار جزبز ہوکر استفسار کرنے لگا۔۔۔

”نہیں۔۔۔ہمارے یہاں کم عقل کو بےوقوف کہتے ہیں۔۔۔“اس کے جواب پر زاویار اپنے ہونٹ چبانے لگا۔۔۔وہ لڑکی اس کا بلڈ پریشر ہائی کر رہی تھی۔۔۔

زاویار اسے کھاجانے والی نگاہ سے گھور رہا تھا۔۔۔مگر رامین اس کی نگاہوں کو مکمل اگنور کرتے ہوئے سامنے دیوار پر لگی گھڑی دیکھنے لگی۔۔۔۔

”رات کے 3 بجنے والے ہیں۔۔۔آپ یہاں کیا کررہے ہیں ؟؟“اس کے سوال پر زاویار الجھا۔۔۔۔

”کیا مطلب؟؟۔۔۔میں سمجھا نہیں“

”مطلب۔۔۔آپ اپنے کمرے میں جائیں۔۔“

”یہ میرا ہی کمرہ ہے۔۔۔“وہ خاصہ جتاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

”مگر ابھی تو میں یہاں ہوں ناں۔۔“وہ معصومیت سے بولی۔۔۔۔

”کیا مطلب ہے کے تم یہاں ہو ؟؟۔۔۔“وہ ابھی بھی سمجھ نہیں پارہا تھا وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے۔۔۔۔

”مطلب۔۔۔میں آپ کے ساتھ اک کمرے میں نہیں رہ سکتی۔۔۔یا آپ دوسرے کمرے میں جائیں یا مجھے بتا دیں میں چلی جاتی ہوں۔۔۔“

”اففف۔۔۔رامین تم کافی دنوں سے میرے ساتھ کمرہ شئیر کررہی ہو۔۔۔اب اچانک کیا مسئلہ ہوگیا؟؟“وہ جھنجلاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

”کافی دنوں سے؟؟۔۔۔کتنے دن ؟؟“وہ ناسمجھی سے استفسار کرنے لگی۔۔۔۔

اسے اندازا نہیں تھا وہ نو دس دنوں سے دوائیوں کے سبب غنودگی میں تھی۔۔۔۔

”نو دس دنوں سے۔۔۔“زاویار کے کہتے ہی اسے جھٹکا لگا۔۔۔اس کی آنکھیں حیرت کے مارے پھیلیں۔۔۔۔

”آپ جھوٹ بول رہے ہیں ناں ؟؟“وہ بےیقینی کے عالم میں تھی۔۔۔۔

"میں کیوں جھوٹ بولنے لگا۔۔یقین نہ آئے تو کیلنڈر دیکھ لو۔۔۔" اس کے کہتے ہی رامین نے اپنا سر پکڑا۔۔۔

"کہاں ہے کیلنڈر؟؟۔۔میں دیکھنا چاہتی ہوں۔۔" وہ یقین نہیں کرپارہی تھی۔۔اس ل ئ ے تصدیق کرنا چاہتی تھی۔۔۔

"یہ دیکھو۔۔" اس نے اپنے سیل میں کیلنڈر لگا کر۔۔اس کی جانب۔۔۔سیل بیڈ پر پھینکا۔۔

"مجھے تو پتا بھی نہیں چلا۔۔۔اتنے دنوں سے میں آپ کے پاس ہوں۔۔میرے پیرنٹس مجھے ڈھونڈنے نہیں آئے۔۔۔" رامین کو دلی دکھ پہنچا تھا۔۔کے اس کے مذہب بدل لینے سے اس کے اپنے والدین۔۔اسے ڈھونڈنے تک نہیں آئے۔۔۔یہ بھی جاننے کی کوشش نہیں کی کے وہ زندہ ہے یا مر گ ئی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں تیرتے ہوئے آنسو اب جھلکنے لگے تھے۔۔۔

"عجیب ہو تم۔۔تمھیں تو شکر ادا کرنا چاہیے کہ وہ تمہیں ڈھونڈنے نہیں آئے ابھی تک۔۔۔ورنہ میرے ل ئ ے کتنی مشکلات کھڑی ہو جاتیں۔۔تم سوچ بھی نہیں سکتیں۔۔وہ مجھ پر کیس کرسکتے تھے۔۔ان کی بیٹی کو اغوا کرنے کا۔۔۔تم تو ہوش میں بھی نہیں تھیں جو بیان دے کر مجھے بچا لیتیں۔۔۔" زاویار اس کے رونے پر شدید جھنجھلاہٹ کا شکار تھا۔۔

اسے غصہ آرہا تھا اس نادان لڑکی پر۔۔۔جو موقعے کی نزاکت کو سمجھنے کے بجائے۔۔اپنے والدین کی محبت میں آنسو بہا رہی تھی۔۔۔

مگر وہ لڑکا تھا۔۔اس نے اپنا مذہب نہیں بدلا تھا۔۔اسے نہیں معلوم۔۔۔۔۔کتنا مشکل ہوتا ہے یہ عمل۔۔۔

اک وقت انسان پرایوں سے لڑ سکتا ہے۔۔مگر اپنوں سے نہیں۔۔۔۔

انسان وہ جنگ ہار جاتا ہے جس میں اپنے مقابلے پر اتر آئیں۔۔وہ تو بہت بہادر لڑکی تھی ۔۔۔جس نے بھوکا پیاسا رہنے کے باوجود اپنا دین نہیں چھوڑا تھا۔۔۔۔ناجانے کتنے طماچے کھائے تھے اپنے منہ پر۔۔۔مگر کلمہِ حق بلند کرنا نہ چھوڑا۔۔۔۔

جسے اسکی مرضی کے بغیر مغربی لباس پہنا کر ہال میں لایا گیا۔۔۔لوگ اسے ستائشی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے جبکے وہ خون کے آنسو رو رہی تھی۔۔۔

"اب رونا بند کرؤ۔۔۔اور سو جاؤ۔۔"زاویار کہتے ہوئے صوفے پر لیٹا۔۔۔۔

"مانا میں اتنے دنوں سے آپ کے ساتھ اک کمرہ شئیر کر رہی ہوں۔۔۔مگر تب میں ہوش میں نہیں تھی۔۔۔اب میں آپ کے ساتھ اک کمرہ شئیر نہیں کر سکتی۔۔"وہ زاویار کو صوفے پر لیٹتا ہوا دیکھ۔۔۔فورا اپنے آنسو بے دردی سے صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"میرے گھر میں تمھارے لئیے صرف یہی کمرہ میسر ہے۔۔۔اور مجھے کسی دوسرے کمرے میں نیند نہیں آتی۔۔۔اس لئیے چپ کر کے واپس لیٹ جاؤ۔۔۔"زاویار نے لیٹے لیٹے ہی اس کی جانب کروٹ لی۔۔۔اسے سختی سے حاکمانہ انداز میں کہ کر۔۔۔اپنے منہ پر کمبل اوڑھ لیا۔۔۔۔

"ڈاکٹر میں آپ کے ساتھ اک کمرے میں نہیں رہ سکتی۔۔۔"وہ قطعی انداز میں بولی۔۔۔

”ٹھیک ہے۔۔۔۔۔تو اٹھو۔۔۔۔۔۔سامنے دروازہ ہے۔۔۔۔۔بھاڑ میں جاؤ میری طرف سے۔۔۔کیونکے تمھاری موٹی عقل میں یہ بات نہیں آئے گی کے اس وقت صرف میری موجودگی ہی تمھیں حفاظت دے سکتی ہے۔۔۔۔۔برو میرے مخالف سمت کھڑے ہیں اس بار۔۔۔اور یہ بات مجھے خوفزدہ کرتی ہے۔۔۔۔۔“وہ دانت پیستے ہوئے۔۔۔غصے سے اٹھ کر بیٹھ۔۔۔رامین کے خوبصورت وجود پر نظر ڈالے۔۔بپھر کر بولا۔۔۔

رامین کا قادیانی نہ ہونا زاویار کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔۔۔مگر وہ واقف تھا حدید اور دارم صاحب کے لئے یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے۔۔۔اسے ڈر تھا کہیں حدید دارم صاحب کے خوف سے اسکی غیر موجودگی میں رامین کو اس کے گھر والوں کے حوالے نہ کر دے۔۔۔

ساتھ ساتھ اسے یہ بھی خوف لاحق تھا کے رامین کے گھر والے اسے ڈھونڈتے ہوئے نا آجائیں۔۔۔۔۔وہ اس پر رامین کو اغواہ کرنے کا کیس کرسکتے تھے۔۔۔۔۔یا رامین کو واپس اپنے ساتھ لے جاسکتے تھے۔۔۔

یہی سبب تھا کے وہ آفس میں اپنے بیمار ہونے کی ایپلیکیشن دے چکا تھا۔۔۔

جب سے وہ رامین کو اپنے گھر لایا تھا۔۔تب سے وہ بہت محتاط رہ رہا تھا۔۔۔

وہ اک بار بھی گھر سے نہیں نکلا تھا۔۔۔

مگر یہ ساری باتیں وہ رامین کو نہیں بتا سکتا تھا۔۔۔کیونکے ڈاکٹر نے صاف کہا تھا کہ اس کے لیے اسٹریس لینا نقصان دہ ہوسکتا ہے۔۔۔

”آپ مجھ پر غصہ کیوں ہورہے ہیں؟؟“ وہ روتو سہ چہرہ بناکر بولی۔۔۔رامین کے ل ئی ے زاویار اس کی آخری پناہگاہ تھا تھائی ی لینڈ میں۔۔۔

اسکے پاس ڈاکومنٹس بھی نہیں تھے کہ وہ پاکستان جا سکے۔۔۔

بہت مجبوری کی حالت میں تھی وہ۔۔۔

”تو اور کیا کرئوں۔۔۔رات کے 3 بجے اٹھ کر تم شور مچا رہی ہو۔۔۔غصہ تو آئے گا ناں بندے کو۔۔۔“وہ اپنے غصے کو ضبط کرتے ہوئے۔۔۔نرمی سے بولنے کی کوشش کررہا تھا۔۔۔

”دیکھو مجھے کوئی ی شوق نہیں ہے تمھارے ساتھ اک کمرہ شئ ی ر کرنے کا۔۔۔مگر ابھی تمھارا میرے ساتھ رہنا ہی تمھیں محفوظ رکھ سکتا ہے۔۔۔میں نے ایتان سے بات کی ہے۔۔۔جولیا کوشش کررہی ہے تمھارے ڈاکومنٹس بارک کے پاس سے لانے کی۔۔۔۔تب تک پلیز مجھ پر تھوڑا سہ ٹرسٹ کرلو۔۔“اس بار زاویار نے اسے بہت پیار اور نرمی سے اپنی بات سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔

”ادھر دیکھو“زاویار یہ کہتے ہوئے کھڑا ہوا۔۔۔

وہ بک شیل کے پاس جاکر کھڑا ہوگیا۔۔رامین اسے تجسس سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

”یہ دیکھو“زاویار نے بک شیل سے اک لال رنگ کی بک نکالی۔۔۔اور اپنا ہاتھ اس خالی جگہ پر مارا۔۔۔۔

اک لمحے بعد وہ بک شیل اپنی جگہ سے کھسکنے لگا۔۔۔رامین حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

"یہ وجہ ہے تمھارے اور میرے اس کمرے میں رہنے کی۔۔۔یہ راستہ ہے۔۔۔یہ تمھیں ڈائریکٹ گھر کے پیچھے کے رستے سے باہر نکال دے گا۔۔۔میں اس کا استعمال اکثر کرتا ہوں۔۔میرے علاوہ اس رستے کے بارے میں صرف برو جانتے ہیں۔۔۔کچھ سمجھ آیا؟؟۔۔۔"اس کے سوال پر۔۔وہ اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔

زاویار نے دوبارا اسی جگہ ہاتھ مارا تو وہ دروازہ بند ہوگیا۔۔۔اس نے لال بک واپس جگہ پر رکھ دی

"امید ہے اب تم چپ چاپ ہوکر سو گ ئی۔۔۔"یہ کہتا ہوا وہ صوفے پر بیٹھا۔۔۔

مگر اسے یاد آیا وہ سوال جو اس ساری کنورسیشن میں ادھورا رہ گیا تھا۔۔

"تم نے بتایا نہیں۔۔۔تم جنگل میں کیسے پہنچیں؟؟"زاویار تجسس سے استفسار کررہا تھا۔۔

"وہ۔۔۔میں نے واش روم کی کھڑکی سے جمپ لگائ ی تھی"زاویار کو اتنے بے وقوفانہ جواب کی امید نہیں تھی۔۔۔

"واٹ؟؟۔۔۔تم نے اتنی ہائیٹ سے جمپ کی۔۔۔مجھے یقین نہیں آرہا۔۔۔کیا مرنے کا ارادہ تھا؟؟"وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔

"نہیں۔۔مرنے کا ارادہ نہیں تھا۔۔۔صرف اپنی عزت بچانا چاہتی تھی۔۔۔مجھے اور کوئ ی رستہ نظر ہی نہیں آرہا تھا خود کو بارک سے بچانے کا۔۔۔میں بہت ڈر گ ئی تھی۔۔۔"وہ روہانسہ لہجے میں گویا ہوئ ی۔۔۔

"تم۔۔۔کبھی کبھار مجھے لاجواب کردیتی ہو۔۔۔۔عزت بچانے کے ل ئے موت کو گلے لگانے چلی تھیں۔۔۔واو۔۔۔حیرت تو مجھے اس بات پر ہے کے تم زندہ بچ گ ئی یں۔۔۔ورنہ جتنی اونچائ ی

سے تم نے جمپ کی ہے تم مر سکتی تھیں۔۔۔اپائی ج ہو سکتی تھیں۔۔۔۔تم۔۔" وہ ابھی غصے میں بول ہی رہا تھا کے رامین نے بات کاٹتے ہوئے پُراطمینان انداز میں کہا۔۔۔

"مگر ایسا کچھ ہوا تو نہیں ناں۔۔۔۔"

زاویار اک آزادانہ سوچ کا مالک تھا۔۔۔وہ نہیں سمجھ سکتا تھا کے اک پاکیزہ لڑکی کے لیے اس کی عزت کیا معنی رکھتی ہے۔۔۔۔

غلطی اس کی بھی نہیں۔۔۔وہ رامین جیسی پاکیزہ لڑکی سے ملا بھی تو پہلی بار ہے۔۔۔۔۔

وہ جن لڑکیوں کے بیچ رہتا تھا وہ محبت کے نام پر سب لوٹا دینے والی ہوتی تھیں۔۔۔۔وہ کیا جانے پاکیزہ لڑکیاں کیسی ہوتیں ہیں۔۔۔۔۔۔

پاکیزہ لڑکیاں ہر چیز پر اپنی عزت کو فوقیت دیتی ہیں۔۔۔۔جیسے رامین نے دی تھی۔۔۔۔

"مجھے یقین تھا میرے اللہ پر۔۔۔۔وہ مجھے بچالے گا۔۔۔۔مجھے ابھی عالمہ بننا ہے۔۔۔دین کی خدمت کرنی ہے۔۔۔۔خدا نے مجھے بہت ذہانت دی ہے۔۔۔۔میں اس ذہانت کا استعمال اسکے دین کی خدمت کے ل ئی ے کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔" وہ نہایت تحمل سے زاویار کو دیکھ۔۔۔گویا ہوئ ی۔۔۔۔

زاویار نے اسکی بات نہیں سنی تھی۔۔۔۔وہ دوسری سوچوں میں مگن تھا۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔وہ سیل کس کا تھا جس سے تم نے مجھے کال کی تھی۔۔۔" وہ گمبھیر لہجے میں کچھ سوچتے ہوئے استفسار کر رہا تھا۔۔۔۔

"بارک کا۔۔۔۔"

"تم نے اپنے سیل سے کیوں نہیں کی ؟؟"

”ڈیڈ نے مجھے پاکستان سے واپس لاتے ہی سیل چھین لیا تھا“

”وہ سیل کہاں ہے ؟؟۔۔۔“

”وہ سیل تو میرے ہاتھ میں تھا جب میں نے جمپ کی۔۔۔۔“اس کے بتاتے ہی زاویار نے اندازہ لگا لیا تھا کے ان لوگوں کے ہاتھ ابھی تک سیل نہیں لگا ہے۔۔۔۔

”اگر وہ سیل ان لوگوں کے ہاتھ لگا تو وہ مجھ تک بہت جلدی پہنچ جائیں گے۔۔۔۔“زاویار کو اپنی فکر نہیں تھی۔۔۔اسے صرف رامین کی فکر لاحق تھی۔۔۔

”مجھ سے نکاح کرؤ گی ؟؟“اس کے اچانک سوال پر رامین حیرت سے اسے تکنے لگی۔۔۔۔

”نکاح ؟؟“وہ بے یقینی سی کیفیت میں بولی۔۔۔۔

”ہاں نکاح۔۔۔اتنا کوئی مشکل سوال تو نہیں کیا میں نے جو تمہیں یقین ہی نہیں آرہا“وہ منہ بسورتے ہوئے بولا۔۔۔۔

”بولو۔۔۔“اسکی خاموشی زاویار کو بے صبرا کررہی تھی۔۔۔۔

”مگر۔۔۔آپ مجھ سے اچانک نکاح کیوں کرنا چاہتے ہیں؟؟۔۔۔میرے ڈاکومنٹس ملتے ہی میں پاکستان چلی جاؤں گی۔۔۔۔“وہ الجھی تھی۔۔۔زاویار کے نکاح کے پرپوزل پر۔۔۔

”کیونکے۔۔۔میں نے تم سے کہا تھا کے تم مسلم ہوجاؤ۔۔۔میں تم سے نکاح کرلوں گا۔۔۔۔“ اس کے جواب پر رامین کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔۔

”آپ کو یاد ہے ؟؟“وہ حیران تھی کے زاویار کو اپنا قول آج تک یاد ہے۔۔۔۔

"یاد تو مجھے اور بھی بہت سی چیزیں ہیں۔۔۔مگر اس وقت انھیں اگنور کرنا ہی بہتر ہے۔۔۔"وہ مفاہمانہ انداز میں۔۔۔طنزیہ گویا ہوا۔۔۔۔

رامین سمجھ گ ئی تھی اس کا اشارہ تھپڑ اور انتخاب والی بات پر ہے۔۔۔۔

"تو۔۔کیا مس رامین آپ مجھ سے نکاح کریں گی ؟؟"اس نے دوبارا آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔۔۔

وہ ستم گر کیا جانے۔۔۔کتنے دل کے تار چھڑئے تھے اس کے اک سوال سے۔۔۔16 سال کی عمر سے وہ دیوانی تھی اسکی۔۔۔ناجانے کتنی بار تہجد میں اسے مانگا تھا۔۔۔وہ کوئ ی ایسا اپنا روزہ نہیں جانتی تھی۔۔۔جس کی دعا اس کے نام سے شروع نہ ہوئ ی۔۔۔ایسا کون سہ وظیفہ تھا جو اس نے سنا ہو کے اس وظیفے کو پڑھ کر دعا قبول ہوتی ہے۔۔۔اور اس نے ستم گر کی خواہش میں اسے پڑھا نہ ہو۔۔۔۔۔

وہ نہیں جانتا۔۔۔کبھی کبھار۔۔۔خدا کی بندی اس کی ہدایت کی دعا کرتے کرتے تہجد کے سجدے میں سو جایا کرتی تھی۔۔۔۔۔

آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔۔۔۔

وہ اس ستمگر کو نہیں بتا سکتی تھی۔۔۔۔کے اس کا پہلا انتخاب ہمیشہ سے وہی رہا ہے۔۔۔بس وقت و حالات نے اسے مجبور کر دیا تھا دوسری سمت قدم بڑھانے کے ل ئی ے۔۔۔۔

"اتنا برا بھی نہیں ہوں میں۔۔۔کے تم رونے بیٹھ جاؤ میرے نکاح کے پرپوزل پر۔۔۔۔"اس حسین دلربا کے آنسو۔۔۔وہ ستمگر سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔اس ل ئی ے جھنجھلاتے ہوئے بولا۔۔۔

اسے بہت ناگوار گزر رہا تھا رامین کو اپنے پرپوزل پر روتا ہوا دیکھنا۔۔۔

”میں رو نہیں رہی۔۔“وہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔

”آندھا نہیں ہوں میں۔۔ دیکھ رہا ہے مجھے۔۔۔جواب دینے کی زحمت نہیں کرنا۔۔مجھے اندازہ نہیں تھا تم میرے پرپوزل پر رونا ہی شروع کردو گی۔۔“رامین کو خفگی بھری نگاہ سے دیکھ۔۔وہ منہ بسور کر کہنے لگا۔۔

رامین کے آنسو اسکے دل میں آگ برسا رہے تھے۔۔۔

”میں نے انکار نہیں کیا“وہ تیزی سے بولی۔۔۔

”تم نے ہاں بھی نہیں کہا۔۔۔اوپر سے رو رو کر دیکھا رہی ہو۔۔“وہ خاصہ جتاتے ہوئے بولا۔۔۔

”ہاں۔۔میں نکاح کے ل ئے تیار ہوں۔۔“اس نے آہستگی سے نظریں جھکائے جواب دیا۔۔۔

وہ ہاں کرتے وقت کہاں جانتی تھی کے زاویار قادیانی فرقے سے تعلق رکھتا ہے۔۔۔

”سوچ لو اچھی طرح۔۔میں نہیں چاہتا کے لاسٹ مومنٹ پر کوئی ڈرامہ کرو تم۔۔“وہ دوبارا اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کی دعوت دے رہا تھا۔۔۔کیونکے اسکے کانوں میں رامین کے جملے ابھی بھی گونج رہے تھے۔۔۔”ڈاکٹر آپ میرا آخری انتخاب بھی نہیں ہوسکتے“جو اسکے دل کو جلا کر خاک کررہے تھے۔۔۔۔

”میں ایسا کیوں کرؤں گی؟؟۔۔“وہ معصومیت چہرے پر سجائے استفسار کرنے لگی۔۔

جواب میں وہ بہت کچھ بولنا چاہتا تھا۔۔۔مقابل کو جلانا چاہتا تھا جتنا وہ جل رہا تھا اس کے آنسو دیکھ کر۔۔۔مگر پھر ہونٹوں کو مضبوطی سے بھیچ لیا۔۔۔کیونکے یہ خیال آگیا تھا کے اسکی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔

"ڈاکٹر "اسکی دھیمی آواز پر وہ لیٹتے لیٹتے رکا۔۔

"اب کیا ؟؟"وہ ابرو اچکا کر۔۔اسکی جانب دیکھ۔۔۔استفسار کرنے لگا۔۔۔

"مجھے دوپٹہ ملے گا۔۔۔نماز کا وقت ہوگیا ہے۔۔۔"رامین سفید رنگ کے کُرتے شلوار میں تھی۔۔۔اسنے خود کو گردن تک کمبل میں ڈھکا ہوا تھا۔۔۔مگر نماز پڑھنے کے لئے اسے ایک دوپٹہ درکار تھا۔۔۔

"دوپٹہ ؟؟۔۔۔"زاویار پریشان ہوتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔۔

یہ سوچتے ہوئے کے اتنی رات کو وہ دوپٹہ کہاں سے لائے۔۔۔

"اور ایک پونی بھی۔۔۔بال باندھنے ہیں"اسنے اپنی کھلی آبشار کو ہاتھوں میں پونی کی طرح قید کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"پونی ؟؟"وہ اب سر کھجانے لگا۔۔۔

"ویٹ۔۔۔میں بھابھی سے پوچھتا ہوں۔۔۔مگر۔۔۔"وہ پہلے کہتے ہوئے کھڑا ہوا۔۔۔پھر کسی خیال کے آنے پر۔۔۔دوبارا بیٹھ گیا۔۔۔

"کیا؟؟"رامین ہاتھوں سے بالوں کو پونی کی طرح پکڑے بیٹھی تھی۔۔۔

"اتنی رات کو انھیں تنگ کرنا ٹھیک نہیں۔۔۔"زاویار کے جواب پر۔۔۔

"تو اب میں نماز کیسے پڑھوں؟؟" وہ پریشان ہوکر بولی۔۔۔

"اک منٹ۔۔۔" وہ کہتا ہوا۔۔۔الماری کی جانب بڑھا۔۔۔۔

"اس سے کام چل جائے گا؟؟" اس نے اپنی ایک سفید شال نکال کر۔۔۔رامین کو دیکھاتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

"چل جائے گا۔۔۔" وہ تیزی سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔۔

"اور پونی ؟؟۔۔یا کوئی کیچر ہو آپ کے پاس "

"میں لڑکی نہیں ہوں۔۔۔۔اور نہ ہی تم سے پہلے اس کمرے میں کوئی لڑکی آئی ہے۔۔۔۔میں صبح بھابھی سے لادوں گا تمھیں۔۔۔ابھی کسی طرح مینج کرلو۔۔۔" زاویار نے کافی لچکدار انداز میں جواب دیا۔۔۔

رامین نے اسکا جواب سنتے ہی بالوں کا جوڑا بنا لیا۔۔۔

وضو کی نیت سے جب وہ کھڑی ہونے لگی۔۔۔۔تو اسے محسوس ہوا جیسے اسکے پاؤں میں جان ہی نہ ہو۔۔۔۔وہ کام ہی نہیں کررہے تھے۔۔۔۔

مسلسل اک جگہ لیٹے رہنے کی وجہ سے۔۔۔اسکے جسم کے اعضا اکڑ گئے تھے۔۔۔

"مجھ سے کھڑا نہیں ہوا جارہا۔۔۔۔میری کمر میں بھی بہت درد ہورہا ہے۔۔۔" بیڈ سے اٹھتے ہی اسکی کمر میں بھی بہت تیز درد ہونا شروع ہوگیا تھا۔۔۔

وہ واپس بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔اس سے پہلے کے زمین پر گرتی۔۔۔۔

"وضو میں کروا دیتا ہوں۔۔۔" زاویار اس کے لئے وضو کا پانی لینے چلا گیا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد جب وہ لوٹا تو اسکے ہاتھ میں اک مگا۔۔۔اک چھوٹی بالٹی جو پانی سے بھری تھی۔اور دوسرے ہاتھ میں اک ٹب تھا۔۔۔

ٹب اس نے بیڈ کے پاس لگا دیا۔۔۔

"میں وضو خود کرلوں گی۔۔۔آپ بس مگا اور بالٹی میرے پاس رکھ دیں"رامین کے کہنے پر اسنے پانی کی بالٹی اس کے پاس نیچے رکھ دی۔۔۔اور مگا اسکی جانب بڑھا دیا۔۔

"اور کسی چیز کی ضرورت ہے ؟؟"اس کے پوچھنے پر وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے۔۔۔

"جانماز"

"جانماز؟؟۔۔۔ہمم۔۔۔ویٹ۔۔۔تم جب تک وضو کرؤ میں ڈرائنگ روم سے لاتا ہوں۔۔۔وہاں ڈیڈ اکثر نماز پڑھتے ہیں۔۔۔"زاویار جانماز لینے کی نیت سے باہر کی جانب بڑھا۔۔۔۔

رامین کے ہاتھوں کی نسوں میں بھی بہت کھچاؤ ہو رہا تھا۔۔۔

مگر اس نے ہمت کرکے مکمل وضو کیا۔۔۔

زاویار جب کمرے میں داخل ہوا تو وہ وضو کے آخری مراحل پر تھی۔۔۔

زاویار نے اس حسین گڑیا کو اپنے نازک پاؤں کا وضو کرتے دیکھا۔۔۔

بہت سالوں بعد آج اُس دشمنِ جاں کے سنگ مرمر سے تراشے ہوئے خوبصورت پاؤں پر نظر گ ئی۔۔۔

جیسے کوئی ی پیاسا پانی کو دیکھتا ہے۔۔۔ویسے وہ رامین کو تک رہا تھا۔۔۔۔

"آپ جانماز لے آئے" اس کی آواز پر۔۔۔زاویار اس حُسنِ مجسم کے سراپے کے طلسم سے باہر آیا تھا۔۔۔

"اُفف۔۔۔۔کیوں یہ میری جان لینے پر تلی رہتی ہے۔۔۔" وہ جانماز اسکی جانب بڑھاتے ہوئے۔۔۔منہ ہی منہ بڑبڑایا۔۔۔

رامین اسکا کہا جملہ سن نہیں سکی تھی۔۔۔

"شکریہ ڈاکٹر" وہ مسکراتے ہوئے شکریہ ادا کرنے لگی۔۔۔

بیماری کے سبب اسکی آنکھوں کے نیچے کالے کالے ہلکے نمایا نظر آرہے تھے۔۔۔

وہ بہت کمزور ہوگئی تھی۔۔۔

"جانماز بچھا دیں گے ؟؟" زاویار بالٹی وغیرہ رکھ کر آیا۔۔تو اسکی نگاہوں کو اپنا منتظر دیکھ۔۔۔اس کے پاس رک کر ابرو اچکا کر اشارے سے کام پوچھنے لگا۔۔۔رامین نے نہایت لچکدار انداز میں سوال کیا۔۔۔

"جی بالکل بچھا دیں گے۔۔۔" اسکی لچکدار آواز۔۔۔زاویار کو محسوس کرا چکی تھی کے وہ شرمسار ہورہی ہے اس سے اپنے کام کروانے پر۔۔۔اسکی شرمساری دور کرنے کی نیت سے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے۔۔۔جانماز بچھانے لگا۔۔۔

وہ بالکل آرام سے بیڈ سے اتر کر جانماز پر آکر بیٹھی۔۔۔

مجبوری کے تحت اس نے نماز بیٹھ کر ادا کی۔۔۔۔

زاویار صوفے پر لیٹے لیٹے اسے نماز پڑھتا دیکھتا رہا۔۔۔۔

ناجانے کون سہ ایسا چارم تھا اس لڑکی کے پاس۔۔۔کے زاویار ناچاہتے ہوئے بھی اپنی نظریں اس کے پُرنور چہرے سے ہٹا نہیں پارہا تھا۔۔۔

رامین نے سلام پھیرتے وقت جب اس کی سمت منہ کیا۔۔۔تو زاویار نے فورا آنکھیں بند کرلیں۔۔۔

نماز پڑھنے کے بعد زاویار اسے روتا ہوا دیکھنے لگا۔۔۔

وہ مسلسل روئے جارہی تھی۔۔۔

اسکے موتی جیسے آنسو زاویار بہتے ہوئے دیکھتا رہا۔۔۔۔

وہ کب اسے دیکھتے دیکھتے سو گیا۔۔اسے خبر ہی نہ ہوئی۔۔۔

جب آنکھ کھلی تو اسے اپنے سامنے ہرروز کی طرح بیڈ پر سوتا ہوا پایا۔۔۔

اچھا لگتا تھا۔۔آنکھ کھلتے ہی سب سے پہلے اس حُسنِ مجسم کو دیکھنا۔۔۔

یہ دیکھ چہرے پر مسکراہٹ بکھر آئی کے اس نے اپنے سر کو دوپٹے سے کور کر لیا ہے۔۔۔

🔥***---------**** 🔥🔥□□□□□

"دروازہ نوک کر کے آیا کریں۔۔۔"زاویار تیزی سے کمرے میں داخل ہو کر۔۔الماری کی جانب بڑھ گیا۔۔جب وہ سامان رکھ کر پلٹا تو رامین اسے ٹوکنے لگی۔۔۔

"مجھے اپنے کمرے میں نوک کر کے داخل ہونے کی عادت نہیں ہے۔۔۔"وہ لاپرواہی سے کہتے ہوئے صوفے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

"مگر تب میں نہیں رہتی تھی اس کمرے میں۔۔۔" وہ دونوں ہاتھ فولٹ کرتے ہوئے۔۔۔اس کے وجود کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔

"تم سو رہی ہوتی ہو۔۔۔ تمھارا ہی خیال کرتا ہوں۔۔۔" لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے۔۔۔وہ چڑتے ہوئے جواب دہ ہوا۔۔۔۔

"میرے ڈاکومنٹس کا کیا ہوا ؟؟" رامین کے سوال پر اس کے ہاتھ ٹائی پنگ کرتے کرتے رکے۔۔۔

اک لمحے کے لئے وہ جیسے سوچ میں پڑ گیا تھا۔۔۔

پھر اس کی جانب دیکھ۔۔۔۔نہایت اطمینان سے جواب دہ ہوا

"۔۔۔جولیا کو مل نہیں رہے۔۔۔"

وہ نہیں جانتا اس نے مقابل سے جھوٹ کیوں کہا۔۔۔۔

کیوں نہیں بتایا کے ابھی ابھی اسی کے ڈاکومنٹس الماری میں رکھ کر آیا ہے۔۔۔

دل میں جیسے کوئی خوف تھا۔۔۔۔

"ڈاکومنٹس کی فکر مت کرؤ۔۔۔ہمارا نکاح ہوتے ہی تمھارے گھر والے تمھیں ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے اور نہ ہی میرے گھر والے کچھ کہ سکتے ہیں۔۔۔ تم آرام سے رہ سکو گی۔۔۔چاہو تو دوسرے کمرے میں بھی شفٹ ہوجانا۔۔۔مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔۔۔" زاویار کو یقین تھا کے حدید رامین کو تو گھر سے نکال سکتا ہے مگر زاویار کی بیوی کو نہیں۔۔۔۔

"کل نکاح ہے ہمارا۔۔۔میں نے بھابھی سے کہ دیا ہے۔۔وہ تمھارے لئے کپڑے اور جیولری لاکر دے دیں گی۔۔۔۔۔"کچھ دیر کی خاموشی کے بعد۔۔زاویار نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔جو کھڑکی کے پاس کھڑی۔۔۔باہر کے نظاروں میں کھوئی ہوئی نظر آرہی تھی۔۔۔۔۔

"کل؟؟۔۔یہ تو بہت جلدی ہے۔۔۔"وہ حیران ہوکر۔۔۔اسکی جانب دیکھتے ہوئے۔۔ہلکا سہ احتجاج کرنے لگی۔۔۔۔

"تم کیا چاہتی ہو تمھارے گھر والے آکر مجھ پر کیس کردیں؟؟۔۔۔"وہ ابرو اچکاکر۔۔۔بگڑتے ہوئے بولا۔۔۔

"وہ کیس نہیں کرسکتے۔۔۔۔میں بچی نہیں ہوں۔۔۔میں اپنی مرضی سے آپ کے ساتھ رہ رہی ہوں۔۔۔میں پولیس کو بھی یہی بیان دوں گی۔۔۔"

وہ رامین کو کیسے سمجھتا کے بات صرف اسکے گھر والوں کی مخالفت کی نہیں ہے۔۔۔۔۔

"اس کا مطلب تم نکاح نہیں کرؤ گی مجھ سے ؟؟"وہ لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے۔۔۔اسکی جانب دیکھ ۔۔۔خفگی سے استفسار کرنے لگا۔۔۔۔

"اوو ہاں۔۔۔میں بھول گیا۔۔۔مس رامین تو اپنے سر میں انٹرسٹڈ ہیں۔۔۔"رامین کچھ کہتی اس سے قبل ہی وہ جل کر طنزیہ گویا ہوا۔۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہے ڈاکٹر۔۔۔بس میرا دل عجیب سی کیفیت میں ہے۔۔۔ایسا لگ رہا ہے جیسے کچھ غلط ہو۔۔۔"وہ اپنی دلی کیفیت بیان کرنے لگی۔۔۔

کچھ غلط تھا۔۔۔ مگر کیا ؟؟۔۔۔وہ نہیں جانتی۔۔۔ مگر اپنے دل کو عجیب سی کشمکش میں مبتلا پا رہی تھی۔۔۔۔

”تم نکاح کرنے کے لئے رضامند ہو یا نہیں۔۔۔فقط اتنا جواب دو۔۔۔“وہ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔۔۔۔

”ہاں میں تیار ہوں۔۔۔“وہ دھیمے سے نظریں جھکائے جواب دینے لگی۔۔۔۔

”بھاگنے کا ارادہ ہو تو پہلے ہی بتا دو۔۔۔۔ آخری مومنٹ پر میں کوئی ڈرامہ نہیں چاہتا۔۔۔۔۔ تمھاری رضامندی کے بعد ہی۔۔۔“وہ ابھی بول ہی رہا تھا کے رامین تیزی سے بیچ میں بولی۔۔۔

”آپ کو کیوں لگتا ہے میں بھاگ جاؤں گی ؟؟۔۔۔میں نے کہا ناں۔۔۔میں تیار ہوں نکاح کے لئے۔۔۔۔کسی بھی رشتے کی پہلی بنیاد ٹرسٹ ہوتا ہے۔۔۔اور ڈاکٹر آپ مجھ پر بالکل ٹرسٹ نہیں کرتے۔۔۔“اسنے آخری جملہ شکوتاً ادا کیا۔۔۔۔

”ٹرسٹ کی بات تم نہ ہی کرؤ تو بہتر ہے۔۔۔۔۔میں تمھارا بوائے فرینڈ تھا جب پاکستان آیا تھا۔۔۔تم نے کَیا کِیا تھا میرے ساتھ۔۔۔۔مجھے آج بھی اچھی طرح یاد ہے۔۔۔“وہ دانت پیستے ہوئے گویا ہوا۔۔۔۔

اسکی آنکھیں غصہ جھلکا رہی تھیں۔۔۔۔

”ہم پرانی باتیں نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔۔۔۔ورنہ یہ نکاح کل تو کیا پوری زندگی نہیں ہو سکے گا۔۔۔۔“اس دن کی یاد رامین کو بھی آگ بگولہ کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔وہ غصے سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"ہیلو" وہ دونوں ابھی بحث کر ہی رہے تھے کے زاویار کی گرل فرینڈ کی کال آئی ی۔۔۔زاویار نے بے زاری سے کال ریسیو کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"کیا ہوا بے۔بی۔۔۔موڈ اف ہے کیا؟؟"زاویار کا بے زاری والا رویہ اس کی گرل فرینڈ نے محسوس کرلیا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔"زاویار اک گہرا سانس ہوا میں خارج کرتے ہوئے اپنے موڈ کو خوشگوار بنانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

"کیسے یاد کرلیا آج مجھے ؟؟"زاویار نے نہایت محتاط انداز میں گفتگو کرنا چاہی۔۔۔تاکے رامین کو خبر نہ ہوسکے کے وہ اس وقت اپنی گرل فرینڈ سے بات کررہا ہے۔۔۔ساتھ ساتھ اس کی نگاہ رامین پر ہی ٹکی تھی جو کال آتے ہی منہ بسور کر۔۔۔بحث کو درمیان میں چھوڑ۔۔۔واپس کھڑکی کی جانب بڑھنے لگی تھی۔۔۔

"میں تو روز یاد کرتی ہوں ڈئیر۔۔۔۔تم ہی ہو جو اتنے دن سے اگنور کر رہے ہو مجھے۔۔۔"

"ہمم۔۔۔۔"

"تمھیں پتا ہے بارش ہورہی ہے۔۔۔اور میرا دل بہت اداس ہورہا ہے۔۔۔"اس کے کہتے ہی زاویار نے رامین کو دیکھا۔۔۔وہ کھڑکی سے مسکراتے ہوئے باہر کی جانب ہاتھ بڑھا رہی تھی۔۔۔۔بارش کی بوندیں اس کے ہاتھ کو بھیگو رہی تھیں۔۔۔جنھیں دیکھ کر اسکا چہرہ کھل اٹھا تھا۔۔۔۔

"ہاں۔۔ابھی ابھی اسٹارٹ ہوئی ی ہے بارش۔۔۔مگر اداس ہونے کی وجہ ؟؟"وہ نا سمجھی سے استفسار کرنے لگا۔۔۔

زاویار کا پورا ذہن رامین کی جانب تھا۔۔یہی وجہ تھی کے اسکی گرل فرینڈ کا مفاہمانہ انداز میں دیا ہوا اشارہ وہ سمجھ نہیں سکا۔۔

”او۔۔ڈئیر۔۔میں مس کررہی ہوں تمھیں۔۔۔پلیز یا تو میرے گھر آجاؤ۔۔۔یا پھر کسی ہوٹل میں ملتے ہیں۔۔۔“اسکی بات سنتے ہی زاویار مسکرا دیا۔۔۔

”ہیلو۔۔ہیلو۔۔“زاویار دانستہ طور پر ہیلو ہیلو کرنے لگا۔۔

”ہیلو۔۔زاویار مجھے آواز آرہی ہے۔۔۔“مقابل تیزی سے بولی۔۔۔

”ہیلو۔ہیلو۔۔آواز نہیں آرہی۔۔شاید سگنل کا پروبلم ہے۔۔۔بعد میں بات کرتے ہیں۔۔۔

اوکے۔۔۔“وہ دانستہ طور پر سیل کو کان پر لگائے۔۔۔چیخ چیخ کر بولنے لگا۔۔جیسے واقعی آواز نہیں آرہی ہو۔۔اور یہی اداکاری کرتے ہوئے کال کاٹ دی۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے۔۔۔رامین کے وجود کو دیوانوں کی طرح تکتا ہوا کھڑکی کے دوسرے کونر پر آکر کھڑا ہوگیا۔۔۔

رامین اسکی نگاہوں سے لاعلم۔۔۔بارش دیکھنے میں مگن تھی۔۔۔

اسکے چہرے پر اک دل چورا لینی والی مسکان رقصا تھی۔۔۔

وہ حُسنِ مجسم کو بڑی فرصت سے تک رہا تھا۔۔۔

آنکھوں کے درمیان وہ اب اس طرح تھی کے خوابوں کو بھی جگہ نہ ملے۔۔۔

اپنی گرل فرینڈ کی ملی ہوئی رنگین دعوت اس نے صرف حُسنِ مجسم کی مسکراہٹ کو دیکھنے کے لئیے چھوڑ دی تھی۔۔۔

☆☆☆

”آپ کو بارش پسند ہے ڈاکٹر ؟؟“وہ بارش کی بوندوں سے اپنے ہاتھوں کا پیالا بھرتے ہوئے۔۔۔زاویار کو دیکھ پوچھنے لگی۔۔۔۔

”آج اچھی لگ رہی ہے۔۔۔“ اس حُسنِ سراپا کو دیکھتے ہوئے وہ بے ساختہ گویا ہوا۔۔۔۔

”مجھے بہت پسند ہے۔۔۔آپ کو پتا ہے بارش کے وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔۔“وہ مسکراتے ہوئے۔۔۔مسرت بھرے لہجے میں بتانے لگی۔۔۔۔

زاویار نے کوئی جواب نہ دیا تو وہ واپس کھڑکی سے باہر کی جانب متوجہ ہوگئی۔۔۔۔

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد۔۔۔”اگر میں تمھیں مانگ لوں تو ؟؟“زاویار کے سوال پر وہ حیرت سے اس کی جانب مڑی۔۔۔جبکہ زاویار پُرسکون انداز میں کھڑکی سے ٹیک لگائے۔۔۔اس حسین گڑیا کا اپنے سوال پر حیرت بھرا ری۔ایکشن دیکھ رہا تھا۔۔۔

”تو آپ مجھے خدا سے مانگنا چاہتے ہیں ؟؟۔۔۔“وہ ابرو اچکاکر تجسس سے پوچھنے لگی۔۔۔۔

اسکی آنکھیں سوال کرتے وقت چمک رہی تھیں۔۔۔

”تم چاہتی ہو میں مانگوں ؟؟“اسکی آنکھوں میں ابھرتی ہوئی چمک۔۔۔ستم گر نے پڑھ لی تھی۔۔۔اگلے ہی لمحے سوال کو اسی کی جانب الٹ دیا۔۔۔۔

”رامین۔۔۔۔“زاویار کی بھابھی دروازہ نوک کرتے ہوئے بولیں۔۔۔

”جی “وہ زاویار کے سوال پر لاجواب ہوگئی تھی۔۔۔مگر بھابھی نے ٹھیک وقت پر آکر اسے زاویار کے سوال سے بچالیا۔۔۔

"ہمارے ساتھ کھانا کھالو نیچے آکر۔۔۔" ان کی دعوت پر رامین اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔

"بھابھی برو ہیں ؟؟" زاویار ابرو اچکا کر پوچھنے لگا۔۔۔

"تم فکر مت کرؤ۔۔۔ میں نے انھیں سمجھا دیا ہے۔۔۔ میں نے کہ دیا ان سے۔۔رامین کو تھوڑا وقت دیں۔۔۔ وہ ہم میں ہی ڈھل جائے گی۔۔۔" ان کا اطمینان بھرا جواب سن کر زوایار کو سکھ کی سانس آئی ی تھی۔۔۔

"شکریہ بھابھی۔۔۔ ورنہ میں تو انھیں سمجھا ہی نہیں پارہا تھا۔۔۔" زاویار شکریہ ادا کرتے ہوئے بولا۔۔۔ رامین سمجھ نہیں سکی تھی ان دونوں کی مفاہمانہ باتوں کو۔۔۔۔

"چلو جلدی آجاؤ دونوں۔۔ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔۔" بھابھی مسکرا کر کہتی ہوئ ی دروازے سے ہی واپس لوٹ گ ئ یں۔۔۔

"تم نے جواب نہیں دیا۔۔۔" زاویار اسے بھابھی کے پیچھے جاتا دیکھ۔۔۔ فورا یاد دہانی کرانے لگا۔۔۔۔

"آپ نے اپنے بھائ ی کو بتایا نہیں میں مسلم ہوچکی ہوں۔؟؟۔۔" دال کی جگہ چنا جواب ملا تھا۔۔۔ وہ سمجھ گیا۔۔۔۔ رامین ریپلائے دینے کا ارادہ نہیں رکھتی۔۔۔۔۔

"تم پہلے میرے سوال کا جواب دو۔۔۔" وہ خاصہ زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"کھانے کو انتظار نہیں کراتے۔۔۔" رامین جواب گل کرتے ہوئے۔۔۔ باہر کی جانب بڑھ گ ئی۔۔۔۔

"بھاگ لو مجھ سے اور میرے سوالوں سے۔۔۔ مگر کتنا بھاگ سکتی ہو مس رامین۔۔۔ کل نکاح کے بعد تم نے میرے پاس خود آنا ہے۔۔۔" چہرے پر مسکراہٹ سجائے۔۔۔ معنی خیز انداز میں کہتا ہوا۔۔ وہ اس کے پیچھے چل دیا۔۔۔۔

رامین پہلی بار زاویار کی فیملی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہی تھی۔۔۔

کھانے پاکستانی تھے۔۔۔جنھیں دیکھ وہ چونکی۔۔۔۔۔۔

"رامین چکن کڑاہی ٹرائے کرؤ۔۔۔میں نے خاص تمھارے لئے بنائی ہے اپنے ہاتھوں سے۔۔۔"بھابھی نے سالن کی ڈش اسکی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔

ان کا لہجہ نہایت اپنائیت بھرا تھا۔۔۔وہ اتنی محبت سے بات کررہی تھیں کے رامین ان سے متاثر ہوئے بغیر رہ نہ سکی۔۔۔

رامین اس بات پر بھی کافی امبرس فیل کررہی تھی کے میز پر سجے سارے کھانے صرف بھابھی نے اپنے ہاتھ سے اس کے لئے بنائے تھے۔۔۔۔۔۔

جبکے ان کے یہاں ملازمین کی کمی نہیں تھی۔۔۔۔

"آپ بہت خوبصورت ہیں witch "مشراز چئیر پر بیٹھا بس رامین کو ہی فدا فدا نظروں سے دیکھے جارہا تھا۔۔۔وہ سفید شال سے مکمل اپنے سر کو کور کئے ہوئے تھی۔۔۔لیکن اسکے باوجود۔۔۔ اسکے حُسن میں کوئی کمی نہیں آرہی تھی۔۔۔۔

مشراز کے کہتے ہی زاویار نے اپنی زبان دانتوں میں دبائی۔۔۔جبکے رامین کو witch کا لفظ اپنی تذلیل محسوس ہوا۔۔۔جس پر وہ شکوۓ بھری نگاہ سے مشراز کو دیکھنے لگی۔۔۔

حدید اور اسکی وائف۔۔۔مع ملازمین مشراز کی بات سن۔۔۔بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ہونٹوں میں دبا رہے تھے۔۔۔۔

"میں witch نہیں ہوں۔۔۔رامین نام ہے میرا۔۔" اس نے نہایت نرمی سے احتجاج بلند کیا مشراز کے سامنے۔۔۔۔

"مگر چاچو تو ہمیشہ ی۔۔۔" ابھی مشراز بول ہی رہا تھا کے زاویار نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر ۔۔۔۔اسکی آواز دبائی ی۔۔۔

رامین نے غصے سے زاویار کو دیکھا۔۔۔۔

"غلط بات ہے ناں مشراز۔۔۔میں نے آپ کو سمجھایا تھا ناں۔۔۔کسی کو witch کہنا اچھی بات نہیں" زاویار رامین کے سامنے خود کو معصوم ثابت کرنے کے ل ئ ے مشراز پر چڑھائی ی کرنے لگا۔۔۔۔

"آپ نے کب سمجھایا چاچو؟؟" وہ نہایت بھولے پن سے استفسار کرنے لگا۔۔۔

اس کے سوال پر رامین برہم نگاہوں سے اسکے وجود کو گھورنے لگی۔۔۔۔

"ارے رامین۔۔۔کھانا تو کھالو۔۔۔" رامین نے وہاں وجود سب کے چہروں پر اک بار نظر دوڑائی ی۔۔۔سب کے چہروں پر دبی دبی ہنسی تھی۔۔۔۔۔جسے دیکھ وہ کافی شرمسار ہوکر۔۔کھانا بیچ میں ہی چھوڑ کر چلی گ ئ ی۔۔۔بھابھی نے پیچھے سے آوازیں بھی لگائیں۔۔۔مگر اس نے مڑ کر نہ دیکھا۔۔۔۔

"مشراز آئ یندہ تم رامین کو چاچی بولو گے" بھابھی نے مشراز کو سخت تاکید کرتے ہوئے کہا۔۔ساتھ ساتھ زاویار کو بھی گھور کر دیکھا۔۔۔۔

" منا کر لاؤ اسے۔۔۔بھوکی ہے وہ بیچاری۔۔۔"زاویار کو واپس کھانے میں مگن ہوتا دیکھ۔۔بھابھی رامین کے لئے فکرمند ہوکر۔۔۔زاویار کو گھوری سے نوازتے ہوئے بولیں۔۔۔

"بھابھی میں لڑکیوں کے نخرے نہیں اٹھاتا۔۔۔"وہ قطعی انداز میں اکڑ کر بولا۔۔۔۔

"وہ ہونے والی بیوی ہے تمھاری۔۔۔"وہ خاصہ جتاتے ہوئے گویا ہوئیں۔۔

"بھابھی آپ کچھ زیادہ ہی فکرمند ہورہی ہیں اس کے لئے۔۔۔"زاویار لاپرواہی سے کہتے ہوئے روٹی توڑنے لگا۔۔۔۔

"اور تم کچھ زیادہ ہی لاپرواہ۔۔۔"وہ ناراضگی سے کہتی ہوئی۔۔۔اٹھ کر چلی گئیں۔۔۔

"اب یہ بھابھی کو کیا ہوا ؟؟"زاویار الجھ کر حدید کو دیکھ بولا۔۔۔جو اس ساری کنورسیشن میں صرف کھانے پر concentrate کر رہا تھا۔۔۔۔

اس نے لاعلمی میں کندھے اچکاتے ہوئے اندازاً کہا۔۔۔" اس نے پورے دن محنت کر کے اپنے ہاتھوں سے کھانے بنائے تھے۔۔۔اور تمھارے سے خفگی کے سبب۔۔رامین نے کھانا کھایا ہی نہیں۔۔۔"

"تو بھابھی سے کس نے کہا تھا یہ سب کرنے کے لئے ؟؟"زاویار چڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"تم تو رامین کو چھپاکر کمرے میں بیٹھ گئے ہو۔۔۔کسی کو تو رامین کو اپنی جانب راغب کرنے کی کوشش کرنی ہے ناں۔۔۔ہم اسے اسطرح تو نہیں رہنے دے سکتے اپنے ساتھ۔۔۔۔"حدید دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔۔

"آپ لوگوں کو نہیں لگ رہا۔۔ آپ لوگ کچھ زیادہ ہی بے تابی دیکھا رہے ہیں رامین کے معاملے میں۔۔۔" زاویار احتجاجاً گویا ہوا۔۔۔

"کیونکے وہ ہمارے گھر میں رہ رہی ہے۔۔ ہمارے بیچ۔۔۔ مشراز ابھی بہت چھوٹا ہے۔۔ اگر اس نے مشراز کی ذہن سازی کردی تو۔۔۔ مشراز کی چھوڑو اگر اس نے تمھاری ذہن سازی کردی تو۔۔۔ تم نے آج تک قادیانیوں کو ٹھیک طرح جانا بھی نہیں۔۔ تمھیں پتا ہی نہیں ہے ہمارے عقائد کیا ہیں۔۔۔ تمھاری ہمارے عقائد سے لاپرواہی ہماری نسلوں کو تباہ کرسکتی ہے۔۔۔ تم جانتے بھی نہیں ہو۔۔" وہ ابھی ڈپٹ والے انداز میں زاویار کو دیکھ بول ہی رہا تھا۔۔۔ کے اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی زاویار نے دانستہ طور پر پانی کا گلاس سامنے کی جانب۔۔ اپنی پوری طاقت سے دے مارا۔۔۔

"بس کریں برو۔۔ پلیز۔۔۔ مجھے ایسا لگ رہا جیسے آپ نہیں ڈیڈ بول رہے ہوں۔۔۔ وہ بہت بھولی ہے۔۔۔ وہ ٹھیک طرح ابھی آپ لوگوں سے بات تو کر نہیں پا رہی۔۔۔ ذہن سازی کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔۔۔ اگر آپ کو مشراز کو لے کر خوف لاحق ہے تو بےشک آپ اسے رامین سے دور رکھیں۔۔۔ مگر رامین پر کسی قسم کا دباؤ ڈالنے کی کوشش مت کیجیے گا۔۔۔۔ اور یہ بات بھابھی کو بھی سمجھا دیں۔۔۔۔ ہمارے ماحول میں اسے ڈھلنا ہے یا نہیں۔۔ اس کا مکمل اختیار میں رامین کو دوں گا۔۔۔۔" گلاس کے ٹوٹنے کی آواز پر حدید بولتے بولتے رکا۔۔۔ جبکے مشراز سہم کر ٹوٹے ہوئے گلاس کو دیکھنے لگا۔۔ زاویار غصے سے کہتا ہوا۔ کھانا چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ اسکا لہجہ پہلی بار حدید کو چبھتا ہوا محسوس ہوا۔۔

”مجھے یقین نہیں آرہا تم اس کے ل ئی ے اپنے گھر والوں سے لڑ رہے ہو۔۔“حدید بے یقینی کے عالم میں کھڑا ہو کر بولا۔۔۔

”میں لڑ نہیں رہا۔۔۔بس اتنا کہ رہا ہوں رامین پر کسی قسم کا دباؤ ڈالنے کی کوشش مت کیجیے گا۔۔۔اس کے پاس کوئی ی دوسری پناہ گاہ نہیں ہے اس گھر کے علاوہ۔۔۔وہ بہت مجبوری میں یہاں رہ رہی ہے۔۔۔“زاویار نے اس بار لہجے میں نرمی لانے کی کوشش کی۔۔مگر انداز قطعی تھا۔۔۔

”تم اسے نفرت کہتے ہو ؟؟۔۔“زاویار ابھی پلٹ کر اک دو قدم بھی نہ چلا تھا کے پیچھے سے حدید کے سوال نے اسکے قدم روکے۔۔۔

”میں اپنا قول واپس لیتا ہوں۔۔۔“وہ پلٹ کر حدید کو دیکھ۔۔سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

وہ واقف تھا جذبات کے تغیرات ہونے کے بھنور میں پھنس گیا ہے۔۔

اسے اچھی طرح علم تھا وہ دشمنِ جاں کیا مقام رکھتی ہے اس کی زندگی میں۔۔۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو رامین منہ بسورے بیٹھی تھی۔۔۔اسے دیکھتے ہی فورا لیٹ گ ئی۔۔اور کمبل منہ تک اوڑھ لیا۔۔

دنیا میں بڑے بڑے ڈھیٹ پڑیں ہیں۔۔۔جن میں زاویار سرفہرست تھا۔۔

رامین کی ناراضگی ذرا بھی اثرانداز نہیں ہوئی ی تھی اس پر۔۔۔

آرام سے صوفے پر بیٹھ کر لیپ ٹاپ اون کرلیا۔۔اور کام میں مگن ہوگیا۔۔۔

کمرے میں خاموشی چھائی ی رہی۔۔۔۔

تھک ہار کے رامین نے کمبل سے ہلکا سہ منہ نکال کر اس سخت مہر کی جانب دیکھا۔۔۔جسے ذرا بھی اسکی ناراضگی سے فرق پڑتا نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔۔

"بھوک لگ رہی ہے مجھے۔۔۔"وہ کام میں اتنا مگن ہوگیا تھا کے اسے وقت کی خبر ہی نہ ہوئی۔۔۔رات کا ایک بجنے کو تھا۔۔۔رامین دوائیاں لے رہی تھی۔۔۔خالی پیٹ ہونے کے سبب۔۔اس کے پورے جسم میں کھچاؤ ہورہا تھا۔۔جو مزید برداشت کرنا اب اس کے لئے ممکن نہیں تھا۔۔۔رامین کا کہا جملہ۔۔۔زاویار کے کانوں کی سماعتوں سے ٹکراتے ہی۔۔وہ نظریں اٹھاکر اسے بلاتاثر چہرے کے ساتھ دیکھنے لگا۔۔۔

آج حدید نے مشراز کو زبردستی روک لیا تھا زاویار کے کمرے میں جانے سے۔۔۔وہ مشراز کو رامین سے دور رکھنا چاہتا تھا۔۔۔

"غصہ ختم ہوگیا مس رامین آپکا ؟؟"وہ نہایت پُرسکون انداز میں استفسار کررہا تھا۔۔۔۔

"آپ کو شرم آنی چاہئے ڈاکٹر۔۔۔اک چھوٹے بچے سے مجھے witch کہلواتے ہوئے۔۔۔"زاویار کے سوال نے رامین کو آگ بگولہ کردیا تھا۔۔۔وہ فورا ہی بپھر کر بولی۔۔۔

"تمھیں بھوک لگی تھی شاید۔۔۔مگر اب لگتا ہے غصے سے ہی پیٹ بھر لو گی۔۔"زاویار لاپرواہی سے کہتا ہوا واپس لیپ ٹاپ میں کام کرنے لگا۔۔۔

تھوڑی دیر تک کمرے میں پھر خاموشی چھائی رہی۔۔۔

رامین کا بھوک کے مارے برا حال ہورہا تھا۔۔۔

اپنے غصے اور انا کو سائیڈ میں رکھ۔۔بڑے دھیمے انداز میں بولی۔۔"ڈاکٹر۔۔"

زاویار کے کان اسکی اسی جھمی آواز کے منتظر تھے۔۔۔

”بولیں“وہ نظریں اٹھائے بغیر گویا ہوا۔۔۔

”مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔۔“

”ہمم۔۔۔۔پانچ منٹ ویٹ کرسکتی ہیں آپ ؟؟“زاویار کے سوال پر وہ بڑی معصومیت سے نفی میں گردن کو جمبش دینے لگی۔۔۔"نہیں"

زاویار اس کا چہرہ دیکھ۔۔اپنا کام چھوڑنے پر مجبور ہوا۔۔۔

”چلو میرے ساتھ۔۔۔“زاویار کے کہتے ہی رامین فورا بیڈ سے اترئی۔۔۔اس کی اترنے کی اسپیڈ ۔۔۔زاویار کو احساس دلا رہی تھی کے اسے بھوک نے کس قدر تنگ کیا ہوا ہے۔۔۔

زاویار اسے لے کر کچن میں آگیا تھا۔۔۔اس نے کک سے کم وقت میں جو بھی ڈش تیار ہوجائے وہ بنانے کو کہا۔۔۔

”مس رامین آپ کے لئے کھانا تیار ہورہا ہے۔۔۔جب تک فروٹ سے کام چلا لیں۔۔۔“وہ رامین کے لئے فریج سے فروٹ نکالتے ہوئے بولا۔۔۔

رامین فروٹ کھانے کے ساتھ ساتھ کک کو کھانا تیار کرتے ہوئے بھی دیکھنے لگی۔۔۔

ہر تھوڑی دیر بعد وہ کک سے سوال کرتی۔۔۔ڈش میں مصالحوں کے متعلق۔۔۔۔جنہیں سن کر زاویار کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اسے کوکنگ کا بہت شوق ہے۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد جب دونوں کمرے میں آئے۔۔۔تو مشراز کی غیر موجودگی کا رامین کو بہت احساس ہوا۔۔۔

"مشراز کہاں ہے؟؟۔۔۔وہ میرے ساتھ نہیں سوئے گا آج ؟؟"رامین کے سوال پر۔۔۔زاویار نے اک گہری سانس ہوا میں خارج کی۔۔۔۔

"سو جاؤ۔۔۔وہ آج اپنے کمرے میں سوئے گا۔۔۔"زوایار کو اچھی طرح علم تھا کے حدید رامین کے پاس مشراز کو نہیں آنے دے گا۔۔۔خاص طور پر تب۔۔۔جب زاویار کھلے لفظوں میں اسے کہ کر آگیا ہے کے وہ رامین کو قادیانیوں کی طرف راغب کرنے کے لئے نہ تو خود کوئی عمل کرئے گا اور نہ انھیں کرنے دے گا۔۔۔۔

"ہم دونوں یوں۔۔۔مطلب۔۔۔اکیلے۔۔۔کیسے؟؟"وہ پریشان ہو کر بے ترتیب انداز میں بولی۔۔۔

"کل ویسے بھی ہمارا نکاح ہو جائے گا۔۔۔اک رات کی تو بات ہے۔۔۔"وہ لاپرواہی سے کہتے ہوئے واش روم کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

جب وہ واپس آیا تو رامین اپنے ناخن چبا رہی تھی۔۔۔اس کا چہرہ بتا رہا تھا کے وہ کسی صورت زاویار کے ساتھ اک کمرے میں اکیلے رہنے کے لئے تیار نہیں۔۔۔

"بھابھی اور تمھارے برو کیا سوچیں گے میرے بارے میں۔۔۔کے میں کسی لڑکی ہوں؟؟۔۔۔وہ مجھے غلط سمجھیں گے۔۔۔صرف وہی نہیں۔۔۔"ابھی وہ پریشان ہو کر۔۔۔اپنا سر پکڑے۔۔۔ٹہلتے ہوئے ۔۔۔بول ہی رہی تھی کے زاویار درمیان میں بات کاٹتے ہوئے۔۔۔

"اُفف۔۔۔رامین آج کے زمانے میں یہ باتیں کون سوچتا ہے۔۔۔پلیز۔۔۔یہ فالتو باتیں سوچنا بند کرؤ اور سو جاؤ۔۔۔"زاویار اپنے منہ تک کمبل اوڑھتے ہوئے جھنجھلا کر بولا۔۔۔

"ایس آ مسلم۔۔۔۔میرا آپ کے ساتھ تنہائی میں رہنا ٹھیک عمل نہیں۔۔۔آپ پلیز مشراز کو لے کر آجائیں" وہ روہانسہ ہوکر۔۔۔التجائیہ انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

"کہ دیا ناں وہ نہیں آسکتا۔۔۔مطلب نہیں آسکتا۔۔۔پلیز سو جاؤ۔۔۔اور مجھے بھی سونے دو۔۔۔" وہ چڑتے ہوئے۔۔منہ سے کمبل ہٹاکر۔۔۔رامین کو دیکھ کہنے لگا

پھر اسنے واپس کمبل منہ پر ڈھک لیا۔۔۔

"ڈاکٹر۔۔۔" وہ روتو سہ چہرہ بناکر۔۔۔اسکے صوفے کے پاس آکر۔۔کمبل ہلکا سہ پکڑ۔۔۔۔اسکے پاؤں کی جانب سے کھینچتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"رامین کل صبح میرا نکاح ہے یار۔۔۔اور میں نہیں چاہتا میری خوبصورت آنکھوں کے نیچے ڈاک سرکل چمک رہے ہوں۔۔۔تو پلیز اپنی جگہ پر جاکر۔۔بے فکر ہوکر سوجاؤ۔۔۔کیونکے مجھے اس وقت تم میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔۔۔ہاں۔۔۔" حُسنِ سراپا کے کمبل کھینچنے پر۔۔۔وہ چڑتے ہوئے اٹھ کر بیٹھا۔۔۔اسے دیکھتے ہوئے بےزاری سے بولتے بولتے روکا۔۔۔آنکھوں میں اک دم شرارت ابھرئی۔۔۔

"ہاں۔۔۔اگر تمھارا دل مجھے دیکھ کر بےمان ہورہا ہے تو اور بات ہے۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ رامین کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے شوخی سے بولا۔۔۔۔

"اگر ایسا کوئی سین ہے تو بتادو۔۔مجھے میری عزت بڑی پیاری ہے۔۔۔اسے بچانے کے لئے میں باتھ ٹب میں بھی رات گزارنے کے لئے تیار ہو جاؤں گا۔۔۔" زاویار ڈرنے کی اداکاری کرتے ہوئے۔۔۔بھولا پن جہرے پر سجائے۔۔۔بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ہونٹوں میں دباتے ہوئے بولا۔۔۔

"گڈ آئیڈیا۔۔۔"زاویار کی بات سن۔۔۔بجائے غصہ ہونے کے وہ چٹکی بجاتے ہوئے۔۔۔مسرت بھرے لہجے میں بولی۔۔۔۔

"کیا آئیڈیا ؟؟"زاویار سمجھ گیا تھا اس نے مزاق میں ہی صحیح۔۔۔مگر اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار لی ہے۔۔۔۔وہ ڈرتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔۔۔۔۔

"او۔۔ہیلو۔۔۔۔سوچنا بھی مت۔۔۔۔میں باتھ ٹب میں جاکر نہیں سونے والا۔۔"رامین نے آنکھوں ہی آنکھوں میں التجا کی۔۔۔جس پر وہ فورا احتجاج زور و شورو سے بلند کرنے لگا۔۔۔۔

"صرف اک رات کی تو بات ہے۔۔۔پھر کل نکاح ہوجائے گا۔۔۔۔میں دوسرے کمرے میں شفٹ ہوجاؤں گی۔۔۔آپ آرام سے اپنے بیڈ پر سوئیے گا۔۔۔"رامین صوفے کے کونر پر بیٹھتے ہوئے ۔۔۔التجائیہ انداز میں بولی۔۔۔۔

زاویار کو اسکی معصومیت پر شدت سے حیرت ہوئی۔۔۔۔

"تمھیں واقعی لگتا ہے میں اتنا بڑا الو ہوں کے نکاح کے بعد تمھیں دوسرے کمرے میں شفٹ کرؤں گا؟؟"زاویار کی حیرت۔۔۔۔اسکے لہجے میں نمایا ظاہر تھی۔۔۔۔

"آپ نے ہی تو صبح کہا تھا۔۔۔نکاح کے بعد مجھے دوسرے کمرے میں شفٹ ہونے دیں گے۔۔۔۔"رامین تیزی سے بولی۔۔۔۔

"وہ تو میں نے تمھیں اعتماد میں لینے کے لئیے کہا تھا۔۔۔مجھے نہیں پتا تھا تم اتنی بھولی ہو کے واقعی اسے سچ سمجھ بیٹھو گی۔۔۔"وہ صوفے سے کمر لگاتے ہوئے۔۔۔اس نادان لڑکی کو دیکھنے لگا۔۔۔جسے اپنی باتوں میں گھمانا اسکے لئے آج بھی کوئی مشکل عمل نہیں تھا۔۔۔۔

"ڈاکٹر آپ بہت جھوٹے ہیں۔۔۔۔" وہ کھڑے ہوتے ہوئے۔۔۔بے ساختہ بولی۔۔۔۔

"شکریہ۔۔" وہ ڈھٹائی سے مسکراتے ہوئے شکریہ ادا کرنے لگا۔۔۔

"اب جاؤ۔۔مجھے سونے دو۔۔۔۔ویسے بھی کل پوری رات جاگنا ہے مجھے۔۔۔" وہ مفاہمانہ انداز میں رامین کو چھیڑتے ہوئے۔۔۔اک آنکھ دباکر۔۔۔ مسکراتے ہوئے۔۔۔۔۔واپس لیٹنے لگا۔۔۔😉

"ڈاکٹر۔۔۔۔آپ باتھ ٹب میں سونے جارہے ہیں یا نہیں؟؟۔۔۔" وہ گھوری سے نوازتے ہوئے استفسار کرنے لگی۔۔۔۔۔۔

زاویار نے جس موضوع کو گل کرنے کے لئے اتنی باتیں کی تھیں۔۔۔رامین اسے واپس گھسیٹ لائی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔" وہ دوٹوک انداز میں بولا۔۔۔۔

"اوکے۔۔۔پھر میں جارہی ہوں۔۔۔۔" وہ اعلانیہ بڑے بھرم سے کہتی ہوئی۔۔اپنا تکیہ اٹھاکر ۔۔۔واش روم کی جانب بڑھنے لگی۔۔۔۔

اسے گمان تھا کے زاویار اسے روک لے گا۔۔۔۔۔

"اوکے۔۔گڈ نائٹ۔۔" وہ زاویار تھا۔۔۔۔پورے تھائی لینڈ میں اپنے نام کا ایک۔۔۔۔ مسکرا کر۔۔۔۔الوداعی ہاتھ ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔۔

"آپ مجھے روکیں گے نہیں؟؟" رامین واش روم کے دروازے تک اس امید میں رہی کے وہ آکر روک لے لگا۔۔۔مگر یہ دیکھ اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔کے وہ تو مزے سے کمبل منہ پر

ڈالے۔۔سونے کی تیاری کررہا ہے۔۔۔آخر کار اسے خود ہی واپس زاویار کے پاس آکر۔۔غیرت دلانی پڑی۔۔۔”میں اک لڑکی ہوں۔۔“

”تمھیں ہی شوق آرہا ہے۔۔۔۔تو جاؤ۔۔۔انجوائے کرؤ باتھ ٹب میں نائٹ۔۔۔میں کیوں روکنے لگا۔۔۔“وہ کمبل منہ سے ہٹاکر۔۔سیدھا بیٹھتے ہوئے۔۔۔دنیا جہاں کی معصومیت اپنے چہرے پر سجاکر۔۔۔گویا ہوا۔۔۔

”مجھے کوئی ی شوق نہیں آرہا۔۔۔ہم اک کمرے میں نہیں سو سکتے اس لئے یہ حل نکال رہی ہوں۔۔۔“ وہ خاصہ جتاتے ہوئے بولی۔۔۔

”اک کمرے میں سونے میں کیا برائی ی ہے ؟۔۔۔مجھے ابھی تک یہ سمجھ نہیں آرہا۔۔“زاویار جھنجھلاتے ہوئے۔۔رامین کو دیکھ گویا ہوا۔۔۔

”ہم نہیں سو سکتے۔۔۔“وہ قطعی انداز میں بولی۔۔۔

”تو جاکر سو جاؤ پھر باتھ ٹب میں۔۔۔مجھے کیوں تنگ کررہی ہو۔۔۔“وہ اس بار خاصہ چڑتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

”کیونکے آپ میرے فیوچر ہسبینڈ ہیں۔۔۔کل نکاح ہے ہمارا۔۔آپ کی غیرت یہ گوارا کرلے گی کے آپ کی ہونے والی وائف پوری رت باتھ ٹب میں سوئے۔۔۔“وہ ایموشنل بلیک میل کرنے لگی تھی۔۔۔

”اففف۔۔۔تم نے تو جیسے قسم کھا رکھی ہے میرا اسکون و چین برباد کرنے کی۔۔۔“زاویار کام کرکر کے تھکن سے چور ہورہا تھا۔۔وہ بس اب سونا چاہتا تھا۔۔۔

اسے اچھی طرح اندازہ ہوگیا تھا رامین اسے سونے نہیں دے گی۔۔۔اپنے ساتھ کمرے میں۔۔۔ اس ل ئی ے جھنجھلاکر اپنا تکیہ ہاتھ میں اٹھاکر۔۔کھاجانے والی نگاہ سے رامین کو گھورتے ہوئے کھڑا ہوا۔۔۔۔

"تمہیں تو میں کل بتاؤں گا مس رامین۔۔۔"وہ حُسنِ سراپا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے۔۔۔دانت پیستے ہوئے کہ کر۔۔واش روم کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

"آپ کا باتھ ٹب کافی خوبصورت اور بڑا ہے۔۔۔اس میں دو تین بندے سو جائ یں اتنی جگہ ہے۔۔۔آپ آرام سے کھل کر سوئے گا۔۔۔۔صوفے پر سونے میں مشکل ہوتی ہوگی آپ کو۔۔"رامین کے مسکرا کر کہتے ہی۔۔۔زاویار کا دل چاہا اس لڑکی کا حشر کردے۔۔۔۔

جبکے وہ بیچاری تو دل جوئ ی کی نیت سے کہ رہی تھی۔۔۔

رامین کے سوجانے کے بعد۔۔وہ دبے پاؤں واپس کمرے میں چلا آیا۔۔۔

"مجھے یقین نہیں آتا۔۔۔کتنی آرام سے سو رہی ہے یہ۔۔۔اور میں پاگل ہوتا پھر رہا ہوں۔۔۔" رامین کمبل سے مکمل خود کو کور ک ئی ے ہوئے تھی۔۔۔اسے آرام سے سوتا دیکھ۔۔کڑتے ہوئے بولا۔۔۔

وہ صوفے پر واپس لیٹ گیا۔۔۔

"بس آج کی رات اور۔۔۔پھر تم میری ہوگی۔۔۔"زاویار نے اسکے کمبل سے لپٹے وجود کو تکتے ہوئے۔۔۔مسکرا کر کہا۔۔پھر آنکھیں موند لیں۔۔۔

دونوں ہی کی زندگی کل بدلنے والی تھی۔۔۔

دونوں کی آنکھوں میں خواب تھے۔۔۔سنہرے خواب۔۔۔ حسین زندگی کے خواب۔۔۔رنگوں سے بھرے خواب۔۔۔۔

*****----***** 🔥🔥🔥

دروازہ نوک ہونے کی آواز پر زاویار کی آنکھ کھلی۔۔۔

"کیا ہوا ؟؟۔۔۔اتنی صبح کیوں ڈور بجارہے ہو؟؟"زاویار کی آنکھیں ابھی بھی نیند کے خمار میں تھیں۔۔۔وہ ابرو اچکاکر استفسار کرنے لگا۔۔۔۔

"سر۔۔۔بڑی میم نے رامین میم کے لئے یہ سامان بھجوایا ہے۔۔۔"ملازم زاویار کے آگے سامان بڑھاتے ہوئے۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔اوکے۔۔۔"زاویار سامان لے کر اندر آگیا۔۔۔سامان بیڈ کے دوسرے سائیڈ پر رکھ کر واپس صوفے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

"واو۔۔۔بہت خوبصورت ہے۔۔۔"زاویار کی آنکھ اس بار رامین کی آواز پر کھلی۔۔۔۔

زاویار نے اپنے منہ سے ہلکا سہ کمبل ہٹاکر۔۔۔۔۔آنے والی آواز کی سمت دیکھا۔۔۔

وہ حُسنِ مجسم سفید فراک خود پر لگاکر۔۔۔آئینے میں اپنا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔

زاویار اسکے چہرے کے کھلتے ہوئے رنگ دیکھ کر اندازا لگا سکتا تھا کے اسے بھابھی کی بھیجی ہوئی سفید فراک بہت پسند آئی ہے۔۔۔۔

بھابھی کی بھیجی ہوئی جیولری میں سے بندیا نکال کر وہ اپنی روشن پیشانی پر لگاکر۔۔۔اترانے لگی۔۔۔۔

وہ دشمنِ جاں زاویار کا دل دھڑکا رہی تھی۔۔۔

زاویار اسے ٹک ٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔۔

"اُفف۔۔ کوئی اتنا پیارا کیسے ہوسکتا ہے۔۔ پھر سارا کا سارا کیسے ہوسکتا ہے۔۔۔ جب تمہیں پورے دن دیکھ کر بھی دل نہیں بھرتا۔۔۔ تو سوچتا ہوں۔۔ تمہیں بن دیکھے اب گزارا کیسے ہوسکتا ہے۔۔" زاویار اسے آئینے کے عکس میں دیکھ کر فدا ہورہا تھا۔۔۔

"ڈاکٹر تو سو رہے ہیں" اس نے پیچھے مڑ کر زاویار کو دیکھا۔۔ جو اس کے مڑتے ہی آنکھیں موند چکا تھا۔۔

زاویار کی شال جس سے وہ سر کور کیے ہوئے تھی۔۔ وہ سر سے ہٹا کر کندھے پر ڈال لی۔۔۔ بالوں میں بندھا ہوا جوڑا کھول کر۔۔ بندیا اچھی طرح سیٹ کی۔۔۔

اسکی دودھیائی رنگت پر وہ لال رنگ کے نگو سے جڑی بندیا الگ ہی چمک رہی تھی۔۔

اتنی حسین۔۔۔ اتنی معطر۔۔ اتنی پاکیزہ۔۔۔ وہ جنت کی حور معلوم ہورہی تھی اس وقت زاویار کو۔۔۔

زاویار سانس لینا تک بھول بیٹھا تھا۔۔۔

"کیا آپ کو ڈاکٹر زاویار سے نکاح قبول ہے؟؟" وہ آئینے میں دیکھ کر۔۔ خودی سے پوچھنے لگی۔۔۔

اپنے ہی سوال پر وہ جھیپ گئی تھی۔۔

گال گلابی اور آنکھیں چمک رہی تھیں۔۔۔

اس کا ڈاکٹر کہنا پہلی بار زاویار کو احساس دلا رہا تھا۔۔۔۔کے رامین اسے ڈاکٹر سمجھتی ہے۔۔۔جو اک فریب ہے۔۔۔اک جھوٹ۔۔۔۔جو اسنے صرف رامین کو شیشے میں اتارنے کے ل ئی ے بولا تھا۔۔۔

اک عجیب سی اداسی نے پورے دل کو گھیر لیا۔۔۔۔

وہ فورا ہی اٹھ بیٹھا۔۔۔

اسے اٹھتا ہوا دیکھ۔۔رامین نے تیزی سے شال سے سر کور کیا۔۔۔

وہ اٹھ کر واش روم کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

❤❤❤*****----*****❤❤❤

ناشتے کے وقت بھابھی نے رامین کے ل ئی ے اسپیشل انتظام کر رکھا تھا۔۔۔جو رامین کو بہت اچھا لگا تھا۔۔اوپر سے ان کا شیرنی جیسا میٹھا لہجہ۔۔۔۔

"رامین تمھیں ڈریس پسند آیا؟؟"بھابھی کے محبت سے پوچھتے ہی وہ اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔

"جی بھابھی۔۔۔بہت پیارا ہے۔۔۔"

"مجھے خوشی ہوئی ی تمھیں پسند آیا۔۔"وہ مسکراتے ہوئے بولیں۔۔۔

"تمھارے نکاح میں ڈیڈ شامل نہیں ہوسکیں گے۔۔۔

بہتر یہی ہے کے نکاح کی تاریخ آگے بڑھا دو زاویار۔۔"حدید جوس کا گلاس ہاتھ میں پکڑ کر۔۔۔زاویار کو دیکھ سنجیدگی سے بولا۔۔۔

"نہیں۔۔۔نکاح آج ہی ہوگا۔۔۔میں اپنے سارے فرینڈز کو انوائٹ کر چکا ہوں۔۔۔"زاویار واقف تھا حدید نکاح روکنا چاہتا تھا دارم صاحب کے واپس آجانے تک۔۔۔

”تم نکاح کر رہے ہو زاویار۔۔۔وہ بھی ڈیڈ کے بغیر۔۔۔۔“حدید مسلسل کوشش کررہا تھا نکاح روکنے کی۔۔۔۔اس نے جذباتی ہو کر کہا۔۔۔۔وہ ایموشنل بلیک میل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

حدید کی بات سنتے ہی زاویار کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔۔

”برو جب آپ کا نکاح بغیر میری موجودگی کے ہوسکتا ہے۔۔۔تو میرا نکاح ڈیڈ کی موجودگی کے بغیر کیوں نہیں ہوسکتا۔۔۔۔آپ پلیز یہ ٹاپک بند کریں۔۔۔نکاح آج ہی ہو گا۔۔۔اور وہ بھی اپنے مقررہ وقت پر۔۔۔۔“زاویار خاصہ جتاتے ہوئے بولا۔۔۔۔اسکی آواز میں دبا دبا غصہ جھلک رہا تھا۔۔۔۔جو وہاں موجود ہر شخص نے محسوس کیا تھا۔۔۔۔

تھوڑی دیر تک پورے ماحول پر خاموشی چھائی رہی۔۔۔۔

”سنیں آپ کا ارادہ پکا ہے اس سال حج کرنے کا ؟؟“بھابھی حدید سے پوچھنے لگیں۔۔۔

”ہاں بالکل پکا ہے۔۔۔بلکے میں چاہتا ہوں تمھارے ساتھ ہی کرؤں۔۔۔۔“حدید کے کہتے ہی وہ بے ساختہ بولیں۔۔۔

”نہیں بھئی۔۔۔آپ جائیں۔۔۔سعودی عرب والے لعنت دلواتے ہیں حضور کو۔۔۔جو میں نہیں دے سکتی۔۔۔“

بھابھی کا جملہ سنتے ہی رامین کے کان کھڑے ہوئے۔۔۔۔

”حضور کو لعنت؟؟“رامین بے یقینی سے منہ میں بڑبڑائی۔۔۔۔

اس نے ڈاکٹر وجدان کی بک میں یہ بات پڑھ رکھی تھی۔۔۔کے سعودی عرب جانے کے لئے قادیانی اپنے پاسپورٹ پر لکھتے ہیں کہ وہ قادیانی نہیں اور ساتھ ساتھ مرزا احمد پر لعنت بھی بھیجتے ہیں۔۔۔۔

اسے علم تھا قادیانی لوگ مرزا احمد کو حضور کے نام سے پکارتے ہیں۔۔۔

رامین ہکا بکا نگاہوں سے زاویار کو دیکھنے لگی۔۔۔

پھر اس میز پر سجے سارے کھانوں کو۔۔۔

اسے ڈاکٹر وجدان کا بچپن کا قصہ یاد آگیا تھا جو انھوں نے اپنی بک میں شئیر کیا تھا۔۔۔

(میں بہت چھوٹا تھا۔۔ہمارے گھر کچھ مہمان آئے۔۔دادا نے انھیں بڑی عزت و محبت سے اپنے ساتھ کمرے میں بٹھایا۔۔مجھ سے کہنے لگے جا اپنی دادی کو کہ۔۔۔ہمارے خاص مہمان آئے ہیں۔۔۔۔دادا کے کہتے ہی میں دادی کے پاس گیا۔۔انھیں بتایا کے دادا نے کہا ہے ہمارے خاص مہمان آئے ہیں۔۔میں اس وقت نہیں جانتا تھا کے اس کا کیا مطلب ہے۔۔۔میں نے اپنی دادی کو شربت بناتے دیکھا۔۔۔پھر جب شربت بالکل تیار ہوگیا تو دادی نے ان دونوں گلاس میں تھوک دیا۔۔اور واپس چمچہ چلا دیا۔۔یہ دیکھ کر میں فورا بولا۔۔"دادی یہ کیا گندی حرکت کی ہے تو نے ۔۔"جس پر مجھے دادی چپ کرانے لگیں۔۔انھوں نے مجھے بتایا کے ہم جنتی ہیں۔۔اور باہر بیٹھے لوگ جہنمی۔۔۔ہم اپنی نفرت کا اظہار ان سے اسی طرح کرتے ہیں۔۔دادا کو دے کر کہنا۔۔یہ شربت خاص مہمانوں کے لئے ہے۔۔۔)وہ قصہ یاد آتے ہی رامین کا ان سارے کھانوں کو دیکھ کر جی متلی ہونے لگا۔۔۔

اسے الٹی آنے لگی۔۔۔وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر تیزی سے اٹھ کر بھاگی۔۔۔

باقی سب رامین کو حیرت سے بھاگتا ہوا دیکھنے لگے۔۔۔

"اووو تو اس لئیے جلدی ہے تمھیں نکاح کرنے کی۔۔۔"حدید اور اسکی وائف غلط مطلب اخذ کر گئیے تھے رامین کے الٹی آنے کا۔۔۔

" اب سمجھ آگیا ناں آپ کو۔۔۔۔"زاویار نے ان میاں بیوی کی غلط فہمی کو دور نہیں کیا۔۔۔

زاویار کو یقین تھا کے اب حدید نکاح روکنے کی کوئی کوشش نہیں کرئے گا۔۔۔

"میں اسے دیکھ کر آتا ہوں۔۔۔"زاویار کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔۔۔

"ہاں ہاں۔۔۔جائیں۔۔۔اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دیجئیے گا۔۔۔۔"بھابھی فکرمند لہجے میں بولیں۔۔۔

"ہمم۔۔۔ضرور۔۔"زاویار اثبات میں سر ہلاکر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

"اُفف۔۔۔یہ کَیا کِیا زاویار تم نے۔۔۔۔"حدید سر پکڑتے ہوئے۔۔۔پریشان ہوکر بولا۔۔۔اسے اپنے ہاتھ بندھے ہوئے محسوس ہوئے۔۔۔۔

اب وہ نکاح روکنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ الٹی کرنے کے بعد۔۔۔آئینے میں اپنا عکس دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔اسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔وہ کنویں اور کھائی کے درمیان پھنس گئی ہے۔۔۔۔اس نے تو خوابوں میں بھی نہیں سوچا تھا کے زاویار قادیانی منحرف مذہب اسلام نکلے گا۔۔۔

وہ پانی زور زور سے منہ پر مارنے لگی۔۔۔کے اگر یہ کوئی ڈراؤنا خواب ہے تو اس کی آنکھ کھل جائے۔۔۔

اس کی محبت۔۔۔اس کے خواب۔۔۔اس کی چاہت۔۔۔سب اس ستمگر سے وابستہ تھے۔۔۔جسے خبر بھی نہیں تھی کہ اس نے مقابل کو بیچ منجدھار میں پھنسا دیا ہے۔۔۔۔

پانی کی بوندوں میں اس کے آنسو مل رہے تھے۔۔۔

اس کی روح تک آج تڑپ رہی تھی۔۔۔

"رامین۔۔۔رامین۔۔۔تم ٹھیک ہو ؟؟"زاویار واش روم کا دروازہ نوک کرتے ہوئے۔۔فکرمند انداز میں استفسار کرنے لگا۔۔۔

اس پر جو بیت رہی تھی اس کا بیان لفظوں میں اب ممکن نہیں رہا تھا۔۔۔

اپنے سارے خواب کرچی کرچی ہوکر اسے بکھرتے نظر آرہے تھے۔۔۔

زاویار کی آواز سنتے ہی اس کا دل چاہا وہ چیخ چیخ کر روئے۔۔۔مگر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی رونے کی آواز دبانے لگی۔۔۔۔

"۔۔رامین۔۔۔تم ٹھیک تو ہو ناں یار؟؟۔۔۔"زاویار اسکے جواب نہ دینے پر۔۔۔مزید فکرمند ہوا۔۔۔

"یار۔۔۔تم مجھے پریشان کررہی ہو۔۔۔پلیز جواب دو۔۔۔"زاویار کی آوازیں اس کا دل تڑپا رہی تھیں۔۔۔

وہ مسلسل روئے جارہی تھی۔۔۔

باہر کھڑا شخص اس کا واحد سہارا تھا۔۔۔وہ تھائی ی لینڈ میں اسی کے سہارے رہ رہی تھی۔۔۔اس کا قادیانی ہونے کا انکشاف رامین کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکال گیا تھا۔۔۔

”رامین۔۔۔رامین۔۔۔رامین میں چابی سے دروازہ کھول کر اندر آجاؤں گا۔۔۔اگر تم نے اب جواب نہیں دیا۔۔۔“زاویار کا دل بے چین ہوگیا تھا۔۔وہ دروازہ نوک کرتے ہوئے۔۔۔اعلانیہ گویا ہوا۔۔۔

”شکر۔۔۔تم ٹھیک ہو۔۔“رامین کے سر کی شال۔۔۔پوری گیلی ہورہی تھی۔۔۔اس کے حسین چہرے پر پانی کی بوندیں چمک رہی تھیں۔۔۔زاویار اس کے واش روم کا دروازہ کھولتے ہی۔۔۔سکھ کا سانس لیتے ہوئے بولا۔۔۔

”اچانک تمھارا چہرہ کیوں مرجھا گیا؟؟“زاویار نے اسکے چہرے پر چھایا صدما۔۔پہلی جھلک میں ہی محسوس کرلیا۔۔۔وہ پریشان ہوکر پوچھنے لگا۔۔۔

”آپ نے اندھیرے میں رکھا مجھے اب تک۔۔۔“رامین غم وغصے کی ملی جھلی کیفیت سے سرشار ہوکر۔۔زاویار کو دیکھ بولی۔۔۔

اس کی آنکھیں سرخ لال ہورہی تھیں۔۔۔

اس کا رنج چہرے پر نمایا تھا۔۔۔

زاویار کو لگا دشمنِ جاں کو علم ہو گیا ہے کے وہ ڈاکٹر نہیں۔۔۔

”رامین۔۔۔میں تمھیں سمجھتا ہوں۔۔۔“زاویار بات سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

”کیا سمجھائیں گے آپ مجھے ؟؟۔۔۔آپ سب جانتے تھے۔۔اس کے باوجود آپ مجھے اندھیرے میں رکھ کر۔۔مجھ سے نکاح کرنے چلے تھے۔۔۔“رامین بپھر کر بولی۔۔۔

”رامین چیخو مت۔۔۔اتنی بڑی بات نہیں ہے یہ۔۔۔“

”بڑی بات نہیں ہے ؟؟۔۔۔آپ کے لئے نہیں ہوگی۔۔پر میرے لئے ہے۔۔۔“وہ خاصہ جتاتے ہوئے۔۔۔۔

اس کی آواز بھری بھری معلوم ہو رہی تھی۔۔مگر لہجہ نہایت سخت۔۔۔

”تم اب اوور ری۔ایکٹ کر رہی ہو۔۔۔“وہ اپنی شرمساری کو جھنجھلاہٹ کے پیچھے چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

”اوور ری۔ایکٹ؟؟۔۔۔آپ کافر ہیں۔۔۔میرا آپ سے نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔۔یہ حقیقت جاننے کے باوجود آپ مجھے اندھیرے میں رکھ کر نکاح کر رہے تھے۔۔اور آپ کہہ رہے ہیں میں اوور ری۔ایکٹ کر رہی ہوں۔۔۔“اس کے جملے زاویار کو ہلا گئے تھے۔۔۔وہ سمجھ نہیں سکا وہ کیا بول رہی ہے۔۔۔

”کیا کہا تم نے مجھے ابھی ؟؟۔۔۔کافر ؟؟“ زاویار کو لگا۔۔۔اسکے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔۔۔وہ دوبارا تصدیق کے لئے پوچھنے لگا۔۔۔

”جی ہاں۔۔۔کافر۔۔۔جو آپ ہیں۔۔۔“رامین نہایت سخت لہجے میں۔۔۔آنکھوں میں کدورت لئے گویا ہوئی۔۔۔

اک انسان جس نے ہوش سنبھالتے ہی لوگوں کو کہتے سنا کے تم مسلمان ہو۔۔۔تم جنتی ہو باقی سب جہنمی۔۔۔وہ اپنے گھر میں باپ بھائی کو نماز اور دین کی تبلغ کرتے دیکھتا۔۔۔بلکے اس کے گھر میں تو اک مسلم لڑکی پناہ کے لئے بھیجی گئی تھی۔۔۔جسے تحفظ فراہم کرنے کے لئے اس کے بڑے بھائی نے اس لڑکی سے نکاح کیا۔۔۔۔

آج اچانک اک لڑکی جو پہلے کرسچن تھی۔۔۔جسے اپنا مذہب بدلے صرف تین چار سال ہوئے ہیں۔۔۔وہ اس کے روبرو کھڑی ہوکر۔۔۔آنکھوں میں آنکھیں ڈال۔۔۔قطعی انداز میں کہہ رہی ہے کہ وہ کافر ہے۔۔۔۔۔

اس لمحے زاویار کو لگا کے رامین نے اس کے سر پر ایٹم بم پھوڑا ہو۔۔۔

"تمھارا دماغ خراب ہوگیا ہے۔۔۔کیا بکواس کررہی ہو۔۔۔تم مجھے کافر کہہ رہی ہو۔۔۔ہوش میں تو ہو تم؟؟"زاویار رامین کی بات سنتے ہی غصے سے آگ بگولہ ہوکر۔۔اس نازک صفت لڑکی پر گرجا۔۔۔

"میں اپنے پورے ہوش و حواس میں ہوں۔۔۔اور وہی بول رہی ہوں جو سچ ہے۔۔۔اک قادیانی لڑکے اور مسلم لڑکی کا نکاح نہیں ہوسکتا۔۔۔۔۔"وہ اعلانیہ گویا ہوئی۔۔۔

"قادیانی؟؟۔۔۔اوو۔۔۔تو تم مجھے کافر اس لئے کہہ رہی ہو کیونکے میں قادیانی ہوں۔۔۔واو۔۔"وہ طنزیہ بولا۔۔۔اسے اب سمجھ آگئی تھی رامین کیا بات کررہی ہے۔۔۔

"شاید آپ کو علم نہیں ہے میڈم۔۔۔میرے گھر والے بھی تمھارے بارے میں یہی خیال رکھتے ہیں۔۔۔ان کے نزدیک تم کافر ہو۔۔۔جو حضور کو نہیں مانتیں۔۔۔تم۔۔"وہ ابھی رامین کو جواب دے ہی رہا تھا کے دروازہ نوک ہوا۔۔۔

”سر۔۔۔ آپ کے دوست آگ ئی ے ہیں۔۔۔وہ آپ کو نیچے بلا رہے ہیں۔۔۔“ملازمہ کے کہتے ہی۔۔۔

اس نے آنکھوں سے جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔”ان سے کہو میں تیار ہو کر آرہا ہوں“

”جی سر۔۔“ملازمہ اثبات میں سر ہلا کر چلی گ ئی۔۔۔

”رامین میرے فرینڈز آگ ئی ے ہیں۔۔۔۔اس موضوع پر بحث ہم بعد میں کریں گے۔۔۔میں تیار ہو کر نیچے جارہا ہوں۔۔۔تم بھی جلدی آجاؤ۔۔۔مولوی صاحب بھی آتے ہی ہوں گے۔۔۔“زاویار نے اپنے غصے کو ضبط کرتے ہوئے۔۔۔اک گہرا سانس ہوا میں خارج کیا۔۔۔۔پھر نرمی سے رامین کو حاکمانہ انداز میں کہ کر الماری کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

”جب یہ نکاح منعقد ہو ہی نہیں سکتا پھر تیاری کیسی ؟؟۔۔۔آپ معاملے کی نزاکت سمجھ نہیں رہے یا سمجھنا نہیں چاہتے ؟؟۔۔۔“وہ پیچھے سے احتجاجاً بولی۔۔۔۔

رامین الجھ کر رہ گ ئی تھی اس کی لاپرواہی دیکھ۔۔۔۔

اتنے نازک معاملے کو کس قدر غیر سنجیدگی سے لے رہا تھا وہ۔۔۔۔۔

”سمجھنا نہیں چاہتا۔۔۔۔۔۔میں ایسا کوئی ی معاملہ سمجھنا ہی نہیں چاہتا جو تمھیں مجھ سے دور کرے۔۔۔۔“وہ رامین کی جانب مڑ کر۔۔۔۔اپنے جملوں پر خاصا زور دیتے ہوئے۔۔۔۔۔۔بلند آواز میں گویا ہوا۔۔۔۔۔

”ہمارا نکاح نہیں ہوسکتا۔۔۔۔۔“وہ قطعی انداز میں۔۔۔روتے ہوئے بولی۔۔۔۔اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔۔۔۔۔جیسے ان میں خون اتر آیا ہو۔۔۔۔

”ہمارے والے تمھیں کافر مانتے ہیں۔۔۔تم لوگ ہمیں کافر مانتے ہو۔۔اصل میں حق پر کون ہے۔۔یہ تو خدا ہی جانتا ہے۔۔اس ل ئ ے میں ان ساری باتوں کو ہمارے درمیان نہیں لانا چاہتا۔۔۔م۔۔“وہ ابھی رامین کو اپنا پوائنٹ آف ویو سمجھانے کی کوشش کر ہی رہا تھا کے رامین اسکی بات کاٹتے ہوئے بولی۔۔۔

”ہم حق پر ہیں۔۔۔ہمارے پاس دلائ ل ہیں۔۔آپ کے پاس کیا دلیل ہے ؟؟۔۔۔مجھے ایسی کوئ ی دلیل دیں جسے میں رد نہ کرسکوں۔۔۔“رامین دو ٹوک انداز میں۔۔آنکھوں میں آنکھیں ڈال دلائل کی روشنی میں بات کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

دلائل سے بات کرنا علم والوں کا خاصہ ہے۔۔۔۔❤

زاویار اک عیاش اور پلے بوائے ٹائ پ لڑکا تھا۔۔۔دین سے اس کا دور دور تک کوئ ی واسطہ نہیں تھا۔۔۔۔۔

ویسے تو قادیانی مذہب اپنے ماننے والوں کو جکڑ کر رکھتا ہے۔۔مگر زاویار ان میں کھلے پنچھی کی مانند تھا۔۔جس کے پر۔۔۔چاہ کر بھی دارم صاحب یا حدید کاٹ نہیں سکے تھے۔۔۔

رامین کا دیا چیلنج سن۔۔۔وہ اک دو ثانیوں کے ل ئ ے سوچ میں پڑھ گیا۔۔۔

وہ جانتا تھا رامین تین سال عالمہ کا کورس کرنے والی لڑکی ہے۔۔۔اسے کوئ ی عام سی دلیل دے کر وہ قائ ل نہیں کرسکتا۔۔۔

"میں نے کہا ناں۔۔۔ہم بعد میں بحث کریں گے۔۔۔" وہ بات ٹالنے کی نیت سے بول کر۔۔۔ تیزی سے الماری کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

"ڈاکٹر یا تو آپ مجھے دلیل دیں۔۔۔یا پھر خاموشی سے نکاح کا ارادہ ترک کردیں۔۔۔۔" رامین واقف تھی وہ دلیل نہیں دے سکتا۔۔۔۔اگر بلفرض وہ دلیل دے بھی دیتا تو رامین اس کے رد میں بہت سے دلائل دے سکتی تھی۔۔۔اتنا علم تھا اس کے پاس۔۔۔۔

" اسکیوزمی۔۔۔نکاح کسی صورت نہیں رکنے والا۔۔۔یہ بات تم بھی اچھی طرح سمجھ لو۔۔۔۔میرے فرینڈز اور بھائی نیچے میرا انتظار کررہے ہیں۔۔۔۔مولوی صاحب بس آنے ہی والے ہیں۔۔۔اور تم میری توقعات کے مطابق لاسٹ موومنٹ پر تماشا کر رہی ہو۔۔۔جبکہ میں نے تمھیں بار بار کہا تھا۔۔۔سوچ سمجھ کر نکاح کے لئے ہاں کرنا۔۔۔میں لاسٹ موومنٹ پر کوئی ڈرامہ نہیں چاہتا۔۔۔۔تم نے اپنی مرضی سے نکاح کیلئے منظوری دی تھی۔۔۔اب اس طرح میرے گھر والوں اور فرینڈز کے سامنے مجھے ذلیل مت کرواؤ۔۔۔۔۔چپ چاپ تیار ہو۔۔۔۔" زاویار دلیل دینے سے قاصر تھا۔۔۔۔اس لئے غصے سے بپھر کر۔۔۔اس پر چڑھائی کرنے لگا۔۔۔۔وہ حاکمانہ انداز میں کہہ کر واش روم کی جانب اپنے نکاح کا ڈریس لے کر بڑھ گیا۔۔۔۔

"نکاح نہیں ہوسکتا۔۔۔۔جو دیوار مجھے بارک سے شادی سے روک رہی تھی وہی آپ سے بھی روک رہی ہے۔۔۔۔میں اک مسلم ہوں اور اک مسلم لڑکے سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔" اس کے اعلانیہ کہتے ہی زاویار کا ضبط جواب دے گیا۔۔۔۔

"تم میرا صبر آزما رہی ہو۔۔۔پلیز ایسا نہ کرؤ۔۔ورنہ جو لمٹس کی لائن میں نے تمھارے اور اپنے درمیان باندھ رکھی ہے وہ کروس کرنے میں مجھے دیر نہیں لگے گی۔۔۔"زاویار غصے سے اپنا ڈریس بیڈ پر پھینک کر۔۔۔اسکی جانب چلتا ہوا آیا۔۔۔سراپا حُسن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال۔۔۔غراتے ہوئے۔۔۔مفاہمانہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

وہ سہم کر اک قدم پیچھے ہٹی۔۔۔

"یہ لمٹس آپ نے نہیں بنائی ہیں۔۔۔یہ میرے رب نے آپ سے بنوائی ہیں۔۔۔بے شک وہ دلوں کو پھیر دیتا ہے۔۔۔یہ لمٹس میں رہنا آپ کا کمال نہیں۔۔۔یہ میرے رب کی مجھ پر رحمت ہے۔۔۔" اس کی آنکھوں سے آنسو مسلسل موتی بن کر بہے جا رہے تھے۔۔۔وہ خوفزدہ ہونے کے باوجود اپنے وجود میں ہمت جمع کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"تو اسکا مطلب تمھارے نزدیک میرا تمھارے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے میں۔۔تماری مدد کرنے میں۔۔۔تمھارا ہر قدم پر ساتھ دینے میں کوئی کمال نہیں۔۔۔۔۔۔ت۔۔۔"وہ ابھی اعتراضاً غصے میں بول ہی رہا تھا۔۔۔کے اک بار پھر دروازہ نوک ہوا۔۔۔

"سر۔۔۔مولوی صاحب نیچے آگئے ہیں۔۔۔آپ دونوں کو نیچے بلایا جا رہا ہے۔۔۔"ملازمہ نے کمرے کے باہر ہی کھڑے ہو کر بلند آواز میں کہا۔۔۔

"تم جاؤ۔۔۔ہم آرہے ہیں۔۔۔"زاویار ملازمہ کو دیکھ۔۔۔تیزی سے بولا۔۔۔

وہ اثبات میں سر ہلا کر چلی گئی۔۔۔

”نیچے مولوی صاحب آگ ئیے ہیں۔۔۔میری عزت کا سوال ہے۔۔۔پلیز۔۔۔یہ ساری بحث تم بعد میں کر لینا۔۔۔۔ابھی تیار ہو جاؤ۔۔۔“زاویار دانت پیستے ہوئے کہ کر۔۔۔تیزی سے پلٹ گیا۔۔۔

”آندھی تقلید کرتے ہیں آپ۔۔۔کبھی سوچا ہے اس بارے میں؟؟۔۔۔“زاویار کے قدم رکے تھے۔۔۔رامین کے سوال پر۔۔۔۔

وہ اس کی جانب پلٹا

”قرآن کریم میں واضح طور پر لکھا ہے (نہ محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے, نہ ہیں [نہ ہوں گے] لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سورہ احزاب آیت نمبر ۴۰۔۔۔۔۔

جب ہم دیکھتے ہیں اللہ نے بڑی وضاحت اور مثال دے کر بتادیا کے جس طرح رسول اکرم ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں۔۔۔اسی طرح وہ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔۔۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے۔۔۔جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اسے بہت عمدہ آراستہ اور پیراستہ بنایا۔ مگر اک زاوئیے میں اک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔۔۔لوگ اس گھر کے ارد گرد گھومتے اور اسے دیکھ کر خوش ہوتے اور کہتے یہ اک اینٹ بھی کیوں نہ لگادی گ ئی؟۔۔۔حضور اکرم ﷺ نے مزید فرمایا قصر نبوت کی یہ اینٹ میں ہوں ۔۔میں نے اس خالی جگہ کو پُر کردیا۔۔۔قصر نبوت مجھ سے ہی مکمل ہوا۔۔۔اور میرے ساتھ ہی انبیاء کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔۔۔[بخاری۔۔۔مسند احمد۔۔۔۔ترمذی۔۔۔نسائی ی۔۔۔ابن عساکر].....

اس کا مطلب ہے کہ وہ ایک اینٹ جو رکھ دی گئی ہے اس میں اب کوئی اینٹ نہ لگے گی۔۔۔نہ نکلے

گی۔۔۔" وہ دلائل دینا شروع ہوچکی تھی۔۔۔اس امید پر کے وہ غور کرےَ گا۔۔۔کس کی اندھی تقلید کر رہا ہے وہ۔۔۔۔کس اندھے یقین اور جماعت کے بزرجمہروں کے پھیلائے ہوئے پروپیگنڈے کا شکار ہوکر مرزا غلام احمد کو مہدی موعود۔۔ مسیح موعود اور نبی خیال کرتا ہے

"رامین خاموش ہوجاؤ۔۔۔۔" اک عجیب کھچاؤ تھا جو وہ محسوس کررہا تھا۔۔۔وہ سننا نہیں چاہتا تھا۔۔۔بچپن سے جو تفسیر سنی تھیں بس انھیں پر اندھا یقین ک‌ئ‌ے بیٹھا تھا۔۔۔

ہم میں سے بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جنھیں علم ہی نہیں ہوتا۔۔۔کے جس کی تقلید کررہے ہیں اس کے عقائد کیا ہیں؟؟۔۔۔۔زاویار بھی انھیں میں سے اک تھا۔۔۔

اسے کیا خبر قرآن مجید کی عربی کا ترجمہ و تفسیر میں کیا تاویلات کر دی گئی ہیں۔۔

کتنی عجیب بات ہے ناں۔۔۔۔اگر کوئ‌ی عقل مند شخص خریداری کرنے بازار جائے۔۔اور اسے خریداری کرنا آتا بھی ہو۔۔۔تو وہ کبھی بھی کسی اک دوکان سے فورا ہی سامان نہیں لے لیتا۔۔بلکے چیز پسند آجانے کے باوجود پورا بازار گھومتا ہے۔۔۔اس چیز کی قیمت الگ الگ دکانداروں سے معلوم کرتا ہے۔۔۔۔تاکے کسی قسم کا نقصان نہ اٹھانا پڑے۔۔۔۔۔۔مگر دین کے معاملے میں اس عقلمند انسان کو کیا ہوجاتا ہے؟؟۔۔۔کیوں وہ علماء کرام سے معلومات نہیں لیتا؟؟۔۔کیوں وہ سرچ نہیں کرتا؟؟۔۔۔کیوں وہ اندھی تقلید کرنے لگتا ہے؟؟۔۔۔۔ہر بچہ اپنے ماں باپ کے بازار سے لائے ہوئے کپڑے پسند نہیں کرتا۔۔۔مگر ماں باپ کے دین پر آنکھیں بند کرکے چل پڑتا ہے۔۔۔

مطلب اک معمولی کپڑے پسند کرنے کے ل‌ئ‌ے بچہ اپنی عقل کا استعمال کرتا ہے۔۔اور اسے اختیار بھی دیا جاتا ہے اس عمل کا۔۔۔۔مگر دین جو سب سے ضروری ہے۔۔۔جس سے جنت و

دوزخ کا فیصلہ جوڑا ہے۔۔ جس سے حقیقی کامیابی اور ناکامی جوڑی ہے۔۔۔اس کے ل ئ ے بس اندھی تقلید۔۔۔

”حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کرلیا۔۔لوگو ! اب میرے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت۔۔۔تو تم اپنے رب کی عبادت کرؤ۔۔۔پانچ نمازیں پڑھتے رہو۔۔۔رمضان کے روزے رکھو۔۔۔اپنے اموال کی زکاۃ بخوشی ادا کرو۔۔اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کرو۔۔تم اپنے مالک و آقا کی جنت میں داخل ہو سکو گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ حدیث انتہائ ی وضاحت سے بتارہی ہے کے جنت میں داخل ہونے کے ل ئ ے رسول اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی کا نہ ہونے پر ایمان پہلی شرط ہے۔۔۔۔اور اس کے بعد دوسری باتوں پر یعنی پنچ ارکان اسلام پر ایمان لانا ضروری ہے۔۔۔حضور نے یہ اعلان مسلمانوں کے سب سے بڑے اجتماع میں کیا تھا۔۔“وہ زاویار کے چپ کرانے پر بالکل نہ رکی۔۔۔بلکے اسے حقیقت سے روبرو کرانے لگی۔۔جسے وہ دیکھنے کے ل ئ ے کسی صورت تیار نہ تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو موتی بن بن کر کارپیٹ پر گر رہے تھے۔۔۔

اس کی زبان میں بلا کی تاثیر تھی۔۔۔یہ زبان کی تاثیر خدا سب کو نہیں دیتا۔۔۔یہ تو نیک اعمال پر عمل پیرا ہونے والوں کا خاصا ہے۔۔۔ورنہ گفتار کے غازی تو بھرے پڑے ہیں دنیا میں۔۔۔

زاویار کا دل کھچاؤ کا شکار تھا۔۔آنکھوں میں سرخی اتر آئی ی۔۔۔رامین کے جملے ڈائریکٹ دل کے دروازے پر دستک دے رہے تھے۔۔۔بس وہ ضدی بن کر دروازہ کھولنے کے ل ئی ے تیار نہ ہوا۔۔۔

اور ہوتا بھی کیسے؟؟۔۔۔اتنا آسان تھوڑی ہوتا اپنے عقائی د سے پھر جانا۔۔۔ہر کوئی ی رامین نہیں ہوتا۔۔۔جو سارے رشتے ناطے دوست احباب چھوڑ کر۔۔۔سارے وسوسوں اور وہموں کو پس پشت ڈال کر نماز کے سجدے میں گر جائے۔۔۔اور خدا سے ہدایت مانگے۔۔۔

"میرے حضور کی سیرت پڑھی ہے کبھی؟؟۔۔۔یہ چھوڑئ یں کبھی مرزا احمد قادیانی کی سیرت کے متعلق جاننے کی کوشش کی ہے؟؟۔۔۔اپنے باپ کی پینشن لے کر بھاگ جانے والا۔۔۔۔عورتوں سے اپنے ہاتھ پاؤں دبوانے والا۔۔ گالیاں بکنے والا۔نبیوں کی شان میں گستاخی کرنے والا۔۔ خصوصا حضرت عیسی علیہ السلام کی۔۔۔۔۔اور مریم علیہ السلام کی۔۔۔ایسا شخص اک نبی ہوسکتا ہے ؟؟۔۔۔کبھی ان کی سیرت کا مطالعہ غیر جانبدار ہوکر کریں۔۔۔تو آپ کو مرزا صاحب کے دعوٰی جات نہ صرف تضادات کا شاہکار نظر آئ یں گے۔۔۔بلکے نبیوں کی گستاخیوں سے بھرے ہوئے دیکھائی ی دیں گے۔۔۔ہوسکتا ہے اس کے بعد آپ کی آنکھوں پر بندھی ہوئی اندھی تقلید کی پٹی اتر جائے۔۔۔آپ کو علم بھی ہے قادیانیوں کی تقریبا 80 سے زائد کتابیں ہیں۔۔۔آپ انھیں پڑھیں تو آپ کو خبر ہو کے آپ کے مرزا صاحب خدا کے کلام کے متعلق کیا کہتے ہیں۔۔۔[انجام آتھم صفحہ ۲۸۔۲۶ میں لکھتا ہے۔۔۔{قرآن کریم میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن کریم سخت زبان کے طریق کو استعمال کررہا ہے}...(معاذ اللہ)..........اور اپنی" براہین احمدیہ" کی نسبت "ازالہ" صفحہ

۵۳۳ میں لکھتا ہے۔۔۔{براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے}۔۔۔۔قرآن کریم جو مکمل ضابطہ حیات ہے ۔۔۔جو خدا کا کلام ہے۔۔۔اس کے لے کس طرح کے توہین آمیز الفاظ استعمال کررہا ہے یہ شخص ۔۔۔۔کیا ایسا شخص نبی ہوسکتا ہے ؟؟۔۔۔"وہ زاویار کی روح تک کو جھنجھوڑ رہی تھی۔۔۔

وہ لاجواب تھا ہر سوال پر۔۔۔۔۔

وہ پہلی بار سوچنے پر مجبور ہوا تھا کیا وہ واقعی آندھی تقلید کرنے والوں میں سے ہے؟؟۔۔۔

زاویار کا سیل رنگ ہونے لگا۔۔۔

سیل جیب سے نکالا تو اس کی اسکرین پر حدید برو لکھا ہوا چمک رہا تھا۔۔۔

"رامین اس وقت مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔۔ہم آرام سے بیٹھ کر بات کریں گے اس ٹاپک پر۔۔۔۔ابھی نیچے چلو۔۔۔میرے فرینڈز اور فیملی انتظار کررہے ہیں۔۔۔اور پھر تم خود سوچو ۔۔۔بغیر نکاح کے کیسے رہو گی میرے ساتھ؟؟۔۔۔۔میرے گھر کے علاوہ تمھارے پاس کوئی ی پناہ گاہ ہے جہاں تم جا سکو؟؟۔۔"زاویار حدید کی کال پر رامین کو دیکھ۔۔نرمی سے سمجھانے لگا۔۔۔۔

اس لمحے زاویار کو صرف اپنی عزت کی پڑی تھی۔۔۔۔

"رامین تیار ہوکر نیچے آجاؤ۔۔۔۔۔مزید کوئی ی بحث کئ ے بغیر۔۔۔"زاویار اپنا ڈریس اٹھاکر واش روم کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

رامین کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا تھا۔۔۔ایسا اندھیرا جس کے آگے کوئی ی راہ دیکھائی ی نہیں دے رہی تھی۔۔۔اس کا دل ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بند ہوتا محسوس ہورہا تھا۔۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔اچانک روتے روتے اپنے نکاح کے ڈریس پر نظر گ ئی۔۔۔جسے دیکھتے ہی دل شدتِ کرب سے پھٹنے لگا۔۔۔

ہائے ئے۔۔۔کتنے خواب سجائے تھے اس کی آنکھوں نے۔۔۔

ہر خواب ہی جیسے کرچی کرچی ہوکر بکھر گیا تھا۔۔۔

ماں باپ۔۔۔دوست۔۔۔گھر۔۔۔آسائشوں سے بھری زندگی۔۔۔سب اس نے دین کی خاطر چھوڑ دیا تھا۔۔۔

اک پناہ گاہ تھی۔۔۔اک امید تھی۔۔۔۔*زاویار*۔۔۔۔۔۔اس کی سچی اونس۔۔۔جس سے 16 سال کی ننھی سی عمر میں دل میں جگہ دی تھی۔۔۔جسے اپنا فیوچر ہسبینڈ کہتے ہوئے جھیپ جایا کرتی تھی۔۔۔آج وہ بھی مخالف سمت کھڑا نظر آرہا تھا۔۔۔

آنکھیں جھر جھر موتی برسا رہی تھیں۔۔۔

ہونٹ کپکپانے لگے۔۔۔۔

پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔

جانتے بوجھتے کھائی ی کا انتخاب نہیں کرسکتی تھی وہ۔۔۔۔

زاویار اپنے نکاح کے ڈریس میں اس کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

”رامین۔۔۔نیچے سب انتظار کررہے ہیں ہمارا۔۔۔یہ سوگ بعد میں منا لینا۔۔۔“اس نے کوئی ی جواب نہ دیا تو اسے اس کے حال پر چھوڑ کر ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

”ہاں ہاں برو۔۔بس تیار ہوکر نیچے ہی آرہا ہوں۔۔۔“زاویار نے دوبارا سیل کے رنگ ہونے پر ۔۔۔کال ریسیو کرتے ہی۔۔۔۔تیزی سے کہا۔۔۔۔

”جلدی آجاؤ۔۔۔۔مولوی صاحب آگ‏ئ‏ے ہیں۔۔۔“

”اوکے۔۔۔“زاویار نے کال کاٹ کر سیل وہیں ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔اور بال بنانے لگا۔۔۔ساتھ ساتھ آئینے میں رامین کا مرجھایا ہوا چہرہ بھی تک رہا تھا۔۔۔۔

رامین صدمے کی حالت سے دوچار تھی۔۔۔

”دیکھو۔۔ہم مسلمان ہی ہیں۔۔۔ہماری نماز ایک جیسی ہے۔۔۔ہماری تروایح ایک جیسی ہے۔۔۔ہمارے روزے ایک جیسے ہیں۔۔۔۔۔تم خواہ مخواہ خود بھی پریشان ہورہی ہو اور مجھے بھی کر رہی ہو۔۔۔۔۔تم تیار ہوکر جلدی سے نیچے آجاؤ۔۔۔۔۔جب تک تمہاری رضامندی شامل نہیں ہوگی ہم نکاح کے باوجود اس رشتے کو آگے نہیں بڑھائیں گے۔۔۔۔۔۔اس ل‏ئ‏ے بے فکر رہو۔۔۔۔“زاویار پورا تیار ہونے کے بعد۔۔۔۔اس کے قدموں کے پاس آکر بیٹھا۔۔۔اس حسین دلربا کی آنکھیں اور ناک سرخ ہورہے تھے۔۔۔۔چہرہ مرجھایا مرجھایا سہ۔۔۔۔۔اسکی آنکھیں ابھی بھی موتی برسا رہی تھیں۔۔۔۔وہ اسے پیار سے بہلانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔نہایت نرمی سے کہہ کر باہر کی جانب چل دیا۔۔۔۔

اسے پورا یقین تھا رامین تیار ہوکر تھوڑی دیر میں۔۔۔۔خود نیچے آجائے گی۔۔۔۔

کیونکے اس کی بےبسی کی انتہا جانتا تھا وہ۔۔۔۔

رامین کے پاس تھائ‏ی لینڈ میں اس کے سوا کوئ‏ی مددگار نہیں تھا۔۔۔۔

زاویار نیچے پہنچ کر اپنے فرینڈز سے ملنے لگا۔۔۔
"مجھے نہیں پتا تھا تو اتنا سیرس تھا للیان کو لے کر۔۔۔"ایتان بہت حیران تھا اس کے اچانک نکاح پر۔۔۔اس لئے گلے ملتے ہی اپنی حیرت کا اظہار کرنے لگا۔۔۔
"میں صرف اسکی مدد کررہا ہوں۔۔۔"وہ منہ بسورتے ہوئے بولا۔۔۔
"مدد؟؟۔۔۔یعنی تمہیں اس میں انٹرسٹ نہیں ہے ؟؟"ایتان تجسس سے استفسار کرنے لگا۔۔۔
"انٹرسٹ ہے بھی۔۔۔اور نہیں بھی۔۔۔"وہ الجھ کر گویا ہوا۔۔" اب یہ کیسا جواب ہوا؟؟۔۔۔" اس نے ایتان کو بھی اپنی بات سے الجھا دیا تھا۔۔۔
"میں خود تجسس رکھتا ہوں یہ جاننے میں۔۔۔میں اس میں کتنا انٹرسٹڈ ہوں۔۔۔اک رات۔۔دو راتیں۔۔۔اک ہفتہ۔۔۔اک ماہ۔۔۔کتنا۔۔۔کتنا انٹرسٹ ہے مجھے اس میں۔۔۔چاہے کتنی بھی خوبصورت گرل فرینڈ ہو میری۔۔۔اسے پانے کے بعد میں بہت جلدی اکتاہٹ کا شکار ہو جاتا ہوں۔۔۔دیکھنا اب یہ ہے اسے پانے کے بعد میں کتنے وقت تک اس کے ساتھ رہ سکتا ہوں ۔۔۔کتنی پسند ہے وہ مجھے۔۔۔کتنی چاہ ہے میرے دل کو اسکی۔۔۔۔"زاویار کی باتیں سن۔۔۔وہ فورا اعتراضاً بولا۔۔۔
" صرف یہ جاننے کے لئے کے تجھے اس سے بوریت کب ہوتی ہے۔۔۔تو اس سے نکاح کررہا ہے۔۔۔۔یہ تو۔۔تو للیان سے ریلیشن شپ رکھ کر بھی معلوم کرسکتا تھا۔۔۔"

"ریلیشن شپ؟؟۔۔۔وہ پکی پکی مسلم لڑکی ہے۔۔۔نکاح سے پہلے ریلیشن شپ کے سخت مخالف ہے۔۔۔ تبھی تو ایک تیر سے دو نشانے لگا رہا ہوں۔۔اس کی مدد بھی ہو جائے گی۔۔اور مجھے بھی پتا چل جائے گا۔۔کے میں کتنا انٹرسٹڈ ہو اس میں۔۔۔۔"

"اگر اک دو دن میں ہی تو بور ہو گیا تو پھر کیا کرئے گا؟؟۔۔"ایتان کے سوال پر وہ سوچ میں پڑ گیا۔۔۔

"میں نے کبھی نہیں سوچا یہ۔۔۔"وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

"زبردست۔۔۔مطلب کمال ہیں آپ زاویار سر۔۔۔آپ اپنی زندگی کا اتنا اہم فیصلہ صرف یہ جاننے کے لئے کر رہے ہیں کے اس لڑکی سے آپ کتنے دنوں میں بور ہوں گے۔۔۔افففف۔۔"وہ طنزیہ نفی میں گردن جھٹکتے ہوئے بولا۔۔۔

وہ اس لمحے ایتان کے سامنے کھلی کتاب کی مانند تھا۔۔۔بس کتاب فارسی کی تھی۔۔۔اور بیچارا ایتان انگریز ٹھہرا۔۔

زاویار جواباً فقط مسکرا دیا۔۔۔

***

"بہت دیر ہو رہی ہے زاویار۔۔۔رامین کہاں ہے ؟"وہ اپنے دوستوں کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔۔مگر ساتھ ساتھ اس کا ذہن بار بار سیڑھیوں کی جانب بھی جا رہا تھا۔۔ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اسکی ٹینشن بڑھنے لگی تھی۔۔۔حدید نے آکر کان میں آہستگی سے استفسار کیا۔۔۔

"بس آتی ہی ہو گی۔۔"زاویار نے بمشکل ہونٹوں پر مسکراہٹ سجانے کی کوشش کی۔۔۔

”زاویار رامین کو بلانے میں نے ملازمہ کو بھیجا۔۔مگر وہ دروازہ نہیں کھول رہی۔۔۔تم جاکر دیکھو اوپر۔۔۔“اچانک اس کا ہاتھ بھابھی نے پکڑ کر۔۔آنکھوں کے اشارے سے سائیڈ میں آنے کو کہا ۔۔۔وہ پریشان معلوم ہورہی تھیں۔۔۔۔زاویار اپنے فرینڈز سے اسکیوز کر کے ان کے ساتھ اک سائیڈ پر آکر کھڑا ہوا۔۔۔وہ پریشان ہوکر دبی آواز میں زاویار کو بتانے لگیں۔۔۔

”اچھا میں دیکھتا ہوں۔۔۔“زاویار ان کی بات سنتے ہی مزید پریشان ہوا۔۔۔وہ تیزی سے سیڑھیاں پھیلانگتا ہوا اپنے کمرے کے دروازے پر جا پہنچا۔۔۔۔

”رامین۔۔۔رامین۔۔۔“زاویار نے اک دو بار پہلے نوک کیا۔۔۔مگر جب کوئی جواب موصول نہ ہوا تو اس نے فورا ملازم سے کمرے کی دوسری چابی لانے کو کہا۔۔۔۔

”رامین دروازہ کھولو۔۔۔ورنہ میں چابی سے کھول کر اندر آجاؤں گا۔۔۔“زاویار نے دبی دبی آواز میں کہا۔۔۔

”رامین کھولو۔۔۔میں آخری بار بول رہا ہوں۔۔۔کم از کم جواب تو دو۔۔۔“وہ جھنجھلاتے ہوئے بولا۔۔۔

”دیکھو رامین۔۔۔بچوں کی طرح بےوقوفوں والی حرکتیں نہ کرو۔۔۔دروازہ کھولو۔۔۔“جب تک ملازم چابی لایا۔۔۔زاویار مسلسل دروازہ نوک کرتا رہا۔۔۔مگر مقابل کی جانب سے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔۔۔

”تم جاؤ۔۔“ملازم سے چابی لے کر۔۔۔اس نے دروازہ کھولا۔۔۔

”رامین۔۔۔رامین۔۔“خالی کمرہ اور بک شیل کا دروازہ کھلا دیکھ۔۔اس کے ہوش اڑئے تھے۔۔۔

اس کی توجہ کھلی الماری نے اپنی جانب خود مبذول کی۔۔۔وہ تیزی سے الماری کی جانب بڑھا۔۔۔

الماری کے اندر بنا ہوا لوکر کھلا دیکھ۔۔۔وہ سر پکڑنے لگا۔۔۔

لاکر سے نا صرف رامین کے ڈاکومنٹس بلکے زاویار کے سارے پیسے بھی غائی ب تھے۔۔۔

"اووو۔۔۔۔تو تم نے دیکھ لیا تھا کے میرے پاس تمھارے ڈاکومنٹس ہیں۔۔۔۔تم تو بہت چلاک نکلیں۔۔۔میرے لوکر کا پاس ورڈ تک معلوم کرلیا تھا تم نے۔۔۔۔مجھے کتنی آسانی سے بے وقوف بناکر بھاگ گ ئی تم۔۔۔۔"اس کی آنکھیں غم و غصے سے سرخ انگارے کی مانند لال ہوگ ئی یں۔۔۔وہ اپنے لاکر پر زور دار لات مار کر۔۔۔دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔۔

کاٹو تو جسم میں خون نہیں۔۔۔کچھ ایسی ہی حالت تھی زاویار کی۔۔۔

آج وہ شدت سے پچھتا رہا تھا رامین کو بک شیل کے راستے کے بارے میں بتاکر۔۔۔

باہر دولہن کا بے صبرِی سے انتظار ہورہا تھا۔۔۔مولوی صاحب۔۔اس کی فیملی مع فرینڈز نیچے موجود تھے۔۔۔۔۔۔

اس لمحے شدت سے دل چاہا کے یا تو خود مر جائے یا اس لڑکی کو مار دے۔۔۔جو اس کی عزت کو پاؤں تلے روند کر چلی گ ئی۔۔

سب کے سامنے اسے اک تماشا بناکر چھوڑ گ ئی۔۔۔

ساتھ ساتھ اسکی اپنی محنت سے کمائی ی ہوئی ی جمع کنجی بھی لے اڑی۔۔۔

ایسا لگا جیسے پورا جسم ساتھ چھوڑ رہا ہو۔۔۔پاؤں لڑکھڑانے لگے۔۔۔وہ زمین پر گرا تھا۔۔۔

آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔

اگر اسے ایک قتل معاف ہوتا تو ضرور وہ اپنی بھاگی ہوئی دولہن کا کرتا۔۔۔۔

وہ بھاگنے والی نہیں جانتی۔۔۔کتنے سالوں سے اسکے حُسن کو پانے کی چاہ میں مچلتا رہا ہے وہ۔۔۔

آج دوسری بار تھا جب آنکھیں نم ہوئی یں۔۔۔شدتِ کرب سے دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

لگا کچھ بہت قیمتی کھو دیا آج۔۔۔

"رامین۔۔کیوں آئی یں تھیں تم میری زندگی میں؟؟۔۔۔کیوں؟؟۔۔" غم و غصے کی ملی جلی کیفیت سے دوچار ہو کر چیخنے لگا۔۔۔

"زاویار سنبھالو خود کو۔۔"اسکے چیخنے کی آواز سن کر حدید۔۔۔بھابھی۔۔۔ایتان دوڑے چلے آئے تھے۔۔۔حدید کی کمرے میں داخل ہوتے ہی نظر۔۔۔بک شیل کے کھلے ہوئے دروازے پر گ ئی۔۔۔وہ سمجھ گیا تھا رامین بھاگ گ ئی۔۔۔ساتھ ساتھ اسے بہت حیرت ہوئی ی کے زاویار نے اس لڑکی پر اتنا اندھا اعتماد کیسے کرلیا؟؟۔۔۔حیرت سے سر جھٹکتے ہوئے۔۔۔وہ زاویار کو دیکھ حوصلہ دینے والے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

"برو۔۔۔مجھے گن دیں۔۔۔"زاویار غصے سے بپھر کر کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔۔

"پاگل ہوگ ئی ے ہو۔۔۔بھول جاؤ اسے۔۔۔ویسے بھی وہ کافر تھی۔۔۔"حدید جانتا تھا آج زاویار کی آنکھوں میں جو خون اترا ہے وہ رامین کو موت کی گھاٹ اتارنے کے بعد ہی سکون پائے گا۔۔۔

"نہیں برو۔۔۔۔وہ مجھے ذلیل کر گ ئی ہے۔۔۔میرا مزاق بنا گ ئی ہے۔۔۔میں اسے اتنی آسانی سے نہیں جانے دے سکتا۔۔۔مجھے یقین ہے وہ ایئر پورٹ پر مجھے مل جائے گی۔۔۔۔"اس کی آنکھوں میں کدورت جھلک رہی تھی۔۔۔وہ کمرے سے باہر کی جانب لپکا۔۔۔

حدید واقف تھا وہ گن لینے دارم صاحب کے کمرے میں جارہا ہے۔۔۔

”بے وقوف مت بنو۔۔۔ہوش سے کام لو۔۔۔اپنا نہیں تو میرا اور ڈیڈ کا ہی خیال کرلو۔۔۔جانے دو اسے۔۔۔تمھارا اور اس کا ویسے بھی کوئی جوڑ نہیں تھا۔۔“زاویار دارم صاحب کی الماری سے ابھی گن نکال کر مڑا ہی تھا کے حدید نے زبردستی گن چھینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔۔۔

”برو پھر مجھے مار دیں۔۔۔وہ تماشہ بنا گ ئی مجھے میرے ہی گھر والوں اور دوستوں کے سامنے۔۔سب ہنسیں گے مجھ پر۔۔مذاق اڑائیں گے میرا۔۔۔“زاویار سے حدید گن چھینے میں کامیاب ہوا تو وہ زمین پر گرتے ہوئے۔۔روہانسہ لہجے میں بولا۔۔۔

”زاویار تو اتنا کم ظرف نہیں ہوسکتا۔۔کے اک لڑکی پر گولی چلائے۔۔۔اور نہ اتنا بزدل کے خود کو مار لے۔۔حوصلہ کر یار۔۔۔“ایتان اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر۔حوصلہ دینے لگا۔۔۔

”چاچو۔۔witch مجھے ویسے بھی زیادہ اچھی نہیں لگتی تھی۔۔“مشراز کو حدید کی وائ‌ف دانستہ طور پر زاویار کے پاس لائ ی۔۔۔وہ واقف تھی زاویار کتنی محبت و جذباتی لگاؤ رکھتا ہے مشراز سے۔۔۔مشراز کے روبرو آکر۔۔زاویار کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہی۔۔زاویار اس کے گلے لگ گیا تھا۔۔۔

اس دن کا شمار وہ اپنی زندگی کے سیاہ باب میں کرتا تھا۔۔۔

****----**** 🔥🔥🔥

کچھ دنوں تھائ ی لینڈ کی سڑکوں پر پھرتا رہا۔۔بے مقصد۔۔۔

کبھی اپنی بائیک پر۔۔کبھی پیدل۔۔۔۔

کبھی نشے کی بدمست حالت میں۔۔۔کلب میں لوگوں سے بلاوجہ الجھنے لگتا۔۔۔
کوئی چیز درد کو کم نہیں کررہی تھی۔۔۔
اس کے نزدیک رامین نے اس بار اسے ایسا طماچہ رسید کیا تھا جس کی گونج اسے نہ سونے دیتی تھی نہ جاگنے۔۔۔
بدلے کی آگ سینے میں ہر وقت سلگتی رہتی۔۔۔
کچھ راتیں جیل میں۔۔۔کچھ کلبز میں۔۔۔اور کچھ گیسٹ روم میں گزارئیں۔۔۔
وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ غصے کی شدت میں کمی آتی رہی۔۔۔مگر دل کا درد بڑھتا رہا۔۔۔
اک خالی پن تھا جو اس کے جانے کے بعد زاویار کو اپنی زندگی میں محسوس ہوتا۔۔۔
کچھ لوگ زندگی میں آتے ہی کیوں ہیں؟؟۔۔۔یہ وہ سوال تھا جو زاویار ہمیشہ نشے کی حالت میں لوگوں سے پوچھتا۔۔۔
"زاویار نشے کی حالت میں گھر مت آیا کرؤ۔۔۔مشراز پر کیا اثر پڑے گا کبھی سوچا ہے تم نے
"حدید بہت دنوں سے برداشت کررہا تھا۔۔۔مگر اب اس کا صبر جواب دے گیا تھا۔۔۔اسے لگا تھا کے کچھ دنوں میں زاویار ٹھیک ہوجائے گا۔۔۔لیکن ایک ماہ گزرنے کو تھا اور وہ لڑکا بجائے اپنے غموں سے باہر آنے کے نشے کی حالت میں ڈوبا رہتا۔۔۔۔
وہ گیسٹ روم کے صوفے پر اوندھے منہ پڑا تھا۔۔۔جب حدید کی برہم آواز پر اس کی آنکھ کھلی۔۔۔

مشراز کے پیدا ہونے کے بعد سے زاویار کافی بدل گیا تھا۔۔۔اس نے ڈرنک اور لڑائی ی جھگڑے بہت کم کر دیئے تھے۔۔۔۔

مگر رامین کا غم اسے پہلے سے زیادہ بدتر حالت میں پہنچا گیا تھا۔۔۔

"میں حج پر جارہا ہوں زاویار۔۔۔ڈیڈ بھی ابھی تک جرمنی سے نہیں لوٹے ہیں۔۔میرے پیچھے گھر کا دیھان کیسے رکھو گے تم ؟؟۔۔۔تمھیں تو اپنا ہی ہوش نہیں ہوتا۔۔۔گھر والوں کا کیا خاک خیال رکھو گے۔۔۔پلیز زاویار بس کرؤ اب یہ سوگ منانا۔۔۔تمھاری زندگی اس لڑکی تک محدود نہیں ہے۔۔اتنی سی بات سمجھ نہیں آتی تمھیں۔۔۔"زاویار نے آنکھ کھلتے ہی حدید کی روہانسہ آواز سنی تھی۔۔۔دنیا میں سب سے زیادہ عزیز اسے حدید ہی تو تھا۔۔۔اس کی روہانسہ و پریشان آواز زاویار کو شدت سے احساس دلا رہی تھی کے کوئی ی اس کی اجڑی حالت پر خون کے آنسو روتا ہے۔۔بس دیکھتا نہیں۔۔۔

حدید کا روہانسہ لہجہ اسے زندگی کی جانب لوٹنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔

اس وقت زاویار خاموشی سے اسکی ڈانٹ سنتا رہا۔۔۔

💖💖💖💖💖 ****---*****

حدید ائیرپورٹ جانے کے ل ئی ے نکل رہا تھا۔۔وہ اپنی وائی ف اور مشراز سے گلے لگ کر ۔۔بہت ساری نصیحتیں کرنے کے بعد اک بار سیڑھیوں کی جانب پُر امید نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔اسے بہت دوکھ ہوا۔۔۔کے زاویار اسے الوداع کہنے تک نہیں آیا۔۔ائیرپورٹ چھوڑنے جانا تو بہت دور کی بات ہے۔۔۔

"ڈیڈ۔۔۔آپ فکر نہ کریں۔۔۔میں چاچو کا خیال رکھوں گا۔۔۔" مشراز نے حدید کو سیڑھیوں کی جانب دیکھتا ہوا دیکھ۔۔۔ مسکراتے ہوئے۔۔۔بڑے پیار سے کہا۔۔۔۔

"ہاں۔۔۔بہت خیال رکھنا اپنے چاچو کا۔۔۔۔وہ اس وقت بہت تکلیف میں ہے۔۔۔بس منہ سے نہیں بول رہا ہے۔۔۔" حدید کو بہت احساس تھا اسکی تکلیف و غم کا۔۔۔۔وہ اپنے بیٹے کو خاص تاکید کر رہا تھا۔۔۔۔

"اوکے ڈیڈ۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے اپنے ننھے سے کندھوں پر یہ ذمہ داری لے لی تھی۔۔۔۔

حدید نے اک بار پھر امید بھری نگاہ سے سیڑھیوں کی جانب دیکھا۔۔۔پھر نفی میں سر جھٹکتے ہوئے باہر کی جانب چل دیا۔۔۔

"آپ کا ڈرائیور تیار ہے سر۔۔۔" کار کا گیٹ کھولے۔۔۔۔ مسکراتے چہرے کے ساتھ زاویار کو کھڑا دیکھ۔۔۔حدید کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔وہ تیزی سے اسکے گلے آ لگا۔۔۔۔

"برو۔۔۔آپ فکر نہ کریں۔۔۔۔میں سب کا پورا خیال رکھنے کی کوشش کرؤں گا۔۔۔آپ بے فکر ہو کر حج کا عظیم فرض ادا کریں۔۔۔" زاویار نے مزید اسے حصار میں جکڑتے ہوئے۔۔۔۔بڑے محبت سے کہا۔۔۔۔

کبھی کبھار انسان خود سے وابستہ محبت کرنے والوں کے لئے بھی چہرے پر مسکراہٹ سجا کر جیتا ہے۔۔۔چاہے اندر سے کتنی موتیں مرتا ہو۔۔۔۔۔

****------*****🔥🔥🔥🔥

اس سیاہ باب کے بعد۔۔۔۔آج وہ واپس اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔۔۔

الماری کھولتے ہی دشمنِ جاں کا نکاح کا ڈریس سامنے ہینگر ہوا۔۔۔ نظر آیا۔۔۔

اس سفید فراک کو دیکھتے ہی وہ حُسنِ مجسم چھم سے آنکھوں کے سامنے مسکراتی ہوئی ی آگ ئی۔۔۔

اگلے ہی لمحے آنکھیں سرخ ہوگ ئیں۔۔۔ فراک نکال کر فرش پر پھینک دی۔۔۔

ملازمہ کو زور زور سے آوازیں دینے لگا۔۔۔

"جی سر۔۔" ملازمہ تیزی سے کمرے میں آکر۔۔ نظریں جھکائے پوچھنے لگی۔۔۔

"اسے میری الماری میں کس نے رکھا؟؟" وہ آگ بگولہ ہوکر پوچھنے لگا۔۔۔

"سر۔۔وہ۔۔وہ۔۔۔" ملازمہ اسے غصے سے آگ بگولہ ہوتے دیکھ۔۔بتانے کی ہمت نہیں کرپارہی تھی۔۔۔کے اس نے ہی صفائی کے دوران بے دھیانی میں الماری میں یہ ڈریس رکھ دیا تھا۔۔۔

"ابھی کے ابھی ہٹاؤ اسے میری نظروں کے سامنے سے۔۔" زاویار کی آنکھوں میں کدورت ہی کدورت تھی اس لڑکی کے ل ئے۔۔۔

بہت مشکل سے وہ اپنے گھر والوں کی خاطر زندگی کی طرف لوٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

****-----*****♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

اچانک بہت تیز بارش شروع ہوگ ئی۔۔۔

وہ آفس سے گھر لوٹ رہا تھا۔۔۔

بارش اسے حُسنِ سراپا کی یاد دلا رہی تھی۔۔۔

دل بہت شدت سے تڑپنے لگا۔۔۔

بائی یک سڑک پر روک کر بارش کو بے اختیار دیکھنے لگا۔۔۔

بارش اسے بھگو رہی تھی۔۔۔مگر وہ تو اس جگہ موجود ہی نہ تھا۔۔۔

وہ تو یادوں کی سحر میں جکڑا ہوا تھا۔۔۔

”سر۔۔آپ لائبریری میں آجائیں۔۔۔“اس کی بائیک اتفاق سے ایک لائبریری کے پاس رکی ہوئی تھی۔۔۔لائبریری کے چوکیدار نے اسے بھیگتا ہوا دیکھا۔۔تو اس کی جانب آکر کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

اس کے ہاتھ رکھنے کے سبب وہ حواسوں میں لوٹا تھا۔۔

”جی۔۔۔شکریہ“وہ اپنی بائیک لائبریری کی پارکنگ میں کھڑا کر کے۔۔۔پھرتی سے اندر داخل ہوگیا۔۔۔

وہ آخری بار لائبریری اپنی یونی کے دور میں آیا تھا۔۔۔

لائبریری میں حسبِ معمول خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

وہ اک چیئر کو کھسکا کر۔۔۔اپنا ہیلمٹ اور بیگ ٹیبل پر رکھ۔۔آرام سے بیٹھ گیا۔۔۔

وہ کھڑکی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔۔

باہر برسنے والی بارش کی بوندیں۔۔بند کھڑکی پر بہتی ہوئی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

بور ہورہا تھا۔۔اس لئے اپنا سیل نکال کر اپنے پورانے میسجز ڈیلیٹ کرنے لگا۔۔۔

اچانک اپنے سیل کے سیف میسجز کے آپشن میں اک میسج پر ہاتھ رکا۔۔۔۔۔

اس کا پہلا ہی لفظِ مخاطب بتانے کے لئے کافی تھا کے وہ دشمنِ جاں کا چھوڑا ہوا میسج ہے۔۔۔جو اسنے کبھی دیکھا ہی نہیں۔۔۔

اچھا ہی ہوا جو نہ دیکھا۔۔۔

اگر پہلے دیکھتا تو یقیناً غصے میں آکر بغیر پڑھے ڈیلیٹ کر دیتا۔۔۔

مگر وقت گزرنے کے ساتھ غصہ بھی کافی حد تک کم ہو گیا تھا۔۔۔

زاویار حدید سے بات کرنے کے بعد اپنا سیل ڈریسنگ ٹیبل پر ہی بھول کر چلا گیا تھا۔۔۔تب رامین نے اسکے جانے کے بعد سیل اٹھا لیا تھا۔۔۔۔

"ڈاکٹر۔۔۔ہمارا نکاح منعقد ہی نہیں ہوسکتا۔۔۔تو پھر حجاب و قبول کیسا ؟؟۔۔۔میرے پاس آپ نے کوئی راستہ نہیں چھوڑا سوائے بھاگنے کے۔۔۔۔۔مجھے معاف کر دیجئے گا۔۔۔میں آپ کے پیسے لے کر جا رہی ہوں۔۔۔اگر زندگی میں دوبارا ملاقات ہوئی تو میں آپ کے پیسے ضرور واپس کر دوں گی۔۔۔اور پلیز اندھی تقلید سے باہر نکلیں۔۔۔اک بار میرے ناقص مشورے پر عمل کر لیں۔۔۔اور غیر جانبدار ہو کر اپنی کتب کا مطالعہ ضرور کریں۔۔۔کم از کم یہی جاننے کے لئے پڑھ لیں کے آخر تقلید کر کس کی رہے ہیں۔۔۔۔کتنے دکھ کی بات ہے ناں۔۔۔میں آپ سے الوداع لیتے وقت یہ بھی نہیں کہہ سکتی کے چلیں اب جنت میں ملیں گے۔۔۔۔شکریہ۔۔۔میری مدد کرنے کے لئے۔۔۔"اس کا آخری جملہ ناجانے کیوں دل کو لگ گیا۔۔۔۔

آنکھوں میں نمی اتر آئی۔۔۔

وہ اپنے سیل کی اسکرین کو آنکھوں کے دھندلا ہوجانے کے سبب ٹھیک سے دیکھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔

اپنی آنکھیں مسلیں تو ہاتھ کے پورے نم ہوئے۔۔۔

اپنے نم پوروں کو حیرت سے دیکھنے لگا۔۔۔

اسے خود یقین نہیں آرہا تھا وہ اس لڑکی کے آخری جملے پر بے اختیار آنسو بہا رہا ہے۔۔۔

کچھ الفاظ اپنا لمس رکھتے ہیں۔۔۔

یہ بات دل کو بری طرح چھلی کرگ ئی۔۔۔کے دشمنِ جاں دنیا میں تو کیا۔۔۔جنت میں بھی اس سے ملنے کی توقع نہیں رکھتی۔۔۔

اگر وہ نفرت سے لکھا تھا تو بلا کی تاثیر تھی اس جملے میں۔۔۔مقابل نے اپنی روح تک کو تڑپتا ہوا محسوس کیا۔۔۔

لیکن اگر وہ محبت سے لکھا گیا تھا تو بلا کی تذلیل تھی اس جملے میں۔۔۔مقابل نے اپنے جسم کے روئے روئے کو غم میں تڑپتا پایا۔۔۔

"جنت میں بھی ملنے کی توقع نہیں رکھتی مجھ سے۔۔۔کیا سمجھتی ہے مجھے وہ ؟؟۔۔۔"طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے۔۔۔آنکھوں میں آنے والی نمی صاف کرتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

اک آہ تھی جو بلا اختیار منہ سے نکلی۔۔۔

"مس رامین پہلے میں تم سے خود بھی دوبارا ملنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔بلکے سوچتا تھا تم میری زندگی میں آئ یں ہی کیوں؟؟؟۔۔۔۔۔۔۔مگر اب چاہتا ہوں تم سے دوبارا دنیا میں ملنا۔۔۔۔۔تمھیں دلائل چاہ ئے تھے ناں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آج سے بلکے ابھی سے میں دلائ ل ڈھونڈوں

گا۔۔۔اور تم سے دنیا میں مل کر۔۔۔تمھیں لاجواب کردوں گا۔۔۔۔۔۔اور پھر میں تم سے کہوں گا۔۔۔مجھے بڑے دوکھ سے کہنا پڑ رہا ہے مس رامین۔۔۔مگر میں یہ نہیں کہ سکتا ہم دوبارا اب جنت

میں ملیں گے۔۔۔" وہ دانت پیستے ہوئے۔۔عزم کر چکا تھا۔۔جو آگ آج اس کے دل میں لگی تھی وہ بہت جلد اسی آگ سے مقابل کو بھی جلا کر خاک کر دے گا۔۔۔

****-----****❤❤❤❤❤❤❤❤❤

حدید عرفات کے میدان میں تھا۔۔۔اس پاک زمین پر جہاں دنیا بھر سے مسلمان حج کرنے آئے ہوئے تھے۔۔۔

سب بالکل اک جیسے دکھ رہے تھے۔۔۔نہ کوئی امیر لگ رہا تھا نہ کوئی غریب۔۔۔۔یہی تو اسلام کا حُسن ہے۔۔۔۔۔۔

جمعہ کا دن تھا۔۔۔

حدید کو حج اکبر نصیب ہونے والا تھا۔۔۔۔۔

وہ خیمے میں موجود اپنے اردگرد حاجیوں کو دیکھنے لگا۔۔۔

کوئی عجیب سہ احساس اچانک پورے وجود میں سرایت کرنے لگا۔۔۔جیسے کوئی کرنٹ دوڑا ہو۔۔۔

آج وہ پہلی بار سوچ رہا تھا۔۔۔دنیا کی اتنی بڑی تعداد کافر کیسے ہو سکتی ہے؟؟؟۔۔۔۔

کیسے ممکن ہے کثیر تعداد میں لوگ گمراہی پر جمع ہو گئے ہوں۔؟؟؟؟۔۔۔

قادیانیوں کو بچپن سے سکھایا جاتا ہے کے صرف وہی جنتی ہیں۔۔۔باقی سب جہنمی۔۔۔

دل میں شدت سے خیال آیا۔۔نہیں اتنی بڑی قوم گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔۔۔

اس کی عقل و دل آج ماننے کے لئے تیار نہیں تھے کے وہ حق پر ہے۔۔۔

وہ رونے لگا۔۔۔

خطبے کے وقت بھی مسلسل روتا رہا۔۔۔۔

دعا میں گڑگڑاتے ہوئے کہا۔۔"یارب۔۔۔میں بڑی کشمکش میں مبتلا ہوگیا ہوں۔۔۔اتنی بڑی تعداد کیسے کافر ہوسکتی ہے؟؟۔۔۔مگر پھر سوچتا ہوں۔۔۔ہم دونوں میں سے حق پر ایک ہی ہوسکتا ہے۔۔۔اور اگر یہ لوگ حق پر ہیں۔۔۔تو ہم کیا ہیں؟؟۔۔۔مالک۔۔۔آج کے دن دعائیں قبول ہوتی ہیں۔۔۔آج حج کا دن ہے۔۔۔اس عزیم یوم کی برکت میرے دل کو حق کی جانب پھیر دے۔۔۔بےشک تو دلوں کو پھیرنے پر قادر ہے۔۔۔۔۔میں صرف تیری رضا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔مالک مجھ پر رحم کر۔۔۔"اس کا پورا چہرہ بھیگ رہا تھا۔۔۔

کوئی ی دلائل مانگتا ہے۔۔۔۔

کوئی ی حقائق کا متلاشی بنتا ہے۔۔۔۔

مگر ہوتے ہیں کچھ خوش نصیب جنھیں خدا اپنی جانب خود بلا لیتا ہے۔۔۔۔نہ کوئی ی دلیل۔۔۔نہ کوئی ی تلاش۔۔۔۔نہ کوئی ی بحث نہ مباحثہ۔۔۔۔۔فقط دل کا جھکاؤ۔۔۔

جو حدید کو نصیب ہوگیا تھا۔۔۔۔

اس کا دل خود بہ خود حق کی جانب جھکنے لگا۔۔۔

اک کیف تھا جو دل پر چھا رہا تھا۔۔۔

عرفات کے میدان کی معطر ہوا اسکے دل کو جھنجھوڑ رہی تھی۔۔۔

روتے ہوئے زبان پر جاری ہوا۔۔۔"میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی ی معبود نہیں۔۔۔اور میں گواہی دیتا ہوں کے محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔۔۔۔"

کوئی ی آیا پا کر چلا گیا۔۔۔۔

کوئی ی عمر بھر بھی نہ پاسکا۔۔۔۔

اے مولی ! تجھ سے گیلا نہیں۔۔۔۔

یہ تو اپنا اپنا نصیب ہے۔۔۔۔❤

***

وہ الٹی کرنے کے بعد۔۔۔آئینے میں اپنا عکس دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔اسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔وہ کنویں اور کھائی ی کے درمیان پھنس گئی ہے۔۔۔۔اس نے تو خوابوں میں بھی نہیں سوچا تھا کے زاویار قادیانی منحرف مذہب اسلام نکلے گا۔۔۔۔

وہ پانی زور زور سے منہ پر مارنے لگی۔۔۔۔کے اگر یہ کوئی ڈراؤنا خواب ہے تو اس کی آنکھ کھل جائے۔۔۔۔

اس کی محبت۔۔۔اس کے خواب۔۔۔اس کی چاہت۔۔۔۔سب اس ستمگر سے وابستہ تھے۔۔۔جسے خبر بھی نہیں تھی کہ اس نے مقابل کو بیچ منجدھار میں پھنسا دیا ہے۔۔۔۔

پانی کی بوندوں میں اس کے آنسو مل رہے تھے۔۔۔۔

اس کی روح تک آج تڑپ رہی تھی۔۔۔۔

”رامین۔۔۔رامین۔۔۔تم ٹھیک ہو ؟؟“زاویار واش روم کا دروازہ نوک کرتے ہوئے۔۔فکرمند انداز میں استفسار کرنے لگا۔۔۔

اس پر جو بیت رہی تھی اس کا بیان لفظوں میں اب ممکن نہیں رہا تھا۔۔۔

اپنے سارے خواب کرچی کرچی ہوکر اسے بکھرتے نظر آرہے تھے۔۔۔

زاویار کی آواز سنتے ہی اس کا دل چاہا وہ چیخ چیخ کر روئے۔۔۔مگر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی رونے کی آواز دبانے لگی۔۔۔۔

”۔۔۔رامین۔۔۔تم ٹھیک تو ہو ناں یار؟؟۔۔۔“زاویار اسکے جواب نہ دینے پر۔۔۔مزید فکرمند ہوا۔۔۔

”یار۔۔۔تم مجھے پریشان کررہی ہو۔۔۔پلیز جواب دو۔۔۔“زاویار کی آوازیں اس کا دل تڑپا رہی تھیں۔۔۔

وہ مسلسل روئے جارہی تھی۔۔۔

باہر کھڑا شخص اس کا واحد سہارا تھا۔۔۔وہ تھائی لینڈ میں اسی کے سہارے رہ رہی تھی۔۔۔اس کا قادیانی ہونے کا انکشاف رامین کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکال گیا تھا۔۔۔

”رامین۔۔۔رامین۔۔۔رامین میں چابی سے دروازہ کھول کر اندر آجاؤں گا۔۔۔اگر تم نے اب جواب نہیں دیا۔۔۔“زاویار کا دل بےچین ہوگیا تھا۔۔۔وہ دروازہ نوک کرتے ہوئے۔۔۔اعلانیہ گویا ہوا۔۔۔

"شکر۔۔۔تم ٹھیک ہو۔۔"رامین کے سر کی شال۔۔۔پوری گیلی ہورہی تھی۔۔۔اس کے حسین چہرے پر پانی کی بوندیں چمک رہی تھیں۔۔۔زاویار اس کے واش روم کا دروازہ کھولتے ہی۔۔۔سکھ کا سانس لیتے ہوئے بولا۔۔۔

"اچانک تمھارا چہرہ کیوں مرجھا گیا؟؟"زاویار نے اسکے چہرے پر چھایا صدما۔۔۔پہلی جھلک میں ہی محسوس کرلیا۔۔۔وہ پریشان ہوکر پوچھنے لگا۔۔۔

"آپ نے اندھیرے میں رکھا مجھے اب تک۔۔۔"رامین غم و غصے کی ملی جھلی کیفیت سے سرشار ہوکر۔۔۔زاویار کو دیکھ بولی۔۔۔

اس کی آنکھیں سرخ لال ہورہی تھیں۔۔۔

اس کا رنج چہرے پر نمایا تھا۔۔۔

زاویار کو لگا دشمنِ جاں کو علم ہو گیا ہے کے وہ ڈاکٹر نہیں۔۔۔

"رامین۔۔۔میں تمھیں سمجھتا ہوں۔۔۔"زاویار بات سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

"کیا سمجھائیں گے آپ مجھے؟؟۔۔۔آپ سب جانتے تھے۔۔۔اس کے باوجود آپ مجھے اندھیرے میں رکھ کر۔۔۔مجھ سے نکاح کرنے چلے تھے۔۔۔"رامین بپھر کر بولی۔۔۔

"رامین چیخو مت۔۔۔اتنی بڑی بات نہیں ہے یہ۔۔۔"

"بڑی بات نہیں ہے؟؟۔۔۔آپ کے لئے نہیں ہو گی۔۔۔پر میرے لئے ہے۔۔۔"وہ خاصہ جتاتے ہوئے۔۔۔۔

اس کی آواز بھری بھری معلوم ہورہی تھی۔۔۔مگر لہجہ نہایت سخت۔۔۔

"تم اب اوور ری۔ایکٹ کررہی ہو۔۔۔"وہ اپنی شرمساری کو جھنجھلاہٹ کے پیچھے چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"اوور ری۔ایکٹ؟؟۔۔۔آپ کافر ہیں۔۔۔میرا آپ سے نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔۔یہ حقیقت جاننے کے باوجود آپ مجھے اندھیرے میں رکھ کر نکاح کررہے تھے۔۔اور آپ کہ رہے ہیں میں اوور ری۔ایکٹ کررہی ہوں۔۔۔۔"اس کے جملے زاویار کو ہلا گ ئ ے تھے۔۔۔وہ سمجھ نہیں سکا وہ کیا بول رہی ہے۔۔۔

"کیا کہا تم نے مجھے ابھی ؟؟۔۔۔کافر ؟؟" زاویار کو لگا۔۔۔اسکے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔۔۔وہ دوبارا تصدیق کے ل ئ ے پوچھنے لگا۔۔۔

"جی ہاں۔۔کافر۔۔۔جو آپ ہیں۔۔۔"رامین نہایت سخت لہجے میں۔۔آنکھوں میں کدورت ل ئ ے گویا ہوئ ی۔۔۔

اک انسان جس نے ہوش سنبھالتے ہی لوگوں کو کہتے سنا کے تم مسلمان ہو۔۔۔تم جنتی ہو باقی سب جہنمی۔۔وہ اپنے گھر میں باپ بھائ ی کو نماز اور دین کی تبلغ کرتے دیکھتا۔۔بلکے اس کے گھر میں تو اک مسلم لڑکی پناہ کے ل ئ ے بھیجی گئ تھی۔۔۔جسے تحفظ فراہم کرنے کے لئے اس کے بڑے بھائی نے اس لڑکی سے نکاح کیا۔۔۔۔

آج اچانک اک لڑکی جو پہلے کرسچن تھی۔۔۔جسے اپنا مذہب بدلے صرف تین چار سال ہوئے ہیں۔۔وہ اس کے روبرو کھڑی ہوکر۔۔۔آنکھوں میں آنکھیں ڈال۔۔۔قطعی انداز میں کہہ رہی ہے کہ وہ کافر ہے۔۔۔۔

اس لمحے زاویار کو لگا کے رامین نے اس کے سر پر ایٹم بم پھوڑا ہو۔۔۔

”تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔کیا بکواس کر رہی ہو۔۔۔تم مجھے کافر کہ رہی ہو۔۔۔ہوش میں تو ہو تم؟؟“زاویار رامین کی بات سنتے ہی غصے سے آگ بگولہ ہو کر۔۔اس نازک صفت لڑکی پر گرجا۔۔۔

”میں اپنے پورے ہوش و حواس میں ہوں۔۔۔اور وہی بول رہی ہوں جو سچ ہے۔۔۔اک قادیانی لڑکے اور مسلم لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔“وہ اعلانیہ گویا ہوئی۔۔۔

”قادیانی؟؟۔۔۔اوو۔۔۔تو تم مجھے کافر اس لئے کہ رہی ہو کیونکے میں قادیانی ہوں۔۔۔واو۔۔۔“وہ طنزیہ بولا۔۔۔اسے اب سمجھ آگئی تھی رامین کیا بات کر رہی ہے۔۔۔

”شاید آپ کو علم نہیں ہے میڈم۔۔۔میرے گھر والے بھی تمھارے بارے میں یہی خیال رکھتے ہیں۔۔۔ان کے نزدیک تم کافر ہو۔۔۔جو حضور کو نہیں مانتیں۔۔۔تم۔۔“وہ ابھی رامین کو جواب دے ہی رہا تھا کے دروازہ نوک ہوا۔۔۔

”سر۔۔۔آپ کے دوست آگئے ہیں۔۔۔وہ آپ کو نیچے بلا رہے ہیں۔۔۔“ملازمہ کے کہتے ہی۔۔۔

اس نے آنکھوں سے جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔”ان سے کہو میں تیار ہو کر آرہا ہوں“

”جی سر۔۔“ملازمہ اثبات میں سر ہلا کر چلی گئی۔۔۔

”رامین میرے فرینڈز آگئے ہیں۔۔۔اس موضوع پر بحث ہم بعد میں کریں گے۔۔۔میں تیار ہو کر نیچے جا رہا ہوں۔۔۔تم بھی جلدی آجاؤ۔۔۔مولوی صاحب بھی آتے ہی ہوں گے۔۔۔“زاویار

نے اپنے غصے کو ضبط کرتے ہوئے۔۔۔اک گہرا سانس ہوا میں خارج کیا۔۔۔پھر نرمی سے رامین کو حاکمانہ انداز میں کہہ کر الماری کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

”جب یہ نکاح منعقد ہو ہی نہیں سکتا پھر تیاری کیسی ؟؟۔۔۔آپ معاملے کی نزاکت سمجھ نہیں رہے یا سمجھنا نہیں چاہتے ؟؟۔۔“وہ پیچھے سے احتجاجاً بولی۔۔۔

رامین الجھ کر رہ گئی تھی اس کی لاپرواہی دیکھ۔۔۔

اتنے نازک معاملے کو کس قدر غیر سنجیدگی سے لے رہا تھا وہ۔۔۔۔

”سمجھنا نہیں چاہتا۔۔۔۔میں ایسا کوئی معاملہ سمجھنا ہی نہیں چاہتا جو تمھیں مجھ سے دور کرے۔۔۔“وہ رامین کی جانب مڑ کر۔۔۔اپنے جملوں پر خاصا زور دیتے ہوئے۔۔۔۔بلند آواز میں گویا ہوا۔۔۔

”ہمارا نکاح نہیں ہوسکتا۔۔۔“وہ قطعی انداز میں۔۔روتے ہوئے بولی۔۔۔اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔۔۔۔جیسے ان میں خون اتر آیا ہو۔۔۔

”ہمارے والے تمھیں کافر مانتے ہیں۔۔۔تم لوگ ہمیں کافر مانتے ہو۔۔اصل میں حق پر کون ہے۔۔یہ تو خدا ہی جانتا ہے۔۔اس لئے میں ان ساری باتوں کو ہمارے درمیان نہیں لانا چاہتا۔۔۔م۔۔“وہ ابھی رامین کو اپنا پوائنٹ آف ویو سمجھانے کی کوشش کر ہی رہا تھا کے رامین اسکی بات کاٹتے ہوئے بولی۔۔۔

"ہم حق پر ہیں۔۔۔ہمارے پاس دلائیل ہیں۔۔۔آپ کے پاس کیا دلیل ہے ؟؟۔۔۔مجھے ایسی کوئی دلیل دیں جسے میں رد نہ کرسکوں۔۔۔۔"رامین دو ٹوک انداز میں۔۔آنکھوں میں آنکھیں ڈال دلائل کی روشنی میں بات کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔

دلائل سے بات کرنا علم والوں کا خاصہ ہے۔۔۔۔۔❤

زاویار اک عیاش اور پلے بوائے ٹائیپ لڑکا تھا۔۔۔دین سے اس کا دور دور تک کوئی واسطہ نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

ویسے تو قادیانی مذہب اپنے ماننے والوں کو جکڑ کر رکھتا ہے۔۔۔مگر زاویار ان میں کھلے پنچھی کی مانند تھا۔۔۔جس کے پر۔۔۔چاہ کر بھی دارم صاحب یا حدید کاٹ نہیں سکے تھے۔۔۔۔

رامین کا دیا چیلنج سن۔۔۔وہ اک دو ثانیوں کے لئیے سوچ میں پڑھ گیا۔۔۔۔

وہ جانتا تھا رامین تین سال عالمہ کا کورس کرنے والی لڑکی ہے۔۔۔۔اسے کوئی عام سی دلیل دے کر وہ قائیل نہیں کرسکتا۔۔۔۔

"میں نے کہا ناں۔۔۔ہم بعد میں بحث کریں گے۔۔۔"وہ بات ٹالنے کی نیت سے بول کر۔۔۔۔تیزی سے الماری کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

"ڈاکٹر یا تو آپ مجھے دلیل دیں۔۔۔یا پھر خاموشی سے نکاح کا ارادہ ترک کردیں۔۔۔۔"رامین واقف تھی وہ دلیل نہیں دے سکتا۔۔۔۔اگر بلفرض وہ دلیل دے بھی دیتا تو رامین اس کے رد میں بہت سے دلائیل دے سکتی تھی۔۔۔اتنا علم تھا اس کے پاس۔۔۔۔

”اسکیوزمی۔۔۔نکاح کسی صورت نہیں رکنے والا۔۔۔یہ بات تم بھی اچھی طرح سمجھ لو۔۔۔میرے فرینڈز اور بھائی ی نیچے میرا انتظار کررہے ہیں۔۔۔مولوی صاحب بس آنے ہی والے ہیں۔۔۔اور تم میری توقعات کے مطابق لاسٹ موومنٹ پر تماشا کر رہی ہو۔۔۔جبکہ میں نے تمھیں بار بار کہا تھا۔۔۔سوچ سمجھ کر نکاح کے ل ئے ہاں کرنا۔۔۔میں لاسٹ موومنٹ پر کوئی ڈرامہ نہیں چاہتا۔۔۔تم نے اپنی مرضی سے نکاح کیلئے منظوری دی تھی۔۔۔اب اس طرح میرے گھر والوں اور فرینڈز کے سامنے مجھے ذلیل مت کرواؤ۔۔۔۔چپ چاپ تیار ہو۔۔۔“زاویار دلیل دینے سے قاصر تھا۔۔۔اس ل ئے غصے سے بپھر کر۔۔۔اس پر چڑھائی ی کرنے لگا۔۔۔وہ حاکمانہ انداز میں کہ کر واش روم کی جانب اپنے نکاح کا ڈریس لے کر بڑھ گیا۔۔۔

”نکاح نہیں ہوسکتا۔۔۔جو دیوار مجھے بارک سے شادی سے روک رہی تھی وہی آپ سے بھی روک رہی ہے۔۔۔میں اک مسلم ہوں اور اک مسلم لڑکے سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔۔۔“اس کے اعلانیہ کہتے ہی زاویار کا ضبط جواب دے گیا۔۔۔

”تم میرا صبر آزما رہی ہو۔۔۔پلیز ایسا نہ کرؤ۔۔۔ورنہ جو لمٹس کی لائ ن میں نے تمھارے اور اپنے درمیان باندھ رکھی ہے وہ کروس کرنے میں مجھے دیر نہیں لگے گی۔۔۔“زاویار غصے سے اپنا ڈریس بیڈ پر پھینک کر۔۔۔اسکی جانب چلتا ہوا آیا۔۔۔سراپا حُسن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال۔۔۔غراتے ہوئے۔۔۔مفاہمانہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

وہ سہم کر اک قدم پیچھے ہٹی۔۔۔”یہ لمٹس آپ نے نہیں بنائی یں۔۔۔یہ میرے رب نے آپ سے بنوائی یں۔۔۔بے شک وہ دلوں کو پھیر دیتا ہے۔۔۔یہ لمٹس میں رہنا آپ کا کمال نہیں۔۔۔یہ

میرے رب کی مجھ پر رحمت ہے۔۔۔"اس کی آنکھوں سے آنسو مسلسل موتی بن کر بہے جا رہے تھے۔۔۔وہ خوفزدہ ہونے کے باوجود اپنے وجود میں ہمت جمع کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"تو اسکا مطلب تمھارے نزدیک میرا تمھارے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے میں۔۔۔تماری مدد کرنے میں۔۔۔تمھارا ہر قدم پر ساتھ دینے میں کوئی کمال نہیں۔۔۔۔۔۔ت۔۔۔"وہ ابھی اعتراضاً غصے میں بول ہی رہا تھا۔۔۔کے اک بار پھر دروازہ نوک ہوا۔۔۔

"سر۔۔۔مولوی صاحب نیچے آگ‌ئے ہیں۔۔۔آپ دونوں کو نیچے بلایا جا رہا ہے۔۔۔"ملازمہ نے کمرے کے باہر ہی کھڑے ہوکر بلند آواز میں کہا۔۔۔

"تم جاؤ۔۔۔ہم آرہے ہیں۔۔۔"زاویار ملازمہ کو دیکھ۔۔۔۔تیزی سے بولا۔۔۔

وہ اثبات میں سر ہلاکر چلی گ‌ئی۔۔۔

"نیچے مولوی صاحب آگ‌ئے ہیں۔۔۔میری عزت کا سوال ہے۔۔۔پلیز۔۔۔یہ ساری بحث تم بعد میں کر لینا۔۔۔۔ابھی تیار ہوجاؤ۔۔۔"زاویار دانت پیستے ہوئے کہ کر۔۔۔تیزی سے پلٹ گیا۔۔۔

"آندھی تقلید کرتے ہیں آپ۔۔۔کبھی سوچا ہے اس بارے میں؟؟۔۔۔"زاویار کے قدم رکے تھے۔۔۔رامین کے سوال پر۔۔۔

وہ اس کی جانب پلٹا

"قرآن کریم میں واضح طور پر لکھا ہے (نہ محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے, نہ ہیں [نہ ہوں گے] لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سورہ احزاب آیت نمبر ۴۰۔۔۔۔

جب ہم دیکھتے ہیں اللہ نے بڑی وضاحت اور مثال دے کر بتادیا کے جس طرح رسول اکرم ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں۔۔۔اسی طرح وہ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔۔۔۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے۔۔۔جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اسے بہت عمدہ آراستہ اور پیراستہ بنایا۔۔مگر اک زاوئیے میں اک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔۔۔لوگ اس گھر کے ارد گرد گھومتے اور اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور کہتے یہ اک اینٹ بھی کیوں نہ لگادی گئی؟۔۔۔حضور اکرم ﷺ نے مزید فرمایا قصر نبوت کی یہ اینٹ میں ہوں ۔۔میں نے اس خالی جگہ کو پُر کر دیا۔۔۔۔قصر نبوت مجھ سے ہی مکمل ہوا۔۔۔اور میرے ساتھ ہی انبیاء کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔۔۔۔[بخاری۔۔۔مسند احمد۔۔۔۔ترمذی۔۔۔نسائی ی۔۔۔ابن عساکر]۔۔۔۔۔

اس کا مطلب ہے کہ وہ ایک اینٹ جو رکھ دی گئی ہے اس میں اب کوئی اینٹ نہ لگے گی۔۔۔نہ نکلے گی۔۔۔۔"وہ دلائل دینا شروع ہوچکی تھی۔۔۔۔اس امید پر کے وہ غور کرے گا۔۔۔۔کس کی اندھی تقلید کر رہا ہے وہ۔۔۔۔کس اندھے یقین اور جماعت کے بزرجمہروں کے پھیلائے ہوئے پروپیگنڈے کا شکار ہوکر مرزا غلام احمد کو مہدی موعود۔۔مسیح موعود اور نبی خیال کرتا ہے

"رامین خاموش ہوجاؤ۔۔۔۔۔"اک عجیب کھچاؤ تھا جو وہ محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔وہ سننا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔بچپن سے جو تفسیر سنی تھیں بس انھیں پر اندھا یقین کئیے بیٹھا تھا۔۔۔۔

ہم میں سے بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جنھیں علم ہی نہیں ہوتا۔۔۔۔کے جس کی تقلید کر رہے ہیں اس کے عقائد کیا ہیں؟؟۔۔۔۔زاویار بھی انھیں میں سے اک تھا۔۔۔۔

اسے کیا خبر قرآن مجید کی عربی کا ترجمہ و تفسیر میں کیا تاویلات کر دی گئی ہیں۔۔

کتنی عجیب بات ہے ناں۔۔۔۔اگر کوئی ی عقل مند شخص خریداری کرنے بازار جائے۔۔اور اسے خریداری کرنا آتا بھی ہو۔۔۔تو وہ کبھی بھی کسی اک دوکان سے فورا ہی سامان نہیں لے لیتا۔۔۔بلکے چیز پسند آجانے کے باوجود پورا بازار گھومتا ہے۔۔۔اس چیز کی قیمت الگ الگ دکانداروں سے معلوم کرتا ہے۔۔۔۔تاکے کسی قسم کا نقصان نہ اٹھانا پڑے۔۔۔۔۔مگر دین کے معاملے میں اس عقلمند انسان کو کیا ہوجاتا ہے؟؟۔۔۔کیوں وہ علماء کرام سے معلومات نہیں لیتا؟؟۔۔۔کیوں وہ سرچ نہیں کرتا؟؟۔۔۔کیوں وہ اندھی تقلید کرنے لگتا ہے؟؟۔۔۔۔ہر بچہ اپنے ماں باپ کے بازار سے لائے ہوئے کپڑے پسند نہیں کرتا۔۔۔مگر ماں باپ کے دین پر آنکھیں بند کر کے چل پڑتا ہے۔۔۔مطلب اک معمولی کپڑے پسند کرنے کے لئیے بچہ اپنی عقل کا استعمال کرتا ہے۔۔اور اسے اختیار بھی دیا جاتا ہے اس عمل کا۔۔۔مگر دین جو سب سے ضروری ہے۔۔۔جس سے جنت و دوزخ کا فیصلہ جوڑا ہے۔۔جس سے حقیقی کامیابی اور ناکامی جوڑی ہے۔۔۔اس کے لئیے بس اندھی تقلید۔۔۔

”حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کرلیا۔۔۔لوگو ! اب میرے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت۔۔۔تو تم اپنے رب کی عبادت کرؤ۔۔۔پانچ نمازیں پڑھتے رہو۔۔۔رمضان کے روزے رکھو۔۔۔اپنے اموال کی زکاۃ بخوشی ادا کرو۔۔اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کرو۔۔تم اپنے مالک و آقا کی جنت میں داخل ہو سکو گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ حدیث انتہائی ی وضاحت سے

بتارہی ہے کے جنت میں داخل ہونے کے لئے رسول اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی کا نہ ہونے پر ایمان پہلی شرط ہے۔۔۔۔۔اور اس کے بعد دوسری باتوں پر یعنی پنج ارکان اسلام پر ایمان لانا ضروری ہے۔۔۔ حضور نے یہ اعلان مسلمانوں کے سب سے بڑے اجتماع میں کیا تھا۔۔"وہ زاویار کے چپ کرانے پر بالکل نہ رکی۔۔۔بلکے اسے حقیقت سے روبرو کرانے لگی۔۔۔جسے وہ دیکھنے کے لئے کسی صورت تیار نہ تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو موتی بن بن کر کارپیٹ پر گر رہے تھے۔۔۔۔

اس کی زبان میں بلا کی تاثیر تھی۔۔۔یہ زبان کی تاثیر خدا سب کو نہیں دیتا۔۔۔یہ تو نیک اعمال پر عمل پیرا ہونے والوں کا خاصا ہے۔۔۔ورنہ گفتار کے غازی تو بھرے پڑے ہیں دنیا میں۔۔۔

زاویار کا دل کھچاؤ کا شکار تھا۔۔آنکھوں میں سرخی اتر آئی۔۔۔رامین کے جملے ڈائریکٹ دل کے دروازے پر دستک دے رہے تھے۔۔۔بس وہ ضدی بن کر دروازہ کھولنے کے لئے تیار نہ ہوا۔۔۔

اور ہوتا بھی کیسے؟؟۔۔۔اتنا آسان تھوڑی ہوتا اپنے عقائد سے پھر جانا۔۔۔ہر کوئی رامین نہیں ہوتا۔۔۔جو سارے رشتے ناطے دوست احباب چھوڑ کر۔۔۔سارے وسوسوں اور وہموں کو پس پشت ڈال کر نماز کے سجدے میں گر جائے۔۔۔اور خدا سے ہدایت مانگے۔۔۔

"میرے حضور کی سیرت پڑھی ہے کبھی؟؟۔۔۔یہ چھوڑیں کبھی مرزا احمد قادیانی کی سیرت کے متعلق جاننے کی کوشش کی ہے؟؟۔۔۔اپنے باپ کی پینشن لے کر بھاگ جانے والا۔۔۔۔عورتوں سے اپنے ہاتھ پاؤں دبوانے والا۔۔۔گالیاں بکنے والا۔نبیوں کی شان میں گستاخی کرنے والا۔۔۔خصوصا

حضرت عیسی علیہ السلام کی۔۔۔۔۔اور مریم علیہ السلام کی۔۔۔ایسا شخص اک نبی ہو سکتا ہے ؟؟۔۔۔کبھی ان کی سیرت کا مطالعہ غیر جانبدار ہو کر کریں۔۔۔تو آپ کو مرزا صاحب کے دعویٰ جات نہ صرف تضادات کا شاہکار نظر آئیں گے۔۔۔بلکے نبیوں کی گستاخیوں سے بھرے ہوئے دیکھائی دیں گے۔۔۔ہو سکتا ہے اس کے بعد آپ کی آنکھوں پر بندھی ہوئی اندھی تقلید کی پٹی اتر جائے۔۔۔آپ کو علم بھی ہے قادیانیوں کی تقریبا 80 سے زائد کتابیں ہیں۔۔۔آپ انھیں پڑھیں تو آپ کو خبر ہو کے آپ کے مرزا صاحب خدا کے کلام کے متعلق کیا کہتے ہیں۔۔۔[انجام آتھم صفحہ ۲۸۔۲۶ میں لکھتا ہے۔۔۔{قرآن کریم میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن کریم سخت زبان کے طریق کو استعمال کررہا ہے}...(.معاذ اللہ)...........اور اپنی" براہین احمدیہ" کی نسبت "ازالہ" صفحہ ۵۳۳ میں لکھتا ہے۔۔۔{براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے}۔۔۔۔قرآن کریم جو مکمل ضابطہ حیات ہے ۔۔۔جو خدا کا کلام ہے۔۔۔اس کے لے کس طرح کے توہین آمیز الفاظ استعمال کررہا ہے یہ شخص ۔۔۔۔کیا ایسا شخص نبی ہو سکتا ہے ؟؟۔۔۔"وہ زاویار کی روح تک کو جھنجھوڑ رہی تھی۔۔۔

وہ لاجواب تھا ہر سوال پر۔۔۔۔۔

وہ پہلی بار سوچنے پر مجبور ہوا تھا کیا وہ واقعی آندھی تقلید کرنے والوں میں سے ہے؟؟۔۔۔

زاویار کا سیل رنگ ہونے لگا۔۔۔

سیل جیب سے نکالا تو اس کی اسکرین پر حدید برو لکھا ہوا چمک رہا تھا۔۔۔

"رامین اس وقت مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔۔ہم آرام سے بیٹھ کر بات کریں گے اس ٹاپک پر۔۔۔ابھی نیچے چلو۔۔۔میرے فرینڈز اور فیملی انتظار کررہے ہیں۔۔۔اور پھر تم خود سوچو

۔۔۔بغیر نکاح کے کیسے رہو گی میرے ساتھ؟؟۔۔۔۔میرے گھر کے علاوہ تمھارے پاس کوئی ی پناہ گاہ ہے جہاں تم جا سکو؟؟۔۔"زاویار حدید کی کال پر رامین کو دیکھ۔۔نرمی سے سمجھانے لگا۔۔۔۔

اس لمحے زاویار کو صرف اپنی عزت کی پڑی تھی۔۔۔۔

"رامین تیار ہو کر نیچے آجاؤ۔۔۔۔۔مزید کوئی ی بحث ک ئی ے بغیر۔۔۔"زاویار اپنا ڈریس اٹھا کر واش روم کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

رامین کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا تھا۔۔۔ایسا اندھیرا جس کے آگے کوئی ی راہ دیکھائی ی نہیں دے رہی تھی۔۔۔اس کا دل ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔اچانک روتے روتے اپنے نکاح کے ڈریس پر نظر گ ئی۔۔۔جسے دیکھتے ہی دل شدتِ کرب سے پھٹنے لگا۔۔۔

ہائے ئے۔۔۔کتنے خواب سجائے تھے اس کی آنکھوں نے۔۔۔

ہر خواب ہی جیسے کرچی کرچی ہو کر بکھر گیا تھا۔۔۔

ماں باپ۔۔۔دوست۔۔۔گھر۔۔۔آسائشوں سے بھری زندگی۔۔۔سب اس نے دین کی خاطر چھوڑ دیا تھا۔۔۔

اک پناہ گاہ تھی۔۔۔اک امید تھی۔۔۔۔*زاویار*۔۔۔۔۔۔اس کی سچی اونس۔۔۔جس سے 16 سال کی ننھی سی عمر میں دل میں جگہ دی تھی۔۔۔جسے اپنا فیوچر ہسبینڈ کہتے ہوئے جھیپ جایا کرتی تھی۔۔۔آج وہ بھی مخالف سمت کھڑا نظر آرہا تھا۔۔۔

آنکھیں جھر جھر موتی برسا رہی تھیں۔۔۔

ہونٹ کپکپانے لگے۔۔۔۔

پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔

جانتے بوجھتے کھائی کا انتخاب نہیں کرسکتی تھی وہ۔۔۔۔

زاویار اپنے نکاح کے ڈریس میں اس کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

"رامین۔۔۔نیچے سب انتظار کررہے ہیں ہمارا۔۔۔یہ سوگ بعد میں منا لینا۔۔۔"اس نے کوئی جواب نہ دیا تو اسے اس کے حال پر چھوڑ کر ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

"ہاں ہاں برو۔۔بس تیار ہوکر نیچے ہی آرہا ہوں۔۔"زاویار نے دوبارا سیل کے رنگ ہونے پر ۔۔کال ریسیو کرتے ہی۔۔۔تیزی سے کہا۔۔۔

"جلدی آجاؤ۔۔۔مولوی صاحب آگئے ہیں۔۔"

"اوکے۔۔"زاویار نے کال کاٹ کر سیل وہیں ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔اور بال بنانے لگا۔۔۔ساتھ ساتھ آئینے میں رامین کا مرجھایا ہوا چہرہ بھی تک رہا تھا۔۔۔

رامین صدمے کی حالت سے دوچار تھی۔۔۔

"دیکھو۔۔ہم مسلمان ہی ہیں۔۔ہماری نماز ایک جیسی ہے۔۔ہماری تراویح ایک جیسی ہے۔۔ہمارے روزے ایک جیسے ہیں۔۔۔۔تم خواہ مخواہ خود بھی پریشان ہورہی ہو اور مجھے بھی کر رہی ہو۔۔۔۔تم تیار ہوکر جلدی سے نیچے آجاؤ۔۔۔۔جب تک تمہاری رضامندی شامل نہیں ہوگی ہم نکاح کے باوجود اس رشتے کو آگے نہیں بڑھائیں گے۔۔۔۔۔اس لئے بے فکر رہو۔۔۔"زاویار پورا تیار

ہونے کے بعد۔۔۔اس کے قدموں کے پاس آکر بیٹھا۔۔۔اس حسین دلربا کی آنکھیں اور ناک سرخ ہو رہے تھے۔۔۔۔چہرہ مرجھایا مرجھایا سہ۔۔۔۔۔اسکی آنکھیں ابھی بھی موتی برسا رہی تھیں۔۔۔۔وہ اسے پیار سے بہلانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔۔۔نہایت نرمی سے کہ کر باہر کی جانب چل دیا۔۔۔۔

اسے پورا یقین تھا رامین تیار ہو کر تھوڑی دیر میں۔۔۔خود نیچے آجائے گی۔۔۔۔

کیونکے اس کی بے بسی کی انتہا جانتا تھا وہ۔۔۔۔

رامین کے پاس تھائی ی لینڈ میں اس کے سوا کوئی ی مددگار نہیں تھا۔۔۔۔۔

زاویار نیچے پہنچ کر اپنے فرینڈز سے ملنے لگا۔۔۔۔

"مجھے نہیں پتا تھا تو اتنا سیریس تھا للیان کو لے کر۔۔۔"ایتان بہت حیران تھا اس کے اچانک نکاح پر۔۔۔۔اس ل ئی ے گلے ملتے ہی اپنی حیرت کا اظہار کرنے لگا۔۔۔۔

"میں صرف اسکی مدد کر رہا ہوں۔۔۔"وہ منہ بسورتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"مدد؟؟۔۔۔۔یعنی تمہیں اس میں انٹرسٹ نہیں ہے ؟؟"ایتان تجسس سے استفسار کرنے لگا۔۔۔۔

"انٹرسٹ ہے بھی۔۔۔اور نہیں بھی۔۔۔۔"وہ الجھ کر گویا ہوا۔۔۔" اب یہ کیسا جواب ہوا؟؟۔۔۔"اس نے ایتان کو بھی اپنی بات سے الجھا دیا تھا۔۔۔۔

"میں خود تجسس رکھتا ہوں یہ جاننے میں۔۔۔میں اس میں کتنا انٹرسٹڈ ہوں۔۔۔اک رات۔۔دو راتیں۔۔۔اک ہفتہ۔۔۔اک ماہ۔۔۔کتنا۔۔۔کتنا انٹرسٹ ہے مجھے اس میں۔۔۔۔چاہے کتنی بھی خوبصورت گرل فرینڈ ہو میری۔۔۔اسے پانے کے بعد میں بہت جلدی اکتاہٹ کا شکار ہو جاتا

ہوں۔۔۔دیکھنا اب یہ ہے اسے پانے کے بعد میں کتنے وقت تک اس کے ساتھ رہ سکتا ہوں ۔۔۔کتنی پسند ہے وہ مجھے۔۔۔کتنی چاہ ہے میرے دل کو اسکی۔۔۔۔"زاویار کی باتیں سن۔۔۔وہ فورا اعتراضاً بولا۔۔۔

"صرف یہ جاننے کے لئے کے تجھے اس سے بوریت کب ہوتی ہے۔۔۔تو اس سے نکاح کررہا ہے۔۔۔۔یہ تو۔۔تو للیان سے ریلیشن شپ رکھ کر بھی معلوم کرسکتا تھا۔۔۔"

"ریلیشن شپ؟؟۔۔۔۔وہ پکی پکی مسلم لڑکی ہے۔۔۔۔نکاح سے پہلے ریلیشن شپ کے سخت مخالف ہے۔۔۔۔ تبھی تو ایک تیر سے دو نشانے لگا رہا ہوں۔۔۔اس کی مدد بھی ہوجائے گی۔۔۔اور مجھے بھی پتا چل جائے گا۔۔۔کے میں کتنا انٹرسٹڈ ہو اس میں۔۔۔۔"

"اگر اک دو دن میں ہی تو بور ہوگیا تو پھر کیا کرے گا؟؟۔۔۔"ایتان کے سوال پر وہ سوچ میں پڑھ گیا۔۔۔۔

"میں نے کبھی نہیں سوچا یہ۔۔۔۔"وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔۔

"زبردست۔۔۔مطلب کمال ہیں آپ زاویار سر۔۔۔۔آپ اپنی زندگی کا اتنا اہم فیصلہ صرف یہ جاننے کے لئے کررہے ہیں کے اس لڑکی سے آپ کتنے دنوں میں بور ہوں گے۔۔۔اففف۔۔۔"وہ طنزیہ نفی میں گردن جھٹکتے ہوئے بولا۔۔۔۔

وہ اس لمحے ایتان کے سامنے کھلی کتاب کی مانند تھا۔۔۔۔بس کتاب فارسی کی تھی۔۔۔۔اور بیچارا ایتان انگریز ٹھہرا۔۔۔

زاویار جواباً فقط مسکرا دیا۔۔۔۔

وہ آفس سے واپس لوٹ رہا تھا جب راستے میں گزر اک بیوٹی پارلر کے پاس سے ہوا۔۔۔

وہ بیوٹی پارلر اسکے راستے میں پڑتا تھا۔۔۔۔۔

بائی یک سگنل پر رکی ہوئی تھی۔۔۔وہ خالی ذہن کے ساتھ اِدھر اُدھر روڈ پر نظر دوڑا رہا تھا۔۔جب اچانک اسے بلیک اسکارف میں رامین سامنے کے روڈ کو کراس کرتی نظر آئی۔۔۔

وہ بے یقینی کے عالم میں اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔

جلدی سے نظر سگنل کی جانب دوڑائی۔۔

بتی ابھی بھی لال تھی۔۔۔وہ بائی یک وہیں مین روڈ پر چھوڑ کر بھاگنے لگا۔۔۔

پیچھے سے لوگوں نے آوازیں بھی لگائیں۔۔مگر وہ حواسوں میں نہ تھا۔۔۔

پاگلوں کی طرح بھاگتے ہوئے دوسرے روڈ پر پہنچا۔۔۔۔

چلتے ہوئے روڈ کو دیوانوں کی طرح بغیر اپنی جان کی پرواہ کئیے کراس کرنے لگا۔۔

وہ اسکارف والی لڑکی اسے شاپنگ مال میں جاتی ہوئی نظر آئی۔۔

وہ بھی پیچھے پیچھے مال میں جا پہنچا۔۔۔

پورا مال لوگوں کے ہجوم سے بھرا ہوا تھا۔۔

وہ متلاشی نگاہوں کے ساتھ اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔۔۔

اسے رامین کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔

کافی دور سے بھاگتے ہوئے آنے کے سبب۔۔اس کا سانس بری طرح پھول رہا تھا۔۔

پورا جسم پسینہ پسینہ ہورہا تھا۔۔

سانس پھولنے کے باوجود تیزی سے شاپس کی جانب بڑھا۔۔۔

پورا نیچے کا فلور چھان مارا مگر وہ کہیں نظر نہ آئی۔۔۔

ابھی وہ لفٹ کے پاس پہنچا ہی تھا کے اسے پھر وہ بلیک اسکارف والی سیکنڈ فلور پر نظر آئی۔۔۔

۔۔۔لفٹ اپنی محدود رفتار سے چل رہی تھی۔۔۔اس لئے وہ اسے تیزی سے پھلانگتا ہوا سیکنڈ فلور پر جا پہنچا۔۔۔

وہ لڑکی پھر غائب ہوگئی تھی۔۔۔

"میں تو آپ سے یہ بھی نہیں کہ سکتی کے اب ہم جنت میں ملیں گے" یہ جملہ کانوں میں گونجنے لگا۔۔۔

بھاگ بھاگ کر اب حالت خراب ہوگئی تھی۔۔۔

سیکنڈ فلور پر بھی وہ اسے کہیں نہیں ملی۔۔۔

"میں تو آپ سے یہ بھی نہیں کہ سکتی کے اب ہم جنت میں ملیں گے" یہ جملہ بار بار ذہن پر جاکر لگ رہا تھا۔۔۔

نہیں جانتا کیوں مگر یہ جملہ جان جلاتا تھا اسکی۔۔۔

اک دم پھر وہ بلیک اسکارف والی لڑکی چھلاوے کی طرح دوبارا نظر آئی۔۔۔سامنے کپڑوں کو دیکھتے ہوئے۔۔۔۔۔

اس کی پشت تھی زاویار کی جانب

۔۔۔

تھائی ی لینڈ جیسے آزادانہ ملک میں عام طور پر لڑکیاں اسکارف میں گھومتی ہوئی ی نظر نہیں آتیں۔۔۔۔

اس ل ئی ے زاویار کو یقین تھا وہ رامین ہی ہے۔۔۔۔

اس کے دل کی اسپیڈ خود باخود تیز ہونے لگی۔۔۔۔

زاویار کی سانسیں پھول رہی تھیں۔۔۔۔

پسینوں سے شرابور وجود کے ساتھ۔۔۔اب قدم آہستہ کرل ئی ے تھے۔۔۔۔

وہ لڑکی کپڑے دیکھنے میں مگن تھی۔۔۔

"اسکیوزمی"زاویار نے پیچھے سے ہلکی سی آواز دے کر اپنی جانب متوجہ کیا۔۔۔۔

"جی؟؟"اس لڑکی کے مڑتے ہی زاویار کے دل پر مایوسی سی چھا گ ئی۔۔۔وہ لڑکی قد و جسامت میں رامین جیسی نظر آ رہی تھی۔۔۔مگر وہ رامین نہیں تھی۔۔۔۔وہ لڑکی ابرو اچکا کر زاویار کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

ایسا کیسے ممکن تھا کے وہ رامین کو پہچاننے میں غلطی کر جائے۔۔۔

مگر سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر اسے یہ بات تسلیم کرنی پڑ رہی تھی کے شاید اسے غلط فہمی ہوئی ی ہو۔۔۔۔

"سوری۔۔۔"وہ نفی میں گردن کو جھٹکتے ہوئے۔۔۔شاپ سے باہر نکلا۔۔۔

"میں تو آپ سے یہ بھی نہیں کہ سکتی کے اب ہم جنت میں ملیں گے"یہ جملہ ہتھوڑے کی مانند سر اور دل پر وار کر رہا تھا۔۔۔۔

کیا واقعی اب نصیب میں کبھی ملنا نہیں لکھا۔۔۔نہ دنیا میں نہ جنت میں؟؟۔۔وہ انہی سوچوں میں ڈوبے۔۔مرجھائے چہرے کے ساتھ لفٹ سے اتر کر باہر کی جانب جانے لگا۔۔۔

"وہ پاکستان میں ہوگی اس وقت۔۔اپنے سر کے پاس۔۔۔اب تک تو یقیناً نکاح کرلیا ہوگا اسنے اپنے سر سے۔۔۔اور ایک میں پاگل ہوں۔۔۔۔اسے پاگلوں کی طرح ابھی تک تھائی ی لینڈ میں تلاش کررہا ہوں۔۔۔یہ جانتے ہوئے بھی کے وہ یہاں ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔"وہ خود ہی کو سمجھانے کی کوشش کررہا تھا۔۔۔کے رامین تھائی ی لینڈ میں ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔یقیناً اسے غلط فہمی ہوئی ی ہوگی اسکے حوالے سے۔۔۔

کیا ہوگیا ہے زاویار تجھے ؟؟۔۔۔کیوں ابھی تک بھاگ رہا ہے اسکے پیچھے؟؟۔۔۔اگر وہ تجھے آج مل بھی جاتی تو کیا ہوتا؟؟۔۔۔زبردستی نکاح تو نہیں کرسکتا تو اس سے۔۔۔اور نہ ہی تو نے اب تک دلائل ڈھونڈے ہیں اسے لاجواب کرنے کے ل ئی ے۔۔۔پھر اس لڑکی کے پیچھے بھاگنے کا کیا مقصد ؟؟۔۔"وہ تھکے ہارے قدموں کے ساتھ مال سے نکل کر اپنی بائی یک کی جانب واپس آرہا تھا۔۔۔جسے وہ رامین کے چکر میں روڈ پر ہی کھڑا کر آیا تھا۔۔۔ساتھ ساتھ وہ خودی سے سوال کررہا تھا کے آخر کیوں بھاگا اسے دیکھتے ہی؟؟۔۔۔کیا ہوجاتا اگر وہ مل بھی جاتی؟؟۔۔۔

وہ اک لاحاصل تمنا کی مانند دل کی گہرائیوں میں اتر چکی تھی۔۔۔

وہ مایوس تھا خود سے۔۔۔

ناراضگی تھی تو خود کے عمل پر۔۔۔۔

غصہ تھا تو اپنی بےوقوفیوں پر۔۔۔

□🔥🔥🔥🔥🔥□*****------****

حدید نے گھر میں داخل ہوتے ہی باآواز بلند سلام کیا۔۔اس کے لہجے میں مسرت جھلک رہی تھی۔۔۔۔

وہ جن اندھیروں سے خود نکلا تھا اپنی فیملی کو بھی نکالنا چاہتا تھا۔۔۔۔

زاویار اسکی آواز سن کر چونکا۔۔۔۔

وہ اپنے کمرے سے نکل کر تیزی سے نیچے آیا۔۔۔

حدید کو دیکھ خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔۔۔۔

گلے لگ کر خوب مبارکباد دی۔۔۔

"برو۔۔آپ آج کیسے آگ ئی ے ؟؟۔۔۔آپ تو تین دن بعد آنے والے تھے ناں۔۔۔"زاویار کے سوال پر حدید الجھا تھا۔۔۔۔

"تین دن بعد؟؟"وہ ناسمجھی سے بولا۔۔۔۔

"ہاں۔۔۔آپ سعودی عرب سے امریکہ جانے والے تھے ناں۔۔۔کسی ضروری میٹنگ کے سلسلے میں"زاویار کی بات حدید کو مزید الجھا گ ئی تھی۔۔۔

"تم سے کس نے کہا؟؟"حدید پریشان ہوکر استفسار کرنے لگا۔۔۔

"بھابھی نے۔۔۔ورنہ آپ کو کیا لگتا ہے میں آپ کو لینے ائیرپورٹ نہیں آتا"زاویار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

اس کی بات سنتے ہی حدید کے چہرے کے سارے رنگ اڑے تھے۔۔۔۔

"تمھاری بھابھی نے کہا تم سے ؟" وہ بے یقینی کے عالم میں دوبارا تصدیق کرنے لگا۔۔

"ہاں۔" اس نے پھر تصدیق کی۔۔۔

"کیا ہوا ؟؟۔۔۔اچانک پریشان کیوں ہوگئے آپ؟؟" زاویار نے اسکے چہرے کے رنگ کو سفید پڑتے دیکھا۔۔۔

"تمھاری بھابھی اور مشراز نظر نہیں آرہے۔۔کہاں ہیں وہ ؟؟" حدید نے تیزی سے پوچھا۔۔اس کے لہجے میں فکر جھلک رہی تھی۔۔۔

"برو۔۔۔کیا ہوگیا ہے آپ کو؟؟۔۔۔آپ نے ہی تو بھابھی کو ان کی سہیلی کی شادی میں انڈیا بھیجا ہے۔۔۔" زاویار کے کہتے ہی حدید کے ہوش اڑے۔۔۔

"انڈیا؟؟" وہ بے یقینی سے بولا۔۔۔

اگلے ہی لمحے اسے شدت سے پچھتاوا ہوا اپنی وائف سے دو دن پہلے کی ہوئی گفتگو پر۔۔۔جس میں اسنے اپنے مسلمان ہونے کی اسے اطلاع دی تھی۔۔۔

"تم نے اسے روکا کیوں نہیں" حدید سر پکڑ کر۔۔زاویار پر چیخا۔۔۔

"برو۔۔۔وہ آپ کی اجازت سے جارہی تھیں۔۔۔میں انھیں کیسے روک سکتا تھا۔۔۔اور آپ اتنا پریشان کیوں ہورہے ہیں؟؟۔۔" زاویار سمجھ نہیں پارہا تھا کے معاملہ کیا ہے۔۔۔

"وہ مشراز کو بھی لے گئی؟؟" حدید کی آنکھیں نم ہوگئیں تھیں یہ سوال کرتے وقت۔۔۔

"ہاں۔۔۔مگر بات کیا ہے؟؟۔۔۔آپ کیوں اتنا پریشان ہو رہے ہیں؟؟۔۔۔سب خیرت تو ہے ؟؟۔۔۔لڑائی ی ہوئی ی ہے کیا آپ کی بھابھی سے ؟؟"زاویار معاملے کی نزاکت کو ابھی بھاپ نہیں پایا تھا۔۔۔

"ڈیڈ۔۔۔۔حوریہ اور مشراز کہاں ہیں؟؟"حدید کی نظر زاویار کے پیچھے آتے ہوئے دارم صاحب پر پڑی۔۔۔وہ زاویار کو چھوڑ۔۔۔تیزی سے دارم صاحب کے روبرو جاکر۔۔۔آنکھوں میں آنکھیں ڈال غصے سے چیختے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔

حدید دارم صاحب سے چیخ کر بات کرے۔۔۔یہ کیسے ممکن تھا؟؟۔۔۔مگر اسے کبھی یقین نہ آتا اگر وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اسے چیختا ہوا نہ دیکھتا۔۔۔

"کیا ہوا ہے آخر؟؟"زاویار کو شدت سے احساس ہوا کے کچھ غلط ہو رہا ہے۔۔۔ورنہ حدید کبھی اتنی اونچی آواز دارم صاحب کے سامنے بلند نہ کرتا۔۔۔

"میں بتاتا ہوں تمھارے بھائی ی کی عقل پر پتھر پڑ گ ئ ے ہیں۔۔۔یہ مرتد ہو گیا ہے۔۔۔"دارم صاحب آگ بگولہ ہو کر حدید کو دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔

"کیا؟؟"زاویار کو پہلے تو اپنے کانوں کی سماعتوں پر یقین ہی نہ آیا۔۔۔

"ڈیڈ میں مسلمان ہوا ہوں۔۔۔نہ کے مرتد۔۔۔"وہ قطعی انداز میں اپنے مسلم ہونے کا اعلان کرنے لگا۔۔۔

"مرتد ہو گ ئ ے ہو تم۔۔۔کس نے برین واش کیا ہے تمھارا؟؟۔۔۔کیا بھول گ ئ ے ہو ہم مسلمان ہی ہیں۔۔۔باقی سب کافر اور جہنمی ہیں۔۔۔"

جو قادیانیت کو چھوڑتا ہے۔۔۔اور اسلام قبول کرتا ہے۔۔۔ قادیانیوں کے نزدیک اس سے قطع تعلق کرنا۔۔اس کی مخالفت کرنا۔۔۔۔اس کے ساتھ ہر قسم کا ظلم روا رکھنا۔۔۔جائز سمجھا جاتا ہے۔۔۔۔

۔ قادیانیوں کا اصل مرکز ہندوستان میں ہے۔۔۔(گرمکھی)بھارت کا ایک شہر جو ضلع گرداسپور میں واقع ہے۔۔۔۔

حوریہ اور مشراز کو Rabwah چناب نگر میں۔۔۔جو پاکستان میں مرکز ہے قادیانیوں کا۔۔۔وہاں پہنچا دیا گیا تھا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔میں مسلمان اب ہوا ہوں۔۔۔اس سے قبل اندھیروں میں بھٹک رہا تھا۔۔۔مجھے ہمیشہ سے یہ دین کبھی سمجھ آیا ہی نہیں۔۔۔میں جب بھی ہندوستان جاتا تھا وہاں مرزا کے گھر کو لوگ پوجتے نظر آتے تھے۔۔۔چاہے وہ قادیانی ہو۔۔۔عیسائی ہو یا ہندو۔۔۔بالکل شرک والا ماحول ہوتا تھا وہاں کا۔۔۔مگر میں صرف آپ کی وجہ سے خاموشی سے تقلید کرتا رہا۔۔۔مگر اب میرا دل پھر گیا ہے۔۔۔مجھے میرے رب نے ہدایت دی ہے۔۔۔قادیانیت صرف ایک cult ہے۔۔۔جس میں پیسہ کمانے کے لئے لوگوں کو قید کر کے رکھا جاتا ہے۔۔۔آخر ڈیڈ آپ بھی تو اپنا دین بدل کر ہی اتنا امیر ہوئے ہیں ناں۔۔۔"وہ حدید تھا۔۔۔جو دارم صاحب کا سایہ بن کر ہمیشہ رہا۔۔۔صرف خاموش تماشائی بن کر۔۔۔کبھی کسی چیز کی مخالفت نہیں کی۔۔۔۔

کبھی کسی چیز کے خلاف آواز بلند کرنے کی کوشش تک نہ کی۔۔۔صرف اپنے باپ کے پیچھے خاموشی سے چلتا۔۔۔آندھا۔۔گونگا۔۔۔بہرا بن کر۔۔۔

مگر جب آج اس نے آواز بلند کی تو دارم صاحب کو سر سے پاؤں تک پورا ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

زاویار نے دارم صاحب یا ان کی جائیداد میں کبھی بھی کوئی خاص دلچسپی نہیں لی۔۔۔اس لئے زاویار وہ حقائق نہیں جانتا تھا جن سے حدید واقف تھا۔۔۔۔

حدید کی بات سنتے ہی زاویار کے کان کھڑے ہوگئے تھے۔۔۔

زاویار بچپن سے یہ ضرور جانتا تھا کے دارم صاحب نیک صرف بظاہر دنیا کے لئے بنتے ہیں۔۔۔ان کی راتیں تو نہایت سیاہ ہیں۔۔۔مگر اسے اس بات کا ذرا بھی اندازہ نہ تھا کے انھوں نے یہ دولت بھی اپنا دین بدل کر پائی ہے۔۔۔۔

وہ حیرت سے دارم صاحب کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

حدید نے آج حق بلاخوف بیان کیا تھا۔۔۔

"چپ ہوجاؤ۔۔۔دماغ خراب ہوگیا ہے تمھارا۔۔۔اچھا ہوا حوریہ نے تمھارے مرتد ہونے کی اطلاع سب سے پہلے مجھے دی۔۔۔ورنہ تم تو اس پر بھی دباؤ ڈالتے مرتد ہونے کے لئے۔۔۔" دارم صاحب کے انکشاف پر حدید کو ذرا بھی حیرت نہ ہوئی۔۔۔کیونکے جب حدید نے حوریہ کو اپنے اسلام قبول کرنے کی خوشخبری دی تھی۔۔۔تو ساتھ ساتھ اسے اسلام دوبارا قبول کرنے کی دعوت بھی دی تھی۔۔۔۔

مگر اس کا برین واش اس قدر کردیا گیا تھا۔۔۔کے وہ سچے دین کے سامنے ہوتے ہوئے بھی آندھی تھی۔۔۔۔۔۔

"ڈیڈ حوریہ اور مشراز کہاں ہیں ؟؟۔۔۔آپ لوگوں نے انھیں کہاں چھپایا ہے ؟؟" حدید بپھر کر گویا ہوا۔۔۔

"تم مرتد ہوگئ‌ی‌ے ہو۔۔۔پہلے واپس قادیانی ہو۔۔۔پھر تمھیں حوریہ اور مشراز سے ملادیں گے۔۔۔" دارم صاحب قطعی انداز میں کہنے لگے۔۔۔

"میں دوبارا قادیانی کبھی نہیں ہونے والا۔۔۔۔مگر آپ میرے بیٹے اور وائ‌ف کو مجھ سے اسطرح نہیں چھین سکتے۔۔۔" حدید کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔۔وہ چنگھاڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"ہم سب کرسکتے ہیں۔۔۔آج سے بلکے ابھی سے میرا تم سے کوئ‌ی تعلق نہیں۔۔۔۔" دارم صاحب کی آنکھوں میں سور کا بال تھا۔۔۔۔۔وہ دولت کے نشے کے بری طرح عادی ہوچکے تھے۔۔۔۔

وہ اپنے بیٹے کو چھوڑ سکتے تھے مگر دولت اور قادیانیت کو نہیں۔۔۔۔

دارم صاحب کو یقین تھا۔۔۔ان کے حدید کے سر سے ہاتھ کھینچتے ہی۔۔۔اس کے پاس کچھ نہیں بچے گا۔۔۔۔نہ پاؤں کے نیچے زمین۔۔۔نہ سر کے اوپر آسمان۔۔۔۔

"ڈیڈ خون کے رشتے الفاظوں سے ختم نہیں ہوا کرتے۔۔۔۔آپ میرے والد ہیں۔۔۔اور یہ حقیقت کوئ‌ی نہیں بدل سکتا۔۔۔۔۔بس دوکھ تو مجھے اس بات کا ہے کے پیسے کی خاطر آپ اتنا گر جائ‌یں گے۔۔۔۔مجھے اس کی امید نہ تھی۔۔۔۔۔آپ بھی جانتے ہیں اس مذہب میں کوئ‌ی سچائ‌ی نہیں۔۔۔۔کوئ‌ی نورانیت نہیں۔۔۔۔پھر کیوں صرف دنیاوی زندگی کے ل‌ئ‌ے جو صرف چند دنوں کی ہے۔۔۔اپنی دائ‌می زندگی کے آگ میں جلنے اور تڑپنے کا انتخاب کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ایسا نہ کریں ڈیڈ۔۔۔۔مجھے میری فیملی سے ملا دیں۔۔۔۔آپ بھی جانتے ہیں میں اپنے بیٹے کے بغیر نہیں جی سکتا۔۔۔۔اتنا ظلم نہ ڈھائ‌یں اپنی ہی اولاد پر۔۔۔۔" حدید کی آواز روہانسہ تھی۔۔۔۔وہ منتی انداز میں گویا ہوا۔۔۔۔

حدید اچھی طرح واقف تھا کے اس نے کانٹوں بھری زندگی کا انتخاب خود کیا ہے اس یقین کے ساتھ کے دائی می زندگی پھولوں سے سجی ہو گی۔۔۔

وہ پیچھے ہٹنے والا نہیں تھا۔۔۔

زاویار مفلوج ذہن کے ساتھ اپنے بھائی ی اور والد کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔

سمجھنے کی کوشش کررہا تھا۔۔جو آج تک حدید اسے سیکھاتا آیا ہے وہ سچ تھا؟؟؟۔۔۔یا جو وہ اب اعلانیہ بول رہا ہے۔۔۔وہ سچ ہے ؟؟۔۔۔۔

”حدید تمھاری ان جذباتی باتوں کا مجھ پر کوئی ی اثر نہیں ہو گا۔۔۔اگر مشراز کو دوبارا سینے سے لگانا چاہتے ہو تو قادیانیت میں واپس آجاؤ۔۔۔یہی اک واحد رستہ ہے۔۔۔ تمھارا حوریہ اور مشراز سے دوبارا ملنے کا۔۔۔۔“ دارم صاحب جماعت کے بڑے تھے۔۔۔ان کے بڑے بیٹے کا اسلام قبول کرنا۔۔انھیں پوری جماعت کے سامنے جواب دہ بنا دیتا۔۔۔جس کے لئ ے وہ کسی صورت تیار نہ تھے۔۔۔

وہ چاہتے تھے حدید کو جلد سے جلد واپس قادیانیت کی جانب پھیر لیں۔۔۔۔

”میں نے کہ دیا ناں ڈیڈ۔۔میں واپس کفر کی جانب نہیں لوٹنے والا۔۔۔“وہ قطعی انداز میں گویا ہوا۔۔اس کی آنکھیں سرخ انگارے کی طرح لال ہو رہی تھیں۔۔۔

”تو بھول جاؤ کے تم کبھی بھی اب مشراز یا حوریہ سے ملنے والے ہو۔۔“دارم صاحب بھرم سے اک اک لفظ چبا چبا کر کہتے ہوئے۔۔۔وہاں سے جانے لگے۔۔۔

"آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کرسکتے۔۔۔میں آپ کی اپنی اولاد ہوں۔۔۔ڈیڈ ۔۔۔۔۔ڈیڈ۔۔۔۔۔ڈیڈ۔۔۔"اس کی چیخیں پورے لاونج میں گونج رہی تھیں۔۔۔مگر دارم صاحب نے پلٹ کر نہ دیکھا۔۔۔

"ڈیڈ۔۔۔مجھے میری اولاد سے جدا نہ کریں۔۔۔ڈیڈ۔۔۔میں مشراز کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔ڈیڈ۔۔۔۔ڈیڈ۔۔۔"مشراز میں حدید کی جان بسی تھی۔۔۔اس کے بیوی بچے کو اچانک غائب کردیا گیا تھا۔۔۔ظلم اعلی ظلم۔۔۔ستم اعلی ستم۔۔۔۔کے یہ ظلم و ستم ڈھانے والا کوئی غیر نہیں تھا۔۔۔یہ تو اس کا اپنا سگا باپ تھا۔۔۔

"برو۔۔۔سنبھالیں خود کو۔۔۔۔میں ہوں ناں۔۔۔آپ فکر کیوں کرتے ہیں۔۔۔۔میں بھی دیکھتا ہوں کون آپ کو مشراز سے دور رکھتا ہے۔۔۔"زاویار کو اپنے بھائی کی حالت پر ترس آگیا تھا۔۔۔وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دلاسہ و ہمت دیتے ہوئے بولا۔۔۔

دنیا میں اسے سب سے عزیز حدید ہی تو تھا۔۔۔

اسے جب رامین کے اسلام قبول کرنے پر کوئی اعتراض نہیں تھا تو اپنے بھائی کے کیسے ہو سکتا تھا۔۔۔

وہ سیدھا سادہ حدید نہیں تھا جو دارم صاحب کی دھمکی سے ڈر جاتا۔۔۔وہ زاویار تھا۔۔۔اپنے نام کا پورے تھائی لینڈ میں ایک۔۔۔۔جس کے لئے جیل اس کا دوسرا گھر تھی۔۔۔جو ڈھٹائی کی اعلی مقام پر فائز تھا۔۔۔جو بڑے بڑے غنڈوں سے بلاوجہ ہی الجھا کرتا تھا۔۔۔جو پولیس کو اپنے پیچھے صرف فن کے لئے لگایا کرتا تھا۔۔۔

"زاویار۔۔۔ تمھیں پتا ہے اس وقت حوریہ اور مشراز کہاں ہیں؟؟" حدید بکھر گیا تھا۔۔۔وہ اپنے بچے اور بیوی کی جدائی ی سے بھی خوف کھا رہا تھا۔۔۔۔اس نے زاویار سے تیزی سے استفسار کیا۔۔۔

"نہیں۔۔۔بس اتنا پتا ہے وہ انڈیا میں ہیں۔۔۔آپ فکر نہ کریں میں پتا لگا لوں گا۔۔۔بس مجھے تھوڑا سہ وقت دیں۔۔۔" زاویار نے اسے اعتماد میں لیا۔۔۔

"پلیز جلدی۔۔۔میں اپنے بیٹے کو ان اندھیروں میں بھٹکنے نہیں دینا چاہتا۔۔۔۔۔میں چاہتا وہ بھی مسلمان ہو جائے۔۔۔اور تم بھی۔۔۔" حدید کی خواہش سن۔۔۔زاویار اک لمحے کے ل ئ ے سٹپٹا کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"برو۔۔۔دین کے معاملے میں مجھے زبردستی پسند نہیں۔۔۔یہی بات میں آپ سے پہلے کہتا تھا اور یہی اب کہتا ہوں۔۔۔ہم مسلمان ہی ہیں۔۔۔آپ کے مذہب و نظریات بدلنے سے ہم نہیں بدل جائیں گے۔۔۔آپ کو یہ بات سمجھنی چاہیے۔۔۔دین میں زور زبردستی نہیں ہے۔۔۔" زاویار رامین کی وجہ سے مسلمانوں سے خائف تھا۔۔۔۔۔وہ رامین کے دیے ہوئے زخموں کو ابھی تک بھولا نہیں تھا۔۔۔

اوپر سے اس کا کہا وہ آخری جملہ۔۔۔"میں تو آپ سے یہ بھی نہیں کہہ سکتی کے اب ہم جنت میں ملیں گے" اس کی جان جلاتا تھا۔۔۔۔

وہ تو خود رامین کے دلائی ل کی رد میں دلائل کا متلاشی بنا ہوا تھا۔۔۔

وہ الگ بات تھی کے ابھی تک کچھ ہاتھ نہیں آیا تھا۔۔۔

***

"ڈیڈ۔۔ڈیڈ۔۔۔مجھے آپ سے بات کرنی ہے "زاویار دارم صاحب کے پیچھے پیچھے ان کے کمرے تک چلا آیا تھا۔۔مگر وہ اس کی بات سننے کے لئے ذرا بھی تیار نہ تھے۔۔۔

"آپ مجھے اگنور کیوں کررہے ہیں؟؟"دارم صاحب کمرے کا دروازہ بند کرنے لگے تو اس نے غصے سے استفسار کیا۔۔

مگر دارم صاحب نے بجائے جواب دینے کے۔۔اسکے منہ پر دروازہ بند کردیا۔۔۔

"نفرت ہے مجھے اس شخص سے۔۔۔"وہ منہ میں بڑبڑاتے ہوئے۔۔۔دروازے پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے گویا ہوا۔۔

حدید کے اسلام قبول کرنے نے۔۔۔اسے الجھا دیا تھا۔۔۔

حقائق کی تلاش اب پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہوگئی تھی۔۔۔

حدید گھر چھوڑ کر جارہا تھا۔۔۔۔

زاویار اسے روکنے کی ہر ممکن کوشش کررہا تھا۔۔مگر وہ رکنے کے لئے راضی نہ ہوا۔۔۔

زاویار دارم صاحب سے بات کرنا چاہتا تھا۔۔حدید کو روکنے کے حوالے سے۔۔۔

مگر وہ تو مانو پتھر کے بنیں ہوں۔۔۔انھیں کوئی فرق نہیں پڑھ رہا تھا حدید کے گھر چھوڑ کے جانے پر۔۔۔جبکے زاویار پاگل ہوئے جارہا تھا اپنے بھائی کی خاطر۔۔۔

پہلے رامین۔۔۔پھر مشراز اور اب حدید۔۔۔سب اک اک کر کے اسے تنہاء چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔

اس نے غموں کو سینے سے لگا کر مسکرانا سیکھا ہی اپنی فیملی کی خاطر تھا۔۔۔مگر آج اس کی پوری فیملی بکھر کر رہ گئی تھی۔۔۔

قصور وار کس کو ٹھہرائے وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔

نہ وہ حدید کو روک پارہا تھا۔۔نہ دارم صاحب کو اسے روکنے پر قائل کر پارہا تھا۔۔۔

مشراز اور حدید کے بغیر زندگی کا تصور بھی مشکل تھا اس کے لیے۔۔۔۔

حق اور باطل کی جنگ اس کے گھر کے ستون کو ہلا گئی تھی۔۔۔

"برو۔۔۔میری بات سنیں۔۔مت جائیں پلیز۔۔۔۔برو۔۔۔آپ کے بغیر دم گھٹ جائے گا میرا اس گھر میں۔۔۔"وہ حدید کا ہاتھ پکڑ کر منتی انداز میں گویا ہوا۔۔۔

"نہیں۔۔۔میں یہاں اب نہیں رک سکتا۔۔۔تم نے سنا نہیں انھوں نے کیا کہا۔۔۔میں اب ان کا بیٹا نہیں۔۔۔صرف ایک مرتد ہوں۔۔۔مجھے یقین نہیں آتا۔۔۔پیسہ و منصب کسی کو اتنا اندھا کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے ہی بیٹے پر ظلم ڈھانے لگے۔۔۔"حدید کا دل چھلنی ہو گیا تھا۔۔۔دارم صاحب سے اسے اتنی سفاکیت کی امید نہ تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں نمی جھلک رہی تھی۔۔۔

انھوں نے باپ بیٹے کے رشتے کا بھی ذرا لحاظ نہ رکھا تھا۔۔۔

"تو ٹھیک ہے۔۔۔میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔۔۔"زاویار اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔ تم گھر پر ہی رکو۔۔ کیونکے ڈیڈ کے علاوہ کوئی ی نہیں جانتا کے مشراز اور حوریہ کو انڈیا میں کہاں بھجوایا گیا ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے حوریہ اور مشراز کو میرے جانے کے بعد ڈیڈ واپس بلا لیں۔۔۔" حدید کی سادگی پر زاویار سر جھٹکنے لگا۔۔۔

وہ اس کی امید توڑنا نہیں چاہتا تھا اس لئے اثبات میں سر ہلانے لگا۔۔۔

*****----***** 🔥🔥🔥🔥

پندرہ دن گزر گئے تھے۔۔۔ حدید پاگلوں کی طرح اپنے بیوی اور بچے کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔۔۔

اس کی جماعت کا ہر بندہ یہی کہ کر اسے واپس لوٹا دیتا کے تم مرتد ہو گئے ہو۔۔۔ صرف ایک ہی صورت ہے تمھارے اپنے بیوی بچے سے ملنے کی۔۔۔ کے تم واپس قادیانیت میں شامل ہو جاؤ۔۔۔

جس کے لئے حدید کسی صورت تیار نہیں تھا۔۔۔

*****----***** 🔥🔥🔥🔥

زاویار کی نظر دارم صاحب کے سیل پر تھی۔۔۔

اسے یقین تھا حوریہ دارم صاحب سے رابطے میں ہو گی۔۔۔

بھلے ہی اس کا سیل سوئچ اف آرہا ہے مگر کوئی دوسرا رابطہ ضرور ہو گا ان لوگوں کے درمیان۔۔۔

دارم صاحب نہانے گ ئ ی ے ہوئے تھے۔۔۔ان کی وائ ف گارڈن میں پھولوں کو مالی سے پانی دلوا رہی تھیں۔۔۔

یہ ایک سنہرا موقع تھا۔۔۔۔

زاویار دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

سیل پر پاس ورڈ دیکھ۔۔۔"کیا پاس ورڈ ہوسکتا ہے؟؟۔۔۔سوچ زاویار سوچ۔۔۔"اس نے اندازے کے مطابق اپنی دوسری ماں کے برتھ ڈے کی تاریخ کا پارس ورڈ لگایا۔۔۔

مگر وہ غلط نکلا۔۔۔۔

دوسرا پاس ورڈ حدید کی سالگرہ کا لگایا۔۔۔۔

وہ بھی نہ لگا۔۔۔۔

وہ باربار واش روم کے دروازے کو بھی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اسے شدت سے خوف لاحق تھا کے دارم صاحب کو اس کے عمل کی خبر نہ ہوجائے۔۔۔۔

"افففف۔۔۔۔کیا ہوسکتا ہے پاس ورڈ؟؟"وہ جھنجھلاتے ہوئے بولا۔۔۔۔اچانک ذہن میں اپنی ماں کی برتھ ڈے کا خیال آیا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔۔۔۔مگر ایک بار لگا کر دیکھنے میں کیا حرج ہے۔۔ویسے بھی میرے ذہن میں اور کچھ نہیں آرہا۔۔۔اگر یہ لگ گیا تو کوئی ی کرشمہ ہی ہوگا۔۔۔۔"وہ کہتے ہوئے پاس ورڈ ڈائی ل کرنے لگا۔۔۔۔

یہ دیکھ بری طرح چونکا کے پاس ورڈ درست نکلا تھا۔۔۔۔

اس کے تو گمان میں بھی کبھی نہیں گزرا تھا کے دارم صاحب کو اسکی ماں کی سالگرہ کی تاریخ یاد ہو گی۔۔۔

دوسرا جھٹکا سیل کی چمکتی ہوئی اسکرین کو دیکھ کر لگا۔۔۔ جس پر اسکی ماں کی جوانی کی تصویر سیٹ تھی۔۔۔۔

"اس شخص کو میری مام یاد ہے ؟؟" وہ بے یقینی کے عالم میں تھا۔۔۔

اس نے اپنی ماں کی وفات کے بعد کبھی دارم صاحب کے منہ سے انکا ذکر تک نہیں سنا تھا۔۔۔

مگر یہ دیکھ حیران تھا کے سیل کی اسکرین پر انھی کی تصویر لگا رکھی ہے۔۔۔

سیل کی اسکرین پر عموما انسان وہ تصویر لگانا پسند کرتا ہے جو اسے بہت پسند ہو۔۔۔یا جسے وہ بار بار دیکھنا چاہتا ہو۔۔۔یا جو اسکی آنکھوں کو خوبصورت لگتی ہو۔۔۔

اور وہ تصویر دارم صاحب کے لئے اتنے سال گزرنے کے بعد بھی اسکی ماں کی تھی۔۔۔

اک دو لمحوں کے لئے مبہوت ہوکر اپنی ماں کی تصویر دیکھنے لگا۔۔۔

پھر اپنا ضروری کام یاد آیا۔۔جس کے لئے وہ یہاں آیا تھا۔۔۔

۔۔تیزی سے کال کی history اوپن کی۔۔۔

ایک نمبر ان کچھ دنوں میں کافی مرتبہ ڈائل کیا گیا تھا۔۔۔جو بغیر کسی نام کے سیف تھا۔۔۔

اس کے کان واش روم کی جانب ہی لگے ہوئے تھے۔۔۔جسے ہی شاور بند ہوا۔۔۔زاویار الرٹ ہوگیا۔۔۔

وہ سمجھ گیا تھا دارم صاحب اب باہر نکلنے والے ہیں۔۔۔

اس نے تیزی سے اس نمبر کو اپنے سیل میں سیف کیا۔۔اور سیل واپس ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر ۔۔۔دبے پاؤں باہر نکل گیا۔۔۔۔

دارم صاحب جیسے ہی نہاء کر نکلے۔۔۔کمرے میں زاویار کے پرفیوم کی مہک ان کی ناک کو لگی۔۔۔

"زاویار "وہ بے ساختہ بولے۔۔۔۔

زاویار بہت تیز پرفیوم لگایا کرتا تھا۔۔۔

دارم صاحب صرف پرفیوم کی مہک سے جان گ ئ ے تھے کے کمرے میں زاویار آیا تھا۔۔۔۔

انھوں نے تیزی سے ڈریسنگ پر رکھا اپنا سیل اٹھایا۔۔۔۔

اگلے ہی لمحے۔۔۔ذہن میں خیال آتے ہی وہ پُرسکون ہوگ ئ ے۔۔۔۔کہ زاویار کے گمان میں بھی کبھی یہ پاس ورٹ نہیں آسکتا۔۔۔۔

انہیں یقین تھا کہ زاویار جو انفارمیشن یہاں لینے آیا تھا وہ نہیں لے جا سکا ہو گا

"ہیلو۔۔۔ہاں اک نمبر سینڈ کر رہا ہوں۔۔۔جلد سے جلد مجھے اس کی لوکیشن معلوم کرکے بتاؤ۔۔۔"زاویار نے اپنے جاننے والے اک بندے کو لوکیشن ٹریس کرنے کے کام پر لگا دیا تھا۔۔۔

"بس اتنی سی بات۔۔۔۔ سمجھ ہوگیا۔۔۔۔"وہ زاویار کو پُراعتماد ہوکر بولا۔۔۔

****-----*****

لنچ ٹائ م چل رہا تھا۔۔۔

وہ آفس کے پاس ہی ایک خوبصورت ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے گیا۔۔۔۔۔

وہ اکثر اسی ریسٹورنٹ میں آیا کرتا تھا۔۔۔

۔۔۔وہ آوڈر دے چکا تھا۔۔۔

وہ آج کل غیر جانبدار ہو کر قادیانی کتب کا مطالعہ کرنے لگا تھا۔۔۔

آوڈر دینے کے بعد۔۔۔اپنے سیل پر (معیار : قادیانیوں کی کتاب) اون لائن پڑھ رہا تھا۔۔۔

معیار کے صفحہ نمبر ۱۳ پر لکھا جملہ جو حضرت عیسی کی شان میں سخت گستاخی تھا۔۔پڑھ کر حیران ہوا۔۔۔

(معیار صفحہ ۱۳ : اے عیسائی مِشنریو ! اب ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔۔۔)...(معاذ اللہ)

(پھر معیار کے صفحہ نمبر ۱۳ , ۱۴ پر پڑھا : خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا۔۔۔جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔۔۔اور اُس نے اِس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔۔تا یہ اشارہ ہو کے عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنی غلام سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔۔۔یعنی وہ کیسا مسیح ہے۔۔۔جو اپنے قریب اور شفاعت کے مرتبے میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے۔۔۔).....[معاذ اللہ].....

ان جملوں کو پڑھتے ہی اسے رامین کا کہا جملہ یاد آیا تھا۔۔۔کے مرزا احمد نبیوں کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔۔۔

کیا انبیا کرام کی شان میں گستاخی کرنے والا شخص نبی ہو سکتا ہے؟؟۔۔۔وہ اب سوچنے پر مجبور ہوا تھا۔۔۔

اسے رامین کی باتیں سچی لگنے لگی تھیں۔۔۔جبکے دلی طور پر وہ صرف اپنی بھاگی ہوئی ی دولہن کو شکست دینے کے ل ئے اتنی محنت کر کے مطالعہ کر رہا تھا۔۔۔۔تا کے اسے منہ توڑ جواب دے سکے۔۔۔۔

مگر اب اسکی بات میں صداقت دیکھ۔۔۔۔زاویار کا دل کھٹا ہو گیا تھا اس کتاب سے۔۔۔۔

۔اسنے مزید آگے پڑھنے کے بجائے۔۔۔

وہ کتاب چھوڑ کر اب اپنی دوسری کتاب (کشتیِ نوح) کھولی ....

آوڈر آ چکا تھا۔۔۔۔مگر اس کا پورا focus اب صرف مطالعے پر تھا۔۔۔

(کشتیِ نوح صفحہ نمبر ١٦ : خدا نے مجھے خبر دی ہے مسیحِ محمدی مسیحِ مُوسوِی سے افضل ہے).....

یہ اتفاق تھا یا اس کی چمکتی ہوئی ی قسمت۔۔۔اس کتاب میں بھی وہی باتیں تھیں جن سے وہ بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔انبیاء کرام کی شان میں گستاخی۔۔۔۔

رامین کے کہے جملے ایک بار پھر ذہن کو جھنجھوڑنے لگے۔۔۔۔

وہ ابھی بھی با ضد تھا کے وہ درست اور رامین غلط ہے۔۔۔۔

اسنے تیزی سے صفحے آگے کر دئیے۔۔۔۔صفحہ ٥٦ پر آکر ہاتھ رکا۔۔۔۔اور پڑھنا شروع کیا۔۔۔۔

(کشتیِ نوح صفحہ نمبر ٥٦ : مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیحِ مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کلام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔۔۔۔اور وہ شان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھا سکتا)..........(معاذ اللہ)

"افففف۔۔۔۔۔یہ کیا ہے ؟؟۔۔۔۔"وہ اپنا سر پکڑ رہا تھا۔۔۔۔

اس نے یہ کتاب بھی چھوڑ دی۔۔۔

اب کے۔۔۔ لسٹ میں موجود کشتیِ نوح کتاب کے نیچے شو ہونے والی کتاب ضمیمہ انجام آتھم کھولی۔۔۔

اور پڑھنا اسٹارٹ کردیا۔۔۔

وہ پڑھنے میں اتنا مگن ہوگیا تھا کے کھانا ٹھنڈا ہوچکا تھا رکھے رکھے۔۔۔ مگر اسے کچھ خبر نہ تھی۔۔۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷ : آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی۔۔۔شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّیِ مناسبت درمیان ہے۔۔ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کے وہ اسکے سر پر ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی ی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے۔۔اور اپنے بالوں کو اسکے پیروں پر ملے۔۔۔ سمجھنے والے سمجھ لیں ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔۔۔)...[معاذ اللہ۔۔۔]......

{"میرے حضور کی سیرت پڑھی ہے کبھی؟؟۔۔۔ یہ چھوڑئیں کبھی مرزا احمد قادیانی کی سیرت کے متعلق جاننے کی کوشش کی ہے؟؟۔۔۔ اپنے باپ کی پینشن لے کر بھاگ جانے والا۔۔۔۔ عورتوں سے اپنے ہاتھ پاؤں دبوانے والا۔۔۔ گالیاں بکنے والا۔نبیوں کی شان میں گستاخی کرنے والا۔۔۔ خصوصا حضرت عیسی علیہ السلام کی۔۔۔۔۔ اور مریم علیہ السلام کی۔۔۔ ایسا شخص اک نبی ہوسکتا ہے ؟؟۔۔۔ کبھی ان کی سیرت کا مطالعہ غیر جانبدار ہوکر کریں۔۔۔ تو آپ کو مرزا صاحب کے دعویٰ جات نہ صرف تضادات کا شاہکار نظر آئیں گے۔۔۔۔ بلکے نبیوں کی گستاخیوں سے بھرے ہوئے دیکھائی دیں گے۔۔۔ ہوسکتا ہے اس کے بعد آپ کی آنکھوں پر بندھی ہوئی اندھی تقلید کی پٹی

اتر جائے۔۔۔"۔}۔۔۔حُسنِ مجسم کے کہے جملے بار بار ذہن پر ہتھوڑے کی طرح برس رہے تھے۔۔۔۔

(میں نہ مانو)۔۔۔۔اِن لوگوں سے کوئی ی نہیں جیت سکتا۔۔۔۔اور زاویار اِس وقت میں نہ مانوں بنا ہوا تھا۔۔۔۔

جھنجھلا کر یہ کتاب بھی بند کردی۔۔۔۔

اس کا موڈ بری طرح اف ہوگیا تھا۔۔۔۔

"سر۔۔۔" ویٹر اس کے پاس آکر کچھ کہنے والا ہی تھا۔۔۔کے اسنے کہنے سے قبل ہی ہاتھ سے جانے کا اشارہ کردیا۔۔۔

وہ اثبات میں سر ہلا کر چلا گیا۔۔۔

"کیوں میں اسکے دلائل کی رد میں جوابِ دلائل نہیں ڈھونڈ پارہا؟؟؟۔۔۔۔۔۔۔۔کیوں ہر ن ئی ی کھلنے والی کتاب اسی witch کے دلائل کو مزید پکا کر رہی ہے ؟؟۔۔۔۔۔کیوں؟؟۔۔۔آخر کیوں؟؟"وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے۔۔۔پریشان ہوکر بڑبڑایا۔۔۔

پر ہار ماننے کے ل ئی ے تیار نہ ہوا۔۔۔۔

ہر کھلنے والی کتاب اسے روشنی کی جانب کھینچ رہی تھی۔۔۔حق کی جانب۔۔۔صداقت کی جانب۔۔۔۔

ہر کتاب رامین کے دیے ہوئے دلائل کو پکتا کر رہی تھی۔۔۔۔

عجب بے بسی تھی اس لمحے زاویار کی۔۔۔۔جس سے بھاگ رہا تھا وہی چیزیں اور زیادہ سامنے آرہی تھیں۔۔۔۔

چوتھی کتاب کھولی۔۔۔انجامِ آتھم

اسے وقت کا ذرا بھی اندازہ نہ تھا۔۔۔

(انجامِ آتھم صفحہ ۶ : حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا)........(صفحہ نمبر ۷ : اس زمانے میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے آپ سے کوئی معجزہ ہوا بھی تو وہ آپ کا نہیں۔۔اس تالاب کا ہے۔۔۔آپ کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے کچھ نہ تھا.)......معاذ اللہ۔۔۔ثمہ معاذ اللہ۔۔۔۔

اس جملے میں تو حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات سے صاف انکار تھا۔۔۔

زاویار اس کتاب کے شروع کے صفحات پڑھ کر ہی اپنا سر پکڑنے لگا۔۔۔

{"آپ کو علم بھی ہے قادیانیوں کی تقریبا 80 سے زائد کتابیں ہیں۔۔آپ انھیں پڑھیں تو آپ کو خبر ہو کے آپ کے مرزا صاحب خدا کے کلام کے متعلق کیا کہتے ہیں۔۔[انجام آتھم صفحہ ۲۸۔۲۶ میں لکھتا ہے۔۔{قرآن کریم میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن کریم سخت زبان کے طریق کو استعمال کررہا ہے}...(.معاذ اللہ)..........اور اپنی" براہین احمدیہ" کی نسبت "ازالہ" صفحہ ۵۳۳ میں لکھتا ہے۔۔۔{براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے}۔۔۔۔قرآن کریم جو مکمل ضابطہ حیات ہے۔۔۔جو خدا کا کلام ہے۔۔۔اس کے لے کس طرح کے توہین آمیز الفاظ استعمال کررہا ہے یہ شخص۔۔۔۔کیا ایسا شخص نبی ہوسکتا ہے ؟؟۔۔۔"}....رامین کا کہا ایک ایک جملہ اسکے کانوں میں گونجنے لگا۔۔۔

انجام آتھم کا صفحہ ۲۶۔۲۸ نکال کر حُسنِ سراپا کی دیے ہوئے دلائل کی تصدیق خود کرنے لگا۔۔۔

یہ دیکھ کر بری طرح ٹوٹا۔۔۔کے حُسنِ مجسم کے دیے ہوئے دلائل بالکل صدق پر مبنی تھے۔۔۔

کتاب میں ہو بہو وہی جملے لکھے تھے جو رامین نے اپنی دلیل میں کہے تھے۔۔۔

"سر۔۔"ویٹر نے نہایت لچک دار انداز میں اسے مخاطب کرنا چاہا۔۔۔

"کیا پربلم ہے؟؟۔۔کیوں باربار تنگ کر رہے ہو؟؟۔"زاویار نہایت جھنجھلا کر ویٹر سے ابرو اچکا کر استفسار کرنے لگا۔۔

"سر۔۔سوری۔۔مگر۔۔۔ریسٹورنٹ بند کرنے کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔"ویٹر کو ناگوار گزرا تھا زاویار کا اس سے جھنجھلا کر پوچھنا۔۔مگر اپنے غصے کو ضبط کرتے ہوئے۔۔۔نرمی سے جواب دہ ہوا۔۔

"واٹ؟؟۔۔۔"زاویار کو اسکی پر جھٹکا سہ لگا۔۔۔

اسنے تیزی سے سیل کی اسکرین پر ٹائم چیک کیا۔۔۔رات کے بارہ بج رہے تھے۔۔۔

اسے اپنے سیل کی گھڑی پر بھی یقین نہ آیا۔۔اسنے بےیقینی سی کیفیت میں باہر کی جانب دیکھا۔۔۔شیشے سے باہر لائیٹیں جلتی ہوئی نظر آرہی تھیں۔۔۔آسمان پر تاریکی چھائی تھی۔۔۔۔

"او۔نو۔۔۔مجھے تو وقت کا اندازہ ہی نہیں ہوا۔۔میری تو بہت ضروری میٹنگ تھی۔۔۔اب تو مجھے باس چھوڑنے والا نہیں۔۔۔witch۔۔۔یہ سب تمھاری غلطی ہے۔۔۔ایک بار سامنے آجاؤ تم میرے۔۔۔میں تمھیں جان سے مار دوں گا۔۔۔"وہ اپنا سارا نزلہ رامین پر گرا رہا تھا۔۔منہ میں مسلسل بڑبڑاتے ہوئے اپنا سیل اف کر کے تیزی سے ریسٹورنٹ سے باہر نکلا۔۔۔

اس نے سیل 🚫 do not disturb پر لگایا ہوا تھا۔۔اس لئے آفس کی جانب سے آنے والی کالز اسے وصول ہی نہیں ہوئیں۔۔۔

وہ آفس سے اپنا بریف کیس لے کر گھر لوٹ آیا۔۔۔

پورے دن دلائل ڈھونڈتے ڈھونڈتے گزرا تھا۔۔جس کے سبب اب اس کا سر بھاری محسوس ہورہا تھا۔۔۔

وہ فریش ہوکر بیڈ پر آکر لیٹ گیا...کچھ ہی دیر میں نیند نے اسے اپنی آغوش میں بھر لیا۔۔۔

****----******

وہ گہری نیند میں تھا جب سیل کے مسلسل رنگ ہونے کی آواز اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرا رہی تھیں۔۔۔

نیند میں ہی سیل ڈھونڈتے ہوئے۔۔۔وہ ہاتھ بیڈ پر اِدھر اُدھر مارنے لگا۔۔۔

پھر نیند میں ہی کال ریسیو کرکے۔۔۔سیل کان سے لگا لیا۔۔۔

"ہیلو۔۔۔"

"ہمارا فریج کام نہیں کررہا۔۔"دوسری جانب سے آنے والی آواز نسوانی تھی۔۔۔جو نہایت غصے میں معلوم ہورہی تھی۔۔۔

"تو میں کیا کروں؟؟"وہ الجھ کر بولا۔۔۔

"کیا کروں مطلب؟؟۔۔یہ آپ کی کمپنی کا فریج ہے۔۔۔اسے بالکل ٹھیک کرکے دیں ہمیں۔۔۔ہم غریبوں کی بددعا لگے گی تم جیسے امیر زادوں کو۔۔۔۔ارے اتنی محنت سے ہم دونوں روم میٹس کما کر اپنا گزارا کرتے ہیں۔۔۔اور تمہاری کمپنی کا فریج آئے دن خراب ہوجاتا ہے۔۔۔اسے صحیح کرانے میں ہمارے پورے مہینے کی سیلری لگ جاتی ہے۔۔۔میں اسے دو تین بار ٹھیک کرا چکی ہوں۔۔۔مگر اب

نہیں۔۔۔یا تو آپ اسے بالکل ٹھیک کرکے ہمیں دیں یا پھر اسکے بدلے نیا فریج دیں۔۔۔ورنہ میں آپ کی کمپنی پر کیس کردوں گی۔۔۔۔آپ جیسے امیروں کو کیا پتا۔۔۔انسان کتنی محنت کرتا ہے۔۔۔جب جاکر مہینے کی سیلری ہاتھ آتی ہے۔۔۔اور۔۔۔۔" وہ لڑکی نون۔اسٹاپ زاویار کو سنائے چلی جارہی تھی۔۔۔

پھر اسے محسوس ہوا کے دوسری سمت سے خراٹوں کی آوازیں آ رہی ہیں۔۔۔جس پر وہ جزبز ہوکر۔۔۔"آپ سو رہے ہیں؟؟۔۔۔۔آپ سیرس نہیں لے رہے میری کمپلین کو۔۔۔کوئی بات نہیں۔۔۔جب میں آپ کی کمپنی کے خلاف کیس کرؤں گی ناں۔۔۔تب پتا چلے گا آپ کو۔۔۔" وہ لڑکی بپھر کر سیل پر چیختے ہوئے بولی۔۔۔

اس کے چیخنے کے سبب زاویار کی آنکھ کھلی۔۔۔

نیند کے خمار کے سبب اس نے کچھ باتیں سنیں تھیں اور کچھ نہیں۔۔۔

"پہلے تو میم آپ کا بہت شکریہ۔۔۔مجھے راتوں رات ایک کمپنی کا مالک بنانے کے لئے۔۔۔ورنہ میں تو ہمت ہی ہار بیٹھا تھا۔۔۔اوپر سے میرا کھڑوس باس۔۔۔۔اور اس کی نون اسٹاپ انسٹرکشنز ۔۔۔۔مگر ایک بات سمجھ نہیں آئی۔۔۔میں گیمز پروگرام کرتے کرتے فریج کی کمپنی کیسے کھول بیٹھا۔؟؟۔۔" زاویار آنکھیں مسل کر۔۔۔سامنے وال پر لگی واچ کو دیکھتے ہوئے۔۔۔دانستہ طور پر گویا ہوا۔۔۔۔

"کیا مطلب ؟؟" وہ لڑکی ناسمجھی سے پوچھنے لگی۔۔۔

"مطلب۔۔۔جس کمپنی کے مالک سے آپ بات کرنا چاہ رہی ہیں۔۔۔وہ میرے ڈیڈ ہیں۔۔میں نہیں۔۔۔"اس نے صاف گوئی ی

سے جواب دے کر کال کاٹنا چاہی۔۔۔۔

"اوو۔۔۔۔تو آپ کمپنی کے مالک کے بیٹے ہیں۔۔۔پھر تو بھلا ہو اس شخص کا جس نے مجھے آپ کا نمبر دیا۔۔آپ کے ڈیڈ کی کمپنی کے فریج نہایت ہی بے کار ہیں۔۔۔آپ کو۔۔"وہ ابھی بول ہی رہی تھی کے زاویار جھنجھلاکر بات کاٹتے ہوئے۔۔۔

"اسکیوزمی۔۔۔میرا اس کمپنی سے کوئی ی واسطہ نہیں۔۔۔تو آپ مجھے رات کے ا بجے کال کر کے کیوں سنا رہی ہیں؟؟۔۔۔"

"تو پھر کس سے کمپلین کروں؟؟۔۔۔میں پریشان ہوگ ئی ہوں۔۔۔اپنے پورے مہینے کی سیلری میں اس فریج کو باربار ٹھیک کرنے پر نہیں لگا سکتی۔۔۔"وہ تیزی سے جواب دہ ہوئی ی۔۔۔اس کا لہجہ بتا رہا تھا وہ کافی پریشانی کے عالم میں ہے۔۔۔

"افففف۔۔۔۔"زاویار اس کا جواب سن۔۔۔۔ایک گہرا سانس ہوا میں خارج کرتے ہوئے۔۔۔اٹھ کر بیٹھا۔۔۔۔

"میم۔۔۔میں نے آپ سے کہا ناں میرا اس کمپنی سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔آپ کے فریج کے ساتھ ایک فائی‌ل بھی ملی ہوگی۔۔۔۔اس فائی‌ل کے فرسٹ پیج پر دیکھیں۔۔۔۔اس پر کمپلین سینٹر کا نمبر موجود ہوگا۔۔۔۔اس نمبر پر کمپلین کریں۔۔۔اور جتنا مجھے سنا رہی ہیں اس سے ڈبل انھیں سنائی‌یں۔۔۔اوکے۔۔۔۔گڈ نائی‌ٹ۔۔۔"زاویار نے منہ بسور کر کہنے کے بعد کال کاٹ دی۔۔۔

وہ سیل سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر واپس سو گیا۔۔۔

ایک گھنٹے بعد پھر سیل رنگ ہونے لگا۔۔۔

"ہیلو۔۔۔"اس نے نیند میں ہی سیل اٹھا کر کان سے لگا کر کہا۔۔۔

"کمپلین سینٹر والے کال ریسیو نہیں کر رہے۔۔میں ایک گھنٹے سے انھیں کال ملا رہی ہوں۔۔"وہ پریشان ہو کر بولی۔۔۔

"واٹ؟؟۔۔۔"زاویار نے سامنے دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھ حیرت سے کہا۔۔۔"رات کے 2:30 بج رہے ہیں میم۔۔۔"وہ خاصہ جتاتے ہوئے بولا۔۔۔

"مجھے پتا ہے کیا ٹائم ہو رہا ہے۔۔۔"وہ جواباً چڑتے ہوئے بولی۔۔۔

"جب آپ کو علم ہے کہ کیا ٹائم ہو رہا ہے۔۔تو آپ کو یہ بھی پتا ہو گا کے رات کے ڈھائی بجے انسان سوتے ہیں۔۔۔"وہ جزبز ہو کر گویا ہوا۔۔۔

"آپ مجھ پر غصہ کر رہے ہیں؟؟"وہ لڑکی کمر پر ہاتھ ٹکا کر۔۔۔ابرو اچکا کر پوچھنے لگی۔۔۔

"نہیں میم۔۔۔میں صرف آپ کو احساس دلانے کی کوشش کر رہا ہوں کے آپ رات کے ڈھائی بجے کسی سوتے ہوئے شخص کو بار بار تنگ کر رہی ہیں۔۔۔"زاویار نے اپنا غصہ بمشکل ضبط کرتے ہوئے۔۔۔نرمی سے جواب دیا۔۔۔

"میں آپ کو تنگ کر رہی ہوں۔۔۔یا آپ لوگ ہمیں تنگ کر رہے ہیں۔۔۔۔۔وارنٹی دس سال کی دے رہے ہیں اور چل یہ ایک سال بھی نہیں رہا ہے۔۔۔۔۔"وہ غصے سے بولی۔۔۔

زاویار کا دل چاہا اپنا سر دیوار سے دے مارے۔۔۔

"افففف۔۔۔عجیب پاگل ہے۔۔۔"اس نے کہ کر کال پھر کاٹ دی۔۔

اس نے سیل سائلنٹ موڈ پر کر دیا۔۔۔اور آرام سے سو گیا۔۔۔

"آپ نے میری کال کیوں ڈسکنکٹ کی ؟؟"

"آپ کال ریسیو کریں۔۔۔"

"میں آپ کی کمپنی پر کیس کر دوں گی"

"میں نے کہا کال ریسیو کریں"مسلسل میسجز آتے رہے۔۔۔

جب زاویار کی صبح آنکھ کھلی۔۔۔

تو اپنے سیل پر اس لڑکی کی ۴۵ مس کالز دیکھ کر سر پکڑنے لگا۔۔۔

"کیا یہ پاگل لڑکی پوری رات مجھے کالز ہی کرتی رہی۔۔"وہ سر نفی میں جھٹکتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔۔۔۔

سیل واپس ٹیبل پر رکھ۔۔۔واش روم کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

–––––**❤❤❤❤

دارم صاحب ان کی وائی‌ف اور زاویار ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔جب دارم صاحب کا سیل رنگ ہوا۔۔۔

انھوں نے کال ریسیو کی۔۔۔

"واٹ؟؟۔۔۔حدید Rabwa چناب نگر پہنچا ہوا ہے۔۔۔کب سے ؟؟۔۔۔۔"دارم صاحب کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گ‌ئی‌یں تھیں یہ اطلاع ملتے ہی۔۔۔

جبکے زاویار ان کی بات سننے کے باوجود اطمینان سے بیٹھ کر ناشتہ کر رہا تھا۔۔۔

٭٭٭

دارم صاحب ان کی وائ‌ف اور زاویار ناشتہ کررہے تھے۔۔۔جب دارم صاحب کا سیل رنگ ہوا۔۔۔ انھوں نے کال ریسیو کی۔۔۔

”واٹ؟؟۔۔۔۔حدید Rabwa چناب نگر پہنچا ہوا ہے۔۔۔کب سے ؟؟۔۔۔۔“دارم صاحب کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گ‌ئ‌ی‌ں تھیں یہ اطلاع ملتے ہی۔۔۔

جبکے زاویار ان کی بات سننے کے باوجود اطمینان سے بیٹھ کر ناشتہ کر رہا تھا۔۔۔

قادیانیوں کا اصل مرکز ہندوستان میں ہے۔۔۔(گرمکھی)بھارت کا ایک شہر جو ضلع گرداسپور میں واقع ہے۔۔۔یہ مرزا غلام احمد کی جائے پیدائش اور مدفن ہونے کی وجہ سے مشہور ہے

حوریہ اور مشراز کو Rabwah چناب نگر میں۔۔۔جو پاکستان میں مرکز ہے قادیانیوں کا۔۔۔وہاں پہنچا دیا گیا تھا۔۔۔۔

مگر اس بات کا علم سوائے دارم صاحب کے کسی کو نہ تھا۔۔۔

لیکن ابھی انھیں خبر دی گ‌ئ‌ی تھی کے حدید اس مقام پر اپنی فیملی کو لینے پہنچا ہوا ہے۔۔۔

یہ خبر دارم صاحب کے ہوش اڑا گ‌ئ‌ی تھی۔۔۔۔۔

”وہ میرا بیٹا ہے۔۔۔اسے ہاتھ لگانے کی ہمت بھی مت کرنا۔۔۔۔۔وہ مرتد ہوگیا ہے میں جانتا ہوں۔۔۔مگر میں خود اسے ہینڈل کرلوں گا۔۔۔تم لوگ اس کے ساتھ کچھ نہیں کرؤ گے۔۔۔“دارم صاحب زور سے فون پر دھاڑے۔۔۔

"ہیلو۔۔۔ہیلو۔۔۔" دوسری جانب سے کال ڈسکنکٹ ہوگئی تھی۔۔۔جس پر وہ ہیلو ہیلو کرتے رہ گئے۔۔۔

انکی بات سن۔۔۔زاویار پریشان ہوا۔۔۔مگر چہرے پر کوئی تاثر نہ آنے دیا۔۔۔

"تم۔۔۔تم نے پہنچایا ہے ناں حدید کو پاکستان۔۔۔" وہ پوچھ نہیں رہے تھے۔۔۔دعوی کر رہے تھے۔۔۔ان کی آنکھیں سرخ انگارے کی مانند لال ہوگئیں تھیں۔۔۔

زاویار نے دارم صاحب کو اس سے زیادہ غصے میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔

"نہیں تو۔۔۔" وہ اطمینان سے جواب دہ ہوا۔۔۔

آنکھوں میں آنکھیں ڈال نہایت صفائی سے جھوٹ بول رہا تھا۔۔۔

دارم صاحب اچھی طرح واقف تھے۔۔۔زاویار چلتے کو چونا لگانے والوں میں سے ہے۔۔۔

" میرے پاس تم سے بحث کرنے کا وقت نہیں ہے۔۔۔۔مگر اتنا ضرور کہوں گا۔۔۔کے اس وقت میں فیصلہ نہیں کرپارہا۔۔۔تمھاری اس بےوقوفی پر تمھیں کوسوں یا اپنی قسمت پر ماتم کرؤں۔۔۔" دارم صاحب ایک ایک لفظ چباچبا کر بولے۔۔۔۔۔ان کے کہے جملے اسے الجھا گئے تھے۔۔۔

دارم صاحب اس وقت کو شدت سے کوس رہے تھے جب انھیں زاویار کی مہک اپنے کمرے میں محسوس ہوئی تھی۔۔۔مگر انھوں نے اپنے سیل کے پاسپورٹ پر زاویار کی ذہانت سے زیادہ یقین کرلیا تھا۔۔۔

"اگر حدید کو کچھ بھی ہوا تو ذمہ دار تم ہو گے زاویار۔۔۔" دارم صاحب آگ بگولہ ہو کر اسے دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔

زاویار نا سمجھی سے انھیں دیکھنے لگا۔۔۔

دارم صاحب تیزی سے اٹھ کر باہر کی جانب جانے لگے۔۔۔ ساتھ ساتھ وہ کسی کو کال بھی ملا رہے تھے۔۔۔

"زاویار یہ کیا کیا تم نے؟؟۔۔۔ تمھیں پتا بھی ہے۔۔۔ چناب نگر میں مرتد کی سزا جان سے مار دینا ہے۔۔۔ وہاں آندھا قانون چلتا ہے۔۔۔ تم نے اسے وہاں اکیلے کیسے جانے دیا؟؟۔۔۔" دارم صاحب کی دوسری وائف۔۔۔ انابیہ بیگم روہانسہ لہجے میں سر پکڑے اسے بتانے لگیں۔۔۔

بس یہ سننا تھا اسے اپنی حدید سے ائیرپورٹ پر آخری ملاقات یاد آئی۔۔۔

"برو مجھے ساتھ لے چلیں۔۔۔ اکیلے وہاں نہ جائیں۔۔۔" زاویار اس سے بہت ضد کر رہا تھا۔۔۔ اپنے ساتھ لے جانے کی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ تم یہاں ڈیڈ کے پاس رکو۔۔۔ ورنہ انھیں شک ہو جائے گا۔۔۔ اور کہیں ایسا نہ ہو کے ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی حور اور مشراز کو کسی دوسرے مقام پر منتقل کر دیا جائے۔۔۔" حدید کی بات اسے اپنی جگہ بالکل درست لگی۔۔۔

"ٹھیک ہے برو۔۔۔ اپنا خیال رکھئیے گا۔۔۔ اور مجھ سے مسلسل رابطے میں رہیے گا۔۔۔" زاویار بہت فکرمند تھا اسے اکیلا بھیجنے میں۔۔۔ مگر اسے اکیلا بھیجنے کے علاوہ کوئی چارہ بھی تو نہ تھا۔۔۔

”تم میری فکر مت کرؤ۔۔۔بس اپنا خیال رکھنا۔۔۔ویسے۔۔ تمھیں پتا ہے۔۔۔میں نے آج فجر کے وقت ایک بڑا اچھا خواب دیکھا۔۔۔“حدید کی آنکھوں میں بہت دنوں بعد زاویار نے چمک دیکھی تھی۔۔۔

اک عجیب سی چمک۔۔۔خواب کا ذکر کرتے وقت۔۔۔

”خواب ؟؟۔۔۔کیسا خواب؟؟“وہ تجسس سے استفسار کرنے لگا۔۔۔

”میں نے دیکھا تم امام ہو۔۔۔اور لوگ تمھارے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔۔۔ تمھارے ہاتھوں کا بوسہ لے رہے ہیں۔۔۔ تمھاری عزت کر رہے ہیں۔۔۔“حدید کا خواب سن۔۔۔زاویار بے اختیار ہنس پڑا۔۔۔

کسی شرابی سے آپ کہو۔۔۔ تمھیں میں نے خواب میں وقت کا امام دیکھا ہے۔۔۔تو جس بے یقینی سے وہ شرابی قہقہہ لگائے گا۔۔۔ویسی ہی بے یقینی زاویار کی ہنسی میں تھی۔۔۔

”مجھے ؟؟۔۔۔امام؟؟۔۔۔کیوں لوگوں کی نماز فاسد کررہے ہیں برو۔۔۔“وہ بے یقینی سے ہنس رہا تھا۔۔۔

جبکے وہ نہیں جانتا۔۔۔کتنے شرابی وقت کے امام بنیں ہیں۔۔۔بس ایک رحمت کی نگاہ کی طلب ہے۔۔۔

جس پر پڑ جائے۔۔۔دنیا سنور جاتی ہے اسکی۔۔۔۔

یہ تو انتخاب کی باتیں ہیں۔۔۔

ہر کسی کا انتخاب نہیں کرتا وہ۔۔۔

کچھ خاص ہوتے ہیں۔۔۔جنھیں وہ خود منتخب کرتا ہے۔۔۔۔

اپنے دین کی خدمت کے لئے۔۔۔۔۔

وہ سب کو نہیں دیتا اِس میں حصہ۔۔۔۔۔

یہ انتخاب تو خوش نصیبوں کے نصیب میں آتا ہے۔۔۔۔

"خدا کرے میرا خواب سچا ہو۔۔۔کیونکے میں نے اپنے مشراز کو تمھارے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔۔۔۔۔"اس کی آنکھیں جھلملا رہی تھیں خواب بیان کرتے وقت۔۔۔

جن سے محبت ہوتی ہے۔۔۔ان کے لئے کبھی بھی اندھیرے کا انتخاب نہیں کرسکتا انسان۔۔۔۔۔تو حدید کیسے کرلیتا؟؟۔۔۔۔

وہ اپنے بیٹے اور بھائی دونوں کو اس اندھیری زندگی سے نکالنا چاہتا تھا۔۔۔۔

"برو۔۔۔۔۔۔وہ صرف ایک خواب تھا۔۔۔۔اور ویسے بھی میں اور آپ مذہب کے معاملے میں الگ الگ ہیں۔۔۔۔"زاویار نے اسے خاصہ جتاتے ہوئے یاد دہانی کرائی۔۔۔۔کے وہ دونوں بھائی اس وقت دو الگ مذہب کے ماننے والے ہیں۔۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔۔مشراز کو اپنے ساتھ رکھنا۔۔۔چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔"حدید کا لہجہ نہایت رنجیدہ تھا۔۔۔مگر زاویار سمجھ نہ سکا۔۔۔۔

"میں اپنے ساتھ کیسے رکھ سکتا ہوں؟؟۔۔۔وہ تو آپ کے اور بھابھی کے ساتھ امریکہ چلا جائے گا۔۔۔۔ویسے آپ کو لگتا ہے بھابھی مانیں گی؟؟۔۔۔کیونکے سچ پوچھیں تو مجھے ان سے ایک فیصد کی

بھی امید نہیں ہے۔۔۔"زاویار کو اندازہ تھا حوریہ کٹھل قادیانیوں میں سے ہے۔۔وہ شاید ہی حدید کے ساتھ اپنا ازدواجی رشتہ برقرار رکھنا چاہے۔۔۔

لیکن مشراز لڑکا تھا۔۔۔اور اسکی کسٹڈی حدید کو آرام سے کورٹ کے ذریعے مل سکتی تھی۔۔ابھی نہیں تو کچھ سال بعد۔۔۔۔

حدید نے زاویار سے یہی کہا تھا کے اگر حوریہ اس کے ساتھ امریکہ جانے کے لئے راضی ہوئی تو ٹھیک ورنہ وہ مشراز کو لے کر اکیلا امریکہ چلا جائے گا۔۔ہمیشہ کے لئے۔۔۔۔

اسے اب سمجھ آیا تھا حدید کا کہا جملہ۔۔۔

"۔مشراز کو اپنے ساتھ رکھنا۔۔چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔۔"

زاویار نے اپنا سر پکڑا۔۔۔۔

حدید شروع سے بہت ایکٹیو بندہ تھا قادیانی جماعت کا۔۔۔وہ جماعت کے کام اور تبلیغ بھی بڑھ چڑھ کر کرتا۔۔۔تو۔۔یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کے اسے Rabwah چناب نگر کے حالات کی خبر نہ ہو۔۔۔

وہ جانتے بوجتے خود گیا تھا۔۔اپنے بیٹے کو اس گڑھ سے نکالنے۔۔۔

زاویار کو اگر ذرا بھی بھنک لگ جاتی وہاں کے سنگین حالات کی۔۔۔تو وہ کبھی بھی حدید کو وہاں جانے نہ دیتا۔۔۔کم از کم اکیلا تو ہر گز نہیں۔۔۔

زاویار اک لمحہ ضائع کیے بغیر دارم صاحب کے پیچھے دوڑا تھا۔۔۔

*****------*****

ایسا سفر پوری زندگی میں کبھی نہیں کیا تھا جو آج کر رہا تھا۔۔۔

ہر گزرتا لمحہ پہلے سے سخت تر معلوم ہوتا تھا جان پر۔۔۔۔

"اگر حدید کو کچھ بھی ہوا تو ذمہ دار تم ہو گے زاویار" دارم صاحب کا کہا جملہ بار بار اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرا رہا تھا۔۔۔

ہاتھ پاؤں سے صحیح مانو میں جان نکل رہی تھی۔۔۔

یہ خوف ہی جان لیوا تھا کے کہیں حدید کو کچھ ہو نا گیا ہو۔۔۔

حدید میں جان بسی تھی زاویار کی۔۔۔

برو برو کرتے اسکی زبان نہیں تھکتی تھی۔۔۔

اپنی ماں کے مرنے۔۔۔اور باپ کی شخصیت کا سیاہ پہلو جاننے کے بعد۔۔۔صرف حدید ہی اسے اپنا لگتا تھا۔۔۔

وہ حدید تھا جس کی خاطر وہ دوکھوں کو سینے سے لگا کر۔۔۔زندگی کی طرف مسکراتے ہوئے لوٹ آیا تھا۔۔۔

"یاخدا۔۔میرے برو کی حفاظت کر۔۔۔" جہاز میں بیٹھے بیٹھے۔۔۔کھڑکی سے بے تابی سے باہر کی جانب دیکھتے ہوئے۔۔۔ہر سانس کے ساتھ دعاگو تھا۔۔۔

دو دن سے حدید چناب نگر میں تھا۔۔۔

وہ کس حال میں وہاں تھا زاویار کو کوئی آئیڈیا نہیں تھا۔۔۔

بس امید تھی خدا سے۔۔۔کے وہ سب بہتر کرئے گا۔۔۔

کیونکے اسے یقین تھا اس کا بھائی ایک بہت اچھا اور نیک شخص ہے۔۔۔اور اچھوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا ہی ہوتا ہے۔۔۔

دارم صاحب کا حال بھی زاویار سے کچھ زیادہ جدا نہ تھا۔۔

ان کے لئیے بھی یہ وقت بڑا بھاری تھا۔۔

🔥🔥🔥 ****----****

دارم صاحب مسلسل کسی شخص سے رابطے میں تھے۔۔۔

انھیں لینے ایک بلیک رنگ کی گاڑی آئی تھی۔۔۔

زاویار اور دارم صاحب چناب نگر پہنچے۔۔۔

زاویار کو اس پورے سفر میں اپنے بھائی کا کہا ہوا جملہ یاد آرہا تھا۔۔کے قادیانیت ایک cult ہے۔۔۔جسے آج وہ بہت شدت سے محسوس کررہا تھا۔۔۔

دارم صاحب نے ڈائیور سے کہا کے گاڑی پولیس اسٹیشن کی جانب لے چلے۔۔۔

پولیس اور rapid forces کو اپنے ساتھ لے کر دارم صاحب اس مقام پر پہنچے جہاں حدید کو قید کرکے دو دن سے رکھا جارہا تھا۔۔۔

جس کی انھیں فون پر پہلے ہی اطلاع دے دی گئی تھی۔۔۔

"برو۔۔۔برو۔۔"حدید کو بھوکا پیاسا قید کردیا گیا۔۔۔ایک گودام نما جگہ میں۔۔۔زاویار نے زور زور سے لاتیں مار کر باہر سے دروازہ کھولنا چاہا۔۔۔ساتھ ساتھ وہ آوازیں بھی لگا رہا تھا۔۔۔

"آپ ہٹیں۔۔۔ہم کرتے ہیں۔۔"ایک پولیس والے نے اسے ہٹاتے ہوئے کہا۔۔۔

"رک جاؤ۔۔۔" ایک سخت مردانا آواز پر پولیس والا روکا تھا۔۔

سب پیچھے پلٹے۔۔۔

تین چار آدمی ایک ساتھ چلتے ہوئے آئے۔۔۔ان کے چہرے پر پھٹکار برس رہی تھی۔۔۔

انھی لوگوں نے حدید کو قید کرر کھا تھا۔۔۔

ان کے آتے ہی پولیس والے نے سلام میں پہل کی۔۔

دارم صاحب اور زاویار جزبز ہوکر انھیں دیکھ رہے تھے۔۔۔

"ٹھنڈے رہو۔۔ورنہ معاملہ مزید خراب ہوجائے گا۔۔اگر حدید کو یہاں سے صحیح سلامت لے کر جانا چاہتے ہو۔۔تو خاموش رہو۔۔" زاویار غصے سے ابھی ایک قدم آگے بڑھا ہی تھا ان لوگوں کی جانب۔۔کے دارم صاحب نے اسکے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑ کر۔۔۔آہستگی سے ٹھنڈا مزاج رکھنے کی نصیحت کی۔۔۔۔

پولیس اور rapid forces یہ کہ کر چلی گ ئی کے معاملہ باتوں سے خود حل کر لیں۔۔۔

زاویار یہ دیکھ حیران رہ گیا۔۔۔

اسے اب شدت سے اپنے کسی cult میں پھنسے ہونے کا احساس ہورہا تھا۔۔۔

"میرا بیٹا مجھے لے جانے دیں۔۔۔" دارم صاحب اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے۔۔نہایت تحمل سے گویا ہوئے۔۔۔

انھیں اچھی طرح علم تھا کے وہ کہاں کھڑے ہیں۔۔

”نہیں۔۔۔یہ نہیں ہوسکتا۔۔۔۔اور دارم صاحب شاید آپ بھول گئے ہیں۔۔۔آپ کا بیٹا مرتد ہوگیا ہے۔۔۔۔اب یا تو وہ واپس قادیانیت کو قبول کرے۔۔۔یا پھر یہیں قید میں بھوکا پیاسا مرتا رہے۔۔۔۔کیونکے زندہ تو ہم اسے کسی صورت نہیں جانے دیں گے یہاں سے۔۔۔۔“

دارم صاحب کوئی چھوٹے ممبر نہیں تھے قادیانیوں کے۔۔۔۔وہ اثرورسوخ رکھنے والے جماعت کے بڑوں میں شامل تھے۔۔۔۔

”میں جانتا ہوں میرا بیٹا مرتد ہوگیا ہے۔۔۔۔مگر پھر بھی میں کسی کو حق نہیں دیتا میرے بیٹے کی اس طرح جان لینے کا۔۔۔اسے میرے حوالے کردو۔۔۔۔میں اسے اپنے طریقے سے واپس قادیانیت میں لے آؤں گا۔۔۔۔“دارم صاحب نے پُراعتماد ہوکر دعوی کیا۔۔۔۔

بہت دیر تک باتیں چلتی رہیں۔۔۔۔

جبکے زاویار کی نگاہیں صرف اس دروازے پر ٹکی تھیں جس کے پیچھے اسکا بھائی قید تھا۔۔۔۔

آج زندگی میں پہلی بار وہ خود کو نہایت بےبسی کے عالم میں پارہا تھا۔۔۔۔

”ہم صرف دارم صاحب آپ کی زبان پر حدید کو چھوڑ رہے ہیں۔۔۔۔“معاملات طے پائے۔۔۔تو زاویار تیزی سے دروازہ کھولنے پہنچا۔۔۔۔

ایک ملازم نے زاویار کو چابی دی۔۔۔۔چابی سے دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔۔۔۔

حدید بےسدھ سا زمین پر لیٹا ہوا تھا۔۔۔۔اسکی آنکھیں چھت کو تک رہی تھیں۔۔۔۔

”برو۔۔۔شکر ہے آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔“زاویار بچوں کی طرح روتے ہوئے۔۔۔تیزی سے اسکے گلے آلگا۔۔۔۔

وہ بھی زاویار کی آواز سنتے ہی سیدھے ہو کر بیٹھا تھا۔۔۔

اسکی حالت دیکھ۔۔۔زاویار کو رامین شدت سے یاد آئی تھی۔۔۔

رامین نے اسے روتے ہوئے بتایا تھا کے اسے بھوکا پیاسا رکھا گیا تھا کے وہ دینِ اسلام چھوڑ دے۔۔۔

تب اسنے رامین پر گزری ہوئی تکلیف کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی تھی۔۔۔مگر آج جب اپنے جان سے پیارے بھائی کو اسی تکلیف میں دیکھا۔۔۔تو تڑپ اٹھا تھا۔۔۔

"تم ٹھیک ہو؟؟۔۔۔" دارم صاحب نرمی سے استفسار کر رہے تھے۔۔۔

"ہاں۔۔۔بس تھوڑی کمزوری ہو گئی ہے۔۔۔" یہ تو شکر تھا کے موسم متوسط تھا نہ زیادہ ٹھنڈا نہ زیادہ گرم۔۔۔حدید سوکھی زبان ہونٹوں پر پھیرتے ہوئے۔۔آہستگی سے گویا ہوا۔۔

دو دن کی بھوک پیاس نے اسے بہت ستایا تھا۔۔۔

ہاتھ پاؤں میں جیسے جان ہی نہ ہو۔۔۔

زاویار نے اسے اٹھا کر اپنے ساتھ کھڑا کیا۔۔۔

"چلو" دارم صاحب کہ کر مڑنے لگے۔۔۔

"کہاں؟؟۔۔۔" حدید تیزی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"کیا مطلب کہاں۔۔۔اپنے گھر برو۔۔۔اپنے ملک۔۔۔"زاویار جتاتے ہوئے بولا۔۔۔

"میں اپنے بیٹے کو لئے بغیر یہاں سے کہیں نہیں جانے والا۔۔۔میں مشراز کو یہاں سے لے کر ہی جاؤں گا۔۔۔میں اپنے بیٹے کو یوں کفر کے اندھیروں میں بھٹکنے نہیں دوں گا۔۔۔نہ اسے اس

cult میں زندگی بھر کے لئے پھنسنے کے لئے چھوڑوں گا۔۔۔" حدید اپنے وجود میں ہمت جمع کر۔۔۔اعلانیہ گویا ہوا۔۔۔

وہ ڈٹ گیا تھا۔۔۔کے جس cult میں وہ پھنسا ہوا ہے۔۔۔اس میں اپنے بیٹے کو نہیں پھنسنے دے گا۔۔۔

جن اندھیروں میں اس نے زندگی گزارئی ہے۔۔۔اپنے بیٹے کو نہیں گزارنے دے گا۔۔۔

جن کفر کی راہوں میں وہ بھٹکتا پھرا۔۔۔اپنے بیٹے کو نہیں بھٹکنے دے گا۔۔۔

"حدید ہم یہاں سے مشراز کو لے کر نہیں جاسکتے۔۔۔پلیز معاملے کی نزاکت کو سمجھو۔۔۔اور چپ چاپ ابھی یہاں سے چلو۔۔۔" دارم صاحب ایک ایک لفظ خاصہ زور دیتے ہوئے کہ رہے تھے۔۔۔

"معاملے کی نزاکت کو سمجھوں؟؟۔۔۔اگر آج میں یہاں سے چلا گیا تو زندگی بھر اپنے بیٹے کی شکل دیکھنے کے لئے ترس جاؤں گا۔۔۔اور یہ بات آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔۔۔میں اپنے بیٹے کو ان اندھیروں میں چھوڑ کر نہیں سکتا۔۔۔کبھی نہیں۔۔۔" وہ قطعی انداز میں بولا۔۔۔

بھلا کون سہ باپ یہ جاننے کے باوجود کے آگے کھائی ہے۔۔۔اپنے بیٹے کو اس رستے پر جانے دے سکتا ہے؟؟۔۔۔

اور یہاں تو معاملہ دائمی طور پر جہنم رسید ہونے کا تھا۔۔۔

اتنا سنگین راستہ۔۔۔

خوفناک اور آگ کے شعلوں سے بھری منزل۔۔۔منزل بھی وہ جو دائمی ہے۔۔۔

اپنے لختِ جگر کو اس رستے پر اکیلا چھوڑ کر چلا جائے۔۔۔

یہ ایک باپ کے لئے کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟؟؟۔۔۔

”حدید۔۔۔بات سمجھنے کی کوشش کرؤ۔۔۔اس وقت تم اپنے گھر میں نہیں کھڑے ہو۔۔۔۔۔۔یہ چناب نگر ہے۔۔۔قادیانیوں کا مرکز۔۔۔“گویا کے اسے یاد دلا رہے تھے کے اس وقت وہ کس جگہ کھڑا ہے۔۔۔

”ان لوگوں کی نظر میں تم مرتد ہو۔۔۔۔اور تم اچھی طرح جانتے ہو۔۔۔مرتد کا ہمارے نزدیک کیا حکم ہے۔۔۔۔“وہ اسے سمجھا رہے تھے یا دھمکا رہے تھے۔۔۔۔زاویار ٹھیک طرح سمجھ نہ سکا۔۔۔۔۔مرتد کے ساتھ ہر قسم کا ظلم قادیانیوں کے نزدیک جائز تھا۔۔۔

”دیکھو لڑکے۔۔۔تم مرتد ہوگئے ہو۔۔۔واپس قادیانیت میں آجاؤ۔۔۔صرف یہی ایک صورت بنتی ہے۔۔۔تمھاری اپنی اولاد سے واپس ملنے کی۔۔۔“دارم صاحب کے پیچھے کھڑا آدمی سخت لہجے میں تاکید کرنے لگا۔۔۔

”یہ ممکن نہیں۔۔۔۔ہرگز نہیں۔۔۔۔“حدید کا بےخوف ہوکر اعلانیہ کہنا۔۔۔ان لوگوں کو آگ بگولہ کر گیا تھا۔۔۔

”حدید خاموش رہو۔۔۔اور چلو۔۔۔“دارم صاحب نے زاویار کو اشارہ کرتے ہوئے۔۔۔حدید سے حاکمانہ انداز میں کہا۔۔۔

دارم صاحب حدید کے بےخوف اعلان کے سبب گھبرا گئے تھے۔۔۔۔انھیں خوف لاحق تھا۔۔۔کہیں لڑائی شروع نہ ہوجائے۔۔۔

وہ کسی بھی حال میں اپنے دونوں بیٹوں کو صحیح سلامت لے کر وہاں سے جلد سے جلد نکل جانا چاہتے تھے۔۔۔۔

”برو۔۔۔ابھی یہاں سے چلیں۔۔۔۔ابھی آپ کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ہم کیس کر دیں گے کورٹ میں۔۔آپ فکر نہ کریں۔۔۔مشراز کی کسٹڈی لے لیں گے ہم۔۔۔“زاویار نے اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے۔۔۔سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔

زاویار کی بات پر اسے اعتماد تھا۔۔۔

بہت بےبسی کا عالم تھا اس باپ پر۔۔۔۔

دل پر پتھر رکھ کر چلنے کے لئے آمادہ ہوگیا۔۔۔

حدید کو اسکی وائف اور مشراز سے ملنے تک نہیں دیا گیا تھا۔۔۔

*****-----**** 🔥🔥🔥

”برو اگر آج آپ کو کچھ ہوجاتا تو میں اِس گلٹ میں ہی مر جاتا۔۔۔کے میری لاعلمی آپ کی جان لے گئی۔۔۔“زاویار نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے۔۔۔رنجیدہ و شرمسار لہجے میں کہا۔۔۔

جہاز میں ان دونوں بھائیوں کی سیٹ برابر برابر میں تھی۔۔۔

جبکے دارم صاحب کی سیٹ پیچھے کی جانب تھی۔۔۔

”ہمم۔۔۔۔“حدید نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔فقط اثبات میں سر ہلا کر۔۔۔باہر کی جانب کھڑکی سے دیکھنے لگا۔۔۔

*****----*****

حدید نے دارم صاحب کے بہت سمجھانے کے باوجود بھی اسلام نہ چھوڑا۔۔۔

بلکے مشراز کی کسٹڈی کا کیس لڑنا چاہتا تھا۔۔۔

وہ اکثر اکیلا بیٹھا رہتا۔۔۔

جس بیٹے کو دیکھے بغیر ایک دن نہیں گزرتا تھا۔۔اسے بغیر دیکھے دو ماہ گزر چکے تھے۔۔۔آواز تک سننا نصیب نہ ہوئی تھی۔۔۔

اپنی بیوی کی بھی شدت سے یاد ستاتی اسے۔۔۔

ایک ہستی بستی زندگی۔۔۔

آنکھوں ہی آنکھوں میں اجڑ گئی اسکی۔۔۔

وہ تڑپتا سہ رہ گیا تھا۔۔۔

بلکتا سہ رہ گیا تھا۔۔۔

کس سے شکوہ کرتا اپنی بربادی کا۔۔۔

بظاہر تو برباد ہی ہوگیا تھا وہ۔۔۔

وہ الگ بات ہے۔۔۔

دائمی زندگی کی خوشیاں کا انتخاب کیا تھا اسنے۔۔۔

وہ دن بہ دن ڈپریشن میں جاتا جارہا تھا۔۔۔

نماز بھی اپنے کمرے میں ہی ادا کرتا۔۔۔

اسکی حالت زاویار کو شدید غمگین کر رہی تھی۔۔۔

بہت بے بس تھا وہ اپنے بھائی کے معاملے میں۔۔

****-----*****

رنگین روشنیاں۔۔۔ناچتے ہوئے لڑکے اور لڑکیاں۔۔۔بدمست سی کیفیت۔۔۔

وہ ڈرنک پر ڈرنک کے گلاس چڑھائے جارہا تھا۔۔۔

حیرت تھی تین ڈرنک کی بوتلیں ختم کرنے کے باوجود بھی اس پر نشہ نہیں چڑھ رہا تھا۔۔

وہ اپنی جاب چلے جانے کے غم میں پینے آیا تھا۔۔۔

"ہائے۔۔۔ڈانس کرؤ گے میرے ساتھ؟؟۔۔"ایک بلیک ڈریس میں ملبوس حسین لڑکی نے خود آکر اسے آفر دی۔۔۔۔

"نو بے۔بی۔۔۔آج موڈ اف ہے۔۔"اس نے صاف انکار کردیا۔۔

"تو موڈ بنادیتے ہیں"وہ لڑکی زاویار کے سینے پر ایک ادا سے انگلی پھیرتے ہوئے۔۔۔مفاہمانہ انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

"نو۔۔"اس نے منہ بسورتے ہوئے۔۔پھر سے صاف انکار کیا۔۔۔

اس لڑکی کو زاویار کا انکار کرنا۔۔اپنے حُسن کی تذلیل محسوس ہوئی۔۔

"Jerk"وہ لڑکی جزبز ہوکر۔۔۔منہ پر بول کر چلی گئی تھی۔۔۔

"میں واقعی jerk ہی ہوں۔۔"اس نے دلائل ڈھونڈنے کے چکر میں میٹنگ مِس کردی تھی۔۔۔پھر حدید کے مسئلے میں الجھا ہوا تھا۔۔۔جس کے سبب وہ آفس نہیں جا سکا تھا۔۔۔

نتیجتاً اسے جاب سے نکال دیا گیا تھا۔۔۔۔۔اس نے جل ککڑے انداز میں اس لڑکی کی بات کی تصدیق کی۔۔۔۔اور ایک اور ڈرنک کا گلاس چڑھا گیا۔۔۔

"پلیز۔۔۔مجھے ایک اور ڈرنک کا گلاس دیں۔۔۔میں آج بہت دوکھی ہوں۔۔۔۔"زاویار کے کانوں کی سماعت سے جب یہ جانی پہچانی آواز ٹکرائی ی تو اس نے اپنی چی ئی ر پر بیٹھے بیٹھے۔۔۔گردن موڑ کر پیچھے کی جانب دیکھا۔۔۔۔

بے بی پینک کلر کی شرٹ اور لائی ٹ گرین کلر کا ٹراوزر۔۔۔۔۔کھلے ہوئے بال۔۔۔۔جو شولڈرز تک آرہے تھے۔۔۔۔آنکھیں بڑی بڑی۔۔۔جن میں آئی ی لائی نر پھیلا ہوا۔۔۔

لپ۔اسٹک ہونٹوں سے زیادہ اس کے اردگرد پھیلی نظر آرہی تھی۔۔۔ساتھ ساتھ سیدھے ہاتھ کی پشت پر بھی۔۔۔جیسے رگڑ کر ہاتھوں سے صاف کیا گیا ہو۔۔۔۔۔۔جس کے سبب۔۔۔اس کا چہرہ عجیب ہی منظر پیش کررہا تھا۔۔۔۔

"اس لڑکی کی آواز "زاویار اس لڑکی کو پہلی بار دیکھ رہا تھا۔۔۔۔مگر اسکی آواز کافی سنی سنی معلوم ہورہی تھی۔۔۔۔وہ ذہن پر زور ڈالنے لگا کے اسنے یہ آواز کہاں سنی ہے۔۔۔۔

"ایک اور پلیز۔۔۔۔"اس لڑکی کو پہلا گلاس ڈرنک کرتے ہی چڑ گ ئی تھی۔۔۔دوسرا گلاس وہ نشے میں ہنستے ہوئے مانگ رہی تھی۔۔۔۔

اس کے چہرے کی مسکراہٹ بہت دلفریب سی تھی۔۔۔۔

اتنے عجیب و غریب حلیے میں بھی وہ مسکراتی ہوئی ی اچھی لگ رہی تھی۔۔۔۔

"ایک اور۔۔۔"دوسرا گلاس پینے کے بعد تو وہ پاگلوں کی طرح ہنسنا شروع ہوگئی تھی۔۔۔ساتھ ساتھ ایک اور ڈرنک کے گلاس کا مطالبہ کررہی تھی۔۔۔

زاویار اسکی حالت دیکھ سمجھ گیا تھا۔۔۔اس نے زندگی میں پہلی بار ڈرنک کی ہے۔۔۔

"بس تھوڑا سہ اور دے دو۔۔۔میں آج بہت دوکھی ہوں۔۔" اس کے مطالبے پر زاویار نے آنکھوں کے اشارے سے نفی کردی تھی ویٹر کو۔۔اسے مزید ڈرنک دینے کی۔۔۔جس پر وہ نہایت معصومانہ چہرہ بناکر۔۔۔ڈرنک مانگنے لگی۔۔۔

زاویار کو ابھی بھی یاد نہیں آرہا تھا۔۔اس نے یہ آواز کہاں سنی ہے۔۔۔۔

"ہیلو بے۔بی۔۔۔جوائنٹ کرؤ گی مجھے؟؟"ایک لڑکا اس کے نشے میں ہونے کا فائیدہ اٹھانا چاہتا تھا۔۔۔

"بالکل۔۔۔چلو ڈانس کرتے ہیں۔۔ویسے بھی میں آج بہت دوکھی ہوں۔۔"وہ لڑکی نشے کی حالت میں اپنا آپ سنبھال نہیں پارہی تھی۔۔۔اس لئے لڑکھڑاتے ہوئے اٹھ کر۔۔۔اس کے ساتھ ڈانس کرنے چل پڑی۔۔۔

زاویار کی نگاہ اسی لڑکی پر ٹک گئی تھی۔۔۔

وہ مسلسل یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔کہ یہ آواز اس نے کہاں سنی ہے۔۔

"ہٹو۔۔۔ہٹو۔۔۔میں نے کہا ہٹو۔۔۔"وہ لڑکا ڈانس کرتے کرتے اب اس کے قریب آگیا تھا۔۔اسکے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔جس پر وہ نشے کی حالت میں ہونے کے باوجود۔۔اپنی پوری طاقت سے۔۔۔اسے اپنے وجود سے ہٹارہی تھی۔۔۔

زاویار یہ پورا منظر اطمینان سے بیٹھ کر دیکھ رہا تھا۔۔۔

***

"میں نے کہا ہٹو۔۔۔" وہ نشے کی حالت میں اپنے لڑکھڑاتے وجود کی ساری ہمت اس لڑکے کو خود سے دور دھکیلنے میں لگا رہی تھی۔۔۔

"لگتا ہے اس سین میں رائٹر حُسنِ کنول نے میری انٹری بطور ہیرو لکھ دی ہے۔۔۔ ہمم۔۔۔ زبردست۔۔۔ چلو کوئی تو ہیرو والا کام لیا مجھ سے۔۔۔" وہ ابھی خوشی سے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اٹھا ہی تھا اپنی جگہ سے۔۔۔ کے اس اجنبی لڑکی نے اپنی پوری طاقت سے اس لڑکے کے مین پوائنٹ پر وار کیا۔۔۔

اگلے لمحے زاویار اسے زمین پر تڑپتے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اور وہ لڑکی فاتحانہ انداز میں چلتی ہوئی آکر واپس اپنی چیئر پر بیٹھ کر ڈرنک کا مطالبہ کرنے لگی۔۔۔

زاویار اور باقی کلب میں موجود ہر شخص اس لڑکی کو دنیا کے آٹھویں عجوبے کی طرح دیکھ رہا تھا۔۔۔ جبکے وہ سب کی نگاہوں سے بے پرواہ آرام سے ویٹر سے ڈرنک مانگنے میں مصروفِ عمل نظر آرہی تھی۔۔۔

"میم۔۔۔ اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو اس وقت ڈرنک پر نہیں بھاگنے پر فوکس کرتا۔۔۔" زاویار نے اس لڑکی کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ تو وہ مڑ کر۔۔۔ اسے ابرو اچکا کر دیکھنے لگی۔۔۔ وہ اس کی دی ہوئی ایڈوائز نشے کی حالت میں ہونے کے سبب سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔

جبکے وہاں کلب میں موجود ہر شخص جانتا تھا اس لڑکی نے غلط انسان سے پنگا لے لیا ہے۔۔۔۔

”میم۔۔۔ڈرنک کو چھوڑئیں اور یہاں سے بھاگ جائیں۔۔۔“زاویار خاصہ زور دیتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

”نہیں۔۔۔میں آج بہت دکھی ہوں۔۔۔مجھے ڈرنک کرنی ہے۔۔۔“وہ طوطے کی طرح ایک ہی جملہ کلب میں داخل ہونے سے اب تک رٹ رہی تھی۔۔۔۔وہی رٹا ہوا جملہ اس نے احتجاجاً زاویار سے کہا۔۔۔

”افف۔۔۔سنبھالی تو جا نہیں رہی۔۔۔اور ڈرنک کرنی ہے تمھیں۔۔۔حد۔۔۔“وہ ابھی اسکی حالت پر سر جھٹکتے ہوئے بول ہی رہا تھا۔۔۔کے اس لڑکی نے منہ نیچے کر کے زاویار کے جوتوں پر الٹی کر دی۔۔۔۔

”ایوووووو۔۔۔۔۔۔یہ کیا کِیا تم نے ؟؟۔۔۔“وہ گھن کھا کر۔۔۔غصے سے چڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔ جواباً وہ لڑکی۔۔۔اپنے گلابی چہرے کو اوپر کر کے مسکرانے لگی۔۔۔”سکون آگیا۔۔۔دل عجیب سہ ہو رہا تھا میرا۔۔۔“

زاویار کا دل چاہا اس لڑکی کا حشر کر دے۔۔۔

”کیا دنیا کی ساری witches کو کسی نے میرا ہی پتا دے دیا ہے۔۔۔“وہ صدمے سے جھنجھلاتے ہوئے بولا۔۔۔

اسے بری طرح گھن آرہی تھی۔۔۔اپنے جوتوں کی جانب دیکھنے سے بھی۔۔۔”وہ تو تمھیں بعد میں مارے گا۔۔۔دل چاہ رہا ہے میں ہی تمھیں مار دوں۔۔idiot“وہ چڑ کر اسے کہ کر تیزی سے واش روم کی جانب بڑھا۔۔۔

جب وہ واپس آیا تو تین چار لڑکے اس لڑکی کو گھیرے کھڑے تھے۔۔۔

جس لڑکے کو اس نے مارا تھا وہ اس کا زبردستی ہاتھ کھینچ رہا تھا۔۔

”چھوڑو مجھے۔۔۔میں نے کہا چھوڑو۔۔“وہ لڑکی مسلسل اس کے ہاتھ کی قید سے اپنے ہاتھ کو آزاد کرنے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔

”اسی قابل ہے یہ۔۔“زاویار غصے میں بڑبڑایا۔۔۔

”میں نے کہا چھوڑو مجھے۔۔۔پلیز کوئ ی ہیلپ کرؤ۔۔پلیز۔۔“وہ اپنی پوری جان لگانے کے باوجود بھی اس لڑکے کے ہاتھ سے خود کو چھڑوا نہیں پارہی تھی۔۔اب اس نے مدد کی پکار لگانا شروع کردیا تھا۔۔

”لگتا ہے میم کا نشہ ان لڑکوں نے اتار دیا۔۔“وہ اس کی حالت پر سکون سے دور کھڑے تبصرے کر رہا تھا۔۔

الٹی کے بعد اس لڑکی کا نشہ کافی کم ہوگیا تھا۔۔۔

”کھڑے کیا ہو بےوقوف۔۔مدد کرؤ میری“زاویار کو سکون سے اپنے سامنے ہاتھوں کو ٹیشو سے صاف کرتا دیکھ۔۔وہ غصے سے چیختے ہوئے بولی۔۔

زاویار تو اس کی جرات پر حیران تھا۔۔۔مدد کے ل ئے اس طرح کون پکار لگاتا ہے جس طرح وہ لڑکی لگارہی تھی۔۔۔۔

وہ لڑکے اسے ہاتھوں سے کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ لے جانا چاہ رہے تھے۔۔

"پلیز کوئی تو ہیلپ کرؤ میری۔۔۔پلیز۔۔۔"سب خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے۔۔۔وہ مسلسل مدد کی پکار لگا رہی تھی۔۔۔

"دیکھو یار۔۔۔بات چیت سے معاملہ حل کرلیتے ہیں۔۔۔کیونکے جیل میں مچھروں کو اپنا خون پلانے کا میرا آج کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔۔میرا موڈ پہلے ہی اف ہے۔۔۔اسے مزید خراب کرکے اپنے لئے پریشانی کھڑی نہ کرؤ۔۔۔اور چپ چاپ اسے مجھے لے جانے دو۔۔۔"مانا وہ لڑکی زہر لگ رہی تھی اسے۔۔۔مگر پھر بھی کسی لڑکی کے ساتھ زبردستی ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا وہ۔۔۔کیونکے یہ وہ عمل تھا جس کے سبب اسنے اپنے باپ تک سے شدید نفرت کی تھی۔۔۔زاویار نے اس لڑکی کا دوسرا ہاتھ پکڑ کر۔۔۔ان غنڈے نما لڑکوں کو دیکھ۔۔۔نہایت تحمل سے گفتگو کرنا چاہی۔۔۔۔

"دیکھو زاویار۔۔۔تمھارا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔اس لئے دور رہو۔۔۔"زاویار کو کون نہیں جانتا تھا۔۔۔وہ مشہور تھا آئے دن اپنی لڑائی جھگڑؤں کے سبب۔۔۔

وہ منہ سے کم اور ہاتھ پاؤں سے زیادہ بات کرتا تھا۔۔۔

یہ تو گڈ لک تھا ان لڑکوں کا۔۔۔کے آج وہ بالکل بھی لڑائی جھگڑا کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔۔

"میرا معاملہ کیسے نہیں؟؟۔۔۔۔تم لوگ میری گرل فرینڈ کو میرے سامنے ہاتھ کھینچتے ہوئے لے جاؤ گے۔۔۔اور تمھیں لگتا ہے میں چپ چاپ بیٹھ کر دیکھوں گا۔۔۔"زاویار نے اپنے سیدھے ہاتھ کی آستین نہایت بھرم سے فولٹ کرتے ہوئے۔۔۔ان لڑکوں کو دیکھ کہا۔۔۔۔

گرل فرینڈ کا لفظ سن۔۔۔وہ لڑکی حیرت سے زاویار کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

ہر جگہ کا اپنا سسٹم ہوتا ہے۔۔۔اپنا کلچر ہوتا ہے۔۔۔اپنے قوانین و اصول ہوتے ہیں۔۔۔ایک عُرف ہوتا ہے۔۔۔۔جو عوام میں برا تصور نہ کیا جاتا ہو۔۔۔۔جیسے تھائی لینڈ میں ایک لڑکا لڑکی کا گرل فرینڈ بوائے فرینڈ ہونا۔۔۔۔جسے ایک لڑکا officially اپنی گرل فرینڈ لوگوں میں متعارف کردا دے۔۔۔وہ لڑکی آزادانہ طور پر اس لڑکے کے ساتھ گھوم پھر سکتی ہے۔۔۔۔اور ریلیشن شپ میں رہ سکتی ہے۔۔۔۔۔

زاویار نے سب کے سامنے اسے اپنی officially گرل فرینڈ اناؤنس کردیا تھا۔۔۔جب کے وہ تو اس سے پہلی بار مل رہی تھی۔۔۔

"یہ تمھاری گرل فرینڈ ہے ؟؟"اس لڑکے نے نہایت حیرت سے استفسار کیا۔۔۔

وہ خود نہیں جانتا اس نے ایسا کیوں کہا۔۔شاید فقط لڑائی سے بچنے کے لئے۔۔۔لیکن اب officially اعلان کرہی دیا تھا۔۔۔تو پھر اب پیچھے ہٹنے کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا تھا۔۔۔

ڈٹ کر بولا۔۔۔"ہاں۔۔۔اب ہاتھ چھوڑ۔۔۔اس سے پہلے میرے ہاتھ چلنے لگیں۔۔۔"اس کے دھمکی امیز لہجے میں کہتے ہی وہ لڑکے پیچھے ہٹنے کے لئے تیار ہوگئے تھے۔۔۔

لڑکا ابھی ہاتھ چھوڑ ہی رہا تھا۔۔۔کے زاویار نے مضبوطی سے اس نازک لڑکی کا ہاتھ اپنی جانب کھینچا۔۔۔اگلے لمحے وہ اسکے کشادہ سینے سے آلگی تھی۔۔۔

اس لڑکی کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔

کچھ منٹوں میں وہ officially اس کا بوائے فرینڈ بن گیا تھا۔۔۔جسے وہ جانتی تک نہیں تھی۔۔۔

لیکن اس کی روعپ دار شخصیت۔۔۔۔ہینڈسم و ڈیشنگ پرسنیلٹی۔۔۔سوچنے پر مجبور کر رہے تھے۔۔۔کے برائ ی تو نہیں اگر وہ واقعی بوائے فرینڈ بن جائے تو۔۔۔

اس کے لبوں پر پیاری سی مسکان بکھر آئ ی تھی۔۔۔

"چلو جانو۔۔"اس نے کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔تو وہ لڑکی نظریں اسکے حسین چہرے پر جمائے ۔۔۔موقعے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے۔۔۔بغیر کوئ ی اعتراض کیے اس کے ساتھ واپس اندر چل دی۔۔۔

وہ کلب میں واپس آکر۔۔چ ئ ر پر خاموشی سے بیٹھ گ ئ ی۔۔۔زاویار اسکے برابر والی چ ئ ر پر بیٹھا۔۔۔

"سوری نہ صحیح کم از کم شکریہ ہی کہ دو۔۔"زاویار اسکے چہرے پر خفگی بھری نظریں ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔

"شکریہ۔۔۔"وہ بالکل آہستگی سے گویا ہوئ ی۔۔۔کے زاویار کو کان لگا کر اسکی معافی سننی پڑئ ی۔۔۔

"ان لڑکیوں کا ٹھیک ہے۔۔۔ذلیل کرتے وقت ایسے چیختی ہیں کے پوری دنیا سن لے۔۔۔اور معافی یا شکریہ ادا کرتے وقت ان کی آواز مانو حلق میں ہی کہیں غائ ب ہی ہوجاتی ہے۔۔۔"وہ منہ بسورتے ہوئے بڑبڑایا۔۔۔

"ویلکم۔۔" مصنوعی مسکراہٹ لبوں پر سجائے گویا ہوا۔۔۔

"ویسے کیا ہم پہلے کبھی ملے ہیں؟؟"زاویار اس کی آواز کے سبب۔۔۔یہ سوال کررہا تھا۔۔۔

”مجھے تو یاد نہیں۔۔۔ہو سکتا ہے ملے ہوں۔۔“وہ لاپرواہی سے کہتی ہوئی ویٹر کی جانب متوجہ ہوئی ی۔۔۔

”ایک ڈرنک دیں۔۔۔میں۔۔۔“وہ ابھی بول ہی رہی تھی۔۔۔

”ہاں ہاں پتا ہے۔۔۔تم آج بہت دکھی ہو۔۔“کے زاویار تیزی سے اسکا ادا کرنے والا جملہ مکمل کر گیا۔۔۔وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

”کیا؟؟“زاویار الجھا تھا اسکی آنکھوں کی حیرت پڑھ۔۔۔ابرو اچکاتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔۔۔

”آپ کو کیسے پتا میں دکھی ہوں؟؟“وہ بڑے تجسس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

”جب سے میم آپ کلب میں داخل ہوئی ہیں۔۔یہی آپ کا تکیہ کلام بنا ہوا ہے۔۔۔مجھے کیا پورے کلب کو پتا چل گیا ہے کے آج آپ بہت دکھی ہیں۔۔“وہ طنزیہ نگاہیں اسکے وجود پر ڈالے۔۔جھنجھلاتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

”ہمم۔۔۔کیونکے میں واقعی بہت دکھی ہوں۔۔۔پتا ہے میری جاب چلی گ ئی۔۔۔۔کمینا باس میرے آدھے مہینے کی سیلری بھی کھا گیا۔۔۔پہلے ہی مام کی دوائیوں کے پیسے اتنی مشکل سے مینج کر رہی تھی۔۔اب کیا کروں گی یہ سوچ سوچ کر۔۔۔میرا ذہن مفلوج ہو رہا ہے۔۔۔اس ل ئ ے مزید اس ڈپریشن سے بچنے کے ل ئ ے آج ڈرنک کرنے آئ ی ہوں۔۔۔“اس کی پریشانی سن۔۔۔زاویار اسکے ل ئ ے صحیح مانو میں ہمدردی محسوس کر رہا تھا۔۔۔کیونکے وہ خود بھی اسی کنڈیشن سے دوچار تھا۔۔۔۔

"پھر تو واقعی تم بہت دکھی ہو۔۔۔" وہ جیسے تصدیق کررہا تھا۔۔کے ہاں وہ مانتا ہے اس کا غم بہت بڑا ہے۔۔۔

"چلو پھر میں تمھارے غم میں شریک ہوجاتا ہوں۔۔کیونکے آج میں بھی بہت دکھی ہوں۔۔ڈئیر اجنبی گرل فرینڈ۔۔" اس کے کہتے ہی وہ لڑکی الجھی نگاہ سے۔۔اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"آپ کیوں دکھی ہیں؟؟"

"کیونکے میری بھی آج جاب چلی گئی۔۔اور میرا کھڑوس باس میرے سارے خواب کھا گیا۔۔۔" وہ افسردگی سے گویا ہوا۔۔۔

"خواب ؟؟ یا سیلری؟؟" وہ ناسمجھی سے بولی۔۔۔

"سیلری کی کس کو پرواہ ہے؟۔۔۔جتنی سیلری مجھے ملتی ہے اتنا تو پورے مہینے میں میری بائیک کی سروس کھا جاتی ہے۔۔۔۔وہ جاب خواب تھی میرا۔۔۔میں ایک گیم پروگرام کرنا چاہتا ہوں۔۔اپنا خود کا گیم ریلیز کرنا چاہتا ہوں۔۔۔" یہ پہلی بار تھا جب زاویار کسی سے کھل کر اپنے خواب شئیر کررہا تھا۔۔شاید اس کا سبب۔۔ان کا ایک ہی غم فیس کرنا تھا۔۔۔

کبھی کبھار ڈوریں محبت کی نہیں۔۔۔غم کی بھی ہوتی ہیں۔۔۔جو ساتھ چلنے پر مجبور کرتی ہیں۔۔۔

کچھ ایسی ہی ڈور زاویار اس اجنبی لڑکی کے لئیے محسوس کررہا تھا۔۔۔

"جب اتنے ہی امیر ہو تو جاب کیوں۔۔اپنی خود کی کمپنی کھول لو۔۔۔"

"۔۔میرا خواب کوریا جانا ہے۔۔۔وہاں بلیو ہول کمپنی میں اپنا خود کا گیم پروگرام کرنا ہے۔۔۔میں چاہتا ہوں وہاں ڈیزائنر اور ڈائریکٹر کے طور پر گیم ڈویلپرز کی بہت بڑی ٹیم کے ساتھ مل کر ایسا گیم

بناؤں جو پب جی گیم سے بھی زیادہ تیزی سے ریلیز ہونے والے گیم ہونے کا اعزاز اپنے نام کر لے۔۔۔۔اس نے اپنے پہلے تین دن میں ایک کروڑ ڈالر کا بزنس کیا تھا۔۔۔میں تین کروڑ ڈالر کا کرنا چاہتا ہوں۔۔۔میں نہیں چاہتا پیسے کے دم پر اپنے خوابوں کو پورا کرؤں۔۔۔میں اپنے دم پر انھیں جینا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔"اس کی آنکھیں چمکی تھیں اپنا خواب بیان کرتے وقت۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔۔پر اب کیا ؟؟"

"اب کیا۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔۔پھر سے کوشش کرؤں گا۔۔۔۔گرتے تو میدان میں سبھی ہیں مگر جو گر کر سنبھل جاتا ہے وہی اصل کھلاڑی ہوتا ہے۔۔۔۔"وہ کندھے اچکاتے ہوئے۔۔۔چہرے پر ہلکی سی مایوسی اور ہونٹوں پر بڑی سی تبسم سجائے گویا ہوا۔۔۔

وہ ابھی ہارا نہیں تھا۔۔۔اور نہ ہی اتنی آسانی سے ہار مان سکتا تھا۔۔۔۔

"اور آپ کا کیا ارادہ ہے ؟؟۔۔مائے اجنبی گرل فرینڈ"وہ ابرو اچکا کر تجسس سے پوچھنے لگا۔۔۔

"ہمم۔۔۔میں بھی دوبارا کوشش کرؤں گی۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

"چلو پھر اسی خوشی میں ایک ڈرنک ہوجائے۔۔۔"وہ لڑکی مسرت بھرے لہجے میں بولی۔۔۔

زاویار سے باتیں کرنے کے بعد۔۔۔وہ اسے ایک اچھا اور شریف لڑکا لگا۔۔۔۔جو اسی کی طرح محنت کر کے خوابوں کو پورا کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔

"تم نہ ہی پیو تو بہتر ہے۔۔۔۔سنبھالی نہیں جا رہی ہے تم سے۔۔۔"زاویار نے ہلکا سہ غراتے ہوئے نفی کی۔۔۔اسے مزید پینے سے۔۔۔

"تھوڑی سی۔۔۔پہلے غم میں پی رہی تھی۔۔۔اب خوشی میں پینا چاہتی ہوں۔۔۔بس ایک گلاس پینے دو۔۔۔۔پلیز۔۔۔" وہ نہایت معصومانہ چہرہ بنا کر۔۔۔التجائیہ انداز میں بولی۔۔۔۔

"خوشی ؟؟۔۔۔" وہ الجھ کر بولا۔۔۔۔

"ہاں۔۔۔بیٹھے بیٹھائے۔۔۔مجھے اتنا امیر و شریف بوائے فرینڈ مل گیا۔۔۔اس خوشی میں ایک ڈرنک تو بنتی ہے ناں" وہ ہنستے ہوئے بولی۔۔۔۔

پورے جملے میں "شریف" کا لفظ اس کے لئے نہایت تعجب خیز تھا۔۔۔۔۔

وہ بے اختیار ہنسنے لگا۔۔۔۔

"کیا ہوا ہنس کیوں رہے ہو ؟؟" وہ ناسمجھی سے پوچھنے لگی۔۔۔۔

"جانے دو۔۔۔۔ویٹر۔۔۔اب تو ڈرنک دے ہی دو۔۔۔۔" وہ بڑی فرصت سے بات گل کر گیا تھا۔۔۔۔ویٹر سے متوجہ ہو کر ڈرنک مانگنے لگا۔۔۔۔

ایک گلاس ڈرنک کرتے ہی وہ اجنبی لڑکی نشے میں جھومنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔وہ ڈانس کرنے کی نیت سے کھڑی ہونے لگی تو زاویار نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔

"لڑکی تم گھر جاؤ اپنے۔۔۔مزید کوئی ڈرامہ فیس کرنے کی سچویشن میں نہیں ہوں میں۔۔۔" وہ حاکمانہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔۔

"گھر۔۔۔۔میں گھر کیسے جاؤں گی؟؟۔۔۔اووو۔۔۔میرے اجنبی بوائے فرینڈ۔۔۔مجھے گھر چھوڑ دو گے ؟؟" وہ اپنی باہیں زاویار کے کندھے پر ڈال۔۔۔۔لچک دار انداز میں بولی۔۔۔۔

اس کے گال نشے کے سبب بالکل گلابی ہوگئے تھے۔۔۔۔اور آنکھیں جھکیں جھکیں سی۔۔۔۔

اس لمحے وہ زاویار کو تیزی سے اپنی جانب مائل کر رہی تھی۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔ چلو۔۔۔ چھوڑ دیتا ہوں تمھیں۔۔۔ ویسے بھی تمھاری حالت اکیلے گھر جانے والی نہیں ہے۔۔۔" زاویار اسے گھر چھوڑنے کی نیت سے کلب سے ہاتھ پکڑ کر نکلا۔۔۔

"اووو۔۔۔ ہاتھ کیوں چھوڑ دیا۔۔۔ پکڑے رہو ناں۔۔۔ مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے۔۔۔ پہلی بار کوئی میرا ہاتھ تھام کر کھڑا ہوا ہے۔۔۔" زاویار ہاتھ چھوڑ کر بائیک پر بیٹھا تو وہ لڑکی خود سے زاویار کا ہاتھ تھامتے ہوئے۔۔۔ نہایت محبت بھرے لہجے میں بولی۔۔۔

اسکی آنکھیں رومانیت جھلکا رہی تھیں۔۔۔

"تم نشے میں ہو مائے ڈئیر اجنبی گرل فرینڈ۔۔۔ تمھیں اچھی خاصی چڑھ گئی ہے۔۔۔ بیٹھو پیچھے۔۔۔" وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر۔۔۔ سر جھٹک کر۔۔۔ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

"گھر کا ایڈریس دو۔۔۔"

"گھر کا ایڈریس ؟؟؟۔۔۔ وہ کیا ہوتا ہے ؟؟" وہ معصومانہ چہرہ بنائے۔۔۔ گردن ہلکی سی موڑ کر۔۔۔ مسکراتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔۔

"جہاں تم رہتی ہو۔۔۔ اس کا ایڈریس دو۔۔۔"

"میں کہاں رہتی ہوں؟؟" وہ الٹا سوال کرنے لگی۔۔۔

"مجھے کیا پتا تم کہاں رہتی ہو۔۔۔ یہ تو تم مجھے بتاؤ گی۔۔۔ کے کہاں رہتی ہو تم" زاویار اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔۔۔

”میں۔۔۔میں اپنی روم میٹ کے ساتھ رہتی ہوں۔۔۔وہ بہت اچھی ہے۔۔۔مگر مسلم ہے۔۔۔اس لئے میں اسے بہت تنگ کرتی ہوں۔۔۔مجھے عجیب سی چڑ ہوتی ہے اس سے۔۔۔۔مگر پھر بھی وہ بہت اچھی ہے۔۔۔کچھ بولتی ہی نہیں۔۔۔۔“نشے میں اکثر انسان سچ بیان کر دیتا ہے۔۔۔۔وہ بھی وہی کر رہی تھی۔۔۔۔

”پھر تو تمھیں مجھ سے بھی چڑنا چاہیے۔۔۔۔کیونکے میں بھی مسلم ہوں۔۔۔“زاویار کی بات سننے کے بعد۔۔۔اس نے ہلکا سہ منہ بسورا۔۔۔۔پھر مسکراتے ہوئے بولی

”پر۔۔۔۔میں نے کہا ناں۔۔۔وہ بہت اچھی ہے۔۔۔۔تو۔۔۔تم بھی اچھے ہی ہو گے۔۔۔۔“

”ہر مسلم ایک جیسا نہیں ہوتا۔۔۔۔“تھوڑی دیر سوچنے کے بعد۔۔۔۔وہ گمبھیر لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔

”چلو بیٹھو۔۔۔اور راستہ بتاؤ۔۔۔کہاں رہتی ہے تمھاری روم میٹ۔۔۔“زاویار نے ہیلمٹ پہنتے ہوئے۔۔۔تھکے تھکے انداز میں کہا۔۔۔۔

جس پر وہ اثبات میں سر ہلا کر پیچھے بیٹھی۔۔۔

”لیفٹ۔۔۔نہیں نہیں۔۔۔رائٹ جانا تھا۔۔۔“وہ زاویار کو سڑکوں پر گھماتی پھر رہی تھی۔۔۔اور وہ بچارا اسے صحیح سلامت گھر پہنچانے کے چکر میں گھوم بھی رہا تھا۔۔۔۔

”اُف۔۔۔کہا تھا ناں اجنبی بوائے فرینڈ رائٹ لو۔۔۔“زاویار اسکے بتائے ہوئے ایڈریس کے مطابق جس جگہ پہنچا۔۔۔۔وہاں دور دور تک کوئی گھر نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔۔بلکے اس مقام پر بچوں کے کھیلنے کا پارک تھا۔۔۔۔

وہ دو گھنٹے سے زاویار کو اسی طرح الگ الگ مقام پر پہنچانے کے بعد کہتی۔۔۔میں نے کہا تھا ناں رائیٹ لو۔۔۔۔

وہ بیچارہ اپنا سر پکڑ رہا تھا۔۔۔کے غلط جگہ مدد کر کے پھنس گیا۔۔۔

"یہی تو ہے میری روم میٹ کا گھر۔۔۔سیکنڈ فلور پر" آخر کار اس کا بتایا ہوا ایڈریس درست نکلا تھا۔۔۔زاویار نے اسکے کہتے ہی ہیلمٹ اتار کر سکھ کا سانس لیا۔۔

اسکی آنکھیں بھی اب نشے کے سبب بند ہونے لگی تھیں۔۔۔۔

"اوپر چلو ناں میرے ساتھ۔۔۔پلیز۔۔۔میرے اجنبی بوائے فرینڈ۔۔" وہ زاویار کا ہاتھ پکڑ کر بچوں کی طرح ضد کرنے لگی۔۔۔

"اوکے۔۔۔" زاویار اسکی ضد پر ساتھ چلنے کے لئیے راضی ہو گیا۔۔۔

ڈور کی چابی اسنے زاویار کے سامنے۔۔۔دروازے کے پاس رکھے گلدستے میں سے نکالی۔۔۔اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔

وہ حیرت سے دیکھ رہا تھا۔۔۔کے اپنے گھر کا ایڈریس نشے میں یاد نہیں رہا۔۔مگر چابی کا علم بخوبی ہے۔۔۔

" ایک گلاس پانی ملے گا۔۔۔" وہ اندر جانے لگی تو زاویار نے لچک دار انداز میں پیچھے سے کہا۔۔۔

"ٹھنڈا نہیں مل سکتا۔۔۔کیونکے ہمارا فریج خراب ہے۔۔۔اور اسکی کمپنی کا مالک۔۔۔نہایت بدتمیز۔۔بد لحاظ۔۔۔اور بے وقوف قسم کا شخص ہے۔۔۔جسے ہم غریبوں کی ذرا فکر نہیں۔۔۔" وہ نشے میں۔۔۔روتے ہوئے۔۔اپنا سر پکڑے بولی۔۔۔

”اووو۔۔تو اس لئے تمھاری آواز اتنی جانی پہچانی لگ رہی تھی مجھے۔۔۔۔“وہ بے ساختہ ہی بول اٹھا تھا۔۔۔

”کیا ؟؟“وہ نشے میں سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔

”نہیں۔۔۔چھوڑو۔۔“وہ نفی میں گردن کو ہلاتے ہوئے بولا۔۔۔

”پانی دروازے پر کھڑے ہوکر پیو گے کیا؟؟۔۔اندر آجاؤ۔۔“وہ نشے کی حالت میں بہکنے لگی تھی۔۔۔مفاہمانہ انداز میں آنکھوں میں رومانیت لئے گویا ہوئی۔۔۔

”اوکے۔۔۔“بغیر کسی نیت کے وہ اسکی دعوت قبول کر کے۔۔گھر میں داخل ہوگیا تھا۔۔۔۔

گھر تو کیا تھا۔۔دو کمرے کا چھوٹا سا اپارٹمنٹ تھا۔۔۔۔

اپارٹمنٹ میں گھستے ہی چھوٹا سہ لاونج۔۔وہیں اوپن کچن۔۔۔سامنے کی جانب دو کمرے۔۔۔۔زاویار پورے اپارٹمنٹ پر نظریں دوڑا رہا تھا۔۔۔

”یہاں کیوں بیٹھ رہے ہو؟؟۔۔کمرے میں چلو ناں میرے۔۔۔“زاویار پانی پینے کی نیت سے لاونج میں رکھے صوفے پر بیٹھنے لگا۔۔۔تو اس نے ہاتھ تھام کر مسکراتے ہوئے۔۔محبت سے چور لہجے میں کہا۔۔۔

”تم نشے میں ہو۔۔اور زاویار کسی لڑکی کے نشے میں ہونے کا فائدہ نہیں اٹھاتا۔۔“زاویار نے اسکی دی ہوئی رنگین دعوت پر صاف انکار کردیا۔۔۔۔

”میں پورے ہوش میں ہوں۔۔۔دیکھو۔۔۔میری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔۔“وہ اپنی آنکھیں بڑی بڑی کھولتے ہوئے۔۔زاویار کے چہرے کے نزدیک آکر۔۔بھولہ سہ چہرہ بناکر بولی۔۔۔

"تو۔۔جب ہوش میں آجاؤ۔۔۔پھر انوائٹ کرنا۔۔پہلی ہی کال پر چلا آؤں گا۔۔۔مگر ابھی نہیں۔۔۔تم ہوش میں نہیں ہو۔۔اوکے۔۔۔"وہ ایک آنکھ دبا کر۔۔اسے بہلاتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

جس پر وہ جزبز ہوکر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گ ئی۔۔۔

"پانی تو پلا جاتی۔۔"زاویار منہ بسورتے ہوئے بولا۔۔۔

"لگتا ہے خود ہی پینا پڑے گا۔۔۔"کہ کر وہ کچن کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

"تو تم ہو جو ذلیل کروا رہے ہو ہمیں۔۔۔۔کرتا ہوں تمھارا کوئ ی انتظام۔۔"اسکے فریج کھولتے ہی ناک پر بدبو کا ایک تیز جھونکا لگا۔۔جس پر اسنے تیزی سے اپنی ناک پکڑی۔۔۔مانو بدبو سے ناک کے سارے بال ہی جل گ ئ ے ہوں۔۔۔۔فریج بند کر کے۔۔۔۔ایک گہرا سانس ہوا میں خارج کیا۔۔۔پھر فریج کو دیکھ۔۔۔سر جھٹکتے ہوئے کہ کر۔۔پانی کے جگ کی جانب بڑھا۔۔۔

جو پہلے سے ہی پانی سے بھرا رکھا تھا۔۔۔

پانی کا گلاس بھر کر۔۔۔

لاونج میں آکر۔۔

۔۔صوفے پر بیٹھ کر پانی پینے لگا۔۔۔

اسے اب شدت سے نیند آنے لگی تھی۔۔۔

"تھوڑی دیر یہیں لیٹ جاتا ہوں۔۔۔" اسے اپنے ہاتھ پاؤں اب ڈھیلے پڑھتے۔۔۔محسوس ہوئے۔۔۔وہ صوفے پر لیٹ گیا۔۔۔

دو تین منٹ بھی نہیں گزرے تھے۔۔۔کے وہ نیند کی آغوش میں چلا گیا۔۔

*****-------*****🔥🔥🔥🔥

"ڈاکٹر۔۔۔ڈاکٹر "آواز۔۔۔سریلی آواز۔۔۔ میٹھی آواز۔۔۔وہ آواز جسے سننے کے لئے اس کے کان ترس رہے تھے۔۔۔

آنکھ کھلی۔۔۔

تو حُسنِ مجسم اس کے چہرے پر جھکی ہوئی تھی۔۔۔

زاویار نے اسے دیکھتے ہی تیزی سے ہاتھ تھام لیا۔۔۔اس خوف سے کے پھر سے کہیں وہ بھاگ نہ جائے۔۔۔

جلدی سے سیدھا ہوکر بیٹھا۔۔

"میرا ہاتھ چھوڑیں ڈاکٹر "وہ اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔۔

"تاکے تم پھر بھاگ سکو۔۔"وہ دل خراش انداز میں گویا ہوا۔۔۔

"مجھے مجبور کردیا تھا آپ نے بھاگنے پر۔۔۔میرے پاس کوئی رستہ نہیں چھوڑا تھا۔۔۔آپ۔۔۔"وہ بول ہی رہی تھی کے زاویار نے اسکا ہاتھ کھینچ کر اپنے برابر میں بیٹھا لیا۔۔۔

رامین کالے رنگ کی ڈھیلی ڈھالی ٹی شرٹ۔۔۔اور سفید رنگ کے ٹراؤزر میں ملبوس تھی۔۔۔سر کو سفید اسکارف سے کور کیا ہوا تھا۔۔۔زاویار نے روڈ کراس کرتے وقت اسے جس حلیے میں دیکھا تھا۔۔۔وہ اِس وقت بھی اسی حلیے میں تھی۔۔۔

"ششش۔۔۔بالکل خاموش۔۔۔دوبارا اپنا میسج دوہرانے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔مجھے منہ زبانی یاد ہے۔۔۔کم از کم خواب میں تو مجھے شکوہ کرلینے دو۔۔۔بھڑاس نکال لینے دو۔۔۔تاکے سکون آجائے میری اس بے چین روح کو۔۔۔"اس کا ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھ کر شکوتاً کہنا۔۔۔رامین کا دل ہلا گیا تھا۔۔۔

اس کے ہاتھ کا لمس ہونٹوں کو چھوتے ہی۔۔۔پورے جسم میں کرنٹ برقی روح کی طرح دوڑا تھا۔۔۔

بولنا تو بہت دور کی بات۔۔۔اس ستم گرنے تو سانسیں بھی آج روک دی تھیں۔۔۔

اوپر سے محبت سے چور شکوہ بھرا لہجہ۔۔۔

ہائے ئے۔۔۔اس لمحے وہ ستمگر کسی کی بھی جان نکال لے۔۔۔پھر وہ تو ٹھہری اس کی پکی پکی عاشقہ۔۔۔

اپنا تھوک گلے میں بڑی مشکل سے نگلا۔۔۔

"تم سمجھتی کیا ہو خود کو؟؟۔۔۔تم جیسی ناجانے کتنی آگے پیچھے گھومتی ہیں میرے۔۔۔۔مجھے آگے سے آفر دیتی ہیں۔۔۔جنھیں میں ٹھکرا دیتا ہوں۔۔۔۔تم ہو کیا چیز؟؟۔۔۔اتنی نازک بےضَرر ہو تم میرے لئے۔۔۔کے میں جب چاہے تمھیں مسل کر رکھ سکتا تھا۔۔۔تمھارے پورے وجود پر قابض تھا میں۔۔۔جو چاہے کرسکتا تھا۔۔۔تم بےجان گڑیا کی طرح میرے کمرے۔۔۔حتی کے میرے بیڈ پر تھیں۔۔۔۔"اپنی انگلی اسکے سرخ ہونٹوں سے ہٹا کر۔۔۔اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے۔۔۔ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہنے لگا۔۔۔

”پر میں نے تمھیں کبھی ہاتھ تک نہیں لگایا۔۔۔ کبھی چھونے کی کوشش تک نہ کی۔۔۔ جبکے تمھارے وجود کی کتنی طلب تھی مجھے۔۔۔ یہ بس میں ہی جانتا ہوں۔۔۔ کبھی تم نے جاننا نہیں چاہا۔۔۔ کیوں اتنی حفاظت کرتا رہا تمھاری۔۔۔ دوسروں سے تو کیا۔۔۔۔ میں تو تمھیں اپنی گندی نگاہ سے بھی بچا کر رکھتا تھا۔۔۔۔۔ پتا ہے کیوں۔۔۔ کیونکے میں ڈرتا تھا تمھاری ناراضگی سے۔۔۔ تمھاری خفگی سے۔۔۔۔۔ یہ بات ہر پل مجھے ڈراتی تھی کے کہیں تم واپس برا مان کر خفا نہ ہو جاؤ مجھ سے۔۔۔ پھر سے مجھ سے دور نہ ہو جاؤ۔۔۔۔“ وہ زوایار نہیں تھا۔۔۔ اور اگر تھا بھی تو اسے نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔

وہ تو کوئی اور ہی تھا۔۔۔ جو نہایت سادہ لفظوں میں اپنا حالِ دل بیان کررہا تھا۔۔۔

جس کے لہجے میں غصہ نہیں۔۔

شکوہ تھا۔۔۔ شکایتیں تھیں۔۔۔ گلہ تھا۔۔۔

”ہمارے راستے بہت جدا ہیں“ وہ فقط اتنا ہی جواب دے سکی۔۔۔

”کوئی بات نہیں۔۔۔ آج میں ایک کردیتا ہوں۔۔۔“ وہ ذو معنی انداز میں کہتا ہوا۔۔۔ اسکے ہاتھ پر پکڑ مضبوط کرنے لگا۔۔۔

اس کے الفاظ رامین کی جان نکال گئے تھے۔۔ وہ تیزی سے نفی میں گردن کو جمبش دینے لگی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں جو خوف اترا تھا۔۔۔ وہ زاویار کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر لایا۔۔۔

"ڈاکٹر پلیز۔۔۔چھوڑیں میرا ہاتھ۔۔۔" وہ اپنی پوری جان ہاتھ چھڑوانے میں لگا رہی تھی۔۔۔جبکے وہ صرف اسکے وجود کو۔۔۔

اس کی ہراساں نگاہوں کو۔۔۔

اسکے کپکپاتے ہونٹوں کو دیکھ۔۔۔

اپنی آنکھوں کی پیاس بجا رہا تھا۔۔۔

زاویار اسکا ہاتھ نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔۔جس کے سبب اب اس نے رونا شروع کردیا تھا۔۔۔

اسکی آنکھوں کے جھلکتے آنسو۔۔۔

اسکی سرخ ہوتی ناک۔۔۔

اس کے گلابی ہونٹ۔۔۔

اسکے چہرے کی معصومیت۔۔۔

وہ جیسے اس کے وجود کو اپنی آنکھوں میں بسا رہا تھا۔۔۔

"تم واقعی اتنی پیاری ہو ؟؟۔۔۔یا مجھے پیاری لگتی ہو؟؟" وہ مسکراتے ہوئے۔۔۔فدا فدا نظریں اسکے وجود پر ڈالے۔۔۔گویا ہوا۔۔۔

"آپ میرا ہاتھ چھوڑ رہے ہیں یا۔۔" وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔۔۔

"یا؟؟۔۔۔کیا کرلو گی تم ؟؟۔۔۔" وہ اسکی دھمکی کو ذرا بھی خاطر میں نہ لایا۔۔۔

"میں۔۔میں۔۔میں یہ پورٹ۔۔۔آپ کے مار دوں گی۔۔" اس نے پاس رکھی میز پر سے فلاور پورٹ۔۔۔ایک ہاتھ سے اٹھاتے ہوئے کہا۔۔

"اوکے۔۔۔شوق سے مارو۔۔۔۔" وہ لاپرواہی سے بولا۔۔۔۔

"میں واقعی مار دوں گی۔۔۔ہاتھ چھوڑ دیں میرا۔۔۔" وہ ایک بار پھر وارننگ جاری کر رہی تھی۔۔۔۔ مگر زاویار اسے ذرا بھی سیرس نہیں لے رہا تھا۔۔۔

"آپ ہمیشہ مجھے کیوں تنگ کرتے ہیں؟؟۔۔۔" وہ روہانسہ لہجے میں پوچھنے لگی۔۔۔

"او۔۔۔۔مس رامین۔۔۔آپ کو نہیں لگتا کہ یہ جملہ مجھے ادا کرنا چاہیے۔۔۔۔" وہ خفگی سے۔۔۔اسے بغور دیکھ۔۔۔خاصہ جتاتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"میں نے آپ کو کب تنگ کیا؟؟" وہ بھولہ سہ چہرہ بناکر پوچھنے لگی۔۔۔۔

"ہاں۔۔۔نکاح سے تو میں بھاگا تھا ناں۔۔۔پوری دنیا میں مزاق میں نے بنوایا تمھارا۔۔۔۔تم تو شریف ۔۔۔مولوی صاحب کے پاس۔۔۔سر جھکائے۔۔۔بیٹھ کر میرا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔" وہ طنز کے تیر چلانے لگا۔۔۔۔اور ہر تیر مقابل کے سینے میں پیوست بھی ہو رہا تھا۔۔۔۔

"جب نکاح منعقد ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔تو حجاب و قبول کیسا ؟؟" وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔۔۔ساتھ ساتھ اپنا ہاتھ چھڑانے کی بھی کوشش کر رہی تھی

"تم میسج والی لائنز مت دوہراؤ۔۔۔۔کہا ناں رٹی ہوئی ہیں مجھے۔۔۔کم از کم خواب میں تو کچھ ایسا کہو کے میرے دل کو تھوڑا چین آجائے۔۔۔۔witch۔۔۔" وہ کھاجانے والی نگاہ سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"آپ نے مجھے ابھی witch کہا؟؟" وہ بے یقینی سے استفسار کر رہی تھی۔۔۔۔

"ہاں۔۔۔کہا۔۔۔۔اور میں یہی کہتا ہوں تمھیں۔۔۔کیونکے تم ایک witch ہی ہو۔۔۔جو میرے دل کا چین و سکون۔۔۔۔میری جاب۔۔۔میرے خواب۔۔۔۔میری راتوں کی نیند۔۔۔یہاں تک کے میرے پیسے بھی لے اڑی ہے۔۔۔۔"وہ ذرا بھی نہ جھما۔۔۔اکڑ کر۔۔آنکھوں میں آنکھیں ڈال ۔۔۔۔ڈٹ کر ایک ہی سانس میں پورا جملہ شکوتاً ادا کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔

"پہلے مجھے تھوڑا دوکھ ہوتا۔۔۔پر اب نہیں ہوگا۔۔۔آپ اسی کے قابل ہیں ڈاکٹر "زاویار کے جملے سن۔۔۔وہ جل اٹھی تھی۔۔۔۔جزبز ہوکر۔۔۔زور سے پورٹ اس کے سر پر دے مارا۔۔۔۔

****------******

سیل باربار رنگ ہورہا تھا۔۔۔۔مگر چاہ کر بھی وہ آنکھ نہیں کھول پارہا تھا۔۔۔

"افف۔۔۔میرا سر۔۔۔"کافی دیر بعد جاکر اپنا سر پکڑے صوفے سے اٹھ کر بیٹھا۔۔۔۔

سورج کی کرنیں کھڑکی سے ڈائریک اس کے منہ پر پڑ رہی تھیں۔۔۔

سر بری طرح بھاری ہورہا تھا۔۔۔۔

"ہیلو۔۔۔"اس نے سیل کورٹ کی جیب سے نکال کر۔۔۔کال ریسیو کی۔۔۔۔

کال ایتان کی تھی۔۔۔جو نہایت غمگین معلوم ہورہا تھا۔۔۔

"کہاں ہے تو ؟؟۔۔۔کتنی کالز کی میں نے تجھے۔۔۔"وہ روہانسہ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

"کیوں ؟؟۔۔۔کچھ ہوا ہے کیا؟؟۔۔۔اور تیری آواز کو کیا ہوا ہے ؟؟۔۔۔سب خیرت؟؟"زاویار کو اسکی بھری آواز نے فکرمند کیا تھا۔۔۔۔

"تو گھر آ۔۔۔۔جلدی۔۔۔"وہ تیزی سے بولا۔۔۔

"گھر ؟؟۔۔ کس کے ؟؟۔۔۔ تیرے یا میرے؟؟" وہ الجھ کر۔۔۔ سر پکڑ کر کھڑا ہونے لگا۔۔اس کا سر ابھی بھی بری طرح چکرا رہا تھا۔۔۔

"تیرے۔۔۔اور پلیز جلدی آ۔۔۔ جلدی۔۔۔"

"تو مجھے پریشان کررہا ہے اب۔۔۔کچھ ہوا ہے کیا ؟؟"

"تو بس جلدی آ۔۔۔تجھے خود پتا چل جائے گا۔۔۔"

ایتان کی بات سنتے ہی وہ تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔۔۔

****

اُس کی بائیک ہوا سے باتیں کررہی تھی۔۔۔

ایک انجانا خوف تھا جو پورے جسم میں سراہیت کررہا تھا۔۔۔

جیسے جان نکل رہی ہو۔۔۔

سر ابھی بھی بہت بھاری بھاری ہورہا تھا۔۔۔لیکن اس کے باوجود اسکی بائیک کی برفتار میں ذرا بھی کمی نہیں آرہی تھی۔۔۔

وہ گھر پہنچا۔۔۔تو حسبِ معمول خاموشی چھائی ی تھی۔۔۔

لاونج میں جماعت کے کچھ بندے صوفے کے پاس کھڑے باتیں کرتے نظر آئے۔۔۔

زاویار نے ان پر کچھ خاص دیھان نہ دیا۔۔۔

”سنا تھا مرتد ہوگیا تھا کچھ ماہ پہلے۔۔۔مگر دارم صاحب بتا رہے ہیں مرتے وقت روتے ہوئے قادیانیت کو دوبارا قبول کیا۔“وہ پہلی سیڑھی پر قدم رکھنے ہی والا تھا۔۔۔کے ایک شخص کا کہا جملہ اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرایا۔۔۔۔

کچھ لمحوں کے لئے وہ مبہوت ہوگیا۔۔۔۔

بالکل سن سی کیفیت۔۔۔۔۔

کچھ لمحے بعد اپنے عصاب پر قابو پاتے ہوئے۔۔۔بےیقینی کے عالم میں واپس مڑ کر اس شخص کی جانب چلتا ہوا آیا۔۔۔۔

” آپ نے ابھی کس کے بارے میں یہ جملہ ادا کیا؟؟“دل میں خوف کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔۔۔کے کہیں وہ جملہ نہ سننے کو مل جائے۔۔۔جسے سننے کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔۔۔

”حدید کے بارے میں۔۔۔ویسے بہت دکھ ہوا تمھارے بھائی کا سن کر۔۔۔بیچارا۔۔مگر خوشی ہے واپس ہدایت پالی تھی اس نے۔۔۔اب ہمیشہ جنت میں رہے گا۔۔۔"ان میں سے ایک شخص نے نہایت تحمل سے۔۔۔اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دلاسہ دیا۔۔۔۔

ان کے جملے تھے یا ایٹم بم۔۔۔۔۔

زاویار کا پورا وجود لرزنے لگا۔۔۔۔

اس ایک لمحے میں ہزاروں جانیں مرا تھا وہ۔۔۔۔

منہ بےیقینی سے کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔۔۔اور آنکھیں سرخ۔۔۔جن سے بےاختیار آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔۔

پوری زندگی ایک فلم کی طرح آنکھوں میں چلنے لگی۔۔۔

زاویار کی جان بسی تھی حدید میں۔۔۔

وہ بھائی۔۔۔دوست۔۔۔سائبان۔۔۔ہمدرد۔۔۔۔سکھ دکھ کا ساتھی۔۔۔اس کی ماں۔۔اسکا باپ۔۔۔سب۔۔۔۔سارے رشتے۔۔۔

سب اس ایک شخص سے وابستہ تھے زاویار کے۔۔۔

"زاویار۔۔۔تم آگئے۔۔۔" دارم صاحب کی دوسری وائف۔۔۔اسکے سینے سے لگ کر روتے ہوئے بولیں۔۔۔

مگر وہ تو بت بنے کھڑا تھا۔۔۔۔

"میر۔۔۔می۔۔۔میرا برو۔۔۔میرے برو۔۔۔۔مام۔۔۔۔میرے برو۔۔۔"اس کے ہونٹ کپکپا رہے تھے۔۔۔پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔۔بمشکل الفاظ ادا ہوئے۔۔۔

پوری دنیا اسے اچانک ویران لگنے لگی تھی۔۔۔۔

بھائی کیا گیا۔۔۔اس کا تو سب ہی چلا گیا۔۔۔۔

کوئی زاویار سے پوچھے۔۔۔۔اس نے آج کیا کھویا تھا۔۔۔۔

اسکی روح تڑپ رہی تھی۔۔۔۔بلک رہی تھی۔۔۔مچل رہی تھی۔۔۔۔

"زاویار۔۔سنبھالو خود کو۔۔۔۔۔"ان کے سینے سے ہٹتے ہی وہ بے جان ہوکر فرش پر گرا تھا۔۔۔۔

انابیہ بیگم اور وہاں موجود لوگ اسے دلاسے دے رہے تھے۔۔۔۔

”زاویار۔۔ ہسپتال چلو۔۔۔“ایتان وہاں آکر۔۔اسکے دونوں بازو پکڑ کر۔۔بڑی مشکل سے اسے کھڑا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہ رہا تھا۔۔

مگر وہ تو اپنے غم میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔اس کا ذہن رنج کی شدت سے مفلوج ہوگیا تھا۔۔۔

”زاویار۔۔اٹھو۔۔۔سنبھالو خود کو۔۔۔زاویار۔۔“ایتان بہت مشکل سے اسے سنبھالنے کی کوشش کررہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔۔۔جبکے لب خاموش ہوگئے تھے۔۔۔

”زاویار۔۔۔ہسپتال چلو۔۔۔اٹھو۔۔۔ہمت کرؤ یار۔۔۔۔تمھارے ڈیڈ کی حالت پہلے ہی بہت خراب ہے۔۔۔تم بجائے ان کی ہمت بننے کے۔۔۔الٹا انھیں کمزور کردو گے۔۔۔۔چلو۔۔۔“وہ زاویار کو ہمت و حوصلہ دینے کی کوشش کررہا تھا۔۔۔

ایتان سے بڑھ کر کون جانتا تھا اس وقت۔۔۔۔کے زاویار پر کیا گزر رہی ہے۔۔۔

اس کا سارا بچپنہ۔۔۔۔ساری بے باکیاں۔۔۔۔ساری شرارتیں۔۔۔اپنے بھائی کے دم سے تھیں۔۔۔۔

حدید کے لئے تو ہنستے ہنستے وہ اپنی جان بھی دے دے۔۔۔

”زاویار۔۔۔پلیز۔۔۔ہوش میں آؤ۔۔۔مشراز آتا ہی ہوگا۔۔۔اسے تم نے سنبھالنا ہے اب۔۔۔۔اس بیچارے کو تو علم بھی نہیں۔۔۔کے اسکا باپ اب اس دنیا میں نہیں رہا۔۔۔“ایتان کے جملے ادا کرتے ہی۔۔۔خاص طور پر مشراز کا نام سنتے ہی زاویار بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ اٹھا۔۔۔

"زاویار۔۔۔حوریہ بھابھی کا ویٹ ہو رہا ہے۔۔۔جیسے ہی وہ آجائیں گی۔۔۔تو۔۔۔" ابھی ایتان بول ہی رہا تھا کے زاویار شدتِ غم سے چیخ اٹھا۔۔۔

"ان کا انتظار کیوں؟؟۔۔۔وہ تو بھاگ گئی تھیں میرے برو کو تنہاء چھوڑ کر۔۔۔انھی کی وجہ سے آج یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے مجھے۔۔۔۔"

"زاویار۔۔۔۔جماعت کے لوگ یہاں کھڑے ہیں۔۔۔ایسی باتیں مت کرؤ۔۔۔اور پھر حدید غلط راہ پر چل پڑا تھا۔۔۔بیچاری حوریہ نے مجبور ہو کر وہ قدم اٹھایا تھا۔۔۔تمھیں اس کی مجبوری سمجھنی چاہیے۔۔۔۔اور ویسے بھی تمھیں شکر ادا کرنا چاہیے۔۔۔کے حدید مرنے سے پہلے واپس قادیانیت میں آگیا تھا۔۔۔اب وہ آرام سے جنت میں رہے گا۔۔۔" انابیہ بیگم دانت پیستے ہوئے۔۔۔نہایت دبی دبی آواز میں زاویار کو سمجھانے لگیں۔۔۔

زاویار ہکا بکا تھا۔۔۔

وہ اس بات پر کبھی یقین نہیں کرسکتا تھا کے اس کے بھائی نے اپنا دین چھوڑ دیا۔۔۔

کیونکے حدید دو دن پہلے تک دارم صاحب سے بری طرح لڑ رہا تھا۔۔۔اپنے بچے کی کسٹڈی کیس کو لڑنے کے لئے۔۔۔

وہ تو کسی صورت اسلام کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھا۔۔۔

"تم سمجھتے کیوں نہیں حدید؟؟۔۔۔تم بے وقوفیوں پر بے وقوفیاں کیے جا رہے ہو۔۔۔کیس لڑ کر اگر تم جیت بھی گئے تو بھی تمھیں مشراز نہیں ملے گا۔۔۔بلکے کیس کورٹ میں فائل ہوتے ہی

وہ لوگ مشراز کو کہیں اور پہنچا دیں گے۔۔۔تم ابھی جانتے نہیں۔۔کتنی طاقت ہے پیسے میں۔۔"دارم صاحب مفاہمانہ انداز میں اسے دھمکا رہے تھے۔۔۔۔

حدید اڑ گیا تھا کے وہ کیس کرئے گا۔۔اور دارم صاحب اسکے کیس کرنے کی سخت مخالفت پر اتر آئے تھے۔۔صرف وہی نہیں انابیہ بیگم بھی بڑھ چڑھ کر مخالفت میں حصہ لے رہی تھیں۔۔۔

تھائی لینڈ میں جماعت کے بڑے تھے دارم صاحب۔۔اگر ان کا بڑا بیٹا کورٹ میں کیس کرتا ۔۔۔تو یہ ان کے منہ پر تماچے کی مانند ہوتا۔۔۔۔

انسان دنیاوی دولت اور چمک دمک دیکھ کر آخرت کو بھول جاتا ہے۔۔۔

اندھا۔۔گونگا۔۔بہرہ بن کر۔۔۔آگ کے رستے کا خود انتخاب کرتا ہے۔۔۔

دارم صاحب۔۔انابیہ بیگم انھیں لوگوں میں سے ایک تھے۔۔۔

زاویار نے یہ پوری لڑائی اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھی تھی۔۔۔

وہ خاموش تھا۔۔

اس لمحے سوچ میں پڑھ گیا تھا۔۔۔

کیا ہے اس دینِ اسلام میں؟؟؟۔۔۔یہ اپنے ماننے والے کو نہ تحفظ دیتا ہے دنیاوی طور پر۔۔نہ عیش و عشرت کی زندگی۔۔۔

جبکے قادیانی ہونے والے شخص کو یہ دونوں چیزیں دی جاتی ہیں۔۔۔

حوریہ نے اسلام چھوڑا۔۔تو اسے تحفظ فراہم کیا گیا۔۔۔۔

دارم صاحب نے قادیانیت مذہب اختیار کیا۔۔تو انھیں دولت و منصب دیا گیا۔۔۔

مگر اسلام کے ماننے والوں کو تو دنیاوی طور پر۔۔۔کوئ ی کچھ نہیں دے رہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے رامین مسلمان ہوئ ی۔۔۔اس نے اپنی عیش و عشرت اور آسائ شوں سے بھری زندگی چھوڑ دی۔۔۔یہاں تک کے وہ اس دین میں رہنے کے ل ئ ے زاویار کی نگاہ میں بھیک مانگ کر نکاح کرنے کے ل ئ ے بھی راضی تھی۔۔۔اس قدر اس نے اپنی ذات کو نیچے گرا کر۔۔۔اسلام کو ترجیح دی تھی۔۔۔

اب اس کا بھائ ی۔۔۔جسے اسلام قبول کرتے ہی مرتد کا خطاب مل گیا۔۔۔بیوی بچے کو لے کر راتوں رات غائ ب ہو گ ئ ی۔۔۔لوگ جان لینے کے درپے ہو گ ئ ے۔۔۔اپنے ماں باپ سخت مخالفت کر رہے ہیں۔۔۔اسے اسکی اپنی اولاد کو دیکھنے کے ل ئ ے ترسایا جا رہا ہے۔۔۔اس کے باوجود وہ دینِ اسلام چھوڑنے کے ل ئ ے تیار نہیں۔۔۔

حدید اور رامین کا اسلام کی خاطر مشکلیں برداشت کر کے بھی اپنا دین نہ چھوڑنا۔۔۔زاویار کو متاثر کر رہا تھا۔۔۔

اُن کا عمل۔۔۔زاویار کو ایک بار پھر اندھی تقلید کی پٹی اتارنے پر زور دے رہا تھا۔۔۔

انابیہ بیگم کے جملے اس کے ل ئ ے قابلِ یقین نہیں تھے۔۔۔

ایتان اسے بڑی مشکل سے اپنے ساتھ گاڑی میں بیٹھا کر ہسپتال لے جانے لگا۔۔۔

پورے راستے زاویار نے ایک لفظ نہ کہا۔۔۔

ہسپتال میں انھیں ایک کمرے میں لے جایا گیا۔۔۔وہاں دارم صاحب پہلے ہی موجود تھے۔۔۔وہ کمرہ برف کی طرح ٹھنڈا ہو رہا تھا۔۔۔

وہ ہسپتال کا سرد خانہ تھا۔۔۔

ایک لاکر نما دراز زاویار کے سامنے ڈاکٹر نے لاک پکڑ کر کھینچتے ہوئے کھولی۔۔۔

اس دراز کے کھلتے ہی۔۔۔۔سفید کپڑے میں لپٹا حدید کا بے جان جسم نظر آیا۔۔۔

اس لمحے زاویار بری طرح تڑپ تڑپ کر چیخنے لگا۔۔۔

اس کا ذہن سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھا تھا۔۔۔

اگر اس لمحے رامین یہ پورا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی۔۔۔تو آج وہ اس شعر کا مفہوم اچھی طرح سمجھ لیتی۔۔۔

کوئی آیا پا کر چلا گیا۔۔۔

کوئی عمر بھر بھی نہ پا سکا۔۔۔

اے مولی تجھ سے گلہِ نہیں۔۔

یہ تو اپنا اپنا نصیب ہے❤۔۔

ایتان نے حدید کے ہونٹوں کو دیکھا۔۔۔جو نیلے پڑھ رہے تھے۔۔۔

یہ دیکھ اسے گہرا شاکڈ لگا۔۔۔

مگر موقعے کی مناسبت کے مطابق وہ خاموش کھڑا ہو کر اپنی آنکھوں میں آنے والے آنسو صاف کرنے لگا۔۔

ایتان کو سارے معاملے کا علم تھا۔۔۔کیونکے دارم صاحب کے گھر سے نکال دینے کے بعد حدید اسی کے اپارٹمنٹ میں رہا تھا۔۔۔

زاویار بلک بلک کر اپنے بھائی کے سینے سے لگ کر رو رہا تھا۔۔۔

”تم سدھر کیوں نہیں جاتے؟؟“

”کبھی کبھار تو مجھے یقین نہیں آتا تم میرے بھائی ہو“

”ویسے پہلی بار کسی لڑکی کے لئے روتے دیکھا ہے میں نے تمھیں۔۔۔محبت کرنے لگے ہو کیا اس سے؟؟۔“

”میں نے دیکھا تم امام ہو۔۔۔اور لوگ تمھارے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔۔۔تمھارے ہاتھوں کا بوسہ لے رہے ہیں۔۔۔۔تمھاری عزت کر رہے ہیں۔۔۔“

” مشراز کو اپنے ساتھ رکھنا۔۔۔چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔۔۔۔“

حدید کے ساتھ گزارا ہوا ایک ایک پل اسکی آنکھوں کے آگے چل رہا تھا۔۔۔اسکے کہے ہوئے جملے کانوں میں گونج رہے تھے۔۔۔۔

وہ اپنے بھائی کی اچانک موت کا صدمہ برداشت نہیں کرپا رہا تھا۔۔۔

”برو۔۔۔برو آنکھیں کھولیں۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔مجھے چھوڑ کر مت جائیں۔۔۔میں نہیں جی سکتا آپ کے بغیر۔۔۔۔برو۔۔۔۔۔برو۔۔۔۔“زاویار اس کے ہاتھ کو جھنجھوڑتے ہوئے چیخ رہا تھا۔۔۔

ایتان اور دارم صاحب نے اسے بڑی مشکل سے حدید سے دور کیا۔۔۔۔

”برو۔۔۔۔برو۔۔۔۔میرا دم گھٹ جائے گا آپ کے بغیر۔۔۔مجھے آپ کے بغیر جینا نہیں آتا۔۔۔۔پلیز مجھے چھوڑ کر مت جائیں۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔“زاویار بکھر گیا تھا۔۔۔جسے اس وقت سنبھال پانا دارم صاحب اور ایتان کے بس میں نہیں تھا۔۔۔۔

اسے صبر نہیں آرہا تھا۔۔۔

آخری دیدار پر۔۔۔اپنے بھائی کی روشن پیشانی بڑی شدتِ محبت سے چومی۔۔۔

اس لمحے زاویار کا غم ناقابلِ بیان تھا۔۔۔۔

ایتان کو حوریہ کا اتنا جلدی تھائی لینڈ چلے آنا بھی بڑا عجیب لگا۔۔۔۔

وہ زاویار سے اس بارے میں بات کرنا چاہ رہا تھا۔۔۔۔مگر زاویار کی حالت دیکھ۔۔۔اسے خاموشی بہتر لگی۔۔۔۔

*****------*********💔💔😭😭

”مشراز کو اپنے ساتھ رکھنا۔۔۔چاہے کچھ بھی ہوجائے۔۔۔۔“یہ جملہ اس کے ذہن میں فٹ ہوگیا تھا۔۔۔

باربار بس یہی ایک جملہ اس کے ذہن میں گردش کررہا تھا۔۔۔۔

مشراز آج اس کے سینے پر لیٹ کر سو رہا تھا۔۔۔اسکی آنکھیں مسلسل بھیگ رہی تھیں۔۔۔جنھیں وہ صاف کرتا اور پھر اپنے ذہن میں آنے والے خیالات کو جھٹک کر چھت کو دیکھنے لگتا۔۔۔۔

دارم صاحب نے اپنے جماعت میں یہ بات مشہور کردی تھی کے حدید واپس قادیانی ہوگیا مرنے سے قبل۔۔۔۔

زاویار جانتا تھا اس بات میں کوئی صداقت نہیں۔۔۔

مگر پھر بھی وہ خاموش رہا۔۔۔۔کیونکے اس کے ذہن میں اب کچھ اور ہی چل رہا تھا۔۔۔۔

اسے حدید کا یہ دعوی اچھی طرح یاد تھا کے قادیانیت ایک cult ہے۔۔۔۔۔جسے اسنے اب بہت قریب سے محسوس کرلیا تھا۔۔۔

حدید کی موت کے بعد۔۔۔وہ اب قادیانیت میں نہیں رہنا چاہتا تھا۔۔۔

مگر وہ کہاں جائے؟؟؟۔۔

یہ خیال اسکے قدم روک دیتا۔۔۔۔۔

کہتے ہیں ناں ہدایت انھیں ملتی ہے جو طلب کرتے ہیں۔۔۔

جو متلاشی ہوتے ہیں۔۔۔جنھیں جستجو ہوتی ہے حق کی۔۔۔۔

ورنہ کھلی نشانیاں ہونے کے باوجود۔۔۔لوگ اندھے گونگے بہرے ہیں۔۔۔

زاویار اب دین ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔وہ دین جو حق ہو۔۔۔

قادیانی صرف اپنی ہی تفاسیر اور کتابیں پڑھتے ہیں

مگر زاویار اب نیٹ سے دوسرے علمائے کرام کی لکھی ہوئ ی قرآنی تفاسیر کا مطالعہ کررہا تھا۔۔۔

پورے تین مہینے وہ صرف قرآن شریف کا ترجمہ اور تفسیر کا مطالعہ کرتا رہا۔۔۔

وہ اپنے کمرے سے زیادہ باہر بھی نہیں نکلتا تھا۔۔۔۔

دارم صاحب اس پر مسلسل زور دے رہے تھے کے وہ ان کے ساتھ حدید کی جگہ آفس میں کام سنبھالے۔۔۔۔مگر وہ ڈھٹائ ی کا اعلی مظاہرہ کرتے ہوئے ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اڑا دیتا۔۔۔۔۔

مطالعے کے دوران اسے ختم نبوت پر روشن دلائل پر ملنا شروع ہوگ ئ ے۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن آپ رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں۔ (الاحزاب: ۴۰)

تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو منصبِ نبوت پر فائز نہیں کیا جائیگا۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بے شک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول، اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں اور اس کا منکر یقیناً اجماع امت کا منکر ہے۔" (الاقتصاد فی الاعتقاد صفحہ 123)

یایھا الذین آمنوا اٰمنوا باللہ و رسولہ و الکتاب الذی نزل

علی رسولہ و الکتاب الذی انزل من قبل۔" (النسآئ: 136) ترجمہ: "اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کتاب پر جس کو اپنے رسول پر نازل کیا ہے اور ان کتابوں پر جو ان سے پہلے نازل کی گئیں۔"

یہ آیت بڑی وضاحت سے ثابت کررہی ہے کہ ہم کو صرف حضور علیہ السلام کی نبوت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء اور ان کی وحیوں پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ اگر بالفرض حضور علیہ السلام کے بعد کوئی بعہدۂ نبوت مشرف کیا جاتا تو ضرور تھا کہ قرآن

کریم اس کی نبوت اور وحی پر ایمان لانے کی بھی تاکید فرماتا، معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

-اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ-فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍۙ-فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(3)سورہ المائدہ

ترجمۂ

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

{اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارادین مکمل کردیا۔} تکمیلِ دین سے متعلق یہ آیتِ مبارکہ حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز، جمعہ کے دن، عصر کے بعد نازل ہوئی اور بتادیا گیا کہ حرام و حلال کے جو احکام ہیں وہ اور قِیاس کے قانون سب مکمل کردیئے ،اسی لئے اس آیت کے نزول کے بعد بیانِ حلال و حرام کی کوئی آیت نازل نہ ہوئی اگرچہ ’’وَ اتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ‘‘ نازل ہوئی جووعظ و نصیحت پر مشتمل ہے۔بعض مفسرین کا قول ہے کہ دین کامل کرنے کے معنی اسلام کو غالب کرنا ہے جس کا یہ اثر ہے کہ حجۃ الوداع میں جب یہ آیت نازل ہوئی تو کوئی مشرک مسلمانوں کے ساتھ حج میں شریک نہ ہوسکا۔ایک قول یہ ہے کہ آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ میں نے تمہیں دشمن سے امن دی، ایک قول یہ ہے کہ دین کا اِکمال یعنی مکمل کرنایہ ہے کہ وہ پچھلی

شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا اور قیامت تک باقی رہے گا۔(خازن، المائدۃ، تحت الآیۃ: ۳، ۱ / ۴۶۴)

{وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ: اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔} مراد یہ ہے کہ مکہ مکرمہ فتح فرما کر میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔ مکہ مکرمہ کی فتح اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظیم نعمت تھی۔

{وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا: اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔} یعنی میں نے تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کرلیا کہ اس کے سوا کوئی اور دین قبول نہیں۔

آیت ''وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا'' سے معلوم ہونے والے احکام:

اس آیت سے کئی احکام معلوم ہوئے:

پہلا یہ کہ صرف اسلام اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پسند ہے یعنی جو اَب دین محمدی کی صورت میں ہے، باقی سب دین اب ناقابلِ قبول ہیں۔

دوسرا یہ کہ اس آیت کے نزول کے بعد قیامت تک اسلام کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا۔

تیسرا یہ کہ اصولِ دین میں زیادتی کمی نہیں ہو سکتی۔ اجتہادی فروعی مسئلے ہمیشہ نکلتے رہیں گے۔

چوتھا یہ کہ سیدُالمرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا کیونکہ دین کامل ہو چکا، سورج نکل آنے پر چراغ کی ضرورت نہیں، لہٰذا قادیانی جھوٹے، بے دین اور خدا عَزَّوَجَلَّ کے کلام اور دین کو ناقص سمجھنے والے ہیں۔

پانچواں یہ کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی لاکھوں نیکیاں کرے خدا عَزَّوَجَلَّ کو پیارا نہیں کیونکہ اسلام جڑ ہے اور اعمال شاخیں اور پتے اور جڑ کٹ جانے کے بعد شاخوں اور پتوں کو پانی دینا بے کار ہے۔۔۔۔۔۔

اتنا پڑھنے کے بعد زاویار سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

یہ روشن دلائل کسی کی بھی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔۔۔

اس کے دل میں مزید اسلام کو جاننے کی تشنگی بڑھ رہی تھی۔۔۔

****----**** 🔥🔥🔥🔥

"زاویار۔۔۔مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔" دارم صاحب اس کے کمرے میں خود چل کر آئے تھے۔۔۔

زاویار کو حدید کی وفات کے بعد جیسے خاموشی لگ گئی تھی۔۔۔وہ سب جانتے بوجتے خاموش تھا۔۔۔

"تم سن رہے ہو۔۔۔مجھے بات کرنی ہے تم سے" ان کے آتے ہی زاویار اپنا سیل اٹھا کر دوسرے کمرے میں جانے کی نیت سے کھڑا ہوا۔۔۔تو دارم صاحب بھرم آواز میں جتاتے ہوئے۔۔۔گویا ہوئے۔۔۔

"بولیں" وہ بے دلی سے کہتا ہوا۔۔۔ان کے سامنے بیڈ پر بیٹھا۔۔۔

”جیسا کے تم جانتے ہو۔۔حدید وفات پا چکا ہے۔۔دو دن بعد حوریہ کی عدت بھی ختم ہونے والی ہے۔۔میں اور تمھاری ماں سوچ رہے ہیں کیوں ناں تمھارا نکاح حوریہ سے کرا دیا جائے۔۔“ان کی بات سن۔۔وہ ہکا بکا نگاہوں سے ان کے وجود کو تک رہا تھا۔۔

”کیا؟؟۔۔یہ کیا کہ رہے ہیں آپ؟؟۔۔۔وہ میرے برو کی وائ‌ف ہیں“زاویار فورا احتجاج بلند کرنے لگا۔۔۔

”وائ‌ف ہے نہیں۔۔۔ تھی۔۔۔حدید اب ہم میں نہیں۔۔۔حوریہ کی دوسری شادی اگر باہر کسی سے ہوئ‌ی۔۔۔تو ہم مشراز کو دیکھنے کے ل‌ئ‌ے بھی ترس جائ‌یں گے۔۔اس ل‌ئ‌ے میں دلی چاہت رکھتا ہوں کے تمھارا اور حوریہ کا نکاح ہوجائے۔۔“ زاویار احتجاج کرئے گا اس رشتے کے خلاف۔۔اس بات کا انھیں پہلے سے ہی اندازہ تھا۔۔وہ نہایت نرمی سے اسے مشراز کے نام پر ایموشنل بلیک میل کرنے لگے۔۔۔

”آپ رکھتے ہیں یا آپ کی جماعت والے؟؟“زاویار ابرو اچکا کر۔۔آنکھوں میں کدورت ل‌ئ‌ے استفسار کر رہا تھا۔۔۔

” اگر جماعت والے بھی رکھتے ہیں تو اس میں کیا غلط ہے؟؟۔۔۔مشراز میرا پوتا ہے۔۔۔اور اسے میں اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔اور یہ تب ہی ممکن ہے جب تم حوریہ سے نکاح کرو“ دارم صاحب کو زاویار کا سوال اور آنکھوں میں ابھرتی ہوئ‌ی کدروت نہایت ناگوار گزری تھی۔۔۔وہ اپنا لہجہ سرد کرتے ہوئے بولے۔۔۔

"مشراز سے آپ کو کتنی محبت ہے۔۔۔میں اچھی طرح جانتا ہوں۔۔۔۔اصل میں تو اوپر سے آرڈر حوریہ بھابھی کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے آیا ہو گا۔۔۔۔مگر میں آپ کو صاف الفاظ میں کہہ رہا ہوں اس غلط فہمی میں مت رہیے گا۔۔۔۔"زاویار دو ٹوک انداز میں بولا۔۔۔۔

اسکے پہلے جملے میں جو طنز کا تیر تھا۔۔دارم صاحب نے اس کی چبھن پورے وجود میں محسوس کی۔۔۔۔

"زاویار۔۔۔۔میری نرمی کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ۔۔۔ورنہ۔۔۔"دارم صاحب ابھی اسے دھمکا ہی رہے تھے۔۔۔کہ وہ تیزی سے ان کی بات کاٹتے ہوئے۔۔۔۔بیچ میں بولا۔۔۔

"ناجائز فائدہ تو آپ اٹھا رہے ہیں میری خاموشی کا۔۔۔۔آپ کو کیا لگتا ہے۔۔۔میں نہیں جانتا میرے برو راتوں رات کیسے دنیا چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔۔"اس کی آنکھیں سرخ انگارے کی مانند لال ہوگئیں تھیں۔۔۔۔

یہ جملے ادا کرتے ہی اسنے اپنے ہونٹوں کو مضبوطی سے بھینچ لیا۔۔۔۔جیسے اپنا غصہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟؟۔۔۔"دارم صاحب کھڑے ہو کر۔۔۔غصے سے پوچھنے لگے۔۔۔۔

"یہی۔۔۔کے آپ نے مارا ہے میرے برو کو۔۔۔۔" اس کے یقین سے دعویٰ کرتے ہی دارم صاحب سٹپٹا گئے۔۔۔۔

"بکواس بند کرو۔۔۔۔you jerk ..."وہ غصے سے بپھر کر بولے۔۔۔

"آپ کے چیخنے سے سچ نہیں بدل جائے گا۔۔۔"زاویار کھڑا ہو کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال۔۔ڈٹ کر بولا۔۔

"میں اپنے ہی بیٹے کو کیوں مارنے لگا؟؟۔۔اگر مجھے اسے مارنا ہی ہوتا۔۔۔تو چناب نگر جاکر اسے بچاکر کیوں لاتا؟؟"دارم صاحب اپنی صفائی ی میں دلیل دینے لگے۔۔

"کیونکے اگر برو وہاں مر جاتے۔۔تو پورے مرکز میں یہ بات مشہور ہوجاتی کے دارم صاحب کا بیٹا مرتد ہوگیا تھا۔۔جسے سزا کے طور پر مار دیا گیا۔۔۔۔آپ کو اور آپ کی جماعت کو کتنا نقصان ہوجاتا۔۔۔ہر کوئی سوال کرتا جماعت کے امیر کا بیٹا کیسے مرتد ہو گیا۔۔۔ان سوالات سے بچنے اور اپنے منصب پر قائم رہنے کے لئے آپ برو کو اس دعوے کے ساتھ گھر واپس لائے۔۔کے وہ واپس قادیانی ہوجائیں گے۔۔۔جب ایسا نہ ہوسکا۔۔۔تو آپ نے انھیں مار کر مشہور کردیا کے وہ واپس قادیانی ہوکر مرے۔۔۔"زاویار کی بات سن۔۔۔دارم صاحب کا خون کھول اٹھا تھا۔۔۔

"بکواس بند کرؤ۔۔۔۔وہ خون تھا میرا۔۔۔۔تمہارا بھائی بعد میں پہلے میرا بیٹا تھا۔۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہے جو تم سوچ رہے ہو۔۔۔میں تو گھر پر موجود ہی نہیں تھا جب حدید کا انتقال ہوا۔۔۔اور اسکے واپس قادیانی ہونے کی بات تو مجھے خود انابیہ سے پتا چلی۔۔۔اور تم سوچ بھی کیسے سکتے ہو میں اپنے بیٹے کو۔۔۔جو مجھے اپنی جان سے زیادہ پیارا تھا۔۔اسے خود مار دوں گا۔۔۔۔۔زاویار۔۔۔آج تم نے مجھے بہت تکلیف پہنچائی ی ہے۔۔۔بہت زیادہ۔۔۔۔میری روح کو تڑپا دیا ہے تم نے آج۔۔۔ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے اسے مشراز سے دور رکھا۔۔۔۔مگر صرف اس لئے۔۔۔تاکے وہ

واپس قادیانیت میں لوٹ آئے۔۔۔۔تم نے تو مجھے میرے ہی بیٹے کا قاتل بنا دیا۔۔۔"دارم صاحب دل برداشتہ ہو کر وہاں سے چلے گ ئی ے۔۔۔

زاویار کو ان کی آنکھوں میں پہلی بار سچائی ی نظر آئی ی تھی۔۔۔

وہ الجھ کر رہ گیا تھا۔۔۔۔

کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ؟؟۔۔۔

کون سی راہِ ہدایت ہے۔؟؟؟۔۔اور کون سی گمراہ؟؟؟۔۔۔۔

آج اسے پھر ایک بار رامین کی شدت سے یاد آئی ی۔۔۔

****

آج وہ اسی مقام پر کھڑا تھا۔۔جہاں کچھ سال قبل رامین کھڑی تھی۔۔۔۔۔

{"ڈاکٹر میں بہت پریشان ہوں۔۔۔"

"کیوں ؟؟۔۔خیرت؟؟"اک لمحے کے ل ئی ے ہی صحیح مگر زاویار کو اسکی فکر لاحق ہوئی ی۔۔۔

"نہیں۔۔۔خیرت نہیں ہے۔۔میں پاکستان آئی ی ہوئی ی ہوں اپنی نانی کے پاس۔۔۔یہاں مجھے پارلر میں۔۔جہاں میں بیوٹیشن کا کورس کررہی ہوں اک لڑکی ملی۔۔وہ مسلم ہے۔۔اور یہ جاننے کے باوجود مجھے وہ اچھی لگتی ہے۔۔میرا دل اس کی طرف تیزی سے مائ ل ہورہا ہے۔۔۔اک سحر سہ محسوس کرتی ہوں میں۔۔۔جب وہ لڑکی میرے سامنے اپنی کتاب کی سورت پڑھتی ہے۔۔۔میرا دل چاہتا ہے وہ پڑھتی رہے اور میں سنتی رہوں۔۔۔مجھے گھٹن سی محسوس ہوتی جب میں چرچ جاتی ہوں۔۔لیکن جب میں اس لڑکی کو نماز پڑھتا دیکھتی ہوں۔۔اسے اس کے رب کی عبارت کرتے

دیکھ۔۔۔میرا بھی دل چاہتا ہے۔۔میں بھی کرؤں۔۔۔۔عجیب سہ کھچاؤ ہے جو میں محسوس کرنے لگی ہوں ڈاکٹر۔۔۔۔۔مجھے خود سے ڈر لگنے لگا ہے۔۔۔۔۔ڈاکٹر پتا ہے جب میں آذان کی آواز سنتی ہوں۔۔۔تو میرے پورے جسم کا روا روا کھڑا ہو جاتا ہے۔۔۔۔اک انوکھا احساس مجھے اپنی جکڑ میں لیتا ہے۔۔۔۔ڈاکٹر میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔۔۔"آخری جملہ ادا کرتے وقت وہ زور زور سے رونے لگی۔۔۔۔اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔۔

"تو ہو جاؤ۔۔۔اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے۔۔۔۔"زاویار کا ذہن تو اسکی خوبصورتی میں اٹکا تھا۔۔۔۔اسے حاصل کرنے کی چاہ میں۔۔۔۔وہ دین سے بالکل بھی لگاؤ نہیں رکھتا تھا۔۔۔اس ل ئ ے وہ سمجھنے سے قاصر تھا کے اس وقت للیان پر کیا بیت رہی ہے۔۔۔وہ کیوں اتنی پریشان ہے۔۔۔۔اس کا لاپرواہی سے دیا جواب۔۔۔۔۔للیان کو حیرت میں ڈال گیا۔۔۔۔

"مگر ڈاکٹر میں کرسچن ہوں۔۔۔۔میں کیسے ؟؟"وہ الجھی۔۔۔

"اگر تمھیں مسلمان بننے سے سکون ملے گا۔۔۔تو اس میں برائ ی کیا ہے؟؟۔۔۔"

"ڈاکٹر آپ سمجھ نہیں رہے میری حالت کو۔۔۔۔اپنا مذہب بدلنے کی بات کر رہی ہوں میں۔۔۔یہ اتنا آسان نہیں ہے۔۔۔۔میرا پورا خاندان میرے خلاف ہو جائے گا۔۔۔۔مجھے گھر سے نکال دیں گے۔۔۔میں کیا کرؤں گی پھر ؟؟۔۔۔کہاں جاؤں گی ؟؟۔۔۔" اس کی پریشانی اس کے لہجے میں نمایا تھی۔۔۔}

اسے آج سمجھ آیا تھا کے وہ کس قدر پریشانی کے عالم میں اس سے بات کر رہی تھی۔۔۔

وہ کس کشمکش کا شکار تھی۔۔۔

وہ کیوں اتنی بے سکون تھی۔۔۔۔

خود پر بیتی تو جانا۔۔یہ واقعی بہت مشکل مرحلہ ہے۔۔۔۔

اپنا دین بدلنا۔۔۔کوئی ی کھیل نہیں۔۔۔۔

سب سے پہلے اپنے ہی دشمن بن کر سامنے آتے ہیں۔۔۔۔

حدید کی اچانک موت۔۔۔۔

انابیہ بیگم کا اس کا واپس قادیانی ہوکر مرنے کا دعوی۔۔۔۔

دارم صاحب کی آنکھوں کی سچائی ی۔۔۔

اسے الجھا رہے تھے۔۔۔۔

وہ راہِ حق کا متلاشی تھا۔۔۔

قرآن پاک کی آیات کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کے بعد۔۔۔اس کا دل اب چین و سکون نہیں پارہا تھا۔۔۔۔

عجب اضطرابی کیفیت تھی۔۔۔

جیسے ریگستان میں پیاسا کنویں کو ڈھونڈتا پھرتا ہے۔۔۔ویسے زاویار حق کی راہ ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔

"کیا واقعی برو دینِ اسلام چھوڑ کر واپس قادیانی ہوکر انتقال کر گ ئی ے ؟؟۔۔۔اگر ایسا تھا تو کیوں ؟؟۔۔۔کیا یہ دینِ حق نہیں تھا ؟؟؟۔۔۔۔ایسا کیا ہوگیا تھا ایک دن میں۔۔۔یا کیا دیکھ لیا تھا برو نے ۔۔۔جو واپس قادیانی ہوگ ئی ے ؟؟؟۔۔۔۔اور اگر یہ سچا دین نہیں۔۔۔۔تو پھر میرا دل اسکی طرف کیوں کھچاؤ کا شکار ہورہا ہے ؟؟۔۔۔۔وہ کیا چیز ہے جو مجھے بے چین کر رہی ہے ؟؟؟۔۔۔میں تو راہِ

حق پر ہوں۔۔۔پھر اس دل کو سکون کیوں نہیں ؟؟۔۔۔۔۔قرار کیوں نہیں ؟؟۔۔۔"وہ بیڈ پر لیٹا خالی چھت کو تک رہا تھا۔۔۔ذہن میں جو سوالات چل رہے تھے۔۔۔ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کررہا تھا۔۔۔

قرآن پاک کی آیت از خود ذہن میں چلنے لگی۔۔۔

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن آپ رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں۔ (الاحزاب: ۴۰)

تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو منصبِ نبوت پر فائز نہیں کیا جائیگا۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"بے شک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول، اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں اور اس کا منکر یقینااجماع امت کا منکر ہے۔" (الاقتصاد فی الاعتقاد صفحہ 123)

آخری جملہ۔۔۔(اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں اور اس کا منکر یقینا اجماع امت کا منکر ہے)۔۔۔۔۔اُسے سوچنے پر باربار مجبور کررہا تھا۔۔۔

اتنی بڑی امت کیسے گمراہی پر جمع ہوگ ئی؟؟؟۔۔۔۔۔۔۔

اور اگر اجماعِ امت گمراہ نہیں ہے تو کیا اب تک وہ گمراہی میں جی رہا تھا؟؟؟۔۔۔

سوالات۔۔۔اس کے ذہن کو جھنجھوڑ رہے تھے۔۔۔

حدید کی موت کا صدمہ اسکی طبیعت کو احساس بنا گیا تھا۔۔۔

خاموش طبیعت۔۔۔

پورا پورا دن۔۔۔قرآن پاک کا ترجمہ و تفاسیر پڑھتا۔۔۔

حوریہ کی عدت ختم ہوتے ہی۔۔۔دارم صاحب اور انابیہ بیگم نے اس پر حوریہ سے نکاح کے لئے زور دینا شروع کر دیا۔۔

وہ کسی صورت نکاح کے لئے راضی نہیں ہو رہا تھا۔۔

دباؤ دن بہ دن بڑھ رہا تھا۔۔۔

-----** 🔥🔥🔥

"اندر آجاؤں ؟؟"حوریہ نے آہستہ سے دروازہ نوک کرتے ہوئے اجازت طلب کی۔۔۔

زاویار نے اسے دیکھتے ہی سیل سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔بغیر کوئی جواب دیے۔۔مشراز کو اٹھانے لگا۔۔

"مشراز اٹھو۔۔اپنی ماما کے ساتھ جاکر سو۔۔ان کے کمرے میں۔۔"زاویار اس کے چہرے پر نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

"سونے دو اسے۔۔۔میں یہاں تم سے بات کرنے آئی ہوں۔۔مشراز کو لینے نہیں۔۔۔"حوریہ کمرے میں خود ہی چلی آئی۔۔۔زاویار کے سامنے۔۔۔صوفے پر۔۔جھمے جھمے لہجے میں کہتی ہوئی بیٹھ گئی۔۔۔

”پر مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔“وہ سپاٹ سہ جواب دیتے ہوئے۔۔اپنا تکیہ ٹھیک کرتے ہوئے۔۔۔لیٹنے لگا۔۔۔

”میں بھی تم سے نکاح نہیں کرنا چاہتی۔۔۔خاص طور پر تب۔۔۔جب میں جانتی ہوں۔۔۔کے تمھاری اپنی بھی ایک اولاد ہے۔۔۔جسے رامین لے کر بھاگ گئی ہے۔۔۔تم نے اس سے بغیر نکاح کے ایک ناجائز رشتہ رکھا تھا۔۔۔اور میرے لئیے یہ بالکل قابلِ قبول نہیں۔۔۔کے میں ایک کریکٹر لیس لڑکے کے نکاح میں خود کو دوں۔۔۔“وہ روہانسہ لہجے میں احتجاج کر رہی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے زاویار کو چھبن محسوس ہونے لگی۔۔۔

زاویار تو یہ بات بھول ہی گیا تھا۔۔۔کے حدید اور حوریہ کی نگاہ میں رامین پریگننٹ تھی۔۔۔

”ہمم۔۔۔تو آپ آدھی رات میں مجھے یہ بتانے آئی ہیں کے میں ایک کریکٹر لیس لڑکا ہوں۔۔۔“وہ طنزیہ کہ کر اپنی ٹھوڑی سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے مسلنے لگا۔۔۔۔۔

”ہاں۔۔۔۔میں یہی بتانا چاہتی ہوں تمھیں۔۔۔کے میں تمھیں کسی صورت اپنے قابل نہیں سمجھتی۔۔۔۔تم جیسے بدکردار لڑکے جو جگہ جگہ منہ مارتے پھرتے ہیں و۔۔۔“وہ ابھی بول ہی رہی تھی کے زاویار بیچ میں بات کاٹتے ہوئے تیزی سے بولا۔۔۔

”اسکیوزمی۔۔۔اب آپ حد پار کر رہی ہیں۔۔۔۔۔“زاویار کے تن بدن میں حوریہ کے کہے جملے نے آگ لگا دی تھی۔۔۔۔وہ جزبز ہو کر۔۔۔۔سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے۔۔۔ غصیلی نگاہ اسکے وجود پر ڈال گویا ہوا۔۔

"سچ ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے زاویار۔۔اور سچ یہی ہے کے کوئ ی پاکیزہ لڑکی کبھی بھی ایک بدکردار اور زانی مرد کا انتخاب نہیں کرۓ گی۔۔۔تو پھر میں کیسے کرلوں؟؟۔۔۔میرے ہسبینڈ نہایت باکردار مردوں میں سے تھے۔۔۔اگر وہ مرتد نہ ہوتے۔۔۔تو مجھے آج یہ دن نہ دیکھنا پڑ رہا ہوتا۔۔"اس کے الفاظ تھے یا نشتر۔۔۔زاویار کا پورا جسم اسکی چھبن محسوس کررہا تھا۔۔۔

اس نے ایک دو ثانیوں کے ل ئ ے آنکھیں بند کیں۔۔۔ہونٹ بھینچ ل ئ ے۔۔۔

بڑی مشکل سے اپنا غصہ ضبط کررہا تھا۔۔۔

"آپ بے فکر ہوجائ یں۔۔۔میں ایک بھاگی ہوئ ی عورت سے نکاح کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔۔۔"وہ زاویار تھا۔۔شاید بھول گ ئ ی تھی حوریہ۔۔ایک ہی طنز کا تیر۔۔نشانے پر لگا کر۔۔مانو سینے کے آر پار کیا۔۔۔

اوپر سے نیچے تک اچھال دیا تھا اس نے حوریہ کو۔۔۔

"میں لاکھ بدکردار صحیح۔۔مگر بیوی اسے بناؤں گا جو میری غیر موجودگی میں میری امانت کی حفاظت کرسکے۔۔۔"وہ مفاہمانہ انداز میں اسے بری طرح ذلیل کررہا تھا۔۔۔

"میں نے امانت میں کوئ ی خیانت نہیں کی ہے۔۔تم میرے کردار پر انگلی اٹھا رہے ہو"وہ طیش کے عالم میں کھڑے ہوکر۔۔۔غصے سے بپھر کر بولی۔۔۔

زاویار کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ بکھر آئ ی۔۔۔

اس کی مسکراہٹ نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔۔۔

حوریہ جزبز ہوکر گھور رہی تھی۔۔۔

بس نہیں چل رہا تھا کے زاویار کا حشر کر دے۔۔۔

”آپ خود بتائیں۔۔۔ایسی عورت کے کردار پر انگلی کیونکر نہ اٹھے جو بن بتائے اپنے ہسبینڈ کو ۔۔۔گھر سے غائب ہو جاتی ہے۔۔اور خدا جانے کہاں۔۔۔کس حال میں۔۔۔اور کن لوگوں کے ساتھ رہ کر لوٹتی ہے۔۔۔۔“زاویار اسکی عزت کی دھجیاں اڑانے پر تل گیا تھا۔۔۔۔

”تم میرے کردار پر انگلی اٹھانا بند کرو۔۔۔۔“وہ اپنی موٹھیوں کو مضبوطی سے بند کرتے ہوئے ۔۔۔تنبیہ کرنے لگی۔۔

”ایک عورت صرف اپنے محرم اور ہسبینڈ کے ساتھ محفوظ ہوتی ہے۔۔۔اور آپ تو اُن اعلی قسم کی عورتوں میں سے ہیں۔۔۔جو باپ بھائی اور ہسبینڈ تینوں کا گھر چھوڑ کر بھاگی ہیں۔۔۔۔مطلب ۔۔۔۔واووو۔۔۔کیا کردار ہے آپ کا ؟؟؟۔۔۔۔“زاویار طنزیہ ہنسی چہرے پر سجائے۔۔۔اسے ذلیل کرنے لگا۔۔۔۔

”میں مسلمان ہونے کے لئے بھاگی تھی۔۔۔قادیانیت میں آنے کے لئے۔۔۔“وہ دانت پیستے ہوئے۔۔۔جتانے لگی۔۔۔

”آپ کیا جانتی ہیں قادیانیت کے بارے میں ؟؟۔۔۔آپ پہلے دینِ اسلام کی ماننے والی تھی ناں ؟؟۔۔۔تو آپ نے سورہ احزاب کی آیت کا ترجمہ و تفسیر کبھی نہیں پڑھا کیا ؟؟۔۔۔۔اس کے ترجمے و تفسیر میں صاف لکھا ہے کے حضرت محمد ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔۔۔جب آپ نے آیت و تفسیر پڑھ رکھی تھی تو پھر آپ قادیانیت میں کیسے آگئیں ؟؟۔۔۔وہ کون سے دلائل تھے جنھوں نے آپ کو اس قادیانیت کی جانب کھینچا ؟؟۔۔۔“زاویار اس

وقت کوئی ی طنز نہیں کر رہا تھا۔۔۔صرف جاننا چاہتا تھا کے حوریہ کیوں دینِ اسلام کو چھوڑ کر بھاگی۔۔۔جبکے قرآن پاک میں واضح دلائل موجود ہیں کے حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔۔۔

وہ تجسس میں تھا کے ایسے کون سے دلائل دیے گئے تھے حوریہ کو۔۔یا کون سے دلائل اسے خود مل گئے تھے جو وہ قادیانیت میں داخل ہوئی؟؟۔۔۔

وہ دلائل۔۔۔۔۔جن کا وہ خود رامین کے چھوڑ کر چلے جانے کے بعد سے متلاشی ہے۔۔۔مگر اسے مل نہیں رہے۔۔۔

"تم تو اپنے بھائی کی طرح مرتد ہو چکے ہو۔۔"حوریہ کدورت بھری نگاہ اس کے وجود پر ڈالے ۔۔بے ساختہ گویا ہوئی۔۔۔

اس نے زاویار کے سوالات کا غلط مطلب اخذ کر لیا تھا۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔میں صرف آپ سے جاننا چاہتا ہوں۔۔۔کے سورہ احزاب کی آیت کے مقابل آپکے پاس ایسی کون سی دلیل ہے جو آپ کو قادیانیت میں لائی؟؟"زاویار اپنی بات سمجھانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

"میں ابھی جا کر سب کو بتاتی ہوں۔۔۔تم مرتد ہو چکے ہو۔۔۔"وہ نفرت بھری نگاہ سے اسے تکتے ہوئے۔۔۔باہر کی جانب تیزی سے جانے لگی۔۔۔

یہی تو مسئلہ ہے۔۔۔۔

جب ان سے دلیل مانگی جاتی ہے۔۔۔تو یہ مرتد مرتد کے نعرے لگانے لگتے ہیں۔۔بجائے کوئی روشن دلیل دینے کے۔۔۔

حوریہ بھی اس وقت وہی کررہی تھی۔۔۔

اس کا عمل زاویار پر آشکار کر گیا تھا کے اس کے پاس کوئی دلیل ہے ہی نہیں۔۔۔

اگر دلیل ہوتی۔۔تو وہ ضرور منہ توڑ جواب دیتی۔۔۔نہ کے مرتد مرتد کے نعرے لگاکر بھاگنے لگتی۔۔۔

زاویار نے تیزی سے اٹھ کر اسے روکنے کی کوشش کی۔۔۔

حوریہ دروازہ کھولتی اس سے قبل ہی زاویار نے اس کا بازو پکڑ لیا۔۔۔

"بھابھی میں مرتد نہیں ہوں۔۔میں صرف حقائق کا متلاشی ہوں۔۔"وہ حوریہ کی غلط فہمی دور کررہا تھا۔۔

"میرا ہاتھ چھوڑو۔"وہ بپھر کر چیخی۔۔۔

"اوکے۔۔۔jUst chill ...."زاویار بازو چھوڑ کر۔۔اپنے دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھائے۔۔۔۔سیدھا کھڑا ہوتے ہوئے۔۔اطمینان سے گویا ہوا۔۔

"آپ پلیز بس مجھے اس سوال کا جواب دیں۔۔آپ نے سورہ الاحزاب کی آیت نمبر 40 کبھی پڑھی ہے؟؟۔۔اس کا ترجمہ و تفسیر کا مطالعہ کیا ہے ؟؟"وہ نہایت سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

”نہیں۔۔۔۔میں نے صرف قرآن پڑھا تھا۔۔آخر کیا ہے آیت نمبر ۴۰ میں۔۔۔جو تم بار بار مجھ سے یہ سوال کررہے ہو ؟؟“حوریہ اس کے سوال سے تنگ آکر۔۔۔بڑے اشتیاق سے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

”قرآن پاک کی زبان آپکو آتی ہے ؟؟“اس کا سوال حوریہ کو عجیب لگا۔۔۔

”نہیں۔۔۔قرآن پاک عربی میں ہے۔۔۔اور مجھے صرف اردو اور انگلش لینگویج آتی ہے۔۔۔“

” قرآن پاک کی زبان سے آپ وابستہ نہیں تو کیا۔۔۔۔اس کے ترجمہ و تفسیر تو ہر زبان میں میسر ہیں۔۔۔کیا آپ نے کبھی جاننے کی کوشش نہیں کی۔۔۔۔کے خدا قرآن پاک میں آپ سے کیا کہ رہا ہے۔۔۔“ اس کا کیا ہوا سوال حوریہ کے دل پر ڈائریکٹ اثر انداز ہوا۔۔۔۔

”زاویار۔۔۔آخر تم کیوں کررہے ہو یہ سارے سوالات ؟؟“وہ الجھ کر استفسار کرنے لگی۔۔۔

”وجہ بتائی ہے میں نے آپ کو۔۔۔میں صرف حقائق جاننا چاہتا ہوں۔۔۔میں جاننا چاہتا ہوں آپ کیوں آئیں قادیانیت میں ؟؟“اس نے نہایت سنجیدگی سے اپنا سوال دوہرایا۔۔۔۔

”کیونکے میں نے عمل دیکھا۔۔۔“

”عمل ؟؟“وہ نا سمجھی سے۔۔۔حوریہ کا کہا۔۔دوہرانے لگا

”ہاں عمل۔۔۔۔میں نے امیر و کبیر خاندان میں آنکھ کھولی۔۔۔ہمیشہ سنا میں ایک مسلم ہوں۔۔۔مگر کبھی اپنے گھر میں کسی کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔۔۔رمضان کے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔۔۔نہ کسی کو کوئی خاص خدا کی عبادت کرتے۔۔۔بس ایک عجیب سی زندگی چل رہی تھی میری۔۔۔۔رات کو لیٹ نائٹ پارٹی کرنا اور پورے دن پڑے سوتے رہنا۔۔۔۔ہفتے میں ایک بار یونی اور کوچنگ کا چکر

لگا آنا۔۔۔پھر ایک دن میں بینک میں کسی کام کے سلسلے میں گ ئی۔۔وہاں میری ملاقات ایک دینی اسکالرشپ سے ہوئ ی۔۔وہ پورے بینک میں واحد بندہ تھا۔۔جو میرے سامنے عصر کی نماز پڑھنے کام چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔۔اور یہ بات میرے دل پر گہرا اثر چھوڑ گ ئی۔۔۔میں نے اپنے گھر کی نوکرانی کے بعد پہلی بار کسی کو اپنے سرکل میں نماز پڑھتے دیکھا تھا۔۔مجھے کھچاؤ ہوا اسکی جانب۔۔۔میں اپنے کام کے سلسلے میں وہاں کافی دیر بیٹھی رہی۔۔۔شاید میرا انھیں ستائی شی نگاہ سے دیکھنا انھیں محسوس ہوگیا تھا۔۔

انھوں نے مجھے اپنے گھر میلاد کی دعوت دی۔۔۔میں منع نہیں کر سکی۔۔۔میلاد میں دن میں جانا تھا۔۔جو میرے ل ئے بہت مشکل کام تھا۔۔۔کیونکے اگر میں ۲ بجے سے پہلے دن میں اٹھتی تو میرے سر میں درد ہو جاتا تھا۔۔۔مگر تم یقین کرؤ۔۔میں اٹھ کر گ ئی۔۔وہاں میلاد میں لوگ دعائیں مانگتے وقت اتنا رو رہے تھے۔۔۔میرے دل کو کچھ ہوگیا۔۔۔ان لوگوں نے عصر کی نماز پڑھنے کی مجھے بھی دعوت دی۔۔۔میں نے اپنی پوری زندگی میں کبھی وضو نہیں کیا تھا۔۔۔میں بہت شرمندہ ہو رہی تھی کے مجھے وضو تک کرنا نہیں آتا۔۔۔

مگر وہاں موجود عورتوں نے میری شرمندگی کو شاید محسوس کرلیا تھا۔۔ان میں سے میری ہم عمر لڑکی آگے بڑھی۔۔اور مجھے وضو کرنا سیکھایا۔۔۔۔پہلی بار جب میں نے نماز پڑھی۔۔۔میں تمھیں بتا نہیں سکتی۔۔۔میرے دل کی کیا عجب کیفیت تھی۔۔۔میرا پورا جسم بری طرح دکھ رہا تھا۔۔کیونکے ان ہڈیوں کو عادت نہیں تھی ناں اللہ کے آگے جھکنے کی۔۔اس کے آگے سجدہ کرنے کی۔۔۔میلاد پڑھنے والی خاتون نے مجھے اگلی بار بھی میلاد میں آنے کی دعوت دی۔۔۔

میں پھر چلی گئی۔۔۔۔۔۔میں نے کسی کو نہیں بتایا تھا اپنے میلاد میں جانے کے متعلق۔۔۔میرے سرکل کے لوگ مزاق اڑاتے میرا۔۔اگر جان لیتے کے میں میلادوں میں جاتی ہوں۔۔۔ایک دن میلاد میں مجھے پتا چلا کے جن لوگوں کا میلاد سن رہی ہوں۔۔وہ احمدی ہیں۔۔۔میلاد والی خاتون بھی باربار خود کو احمدی مسلم کہ رہی تھیں۔۔۔میں سمجھ نہیں سکی۔۔۔میں نے کبھی اپنے گھر والوں یا دوست احباب کو خود کو احمدی مسلم کہتے نہیں سنا تھا۔۔۔۔

کیا تھا یہ احمدی مسلم؟؟؟۔۔۔یہی سوال ناجانے کتنے دنوں تک میرے ذہن میں چلتا رہا۔۔۔مجھے جستجو تھی احمدی مسلمانوں کو جاننے کی۔۔۔پھر مجھے پتا چلا۔۔مرزا احمد کے ماننے والوں کو احمدی مسلم کہتے ہیں۔۔۔۔آہستہ آہستہ میرا دل بالکل ہی اچاٹ سہ ہونے لگا۔۔۔اُس مذہب سے جس کا صرف میرے پاس نام تھا۔۔(مسلمان)۔۔۔فقط نام کے مسلمان۔۔۔نہ کوئی نماز۔۔۔نہ قرآن کی تلاوت۔۔۔نہ رمضان کے روزے۔۔۔۔

تھیں تو صرف پارٹیز۔۔۔کبھی پول پارٹی۔۔۔کبھی کٹی پارٹی۔۔۔فلاور ڈے پارٹی۔۔۔ویلنٹائن پارٹی۔۔۔فل نائٹ فن پارٹی وغیرہ وغیرہ۔"اس کا لہجہ یہ بتاتے وقت نہایت اکتاہٹ و جھنجھلاہٹ بھرا تھا۔۔۔۔۔

"جس میں ہر بار کی طرح سب تیز چلتے ہوئے میوزک پر ناچ رہے ہوتے تھے۔۔۔ڈرنک کررہے ہوتے تھے۔۔۔عجیب بدمست سی حالات۔۔۔۔۔میرے سامنے میری مام میرے فرینڈ کے ڈیڈ کے ساتھ ناچ رہی ہیں۔۔۔۔مطلب۔۔۔۔مجھے اب اس ماحول میں گھٹن محسوس ہونے لگی

تھی۔۔۔مجھے ان لوگوں سے اب گھن سے آنے لگی تھی۔۔۔جو مسلمان کہلاتے تھے۔۔ مگر عشا کی آذان کے وقت بھی ان کا یہ ناچ گانا نہیں رکتا تھا۔۔۔۔انھیں کوئی خیال نہیں ہوتا تھا۔۔۔کے جب حَی عَلی الصَّلاۃِ " یعنی نماز کے لیے جلدی کریں۔
" حَیّ عَلی الفَلاحِ " یعنی فلاح اور نجات کی طرف جلدی کریں۔۔کی ندا لگ رہی ہوتی تھی مساجد سے۔۔۔۔

مجھے وہ لوگ اچھے لگتے تھے۔۔جو اللہ کا ذکر کرتے۔۔۔نماز پڑھتے۔۔روزے رکھتے۔۔۔میں تمھاری طرح دلائل نہیں ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔میں نے صرف انھیں نماز و قرآن پڑھتے دیکھا۔۔دعاؤں اور محفلوں میں روتے دیکھا۔۔خدا سے بخشش مانگتے دیکھا۔۔بس میں نے فیصلہ کرلیا۔۔اور میں چھوڑ آئی اس گندے ماحول کو۔۔چھوڑ آئی ان نام لیوا مسلمانوں کو۔۔۔"حوریہ کی باتیں زاویار پر واضح کرگئی تھیں کے اس نے فقط لوگوں کے عمل سے بدظن ہوکر اپنا دین چھوڑ دیا۔۔۔
اس کے پاس کوئی دلیل نہیں قادیانی مذہب کے سچا یا حق ہونے کی۔۔۔
"ہر مسلمان ایک جیسا نہیں ہوتا۔۔۔۔آپ نے صرف اپنے اردگرد کے لوگوں سے بدظن ہوکر دینِ اسلام چھوڑ دیا۔۔جبکے میں نے اپنے سامنے ایک ایسی مسلم لڑکی دیکھی ہے جو نماز پڑھتی ہے۔۔۔قرآن پاک بھی پڑھتی ہے۔۔۔اس کے پاس دلائل بھی ہیں۔۔۔وہ ترجمہ و تفسیر بھی جانتی ہے۔۔۔وہ ڈرنک نہیں کرتی۔۔۔وہ پارٹیوں میں بھی نہیں جاتی۔۔وہ کسی نامحرم کو ہاتھ بھی

نہیں لگانے دیتی۔۔۔وہ تھائی لینڈ جیسے آزادانہ ملک میں بھی اسکارف باندھ کر گھومتی ہے۔۔۔میں نے اپنی آنکھوں سے اسے دعا مانگتے وقت روتے دیکھا ہے۔۔۔

آپ کی غلطی پتا ہے کیا ہے۔۔۔آپ نے دین کو جاننے کی کوشش نہیں کی۔۔۔آپ نے حقائق کی تلاش نہیں کی۔۔۔اگر آپ لوگوں کے عمل سے بدظن ہو کر اپنا دین چھوڑ کر آئی ہیں۔۔۔اور آپ کی نظر میں قادیانیت اس لئے سچی ہے کیونکہ یہ لوگ عمل کرتے نظر آتے ہیں احکامات پر۔۔۔تو آپ مجھ سے ملیں۔۔۔میں زاویار۔۔۔میں احمدی ہوں۔۔وہ بھی پیدائشی۔۔۔مجھے یاد نہیں پڑھتا میں نے کبھی نماز پڑھی ہو۔۔۔مجھے تو وضو تک کرنا نہیں آتا۔۔۔میں ڈرنک کرتا ہوں۔۔۔بقول آپ کے۔۔۔میں زانی بھی ہوں۔۔۔تو مجھے دیکھنے کے بعد آپکے نزدیک قادیانی بھی سچا دین نہیں ہونا چاہیے۔۔۔کیونکے آپ دین کو لوگوں کے عمل سے پرکھ رہی ہیں۔۔۔آپ کبھی چلیں میرے ساتھ کلب۔۔۔میں کتنے ہی احمدی مسلمانوں کو جانتا ہوں جو بالکل میرے جیسے ہیں۔۔۔تو کیا آپ اب قادیانیت کو بھی چھوڑ کر نیا دین ڈھونڈنے والی ہیں؟؟۔۔۔"زاویار نے اسے ٹکا کر منطقی جواب دیا تھا۔۔۔ساتھ ساتھ سوال کر کے۔۔۔اسے الجھن میں ڈالا تھا۔۔۔

وہ گیم ڈیزائنر تھا۔۔۔اسے الجھانا اور سلجھانا خوب آتا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔صرف تمھارے یا کچھ بگڑے ہوئے لوگوں کے عمل سے دینِ قادیانیت کیسی جھوٹی یا غلط ہوگئی؟؟؟۔۔۔اگر تم جیسے لوگ موجود ہیں۔۔۔تو نیک بھی موجود ہیں۔۔"وہ تیزی سے ۔۔۔خاصہ جتاتے ہوئے۔۔۔جواب دہ ہوئی۔۔۔

”بالکل اسی طرح دینِ اسلام کیسے غلط ہوگیا؟؟؟۔۔صرف کچھ لوگوں کے عمل سے؟؟۔۔۔اگر بے عمل دینِ اسلام میں موجود ہیں۔۔۔۔تو یقیناً عمل والے بھی موجود ہوں گے۔۔۔۔“زاویار نے اسی کی دلیل ۔۔۔الٹ کر۔۔۔اسے لاجواب کردیا تھا۔۔۔۔۔

آج کل غیر مسلم لوگ کسی ایک مسلم کے غلط عمل کو دلیل بناکر۔۔۔پورے دینِ اسلام پر سوال اٹھاتے ہیں۔۔۔۔

پورا دینِ اسلام۔۔۔صرف ایک شخص کے غلط عمل پر جج کیا جاتا ہے۔۔۔۔

لوگ یہ نہیں دیکھتے دینِ اسلام کے عقائد کیا ہیں؟؟۔۔۔اس کے اصول کیا ہیں؟؟۔۔۔وہ اپنے ماننے والوں کو کن کن عقائد و اصولوں کا پابند کرتا ہے۔۔۔۔کن اخلاقیات کا درس دیتا ہے۔۔۔۔

صرف اک مسلم کا غلط عمل۔۔۔نتیجہ۔۔۔دنیا کے سارے مسلمان بد نام۔۔۔۔

آپ دینِ اسلام کو لوگوں کے عمل سے کیوں جج کررہے ہیں؟؟۔۔۔

خدا نے انسان کو عقل و شعور دیا۔۔۔نیکی و بدی کے متعلق بیان فرما دیا۔۔۔جنت و دوزخ سے آگاہ فرما دیا۔۔۔

اب اگر انسان خود آگ کا انتخاب کررہا ہے۔۔۔جانتے بوجتے۔۔۔۔

تو اس میں ہمارے دینِ اسلام کا کیا قصور؟؟۔۔۔

قصوروار وہ شخص ہے جو غلط عمل کرتا ہے۔۔۔۔

بالفرض۔۔۔۔۔ایک۔۔۔دو۔۔۔سو۔۔۔ہزار۔۔۔۔۔کروڑ۔۔۔۔حتی کے پوری دنیا کے مسلمان غلط اعمال کرنے لگیں۔۔۔۔تب بھی دینِ اسلام کو آپ غلط نہیں کہ سکتے۔۔۔۔

بات دلائل سے ہوتی ہے۔۔۔

(لوگوں کے غلط اعمال دینِ اسلام کے غلط ہونے کی دلیل نہیں۔۔۔۔) یہ ایک چھوٹا سہ جملہ ہے۔۔۔۔ مگر یہ کافی ہے۔۔۔۔ان تمام لوگوں کی دلیل کے رد میں۔۔۔۔جو چند مسلمانوں کے غلط اعمال کو دلائی ل بناکر۔۔۔پورے دینِ اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔

۔۔

"تم تو بالکل مرتدوں جیسی باتیں ہی کررہے ہو۔۔تم کیوں دینِ اسلام کی خاطر مجھ سے لڑ رہے ہو؟؟۔۔۔تم ہو کس کے سائیڈ ؟؟"حوریہ کے سوالات اب اسے الجھا رہے تھے۔۔۔

یہ بات سچ تھی وہ دینِ اسلام کی خاطر حوریہ سے لڑ رہ تھا۔۔۔۔

مگر کیوں لڑ رہا تھا؟؟۔۔۔

کیوں حوریہ کو منہ توڑ جواب دے رہا تھا ؟؟؟۔۔۔

اس کا جواب وہ خود نہیں جانتا۔۔۔۔

"میں دینِ اسلام کی سائیڈ نہیں لے رہا۔۔۔۔میں صرف آپ کو سمجھا رہا ہوں۔۔۔کے آپ کے اسلام چھوڑنے کا عمل نہایت بےوقوفی پر تھا۔۔۔۔مجھے لگتا تھا آپ ذہین ہیں۔۔۔پڑھی لکھی ہیں۔۔۔سلجھے ہوئے مزاج کی مالک ہیں۔۔۔آپ جب قادیانیت میں آئی ہو گی تو ضرور آپ نے کسی ٹھوس دلیل پر ہی اپنا دین بدلا ہو گا۔۔۔مگر آپ نے تو صرف چند لوگوں کے اعمال سے بد ظن ہو کر اپنا دین بدلا ہے۔۔۔جو میری نظر میں ایک بےوقوفی کے سوا کچھ نہیں۔۔۔۔ چلیں آج میں آپ کو ایک دلیل دیتا ہوں۔۔۔جس نے میری روح کو جھنجھوڑ رکھا ہے۔۔۔مجھے الجھا رکھا

ہے۔۔۔جس کی تفسیر پڑھنے کے بعد میں سکون نہیں پا رہا۔۔۔میرے نزدیک دینِ اسلام کا سچا دین ہونے کے لئے یہ ایک دلیل ہی کافی ہے۔۔۔" یہ کہ کر وہ اپنا سیل لینے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھا۔۔۔۔

اس دوران حوریہ نہایت تجسس سے اس پر نظریں ٹکائے ہوئے تھی۔۔۔

اس نے سیل اون کیا۔۔۔۔

پھر سیل میں دیکھتے ہوئے پڑھنا شروع کیا۔۔۔۔۔۔

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ-فَمَنِ اضۡطُرَّ فِیۡ مَخۡمَصَۃٍ غَیۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ ۙ-فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ(3)سورہ المائدہ

ترجمۂ

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

{اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔} تکمیلِ دین سے متعلق یہ آیتِ مبارکہ حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز، جمعہ کے دن ،عصر کے بعد نازل ہوئی اور بتا دیا گیا کہ حرام و حلال کے جو احکام ہیں وہ اور قِیاس کے قانون سب مکمل کر دیئے ،اسی لئے اس آیت کے نزول کے بعد بیانِ حلال و حرام کی کوئی آیت نازل نہ ہوئی اگرچہ "وَ اتَّقُوۡا یَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ فِیۡہِ اِلَی اللّٰہِ" نازل ہوئی جو وعظ و نصیحت پر مشتمل ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ دین کامل کرنے کے معنی

اسلام کو غالب کرنا ہے جس کا یہ اثر ہے کہ حجۃ الوداع میں جب یہ آیت نازل ہوئی تو کوئی مشرک مسلمانوں کے ساتھ حج میں شریک نہ ہوسکا۔ایک قول یہ ہے کہ آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ میں نے تمہیں دشمن سے امن دی، ایک قول یہ ہے کہ دین کا اِکمال یعنی مکمل کرنا یہ ہے کہ وہ پچھلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا اور قیامت تک باقی رہے گا۔(خازن، المائدۃ، تحت الآیۃ: ۳، ۱ / ۴۶۴)

{وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ: اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔} مراد یہ ہے کہ مکہ مکرمہ فتح فرما کر میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔مکہ مکرمہ کی فتح اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظیم نعمت تھی۔

{وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا:اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔} یعنی میں نے تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کرلیا کہ اس کے سوا کوئی اور دین قبول نہیں۔

آیت ”وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا“ سے معلوم ہونے والے احکام:

اس آیت سے کئی احکام معلوم ہوئے:

پہلا یہ کہ صرف اسلام اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پسند ہے یعنی جو اَب دین محمدی کی صورت میں ہے، باقی سب دین اب ناقابلِ قبول ہیں۔

دوسرا یہ کہ اس آیت کے نزول کے بعد قیامت تک اسلام کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا۔

تیسرا یہ کہ اصولِ دین میں زیادتی کمی نہیں ہو سکتی۔اجتہادی فروعی مسئلے ہمیشہ نکلتے رہیں گے۔

چوتھا یہ کہ سیدُالمرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا کیونکہ دین کامل ہو چکا، سورج نکل آنے پر چراغ کی ضرورت نہیں ، لہٰذا قادیانی جھوٹے ،بے دین اور خدا عَزَّوَجَلَّ کے کلام اور دین کو ناقص سمجھنے والے ہیں۔

پانچواں یہ کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی لاکھوں نیکیاں کرے خدا عَزَّوَجَلَّ کو پیارا نہیں کیونکہ اسلام جڑ ہے اور اعمال شاخیں اور پتے اور جڑ کٹ جانے کے بعد شاخوں اور پتوں کو پانی دینا بے کار ہے۔۔۔۔۔

اس کے خاموش ہوتے ہی۔۔۔پورے کمرے میں تھوڑی دیر کے لئے خاموشی چھا گئی۔۔۔

"اس آیت مبارکہ کی تفسیر کے مطابق۔۔۔آپ لاکھوں نیکیاں کریں۔۔۔آپ خوب محفلیں کریں۔۔۔خدا کا اس میں ذکر کریں۔۔۔خوب رو رو کر معافیاں مانگیں۔۔۔لیکن اگر آپ حضور اکرم ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتی تو آپ دینِ اسلام میں داخل ہی نہیں ہوتیں۔۔۔اور اگر آپ دینِ اسلام میں داخل نہیں ہوتیں۔۔۔تو یہ سارے اعمال بے کار ہیں۔۔۔اس دلیل کی رد میں۔۔۔آپ کوئی دلیل دے سکتی ہیں۔۔۔قادیانیت کے سچا دین ہونے کی ؟؟؟۔۔۔۔"زاویار حوریہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال چیلنج دینے لگا۔۔۔

یہ وہی چیلنج تھا جو رامین نے ایک دن اسے دیا تھا۔۔۔اور وہ اس کے رد میں کوئی دلیل آج تک نہیں ڈھونڈ پایا۔۔۔۔

حوریہ اور رامین ایک ہی حالت میں تھے۔۔۔

دونوں سکون کے متلاشی۔۔۔

رامین خوش نصیب تھی کے اسے ایک مسلم لڑکی ملی۔۔۔

حوریہ کی قسمت پھوٹی تھی جو اسے اعمال کا جھانسا دے کر دین چھین لینے والے لوگ ملے۔۔۔

ہم اپنے بچوں کو دین کے زیادہ قریب نہیں جانے دیتے۔۔۔

ہمارے یہاں جتنا امیر۔۔۔اتنا دین سے دور۔۔۔

عجب تماشہ برپا ہے۔۔۔دین کے آج زیادہ قریب جانے سے خود والدین اپنے بچوں کو روکتے ہیں۔۔۔

انھیں یہ ڈر ستاتا ہے کے بچہ یا بچی مولانا یا مولانی نہ بن جائے۔۔۔۔پھر وہ دنیا کے ساتھ نہیں چل سکے گا۔۔

ہاں یہ ضرور ہے کے وہ دنیا کے ساتھ نہیں چل سکے گا۔۔۔۔

کیونکے لیڈر آگے چلا کرتے ہیں۔۔۔۔ساتھ یا پیچھے نہیں۔۔۔

ہمارا اپنے بچوں کو دین سے دور رکھنا۔۔دوسروں کے لئے راہ ہموار کرنا ہوتا ہے۔۔۔۔وہ باآسانی ہمارے بچوں کی ذہن سازی کرپاتے ہیں۔۔۔۔جیسے حوریہ کی کردی گئی۔۔۔

حوریہ لاجواب تھی اس لمحے۔۔۔۔

آج زاویار نے اسے الجھا کر رکھ دیا۔۔۔۔

وہ آج پھر ایک بار سوچنے پر مجبور ہوئی۔۔۔کے وہ کہیں غلط راہ کا انتخاب تو نہیں کر بیٹھی۔۔۔۔

وہ اتنے سال مسلمانوں میں رہی۔۔۔اسے شدید دکھ و حیرت تھی کے زاویار جو پیدائشی قادیانی ہے وہ کیسے قرآن پاک کا علم اُس سے زیادہ رکھتا ہے۔۔۔۔۔۔جبکے وہ تو نہایت شرابی و عیاش قسم کا لڑکا ہے۔۔۔اس کے پاس اتنا علم کہاں سے آیا۔۔۔وہ بھی دینِ اسلام کے بارے میں۔۔۔۔

"کیا مجھے اس آیت مبارکہ کا ترجمہ و تفسیر سینڈ کردو گے؟؟۔۔۔میں ابھی کچھ سوچ سمجھ نہیں پارہی۔۔۔"وہ واقعی عجیب سی کیفیت میں خود کو گرفتار پارہی تھی۔۔۔

احساسِ جرم تھا شاید۔۔۔جو اس کی نگاہیں جھکا گیا تھا۔۔۔۔

"ٹھیک ہے میں کردیتا ہوں۔۔۔اور ہاں۔۔۔۔میں یہاں سے جارہا ہوں۔۔۔صبح ہوتے ہی نکل جاؤں گا۔۔۔۔اس لئے آپ بے فکر رہیں۔۔۔آپ کا نکاح اِس زانی سے کبھی نہیں ہونے والا۔۔۔"زاویار نے آخری جملہ خاصہ طنزیہ ادا کیا۔۔۔

"کہاں جارہے ہو؟؟"وہ تیزی سے استفسار کرنے لگی۔۔۔

"پتا نہیں۔۔۔مگر یہاں رہا تو یہ لوگ زبردستی میرا نکاح آپ سے کروا کر ہی دم لیں گے۔۔۔۔اس لئے بہتر یہی ہے کے میں یہاں سے چلا جاؤں۔۔۔۔"اس نے نرمی سے جواب دیا۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔ویسے۔۔۔۔مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی۔۔۔آپ برو کے انتقال والے دن اتنی جلدی کیسے آگئیں تھیں؟؟"زاویار تو اپنے صدمے میں تھا۔۔۔مگر یہ بات ایتان نے نوٹ کی تھی۔۔۔۔اس نے یہ بات بعد میں زاویار سے شئیر بھی کی۔۔۔۔

"جلدی؟؟۔۔۔جلدی کہاں؟؟۔۔۔میں تو پورے ایک دن گزر جانے کے بعد آئی تھی۔۔"

”ایک دن؟؟۔۔۔ایک دن کیسے ؟؟۔۔۔برو کا انتقال بقول مام کے صبح پانچ بجے کے قریب ہوا ہے۔۔۔جب وہ نماز پڑھنے اپنے کمرے سے نکلی تھیں۔۔۔اور آپ دس بجے یہاں موجود تھیں۔۔۔۔کیسے ؟؟۔۔۔“

”ہاں مجھے بھی پتا ہے انتقال فجر میں ہوا ہے۔۔۔مگر میں ایک دن بعد جمعہ کے دن یہاں آئی ہوں۔۔۔جبکے انتقال جمعرات کی فجر میں ہوا تھا۔۔۔“

”واٹ؟؟“وہ بے ساختہ چیخا۔۔۔

”برو کا انتقال جمعہ کے دن فجر کے وقت ہوا تھا۔۔۔نہ کے جمعرات۔۔۔“زاویار خاصہ جتاتے ہوئے بولا۔۔۔

”یہ کیا بول رہے ہو تم ؟؟۔۔۔مام نے مجھے خود کال کر کے اطلاع دی ہے جمعرات والے دن۔۔۔“

”مام نے آپ کو ایک دن پہلے ہی اطلاع دے دی تھی؟؟؟۔۔۔“وہ شاکڈ ہوکر۔۔۔اپنا سر پکڑ کر بولا۔۔۔

اسے اپنے بھائی کا حج پر جانے سے قبل اور آتے ہی مسکرا کر بڑی گرم جوشی سے گلے لگنا یاد آگیا تھا۔۔۔

آنکھیں بھر آئیں۔۔۔۔

اب سب صاف صاف دیکھائی دینے لگا تھا اسے۔۔۔

مانو ہر الجھن سلجھ گئی تھی۔۔۔۔

"کیا حدید کی موت قدرتی طور پر نہیں ہوئی؟؟" حوریہ ڈرتے ڈرتے سوال کررہی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔بالکل بھی نہیں۔۔۔" وہ نفی میں گردن ہلاتے ہوئے۔۔روہانسہ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔اس کی آنکھیں سرخ انگارے کی مانند لال ہوگئی یں تھیں۔۔۔مانو ان میں خون اتر آیا ہو۔۔۔۔

اس لمحے شدتِ غم سے اسنے اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس کیا۔۔۔حوریہ کی شادی ضرور ارینج میرج تھی۔۔۔مگر حدید سے اسے سچی محبت ہوگئی تھی۔۔۔

وہ ایک نہایت پرسکون و خوشحال زندگی بسر کر رہے تھے۔۔۔کے اچانک ایک دن حدید کی کال آئی۔۔۔

اسنے بتایا کے وہ مسلم ہوگیا۔۔۔

حوریہ ڈر گئی۔۔۔۔

اسنے فورا اپنے بڑوں کو کال کی۔۔۔جنھوں نے اسکا نکاح حدید سے کروایا تھا۔۔۔۔

انھوں نے کہا کے تم ہمارے پاس واپس چلی آؤ۔۔۔حدید کو تمھارے اور مشراز کے ذریعے واپس قادیانیت میں لے آئیں گے۔۔۔۔

وہ شدت سے منتظر تھی حدید کی واپسی کی۔۔۔۔

اسے تو اس بات سے بھی لاعلم رکھا گیا کے حدید اسکی خاطر اپنی جان کی پرواہ کئیے بغیر چناب نگر چلا آیا تھا۔۔۔اور وہاں بھوکا پیاسا قید بھی رہا۔۔۔۔۔

وہ تو بس واپس اپنی خوشحال زندگی کے خواب دیکھ رہی تھی حدید کے ساتھ۔۔

ایک دن اچانک خبر دی گ ئی کے حدید کا انتقال ہو گیا ہے۔۔۔۔

وہ ٹوٹ کر بکھر گ ئی۔۔۔۔

وہ حدید کو چھوڑنے کا کوئی ی ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔۔

اسے یہ غم شدت سے مارتا ہے۔۔۔کے وہ حدید کے پاس نہیں تھی اس کے آخری وقت میں۔۔۔۔

"تو اس کا مطلب۔۔۔ان لوگوں نے حدید کو مرتد ہونے کی سزا دی ہے۔۔۔"وہ روتے ہوئے بڑبڑائی ی۔۔۔

****

بہت سالوں بعد آج وہ ایک پرانی یاد تازہ کرنے phuket beach آیا تھا۔۔۔

تھائی ی لینڈ چھوڑنے سے قبل۔۔۔وہ آخری بار جس جگہ جانے کی خواہش رکھتا تھا وہ صرف یہی جگہ تھی۔۔۔

"چاچو۔۔۔ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟؟"مشراز بائی یک سے اترتے ہوئے استفسار کر رہا تھا۔۔۔

"ایک حسین لمحے کی یاد تازہ کرنے۔۔۔چلو۔۔۔"وہ ہیلمٹ اتار کر۔۔۔کھوئے کھوئے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

حوریہ نے زاویار سے خود درخواست کی۔۔۔کے مشراز کو اپنے ساتھ۔۔۔یہاں سے دور لے جائے۔۔۔

اتنا دور کے مرکز کے لوگ اسے کبھی نہ ڈھونڈ سکیں۔۔۔

قرآن پاک کی آیت نے جہاں زاویار کے دل کو اپنی گرفت میں لیا تھا وہیں حوریہ کی روح کو بھی جنھجھوڑ دیا تھا۔۔

زاویار نے اسے بہت کہا۔۔کے اس کے ساتھ چلے۔۔مگر وہ نہیں مانی۔۔۔

اس کے قدم از خود اس مقام پر آکر رک گئے۔۔جہاں پہلی بار اس حُسنِ مجسم۔۔دشمنِ جاں کو دیکھا تھا۔۔

اس کا خوبصورت سراپا چھم سے آنکھوں میں لہرا گیا تھا۔۔

اس کی کمر کا تل۔۔۔

اس کے گلابی ہونٹ۔۔

اس کی دودھیائی رنگت۔۔

اس کی نشیلی آنکھیں۔۔۔

اس کی خوبصورت سنگِ مرمر سے تراشے ہوئے پاؤں۔۔

وہ وہیں بیٹھ کر اسے یاد کررہا تھا۔۔۔جہاں پہلی بار اس سے ملا تھا۔۔

نہیں جانتا کیوں۔۔مگر وہ بہت یاد آنے لگی تھی۔۔۔

اس کی یاد اب دل کو تڑپانے لگی تھی۔۔۔

تیز چلتی ہوئی ہوا اس کے وجود سے مَس ہوتی ہوئی جارہی تھی۔۔

ایک مٹھی ریت اٹھاکر اسے آہستہ آہستہ ہاتھوں سے چھوڑنے لگا۔۔۔

ہوا اس ریت کو تیزی سے اڑانے لگی۔۔۔

بہت رنجیدہ۔۔۔بہت غمگین۔۔۔

نہایت اضطرابی حالت۔۔۔

مشراز جوگرز اتار کر پانی میں پاؤں بھیگو رہا تھا۔۔۔

"کون ہوں میں ؟؟۔۔۔کیا میں واقعی مسلمان ہوں؟؟۔۔۔یا witch نے ٹھیک کہا تھا میں کافر ہوں۔۔۔پیدائشی کافر۔۔۔" وہ افسردگی سے منہ میں بڑبڑایا۔۔۔

دل ڈوب سہ رہا تھا۔۔۔

اسے پتا ہی نہیں چلا کے رامین کا عشق اس میں سانسیں لینے لگا تھا۔۔۔

تڑپانے لگا تھا۔۔۔

دل کو سلگانے لگا تھا۔۔۔

وہ پاکستان جارہا تھا۔۔۔اسے ڈھونڈنے۔۔۔

اسے بتانے کے وہ ہار چکا ہے۔۔۔وہ کوئی دلیل نہیں لا سکا۔۔۔

"میں تو آپ سے یہ بھی نہیں کہہ سکتی کے اب ہم جنت میں ملیں گے" اس کا کہا جملہ پھر کانوں میں گونجنے لگا تھا۔۔۔

وہ اپنے بھائی کے قتل کے بعد بہت حساس طبیعت کا مالک ہوگیا تھا۔۔۔

جان سے پیارے بھائی کی اچانک موت۔۔۔

جاب کا چلے جانا۔۔۔جاب بھی وہ۔۔۔جو اسکا پیشن تھی۔۔۔

اپنا گھر۔۔۔اپنا ملک چھوڑ کر بھاگنا۔۔۔

سب کچھ تو چھن گیا تھا اس سے۔۔۔

دل میں شور برپا تھا۔۔ مگر لب خاموش تھے۔۔۔

سمندر سے اٹھنے والی تازہ و سرد ہوا بھی اس کے ذہن کو سکون نہیں دے رہی تھی۔۔۔

یہ جاننے کے باوجود کے اس کے بھائ ی کو پلاننگ کے تحت قتل کیا گیا ہے۔۔وہ کچھ نہیں کرپارہا تھا۔۔۔

بہت بے بسی کے عالم میں اس نے خود کو پایا۔۔۔

وہ صرف اپنے بھائ ی کی آخری خواہش پوری کرسکتا تھا۔۔

"تم سدھر کیوں نہیں جاتے؟؟"

"کبھی کبھار تو مجھے یقین نہیں آتا تم میرے بھائ ی ہو"

"ویسے پہلی بار کسی لڑکی کے ل ئ ے روتے دیکھا ہے میں نے تمھیں۔۔ محبت کرنے لگے ہو کیا اس سے؟؟۔"

"میں نے دیکھا تم امام ہو۔۔اور لوگ تمھارے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔۔ تمھارے ہاتھوں کا بوسہ لے رہے ہیں۔۔۔ تمھاری عزت کر رہے ہیں۔۔"

" مشراز کو اپنے ساتھ رکھنا۔۔چاہے کچھ بھی ہوجائے۔۔۔۔"

حدید کے ساتھ گزارا ہوا اک اک لمحہ پھر سے آنکھوں میں گھومنے لگا تھا۔۔۔۔

آنکھوں میں نمی ازخود اتری۔۔۔

وہ جھلملاتی آنکھوں سے سمندر کی جانب دیکھنے لگا۔۔۔

وہ چاہ کر بھی اپنے بھائی ی کا بدلا نہیں لے سکتا تھا۔۔۔

اسے اپنی پرواہ نہیں تھی۔۔۔اسے پرواہ تھی تو مشراز کی۔۔۔

وہ ایک انابیہ کو مار بھی دیتا تو کیا ؟؟۔۔۔

کیا بدل جاتا اس سے ؟؟۔۔۔

بلکے اسے خود جیل ہوجاتی۔۔۔

اور مشراز۔۔۔اپنے ہی باپ کے قاتلوں کے درمیان۔۔۔انھی کے گمراہ عقائد پڑھ کر بڑا ہوتا۔۔۔اور انھی کے ل ئی ے کام کرتا۔۔۔

کیا فائی دہ ہوتا پھر حدید کی لڑائی ی کا ؟؟۔۔۔

جو وہ آخری دم تک حق کے ل ئی ے لڑتا رہا۔۔۔

وہ اپنے بیٹے کو۔۔۔یعنی آنے والی نسل کو۔۔۔قادیانیت سے نکالنے کی کوشش میں اپنی جان قربان کر بیٹھا۔۔۔

اس کی قربانی تبھی کارآمد ہوتی۔۔۔جب زاویار مشراز کو اس گمراہی کے گڑھے سے نکالنے میں کامیاب ہوتا۔۔۔

💖💖💖✳✳✳✳✳✳✳---------✳✳✳✳✳

وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں جاسکتا تھا۔۔۔مگر اس نے پاکستان کا انتخاب کیا۔۔۔۔

کیونکے دل کو ایک امید نے باندہ رکھا تھا کے شاید حُسنِ مجسم مل جائے۔۔۔

وہ مشراز کے ساتھ پاکستان آیا۔۔۔

کراچی ائیرپورٹ پر کھڑے وہ اپنا سر کھجا رہا تھا۔۔۔یہ سوچتے ہوئے۔۔۔کے اتنے بڑے ملک میں وہ ایک لڑکی کو کیسے تلاش کرئے گا۔۔۔

ساتھ ساتھ اسے مشراز کو بھی چھپاکر رکھنا تھا۔۔۔

اسے باخوبی علم تھا کے بہت جلد اسے اور مشراز کو مرکز والے ڈھونڈنے لگیں گے۔۔۔

ان کی طاقت کا منظر تو اس نے چناب نگر میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رکھا تھا۔۔۔

زاویار نے کسی بڑے ہوٹل یا اچھے علاقے کی جانب رخ نہیں کیا۔۔۔

زاویار اردو زبان سے بالکل ناآشنا تھا جبکے مشراز اپنی ماں کے اردو اسپیکنگ ہونے کے سبب بہت حد تک اردو زبان سے آشنائی رکھتا تھا۔۔۔

وہ دونوں ہی دودھیائی رنگت کے مالک تھے۔۔۔ان کے گالوں سے سرخی جھلک رہی تھی۔۔۔آنکھیں بھوری۔۔۔۔۔۔بالوں کا شیڈ ہلکا گولڈن جو دھوپ میں چمکتا۔۔۔

دونوں چاچا بھانجے دیکھنے سے ہی غیر ملکی باشندے معلوم ہورہے تھے۔۔۔

ایک ٹیکسی ڈرائیور ان کے پاس آکر۔۔۔"سر آپ نے کہاں جانا ہے ؟؟۔۔۔مجھے بتائیں۔۔۔میں آپ کو چھوڑ دوں گا۔۔۔اور اگر آپ پاکستان گھومنے آئے ہیں تو میرا یہ پیکج لے لیں۔۔۔"وہ ٹیکسی ڈرائیور اردو زبان میں کہنے کے بعد۔۔۔ایک کارڈ ان کی جانب بڑھانے لگا۔۔۔

زاویار ناسمجھی سے اسے تک رہا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ہم گھومنے نہیں آیا۔۔۔"مشراز نے اردو زبان میں جواب دیا۔۔۔

"تو پھر ؟؟"

ٹیکسی ڈرائیور مکمل مشراز کی جانب متوجہ ہو کر استفسار کرنے لگا۔۔۔

”کیا بول رہا ہے یہ ؟؟“زاویار اپنی زبان میں مشراز سے پوچھنے لگا۔۔

”پوچھ رہا ہے۔۔کیا آپ یہاں گھومنے آئی ہیں ؟؟“مشراز نے زاویار کو ٹیکسی ڈرائیور کی بات ٹرانسلیٹ کر کے بتائی۔۔

”بولو نہیں۔۔۔ہمیں یہاں ایک گھر خریدنا ہے۔۔“زاویار کا جواب سنتے ہی اس نے ٹیکسی ڈرائیور سے اپنی ٹوٹی پھوٹی اردو میں کہا۔۔”ہم کو یہاں ایک گھر لینا ہے۔۔“

”گھر؟؟۔۔اوو۔۔کون سے علاقے میں ؟؟۔۔۔DHA, ناظم آباد صدر۔۔کہاں ؟؟“ڈرائیور کے لئے ہوئے۔۔ایک بھی نام سے مشراز کو واقفیت نہیں تھی۔۔۔

اس نے ٹرانسلیٹ کر کے زاویار کو ٹیکسی ڈرائیور کی بات سمجھائی۔۔۔

”کسی نارمل علاقے میں۔۔جہاں متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ رہتے ہوں۔۔خاص طور پر مسلمان“مشراز نے زاویار کا جواب ٹرانسلیٹ کر کے ٹیکسی ڈرائیور کو دیا۔۔۔

”اوکے۔۔پھر تو آپ صحیح بندے سے ٹکرا گئے ہیں۔۔چلیں میں آپ کو ایک اچھے علاقے میں گھر دلاتا ہوں۔۔وہ بھی بہت کم قیمت میں۔۔اور رہی مسلمانوں کے علاقے کی بات۔۔تو بے فکر رہیں۔۔یہ پاکستان ہے۔۔یہاں 98% مسلمان رہتے ہیں۔۔۔“ٹیکسی ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے۔۔پُراطمینان لہجے میں کہا۔۔۔

زاویار اور مشراز اس کے ساتھ چلنے پر رضامند ہو گئے۔۔۔

ٹیکسی میں بیٹھتے ہی۔۔زاویار کو اپنا پہلی بار کراچی آنا یاد آیا۔۔

جب وہ رامین کو حاصل کرنے کے ناپاک ارادے سے آیا تھا۔۔۔

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا یہاں سے جاتے وقت کے وہ دوبارا اس سرزمین پر قدم رکھے گا۔۔۔

مشراز اپنے ہم عمر بچوں کے مقابلے زیادہ ذہین و ہوشیار تھا۔۔۔

حوریہ نے اسے بہت اچھی طرح سمجھا کر بھیجا تھا۔۔۔کے اسے اب سے زاویار کے ساتھ رہنا ہے۔۔۔

اور وہ بچہ باخوشی اس بات پر راضی بھی ہو گیا تھا۔۔۔

تھا تو بچہ ہی۔۔۔۔اسے کیا خبر۔۔۔اسکی ماں نے کس دل سے اپنے لختِ جگر کو خود سے جدا کیا۔۔۔

بظاہر تو وہ ٹیکسی ڈرائیور اور مشراز کی نظر میں بند کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔مگر اصل میں تو وہ یادوں کے دریا میں ڈوبتا جارہا تھا۔۔۔ایک کے بعد ایک یاد۔۔۔اسے تڑپا رہی تھی۔۔۔

کبھی رامین کی تو کبھی حدید کی۔۔۔

وہ ٹیکسی ڈرائیور مسلسل مشراز سے باتیں کرکے معلومات لے رہا تھا ان دونوں کے بارے میں۔۔۔

ٹیکسی رکی۔۔۔

"آگیا۔۔۔" ٹیکسی ڈرائیور مسکراتے ہوئے کہہ کر اترا۔۔۔

"چاچو۔۔۔۔چاچو۔۔۔۔" دو تین آوازوں پر بھی جب زاویار نے کوئی ری۔ایکشن نہ دیا۔۔۔تو مشراز نے بازو پکڑ کر ہلکا سہ ہلایا۔۔۔

اس کے ہلانے کے سبب حواس بحال ہوئے۔۔۔

"یہ کہاں لے آیا ہے ہمیں؟؟"زاویار اور مشراز نے ٹیکسی سے اترتے ہی اپنی ناک پکڑی تھی۔۔۔۔
دھوپ کی گرم کرنین۔۔۔ان دونوں کے چہرے جھلسا رہی تھی۔۔۔۔
ان تھائی ی لینڈ باشندوں کے نزدیک۔۔۔۔وہ ایک عجیب و غریب مقام پر کھڑے تھے۔۔۔۔جہاں آمنے سامنے چھوٹے بڑے بے ترتیب بنے مکانات حد نگاہ تک نظر آرہے تھے۔۔۔
جن میں سے کچھ مکانات پر تو کلر بھی نہ تھا۔۔۔
اور کچھ بوسیدہ سی حالت میں تھے۔۔۔۔
کسی کی چھت پر کپڑے سوکھتے نظر آرہے تھے۔۔۔۔
تو کسی کے ٹیرس پر۔۔۔۔
ایک دو گھر چھوڑ کر۔۔۔۔دو منزلہ بنی بلڈنگ سے پانی کی ٹنکی بھر جانے کے سبب۔۔۔۔ مسلسل پائیپ سے پانی گلی میں گر رہا تھا۔۔۔۔جس کی وجہ سے ان کے ٹیکسی کے قریب ہی تھوڑا پانی جمع ہوتے ہوئے نظر آرہا تھا۔۔۔۔راہ گیر اس حصے سے کود کود کر آتے جاتے نظر آرہے تھے۔۔۔۔
وہ جس گلی میں کھڑے تھے۔۔۔وہ کافی چوڑی نظر آرہی تھی۔۔۔
ٹوٹا پھوٹا۔۔۔جگہ جگہ سے کھودا ہوا روڈ ان کا ویلکم کررہا تھا۔۔۔۔ساتھ ساتھ وہاں سے گزرتے ہوئے راہ گیروں کی نگاہیں بھی۔۔۔۔
سامنے ہی۔۔۔ایک گھر کے باہر۔۔۔کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی یں۔۔انھی دونوں کا سر سے پاؤں تک کا بغور جائی زہ لے رہی تھیں۔۔۔
ان عمر رسیدہ خواتین کی رنگت گندمی تھی۔۔۔۔لباس بھی سادہ سے تھے۔۔۔۔

”ارے پانی کی ٹنکی بھر گ ئی ہے۔۔۔موٹر بند کرلو۔۔۔“ایک نسوانی آواز پر زاویار اور مشراز پیچھے مڑے۔۔۔جس جانب سے وہ آواز آرہی تھی۔۔۔

”ارے۔۔۔گلی میں پانی جمع ہورہا ہے۔۔۔“ایک سولہ سالہ کم عمر لڑکی۔۔۔جو نہایت دبلی پتلی۔۔۔بالوں کو کیچر سے قید ک ئی ے ہوئے۔۔۔سادہ سے قمیض شلوار اور سر پر تمیز سے دوپٹہ اوڑھے۔۔۔ایک کمر پر ہاتھ ٹکائے۔۔۔اس گھر کا دروازہ زور زور سے پیٹتے ہوئے بولی۔۔۔

زاویار اس لڑکی کے کہے جملے سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔مگر چہرے کے تاثرات اور دروازہ نوک کرنے کے انداز سے۔۔۔وہ اندازہ لگا رہا تھا کے وہ لڑکی پانی کے گرنے پر غصہ ہورہی ہے۔۔۔

”یہ کون سہ علاقہ ہے ؟؟“زاویار نے تعجب سے سر جھٹکتے ہوئے۔۔۔ٹیکسی ڈرائ یور سے کہا۔۔۔جسے مشراز نے ٹرانسلیٹ کیا۔۔۔

”یہ نیو کراچی ہے۔۔۔سندھی ہوٹل کی مین گلی۔۔۔۔آپ نے ہی تو کہا تھا آپ کو متوسط طبقے کے علاقے میں کچھ دن رہنے کے ل ئی ے گھر چاہیے۔۔۔“ڈرائ یور تیزی سے جواب دہ ہوا۔۔۔

مشراز زاویار اور ڈرائ یور کے درمیان ٹرانسلیٹر کا کام سرانجام دے رہا تھا۔۔۔

”تو یہ متوسط علاقہ ہے کراچی کا ؟؟“وہ حیرت سے بولا۔۔۔

وہ تھائ ی لینڈ جیسے خوبصورت و صاف ستھرے ماحول کا عادی تھا۔۔۔۔

اسے گھن آرہی تھی اس ماحول سے۔۔۔

مگر ساتھ ساتھ اس کی نظر میں یہ علاقہ پرفیکٹ تھا چھپ کر رہنے کے ل ئی ے۔۔۔

دارم صاحب اگر اسے پاکستان میں ڈھونڈیں گے بھی تو کسی امیر و اچھے علاقے میں ہی ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے۔۔۔نہ کے اس طرح کے علاقے میں۔۔۔

ڈرائیور ان دونوں کو ایک بلڈنگ میں لے گیا۔۔۔جو تین منزلہ بنی ہوئی تھی۔۔۔۔

وہاں ایک کمرے میں لے جاکر۔۔انھیں صوفے پر بیٹھایا۔۔۔۔

پورے کمرے میں صوفوں کے علاوہ کچھ نہ تھا۔۔۔۔

چھت پر ایک پنکھا لگا تھا جو نہایت مر مر کر چلتے ہوئے اپنے ہونے کا ثبوت دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ان دونوں کو شدید گرمی محسوس ہورہی تھی۔۔۔زاویار باربار پیشانی پر آنے والا پسینہ صاف کررہا تھا۔۔۔۔

وہاں ایک بوڑھی خاتون سے ڈرائیور نے زاویار کی جانب سے بات کی۔۔۔۔

وہ بوڑھی خاتون بغور سر تا پاؤں زاویار کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔

"اوپر کی منزل خالی ہے کرائے کے لئے۔۔۔کہ رہی ہیں۔۔۔سامان سمیت تمھیں کرائے پر دے دیں گی۔۔۔بیس ہزار ماہانہ پر۔۔۔"ڈرائیور نے مشراز سے کہا۔۔۔اور مشراز نے زاویار سے۔۔۔

"پر ہمیں رینٹ پر نہیں چاہیے۔۔اپنا گھر خریدنا ہے۔۔۔"زاویار نے تیزی سے آفر کو رد کیا۔۔۔۔

"چاچو کہ رہے ہیں ہم کو ہمارا اپنا گھر چاہیے۔۔۔رینٹ کا نہیں"مشراز نے ڈرائیور کو دیکھ کہا۔۔۔۔۔

"بھئی اچھا گھر اتنی آسانی سے نہیں ملتا۔۔۔بہت سی چیزیں دیکھنی پڑتی ہیں۔۔۔جب آپ یہاں رہیں گے تو آپ کو اندازہ ہوجائے گا۔۔۔میں آپ لوگوں کے لئے کوئی اچھا سہ مکان ڈھونڈتا

ہوں۔۔۔۔۔تب تک آپ دونوں یہاں کرائے پر رہ لیں۔۔۔۔" ٹیکسی ڈرائیور ایک بھلا آدمی تھا۔۔اسنے سمجھانے والے انداز میں زاویار کو دیکھ کہا۔۔۔

ڈرائیور کا نام اسجل تھا۔۔جو اسی گلی میں کونر کے مکان میں جوائنٹ فیملی میں رہتا تھا۔۔۔

وہ زاویار سے زیادہ اس وقت بوڑھی خاتون کی مدد کررہا تھا۔۔

بوڑھی خاتون اپنی ایک جوان پوتی کے ساتھ نیچے کی منزل پر رہتی تھیں۔۔اوپر کا پورا حصہ کرائے پر دے کر۔۔اس کے کرائے سے اپنا اور اپنی پوتی کا ہیٹ پالتیں۔۔۔

ان کا گزارا اس مہنگائی کے دور میں پہلے ہی بہت مشکل سے ہورہا تھا۔۔

کے گلی کے کونر پر ایک بڑا سہ ہوٹل کھل گیا۔۔۔

ہوٹل کھلنے کے سبب پوری گلی میں اب گیس بالکل نہیں آتا تھا۔۔۔کہیں بار کمپلین بھی کروائی ی مگر کوئی ی فائ دہ نہ ہوا۔۔

گیس کی شکایت کے سبب کرائے دار گھر چھوڑ کر چلے گ ئ ے تھے۔۔۔

پورے علاقے میں یہ بات مشہور تھی کے اس گلی میں گیس بالکل نہیں آتا۔۔۔اس ل ئ ے بوڑھی خاتون کو تین چار مہینوں سے کوئی ی کرائے دار نہیں مل رہا تھا۔۔۔اس وجہ سے وہ بہت پریشان تھیں۔۔۔

زاویار کو ٹیکسی ڈرائیور شکل و صورت سے شریف آدمی معلوم ہوا۔۔۔۔

اس پر اعتبار کرتے ہوئے وہ بیس ہزار میں بوڑھی اما کا کرائے دار بن گیا۔۔۔۔

جبکے لوگ دس ہزار میں بھی کرائے پر لینے کے ل ئ ے تیار نہ تھے۔۔۔

وہ بوڑھی خاتون پیسے لینے کے باوجود بھی زاویار کو گھورے جا رہی تھیں۔۔۔

جس کی وجہ سے وہ کافی امیبرس سہ فیل کر رہا تھا۔۔۔۔

اسجل ہی ان دونوں کو اوپر کی منزل پر لے گیا۔۔۔

اوپر کی منزل پر۔۔۔آگے ہی لوہے کا دروازہ لگا تھا۔۔۔جسے دیکھ کر زاویار کو اندازہ ہو رہا تھا کے شاید اس دروازے نے کبھی کلر کا منہ تک نہیں دیکھا ہے۔۔۔۔

بڑا سہ کالے رنگ کا زنگ آلود تالا کھول کر وہ تینوں اندر داخل ہوئے۔۔۔

"تم نے تو کہا تھا سامان کے ساتھ دے رہی ہیں گھر۔۔۔"زاویار خالی مکان دیکھ۔۔۔فورا احتجاج بلند کرنے لگا۔۔۔۔

جسے اُسجل تک مشراز نے پہنچایا۔۔۔۔

"ہاں۔۔۔تو دیا تو ہے۔۔۔دیکھو۔۔سامنے کمرے میں ایک بیڈ بچھا ہوا ہے۔۔۔۔کچن میں چولھا لگا ہے۔۔۔باتھ روم میں لوٹا رکھا ہے۔۔۔اور بیس ہزار میں کیا لو گے تم ؟؟"ڈرائیور خاصہ احسان جتانے والے انداز میں۔۔چڑہ کر کہنے لگا۔۔۔۔

زاویار کو اب اسجل اس دوکاندار کی طرح معلوم ہو رہا تھا جو سامان خریدنے سے قبل تو خوب مکھن لگا رہے ہوتے ہیں۔۔مگر سامان خریدنے کے بعد ان سے کوئی شکایت کرؤ تو آنکھیں ماتھے پر رکھ لیتے ہیں۔۔۔

اسجل ان کی لاعلمی کا پورا پورا فائدہ اٹھا رہا تھا۔۔۔وہ الگ بات تھی کے یہ نفع اس بوڑھی خاتون کی مدد کرنے کی نیت سے تھا۔۔۔

پورے گھر میں لال رنگ کا کارپیٹ بچھا ہوا تھا۔۔۔جو مٹی میں اٹا ہوا الگ ہی نظر آرہا تھا۔۔۔
اوپر سے ایک عجیب سی بدبو۔۔۔جو انھیں کھل کر سانس نہیں لینے دے رہی تھی۔۔۔
پورے گھر میں صرف دو کمرے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک بڑا سہ لاونچ۔۔۔لاونچ میں سیدھے ہاتھ پر کچن تھا۔۔۔اور الٹے ہاتھ پر سیڑھیاں۔۔۔جو چھت کی جانب جارہی تھیں۔۔۔
پورے گھر میں مکڑی کے جالے۔۔۔اس بات کو زاویار پر آشکار کررہے تھے۔۔کے گھر کافی مہینوں سے خالی پڑا تھا۔۔۔
دھول۔۔۔مٹی۔۔۔گرمی۔۔۔بدبو۔۔۔۔ان دونوں کے لئِے اس ماحول میں سانس لینے میں دشواری کا باعث بن رہی تھی۔۔۔۔
عجیب سی کیفیت سے دوچار تھے۔۔۔۔
اسجل کے جانے کے بعد۔۔۔وہ دونوں خالی و مٹی سے اٹے ہوئے گھر کو دیکھ۔۔۔اپنا سر پکڑ رہے تھے۔۔۔
"چاچو۔۔۔ہم یہاں کیسے رہیں گے ؟؟"مشراز پریشانی کے عالم میں پوچھنے لگا۔۔۔
"یہی تو میں سوچ رہا ہوں۔۔۔مگر مجبوری ہے۔۔۔صرف کچھ دنوں کی بات ہے۔۔۔پھر ہم اپنے گھر میں شفٹ ہوجائیں گے۔۔۔تب تک یہ سب برداشت کرنا ہوگا۔۔۔"زاویار نے ایک گہرا سانس لینے کے لئِے منہ کھولا۔۔۔مگر بدبو کے سبب فورا ناک پر رومال رکھتے ہوئے۔۔۔مشراز کو نرمی سے سمجھانے لگا۔۔۔
"کون ہوسکتا ہے؟؟؟"دروازہ زور زور سے کوئی ی نوک کررہا تھا۔۔۔

اس نے دروازہ کھولا۔۔۔تو سامنے وہی لڑکی کھڑی تھی۔۔جسے ان دونوں نے باہر چیختے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَیکُم "وہ لڑکی مسکرا کر سلام کرتے ہوئے۔۔خودی اندر گھسی چلی آئی۔۔۔

اس لڑکی کی رنگت سانولی تھی۔۔۔مگر پُرکشش۔۔۔

آنکھیں نہایت شرارت سے بھری۔۔۔۔اس لڑکی کی کمسنی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔۔۔

"وہ مجھے دادو نے بھیجا ہے۔۔۔آپ لوگوں کے ساتھ صفائی میں مدد کرانے کے لئے۔۔۔"وہ مشراز کی آنکھوں میں ابھرتے ہوئے سوال کو دیکھ۔۔۔تیزی سے اپنے آنے کی وجہ بتانے لگی۔۔۔

زاویار نے مشراز سے ابرو اچکا کر پوچھا۔۔۔کے یہ لڑکی کیوں آئی ہے۔۔۔

"چاچو۔۔۔یہ صفائی کرنے آیا ہے۔۔"مشراز نے اسکے آنے کی وجہ زاویار کو بتائی۔۔۔۔جسے سنتے ہی وہ خوش ہوکر بولا۔۔۔

"گڈ۔۔۔چلو تو پھر جلدی سے صفائی کرؤ اور ہاں۔۔۔سب سے پہلے بیڈ والے روم کی کرنا۔۔۔۔جب تک میں اور مشراز باہر کھڑے ہوتے ہیں۔۔۔"زاویار انگریزی زبان میں۔۔۔حاکمانہ انداز میں کہ کر۔۔۔مشراز کا ہاتھ پکڑ کر چل دیا۔۔۔

"اوو۔۔۔ہیلو۔۔۔۔گورے۔۔۔۔میں نے کہا۔۔۔میں مدد کرنے آئی ہوں۔۔۔۔"وہ لڑکی انھیں باہر کی جانب جاتا دیکھ۔۔۔اعتراضاً تیزی سے۔۔۔خاصہ جتاتے ہوئے۔۔۔انگریزی میں بولی۔۔۔

"او شکر ہے۔۔۔ کسی کو تو یہاں میری زبان آتی ہے۔۔" اس نے نہایت خوش ہو کر۔۔ لڑکی کی جانب پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

زاویار اسکے اعتراض اور خفگی بھرے لہجے کو مکمل اگنور کر گیا تھا۔۔۔

آج جانا تھا ہم زبان لوگوں میں رہنا بھی کتنی بڑی نعمت ہے۔۔۔

"ہاں۔۔تو۔۔کیا اب تک جاہل سمجھ رہے تھے آپ ہمیں ؟؟؟" وہ نہایت خفگی سے تیوری چڑھائے انگریزی میں بولی۔۔۔

"جاہل تو۔۔" وہ ابھی اپنی بات کی صفائی دیتا کے اس سے قبل ہی وہ لڑکی کھا جانے والی نگاہ سے گھورتے ہوئے۔۔ دونوں آستینیں فولٹ کر۔۔ بڑے بھرم سے بیچ میں بات کاٹتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

"مجھے جاہل سمجھنے کی ہمت کیسے ہوئی آپ کی ؟؟۔۔ ارے پورے محلے میں جاکر پوچھ لیں۔۔ صرف میں نے ہی انگلش لینگویج کا کورس کیا ہوا ہے۔۔۔ اور اس سال اللہ کے کرم سے میٹرک کا امتحان بھی پاس کرلوں گی۔۔۔ حد ہوگی بھئی۔۔۔ بھلائی کا تو زمانہ ہی نہ رہا۔۔۔ دیکھو ذرا۔۔ ایک تو اماں کے منع کرنے کے باوجود۔۔ میں آپ لوگوں کی مدد کرنے چلی آئی۔۔ وہ بھی صرف اس لئے کے مجھے پہلی ہی نظر میں اچھے و شریف دیکھنے والے لڑکے لگے تم۔۔ مگر مسٹر کے تو مزاج ہی نہیں مل رہے۔۔ دوسروں کو جاہل سمجھ رہے ہیں۔۔ ارے مانا ہم تمھاری طرح گورے نہیں ہیں۔۔۔ مگر انگلش زبان سے ہماری بھی بڑی واقفیت ہے۔۔ میرے ابا بھی گوروں سے ملتے جھلتے رہتے تھے۔۔ آخر میں خاندانی پڑھے لکھوں میں سے ہوں۔۔ وہ تو اللہ بخشے میرے ابا کو جو اتنی

جلدی جنت کے سفر پر روانا ہوگئی ہے۔۔۔ورنہ۔۔۔اگر وہ آج ہوتے تو ہم سندھی ہوٹل کی سب سے گندی گلی میں نہ رہ رہے ہوتے۔۔۔جہاں نہ پانی آتا ہے نہ گیس نہ بجلی۔۔۔۔۔۔اور اگر کبھی بھولے بھٹکے پانی آجائے تو سامنے شبنم باجی جیسے لوگ موٹر چلا کر بند کرنا ہی بھول جاتے ہیں۔۔۔ارے بھئی ی گلی ہے۔۔۔تالاب تھوڑی۔۔۔۔اففف۔۔۔۔۔میں تو۔۔۔۔" وہ لڑکی نون اسٹاپ اردو زبان میں اپنی بھڑاس نکالے جا رہی تھی۔۔۔مزے کی بات یہ تھی مقابل کے ایک لفظ بھی پلے نہ پڑا تھا۔۔۔اور بیچارہ مشراز شروع کے ہی جملوں کو سمجھنے کی ابھی تک جدوجہد میں لگا تھا۔۔۔

وہ لڑکی تھی یا پٹاکا۔۔۔۔اوپر سے اس کے بولنے کی اسپیڈ۔۔۔

"اففف کوئی ی اتنا کیسے بول سکتا ہے؟؟؟۔۔۔وہ بھی اتنا اسپیڈ میں ؟؟"مشراز ہار ماننے والے انداز میں۔۔۔ناک سے رومال ہٹا کر۔۔۔۔۔۔سر جھٹکتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"او۔۔۔میم۔۔۔۔just chill"زاویار نے اسکے چہرے کے ایکسپریشن سے اندازہ لگایا کے وہ بہت غصے میں بول رہی ہے۔۔۔ایک ہاتھ سے ناک پر رومال رکھے اور دوسرا ہاتھ ہوا میں اٹھا کر۔۔۔۔بڑے اطمینان سے گویا ہوا۔۔۔

"آپ نے ابھی جو جو کہا وہ پھر سے ایک بار دوہرا دیں۔۔۔۔"مشراز نہایت بھولہ سہ چہرہ بنا کر لچک دار انداز میں بولا۔۔۔۔

"لو جی۔۔۔میں کوئی ی نعت سنا رہی ہوں۔۔۔جو پھر ایک بار دوہرا دوں"وہ غصے سے لال پیلی کو ہر بولی۔۔۔۔

علیزہ کا غصہ ناک پر ہی بیٹھا رہتا تھا۔۔۔ذرا سی مزاج کے خلاف بات ہوئی نہیں۔۔۔کے محترمہ کا پارہ آسمانوں سے باتیں کرنے لگتا۔۔۔

غصے میں اس کا خود پر قابو نہیں رہتا تھا۔۔۔جو دل میں چل رہا ہو۔۔وہی زبان پر آجایا کرتا تھا۔۔۔۔

لوگ کہتے علیزہ تو پیٹ کی بہت ہلکی ہے۔۔۔۔جبکے دادو کہتیں۔۔۔تو دل کی بہت صاف ہے۔۔۔😍۔۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔وہ۔۔۔وہ۔۔ سجھ ہ ہی۔۔۔ہ۔۔ہی نہیں آئی ی۔۔۔"مشراز اس کے غصے کے سبب ۔۔۔ڈرتے ڈرتے بولا۔۔۔

"اب میں نہیں کررہی صفائی ی میں مدد۔۔۔ گورے صاحب خود ہی کرلیں۔۔۔"وہ اکڑ کر کہتی ہوئی ی۔۔۔وہاں سے واپس جانے لگی۔۔۔

"کیا کہ کر جارہی ہے؟؟"زاویار نے ابرو اچکاکر تجسس سے مشراز سے پوچھا۔۔۔

"کہ رہی ہیں۔۔۔خود کرؤ اب صفائی ی۔۔۔"مشراز کے کہتے ہی زاویار بے دھڑک بولا۔۔۔"یہاں کی تو ملازمہ کے بھی بڑے نخرے ہیں"۔۔۔

زاویار کا کہنا گناہ ہوا تھا۔۔۔اس کی سماعت سے جیسے ہی یہ تعریفی کلمات ٹکرائے۔۔۔وہ آستینیں چڑھاتی۔۔ تیزی سے زاویار کے روبرو آکر کھڑی ہوئی ی۔۔۔"ملازمہ ؟؟۔۔۔کون ملازمہ؟؟۔۔۔لو جی۔۔۔پہلے مجھے جاہل کہا۔۔۔اور اب گھر کی نوکرانی ہی بنا ڈالا۔۔۔واہ علیزہ واہ۔۔۔دیکھ لو اپنی

نیکی کا پھل۔۔۔ناجانے کون خوش نصیب ہوتے ہیں۔۔جن کی نیکی کے بدلے لوگ ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔۔۔۔"

پھر وہ ایک ہاتھ سے اپنا سر پکڑ۔۔۔اور دوسرا اپنے سینے پر ہلکے ہلکے مارتے ہوئے۔۔۔۔نہایت منہ بسورتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔۔"ہائے ئے۔۔اور ایک میری قسمت ہے۔۔۔ایک تو گورے ۔۔۔تمھاری میں مدد کرنے بے لوث چلی آئی ی۔۔۔جبکے اماں نے کہا۔۔۔بہت بے وقوف لگتا ہے گورا۔۔۔جس مکان کا کرایہ لوگ دس ہزار نہ دیں اس کے بیس ہزار ہاتھ میں پکڑا گیا۔۔۔یہ سنتے ہی پہلے تو میں بھی اماں کے ساتھ مل کر خوب ہنسی۔۔۔پھر ہائے رئے میرا ننھا منھا سہ۔۔۔نازک سہ دل۔۔۔جو کسی کے ساتھ غلط ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔میں نے کہا اماں غلط بات۔۔۔۔ایک تو تم نے اس گورے کے پیسے اینٹ لی ئے۔۔۔اور اب بیٹھ کر اس کا مزاق بھی اڑا رہی ہو۔۔۔بس پھر کیا تھا۔۔۔میرے دل نے گوارا نہیں کیا۔۔اور میں تیزی سے اوپر چلی آئی ی ۔۔۔لیکن۔۔۔سب ٹھیک کہتے ہیں۔۔۔علیزہ تو بہت بھولی ہے۔۔۔ہائے۔۔۔۔میری جگہ کوئی ی اور ہوتا تو ابھی آرام سے بیٹھ کر نیچے تمھارا مزاق اڑا رہا ہوتا۔۔۔۔مگر۔۔۔"وہ پھر نون اسٹاپ بولے چلی جا رہی تھی۔۔۔زاویار اور مشراز ایک دوسرے کے چہرے الجھی نگاہ سے تک رہے تھے۔۔۔۔۔

تقریباً ۱۵ منٹ تک اس کی ٹرین نون اسٹاپ چلتی رہی۔۔۔۔

"جا رہی ہوں میں۔۔۔"وہ زور سے کہتی ہوئی ی۔۔پاؤں پٹک پٹک کر ابھی تو دو قدم ہی آگے بڑھی تھی۔۔۔۔

"ایک منٹ۔۔۔ابھی جو کچھ بھی تم نے کہا۔۔۔کیا ایک بار پھر میری لینگویج میں بول سکتی ہو؟؟"زاویار نے لچکدار انداز میں کہا۔۔۔

وہ واقعی تجسس رکھتا تھا کے آخر وہ لڑکی اتنی دیر سے کیا بولے جارہی ہے۔۔۔

"مائے فٹ۔۔"اس بار تو وہ جزبز ہوکر زاویار کو دیکھ۔۔پاؤں زور سے پٹکتے ہوئے بولی۔۔۔

"عجیب پاگل ملازمہ ہے۔۔۔"زاویار سر جھٹکتے ہوئے منہ میں بڑبڑایا۔۔۔۔۔

"کیا کہا تم نے ابھی ؟؟"وہ سن نہیں سکی تھی۔۔۔اپنا کان زاویار کے منہ کے تھوڑا نزدیک لاکر تیوری چڑھائے استفسار کرنے لگی۔۔۔

"کچھ۔۔۔کچھ نہیں۔۔چاچو پوچھ رہی ہیں یہ گندی بدبو کہاں سے آرہا ہے ؟؟"مشراز نے بڑی صفائی ی سے بات کا موضوع بدلا۔۔۔تاکے وہ لڑکی مزید آگ نہ برسائے۔۔۔

ایک تو وہ اتنا گورا چٹا۔۔اوپر سے کیوٹ اور اسمارٹ۔۔اردو زبان بولتے وقت تو وہ اور زیادہ دلفریب لگ رہا تھا۔۔۔سونے پر سہاگہ اس کی ٹوٹی پھوٹی اردو کررہی تھی۔۔۔جس پر وہ اپنا غصہ بھول۔۔۔ہنستے ہوئے اسکا کہا جملہ دوہرانے لگی۔۔۔"چاچو پوچھ رہی ہیں۔۔۔"

مشراز اور زاویار پھر ایک بار اسے تعجب و حیرت بھری نگاہ سے پیٹ پکڑ پکڑ کر ہنستا ہوا دیکھ رہے تھے۔۔۔آنکھوں میں تبادلہ ہوا۔۔۔تو مشراز نے لاعلمی میں کندھے اچکائے۔۔۔

وہ لڑکی تھی یا عجوبہ؟؟۔۔۔کبھی خواہ مخواہ کا غصہ تو کبھی پیٹ پکڑ پکڑ کر بلاوجہ ہنسنا۔۔۔۔

"بدبو۔۔۔وہ گلی کے گڑر ابل رہے ہیں۔۔۔اس لئے آرہی ہے۔۔۔کیوٹو 😍 تم فکر نہ کرؤ ۔۔۔تین چار دن میں بھنگی آکر صاف کر جائے گا۔۔۔"وہ دونوں کو خود کو الجھی نگاہ سے تکتا ہوا دیکھ۔۔۔بمشکل اپنی ہنسی پر کنٹرول پاکر۔۔۔مشراز سے بڑے پیار سے کہنے لگی۔۔۔

"او۔نو۔۔۔تین چار دن۔۔۔اس بدبو میں تو سانس لینا بھی مشکل ہے۔۔۔"مشراز روتو سہ منہ بناکر گویا ہوا۔۔۔

"کیا ہوا ؟؟"زاویار کے سوال پر مشراز نے اسے بدبو کی وجہ اور تین چار دن بعد گڑر صاف ہونے کے بارے میں بتایا۔۔۔

جس پر زاویار کا دل چاہا اپنا سر دیوار سے پھوڑ لے۔۔۔

"واٹ؟؟۔۔۔اس بدبو سے مر جائیں گے ہم۔۔۔"وہ منہ بسور کر۔۔۔۔تیزی سے احتجاج بلند کرنے لگا۔۔۔۔

"او۔۔واو جی واہ۔۔۔کیوں بھئی؟؟۔۔۔تم کیوں مرنے لگے اس بدبو سے ؟؟۔۔۔کیا ہم نہیں رہ رہے یہاں؟؟۔۔۔ہم بھی انسان ہی ہیں۔۔۔تھوڑی دیر بعد تمھاری بھی ناک میں سما جائے گی یہ بدبو۔۔۔اور اگر زیادہ اعتراض ہے تو جاؤ۔۔۔خود صاف کرلو جاکر۔۔۔اچھا ہے سو روپے بھی بچیں گے بھنگی کے۔۔۔"علیزہ ہاتھ نچا نچا کر بولی۔۔۔

زاویار نے زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی کو اس طرح ہاتھ نچا نچا کر بات کرتے دیکھا۔۔۔جو اسے کافی معیوب سہ لگا۔۔۔۔۔۔۔

جبکے مشراز اس پر فدا ہورہا تھا۔۔۔

اس کی شرارتی آنکھیں باتوں کے دوران اک دو ثانیوں کے لئے زاویار کی آنکھوں سے ملیں۔۔۔۔جن میں نہایت خفگی جھلک رہی تھی۔۔۔۔

"کیا میں واقعی مشراز کو لے کر اس گندی جگہ پر رہنے والا ہوں؟؟" وہ صدمے سے پورے گھر پر ایک بار نظریں دوڑاتے ہوئے۔۔منہ ہی منہ۔۔۔۔بے یقینی کے عالم میں بڑبڑایا۔۔۔۔

جیسے کسی شہزادے کو محل سے نکال کر جھوپڑی میں ڈال دیا جائے تو اس کی جو حالت ہو گی۔۔۔۔اس سے کہیں زیادہ بدتر حالت اس لمحے دارم صاحب کے بگڑے نواب کی تھی۔۔۔۔۔

اسے کیا خبر تھی۔۔۔۔یہ تو صرف آغازِ زندگی ہے۔۔۔۔

اِس رنگوں بھری دنیا نے ابھی اسے ایک نہایت خوبصورت اور نئے رنگ سے روشناس کرانا ہے۔۔۔۔

ایسا رنگ۔۔۔۔جس کے لئے کہا جاتا ہے۔۔۔۔

مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا

اس کو چھٹی نہ ملے جس کو سبق یاد رہے ❤

ایک ایسی دنیا جس کی جانب اسے کھینچا جا رہا ہے۔۔۔۔

جس کے لئے اس کا انتخاب کیا گیا ہے۔۔۔۔

یہ انتخاب سب کے نصیب میں نہیں آتا۔۔۔۔

یہ تو خوش قسمتوں کا خاصہ ہے۔۔۔۔

***

گرمی۔۔۔گندگی۔۔۔بدبو۔۔۔وہ صدمے سے پورے گھر پر نظر دوڑا رہا تھا۔۔۔جب دروازہ نوک ہوا۔۔۔

"اب کون آگیا ؟؟"اس نے مشراز کی جانب دیکھ۔۔۔ تعجب سے کہا۔۔۔جس پر وہ لاعلمی میں شانے اچکاکر نفی میں سر کو جمبش دینے لگا۔۔۔۔

"ہوسکتا ہے اماں آئی ی ہوں۔۔۔میں دیکھتی ہوں۔۔۔"وہ اطمینان سے انگریزی زبان میں کہتی ہوئی ی۔۔۔دروازہ کھولنے چلی گ ئی۔۔۔۔

"اسجل بھائی ی ہیں۔۔۔"وہ اعلانیہ دروازہ کھولتے ہی بتانے لگی۔۔۔۔

اسجل اپنے ساتھ دو گلی کے لڑکوں پکڑ کر لایا تھا۔۔۔۔صفائی ی کروانے کی نیت سے۔۔۔

"تم یہاں کیا کررہی ہو ؟؟۔۔۔نیچے جاؤ۔۔"اسجل نے آتے ہی ڈپٹ والے انداز میں علیزہ کو دیکھ کہا۔۔۔

اسجل علیزہ کے ل ئے شروع سے بڑے بھائی ی کی طرح رہا ہے۔۔۔۔

وہ اسکول اسی کی ٹیکسی میں آتی جاتی ہے۔۔۔یہاں تک کے اسکول کی پیرنٹس میٹنگ بھی اسجل اسکے بڑے بھائی ی کی حیثیت سے ہمیشہ اٹینڈ کرتا ہے۔۔۔۔

"میں تو اماں کے کہنے پر صفائی ی کرانے آئی ی تھی۔۔۔"وہ نہایت بھرم سے بولی۔۔۔

"اچھا اچھا۔۔۔اب نیچے جاؤ۔۔۔۔اور ضرورت نہیں ہے یہاں آنا جانا کرنے کی۔۔۔"اسجل نے گھورتے ہوئے۔۔۔ڈانٹ پلائی ی۔۔۔

جس پر وہ ڈھٹائی ی سے اپنی تذلیل برداشت کرتے ہوئے۔۔۔ مسکرا کر کہنے لگی۔۔۔"اسجل بھائی ی۔۔۔۔میں یہاں صرف اماں کے کہنے پر آئی ی تھی۔۔۔ورنہ مجھے تھوڑی کوئی ی شوق آرہا ہے۔۔۔ جھاڑو اٹھاکر گورے کی ماسی بننے کا۔۔۔ویسے آپس کی بات ہے۔۔۔مجھے یہ گورا زیادہ دن یہاں ٹکتا ہوا نظر نہیں آرہا۔۔۔"وہ اسجل کے کندھے پر اپنی کونی ٹکاکر۔۔۔ مستقبل کی پیشگوئی ی کرنے لگی۔۔۔۔۔۔

"شکل اچھی نہ ہو تو انسان بات ہی اچھی کر لیتا ہے۔۔۔اللہ اللہ کر کے تو کوئی ی کرائے دار نصیب ہوا ہے۔۔۔اب تم باتیں بھگارنا چھوڑو۔۔اور نیچے جاؤ۔۔۔میں محلے کے لڑکوں کو لایا ہوں صفائی ی کروانے۔۔۔"اسجل نے پہلے تو اسے آڑے ہاتھوں لیا۔۔۔پھر حاکمانہ انداز میں اسے نیچے جانے کا کہا۔۔۔

"ہائے اللہ۔۔۔ایسا بھی کیا ہوگیا میری شکل کو۔۔۔اللہ کے کرم سے اتنی خوبصورت تو ہے۔۔۔اور۔۔"ابھی وہ اپنی عادت کے مطابق بولنا شروع ہی ہوئی ی تھی کے اسجل نے دونوں ہاتھ ہار مانتے ہوئے اس کے آگے جوڑتے ہوئے کہا۔۔۔

"طوطی۔۔۔معاف کر مجھے۔۔۔"

"یہاں تو بولنے پر بھی پابندی ہے۔۔۔بندہ اپنے حق کے ل ئ ے بول بھی نہیں سکتا۔۔۔"وہ منہ بسورتی ہوئی ی۔۔۔سیڑھیاں اترنے لگی۔۔۔ساتھ ساتھ منہ ہی منہ ناجانے کیا کیا بڑبڑائے جارہی تھی۔۔۔

اس کے جاتے ہی محلے کے لڑکوں کو اسجل نے اوپر بلا لیا۔۔۔

اسجل کو شدت سے احساس تھا اس بات کا۔۔۔کے اماں کی خاطر اس نے زاویار کو بکرا بنایا ہے۔۔۔۔

"میں اپنے ساتھ صفائی ی کرنے کے ل ئی ے لڑکوں کو لایا ہوں۔۔۔آپ دونوں ایک دو گھنٹے نیچے اماں کے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر انتظار کرلیں۔۔۔۔۔"اسجل نے مسکراتے ہوئے زاویار کو دیکھ کہا۔۔۔۔

"کیا کہ رہا ہے یہ "زاویار نے مشراز کی جانب متوجہ ہوکر۔۔۔۔ابرو اچکائے استفسار کیا۔۔۔۔

"کہ رہے ہیں صفائی ی کے ل ئی ے لڑکے لائے ہیں۔۔۔ہم نیچے بیٹھیں جاکے۔۔۔"مشراز نے اسے ٹرانسلیٹ کر کے بتایا۔۔۔

جس پر اسنے ایک سکھ کا سانس بھرا۔۔۔۔

اور تیزی سے اپنا کالے رنگ کا بیگ اٹھانے لگا۔۔۔۔

"انھیں یہیں چھوڑ دیں۔۔۔میں انھیں اسٹور میں رکھوا دیتا ہوں۔۔۔"اسجل نے تیزی سے کہا۔۔۔۔

"چاچو۔۔۔وہ کہ رہی ہیں۔۔۔بیگ یہیں رکھیں۔۔۔وہ اسٹور میں رکھوا دیں گے۔۔۔"

"نہیں۔۔۔اسے میں اپنے ساتھ رکھوں گا۔۔۔"وہ بیگ اٹھاکر کندھے پر ٹانگتے ہوئے بولا۔۔۔

باقی دونوں سوٹ کیس وہیں چھوڑ کر وہ مشراز کو اپنے ساتھ لے کر۔۔۔نیچے اماں کے گھر چلا آیا۔۔۔۔

اماں ان دونوں کو ڈرائنگ روم میں بیٹھا کر۔۔۔۔کمرے کا فین اون کرنے کے بعد۔۔۔۔اندر کمرے کی جانب چلی گ ئی یں۔۔۔۔

بدبو اور گرمی ان دونوں شہزادوں کے ل ئی ے ناقابلِ برداشت ہوتی جارہی تھی۔۔۔

"میں مشراز کو لے کر یہاں کیسے رہوں گا ؟؟۔۔۔" زاویار مشراز کی پیشانی پر جھلکنے والی پسینوں کی بوندیں دیکھ۔۔۔پریشان ہوکر سوچنے لگا۔۔۔

پنکھے کی اسپیڈ کی تو کیا ہی بات تھی۔۔۔۔۔۔چل کم رہا تھا آواز زیادہ کررہا تھا۔۔۔

باہر گلی سے آتا ہوا شور کم تھا سر میں درد کرنے کے لئے۔۔۔جو پنکھے کا شور اس میں اپنا حصہ ڈال رہا تھا۔۔۔

اچانک تھوڑی دیر بعد چلتے چلتے فین رک گیا۔۔۔

مشراز صدمے سے اسکی جانب دیکھنے لگا۔۔۔

وہ شہزادے کیا جانیں لوڈ شیڈنگ نامی بھی ایک بلا ہوتی ہے۔۔۔

"چاچو۔۔۔یہ چل کیوں نہیں رہا ؟؟" مشراز اپنے پسینے صاف کرتے ہوئے۔۔۔نڈھال حالت میں استفسار کرنے لگا۔۔۔۔

"پتا نہیں۔۔۔رکو۔۔۔۔میں دیکھتا ہوں۔۔" وہ چیک کرنے کی نیت سے صوفے سے اٹھا۔۔۔

فین کا بٹن باربار کھول بند کیا مگر وہ چلنے کے لئے تیار نہ تھا۔۔۔عجیب بات یہ لگی کے فین بند ہوتے ہی ایک عجیب سی خاموشی چھائی محسوس ہوئی۔۔۔

"کیا ہوا چاچو ؟؟" مشراز پریشان ہوکر پوچھ رہا تھا۔۔۔

"پتا نہیں۔۔۔یہ اون نہیں ہورہا۔۔۔رکو۔۔۔میں انٹی سے بولتا ہوں۔۔۔وہ کھول دیں گی۔۔۔" زاویار ناک پر کپڑا رکھے۔۔۔اندر کمرے کی جانب چلنے لگا۔۔۔

اندر بڑا سہ لاونج تھا۔۔جہاں سامنے ہی فریج رکھا تھا۔۔اور ساتھ ہی بوڑھی اماں نماز پڑھتی نظر آئی یں۔۔۔

بوڑھی اماں اس بوڑھاپے میں بھی کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہی تھیں۔۔۔

ان کی پیشانی اور ناک پر بھی پسینہ جھلک رہا تھا۔۔

اس شدید گرمی میں جہاں زاویار کی طبیعت غیر ہوتی جارہی تھی۔۔وہیں وہ بوڑھی خاتون نہایت اطمینان سے نماز کی ادائی یگی میں مشغول نظر آرہی تھیں۔۔۔جسے انھیں اس گرمی کا کوئی ی احساس ہی نہ ہورہا ہو۔۔۔۔

وہ خاموش مبلغ کی مانند تھیں زاویار کے ل ئی ے۔۔۔

ناجانے کیوں اسے زندگی میں پہلی بار کسی نمازی کو دیکھ شرمساری محسوس ہوئی ی۔۔۔

وہ خاتون بوڑھاپے میں بھی کس قدر خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کر رہی تھیں۔۔وہ بس یہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس لمحے گرمی کا احساس مانو ختم سہ ہوگیا۔۔۔

اس نے ایک بار اپنے حسین و جسمانی صحت مند وجود کو تنقیدی نگاہ سے دیکھا۔۔۔

کبھی کبھار بہت معمولی سی نظر آنے والی چیز بھی کسی کے ل ئی ے خاموش مبلغ بن جاتی ہے۔۔۔۔

پہلی بار اسے ایک نمازی کی جانب کھچاؤ ہونے لگا۔۔۔

”کون ہو تم زاویار ؟؟۔۔۔کیا تم مسلمان ہو ؟؟۔۔اگر تم مسلمان ہو تو تم نے کبھی نماز کیوں نہیں پڑھی ؟؟۔۔“یہ سوال اب اس کے ذہن میں اچانک ہی اٹھنے لگا۔۔۔

"اگر رامین مل جاتی ہے۔۔اور تم اس کے سامنے ہار بھی مان لیتے ہو۔۔تو پھر کیا ؟؟۔۔کیا تم واقعی قادیانیت چھوڑنے والے ہو ؟؟؟۔۔۔اگر یہ غلط فیصلہ ہوا تو ؟؟؟۔۔۔۔"

کوئی ی راہِ ہدایت پر آنا چاہے۔۔اور ذہن میں وسوسے نہ آئیں۔۔یہ کیسے ممکن ہے؟؟؟۔۔۔

وہ انہی الجھنوں میں مزید الجھتا جارہا تھا۔۔۔

ایک ڈر لاحق تھا ہر لمحہ۔۔۔۔

"کہیں کچھ غلط تو نہیں کررہا میں؟؟؟۔۔۔۔"

"او۔۔گورے۔۔۔ایسے کیا دیکھ رہے ہو میری دادو کو ؟؟"وہ بوڑھی خاتون کو نماز پڑھتا دیکھ۔۔ایک عجیب سے گلِٹ میں خود کو پا رہا تھا۔۔۔ذہن بہت سے سوالات و وسوسوں میں الجھ رہا تھا۔۔۔وہ اس قدر کھویا ہوا تھا اپنے ہی ذات میں۔۔۔کے اسے سامنے سے آتی علیزہ نظر ہی نہ آئی ی۔۔۔اس نے جب زاویار کو اپنی دادی کے وجود پر نظریں جمائے دیکھا۔۔تو ٹوکے بغیر رہ نہ سکی۔۔۔

"کیا؟؟"علیزہ کے انگریزی زبان میں ٹوکتے ہی اس کے حواس بحال ہوئے۔۔۔وہ چونک کر پوچھ رہا تھا۔۔۔

"یہی۔۔۔کے میری دادو کو کیوں ٹکر ٹکر دیکھے جارہے ہو ؟؟۔۔۔"اس نے اپنا سوال دوہرایا۔۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔میں تو ان کے نماز مکمل کرلینے کا ویٹ کررہا ہوں۔۔۔۔کیونکے فین رک گیا یے روم کا۔۔۔"وہ نرمی سے جواب دہ ہوا۔۔۔

"فین۔۔۔ارے وہ رکا نہیں ہے۔۔۔لائیٹ چلی گ ئی ہے۔۔۔"وہ تیزی سے بتانے لگی۔۔

”لائ ٹ چلی گ ئی مطلب ؟؟“ وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگا۔۔

”مطلب لوڈ شیڈنگ۔۔۔“

لوڈ شیڈنگ۔۔“وہ صدمہ سے دوہرانے لگا۔۔۔

”چاچو مجھے بہت گرمی لگ رہی ہے۔۔۔“مشراز وہاں آکر۔۔زاویار کو دیکھ۔۔۔روتو سہ چہرہ بناکر گویا ہوا۔۔

”کیوٹو۔۔۔تم میرے ساتھ یہاں بیٹھو۔۔۔میں تمھارے ل ئ ے ups چلاتی ہوں۔۔۔اصل میں لائ ٹ گھنٹوں گھنٹوں غائ ب رہتی ہے۔۔اس ل ئ ے ہم صرف رات میں چلاتے ہیں ups....“وہ مشراز کا ہاتھ پکڑ کر۔۔اسے کمرے میں واپس لے آئ ی۔۔ساتھ ساتھ اس نے ups کا بٹن اون کیا۔۔۔جس سے فین چلنے لگا۔۔۔

صرف دو تین گھنٹوں میں ان دونوں شہزادوں کی حالت غیر ہوگ ئی تھی۔۔

زاویار صوفے سے ٹیک لگا کر۔۔۔فین کو گھومتے ہوئے دیکھنے لگا۔۔جو اِس وقت دنیا کی اُسے عزیم ترین نعمت محسوس ہورہا تھا۔۔۔۔

”ویسے کیوٹو۔۔تم لوگ اپنا ملک چھوڑ کر یہاں کیوں آئے ہو ؟؟“علیزہ بڑے اشتیاق سے ۔۔۔مشراز کے برابر میں بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔۔

”کیونکے ہم witch کو ڈھونڈ رہی ہے۔۔۔“وہ بھولہ سے چہرہ بناکر اردو میں بتانے لگا۔۔

لفظِ witch کانوں کی سماعت سے ٹکراتے ہی زاویار نے علیزہ اور مشراز کو دیکھا۔۔۔

”چڑیل کو ؟؟۔۔۔تم لوگ چڑیلوں اور بھوتوں کو پکڑنے والے ہو؟؟“وہ سیدھے ہو کر۔۔۔۔۔۔۔بڑے تجسس سے پوچھنے لگی۔۔۔

”نہیں۔۔۔وہ witch الگ ہے۔۔۔وہ چاچو سے نکاح کرنے والی تھا۔۔۔مگر۔۔اچانک سے بھاگ گیا۔۔۔“مشراز اداس لہجے میں۔۔اردو زبان میں بتانے لگا۔۔۔

”اوو۔۔۔گورے۔۔۔تم مجھے بتاؤ۔۔۔اس چڑیل کے بارے میں۔۔۔میرا نیٹ ورک بہت اسٹرونگ ہے۔۔۔یوں۔۔یوں۔۔۔پتا لگا لوں گی اس کے بارے میں۔۔۔“وہ چٹکی بجاتے ہوئے۔۔۔انگریزی میں۔۔۔زاویار کو دیکھ۔۔۔پُراعتماد انداز میں کہنے لگی۔۔۔

”تم واقعی اسے ڈھونڈ سکتی ہو؟“اس کا پُراعتماد لہجہ۔۔۔زاویار کو اس پر یقین کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔

”ہاں بالکل۔۔۔“وہ نہایت پُراعتمادی سے انگریزی زبان میں بولی۔۔۔

”اس کا نام رامین ہے۔۔۔“زاویار کو ایک ہلکی سی امید نظر آئی۔۔۔علیزہ کی پُراعتمادی دیکھ۔۔۔وہ سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے۔۔۔اسے نام بتانے لگا۔۔۔

”رامین۔۔۔ہمم“وہ اپنی انگلی ٹھوڑی پر مسلتے ہوئے۔۔کچھ سوچتے ہوئے نام دوہرانے لگی۔۔۔

”پورا نام ؟“

”معلوم نہیں۔۔۔“

”اچھا۔۔۔کہاں رہتی ہے؟؟“

”مجھے نہیں علم۔۔۔بس اتنا جانتا ہوں وہ کراچی میں کہیں رہتی ہے۔۔۔“

"کراچی کے کون سہ علاقے میں؟؟" وہ پے در پے کسی تفتیشی افسران کی طرح سوال پوچھے جا رہی تھی

"اگر یہ علم ہوتا۔۔تو میں اس وقت یہاں نہ بیٹھا ہوتا۔۔" زاویار منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔اچھا کوئی ی تصویر ہے اس چڑیل کی ؟؟" علیزہ کافی انٹرسٹ لیتے ہوئے۔۔۔

"تصویر۔۔۔نہیں تو۔۔۔۔" وہ اداسی سے سر نفی میں ہلاتے ہوئے۔۔۔

"یہ کیسے ممکن ہے بھ ئی ی؟؟۔۔اس ڈیجیٹل دور میں گورے تمھارے پاس ایک پک نہیں ہے اس لڑکی کی۔۔۔جس سے تمھارا نکاح ہونے والا تھا۔۔۔۔" وہ حیرت سے کہ رہی تھی۔۔۔۔

"تمھیں کس نے بتایا کے میرا نکاح ہونے والا تھا؟؟" زاویار نے چونک کر استفسار کیا۔۔۔پھر اس نے خفگی سے گھور کر مشراز کو دیکھا۔۔۔۔جس نے اپنی زبان دانتوں میں دبا کر بڑی معصومیت سے سوری کہا۔۔۔۔

زاویار کو یہ بات اپنی تذلیل لگتی تھی کے اس کے نکاح کی دولہن بھاگ گ ئی تھی۔۔۔۔۔

"او۔ہوو۔۔۔۔بچے کو کیا گھور رہے ہو؟؟۔۔۔۔اچھا ہی ہوا نا اس نے مجھے بتادیا۔۔۔اب میرے دل میں تمھارے ل ئی ے تھوڑا ترس آگیا۔۔۔۔اب میں پورے دل سے اس لڑکی کو ڈھونڈنے کی کوشش کرؤں گی۔۔۔۔" وہ نہایت ترس کھانے والے انداز میں۔۔۔۔۔اسے دیکھ بولی۔۔۔۔

جس پر زاویار جل کر خاک ہوا۔۔۔۔

"ترس کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تمھیں۔۔۔اور رہنے دو تم۔۔۔۔میں خود ڈھونڈ لوں گا۔۔۔۔" وہ سپاٹ سہ جواب دیتے ہوئے۔۔۔منہ پھیر کر باہر کی جانب دیکھنے لگا۔۔۔۔

"اچھا بھئی۔۔۔تم تو آگ بگولہ ہی ہوگئے۔۔۔میں تو مدد کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔۔ویسے اس میں تمھاری غلطی نہیں۔۔۔۔میری قسمت ہی ایسی ہے۔۔۔۔کسی کی مدد کرنا چاہوں تو وہ الٹا مجھی پر بھڑک جاتا ہے۔۔۔۔ہائے ہائے۔۔۔۔جیسے صبح شبنم باجی۔۔۔۔ایک تو میں نے راہ گیروں کا سوچ کر ۔۔۔۔کے بیچاروں کو گلی میں آنے جانے مشکل ہوگی۔۔۔انھیں بتایا کے ٹنکی بھر گئی ہے۔۔موٹر بند کرلو۔۔۔۔اور پھر مجھے ان کی موٹر کا بھی تو خیال تھا۔۔۔۔۔وہ۔۔۔" وہ نون۔اسٹاپ پھر سے بولنا شروع ہوگئی تھی۔۔۔جس پر مشراز اور زاویار کا دل چاہا اپنے کانوں میں روئی ٹھوس لیں۔۔۔۔۔

"تمھارا اوپر کا پورا پورشن صاف کر دیا ہے۔۔۔اب تم اوپر جاکر آرام کرسکتے ہو۔۔۔۔" زاویار کو کوئی انٹرسٹ نہیں تھا علیزہ کی باتوں میں۔۔۔وہ بے دلی سے باربار اپنے سیل میں ٹائم دیکھ رہا تھا۔۔۔۔اسجل کے کمرے میں آتے ہی وہ سیدھا کھڑا ہوا۔۔۔

اسجل کے کہتے ہی مشراز نے خوش ہوکر ٹرانسلیٹ کیا۔۔۔جس پر زاویار بیگ کندھے پر ٹانگ کر ۔۔۔۔مشراز کو لے کر اوپر کی جانب چل دیا۔۔۔۔

"ارے گورے۔۔۔تم تو برا ہی مان گئے۔۔۔۔کم از کم یہ ہی بتادو تمھاری بھاگی ہوئی دولہن دکھتی کیسی ہے۔؟؟؟۔۔۔۔تاکے مجھے آسانی ہو ڈھونڈنے میں۔۔۔۔" علیزہ اسے جاتا ہوا دیکھ۔۔۔پیچھے سے۔۔۔تیزی سے انگریزی زبان میں بولی۔۔۔۔

جس پر زاویار نے اسے کھاجانے والی نگاہ سے گھور کر دیکھا۔۔۔۔جسے چپ ہونے کا کہ رہا ہو۔۔۔۔

"میں نہاء کر فریش ہو جاتا ہوں۔۔۔"زاویار نے اوپر آتے ہی اپنے بیگ سے کپڑے نیکال کر کہا۔۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔پہلے آپ نہاء لیں۔۔۔جب تک میں آپ کا ویٹ کرتا ہوں۔۔۔"مشراز مسکراتے ہوئے کہ کر۔۔۔بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

واش روم میں داخل ہوتے ہی۔۔۔زاویار نے حیرت سے اس چھوٹے سے حصے کو دیکھا۔۔۔جو شروع ہوتے ہی ختم تھا۔۔۔۔۔

پورے جسم پر صابن لگانے کے بعد اس نے عادت کے مطابق تیز شاور کھولا۔۔۔۔۔

شاور کھولتے ہی اب اس نے بڑے اطمینان سے چہرے پر بھی صابن لگا لیا۔۔۔۔

اچانک پانی آنا بند ہو گیا۔۔۔۔

اس نے بند آنکھوں کے ساتھ پریشان ہو کر شاور پر ہاتھ مارا۔۔۔۔

مگر اس کا کوئی ی فائی دہ نہ تھا۔۔۔۔

"آہہہہہہہ"وہ پوری طاقت کے ساتھ غصے سے چیخا۔۔۔۔۔۔

"کیا ہوا چاچو؟؟"مشراز اس کے چیخنے پر دوڑتا ہوا واش روم کے پاس آیا۔۔۔۔

"پانی نہیں آرہا۔۔۔اور میرے منہ پر صابن لگا ہے۔۔۔"وہ پریشانی کے عالم میں چیختے ہوئے بولا۔۔۔۔

"اچھا رکیں۔۔۔میں کچھ کرتا ہوں۔۔۔"مشراز دلاسہ دینے والے انداز میں کہ کر۔۔۔تیزی سے نیچے کی جانب دوڑا۔۔۔۔

"انٹی۔۔۔انٹی۔۔۔"وہ آخری سیڑھی پر کھڑا ہو کر۔۔۔آوازیں لگا رہا تھا۔۔۔۔

”اوئے چھوٹے گورے۔۔۔یہ انٹی کس کو بول رہے ہو ؟؟۔۔۔ارے۔۔۔ابھی تو اللہ کے کرم سے پندرہ سال کی ہوئی ہوں۔۔۔اور تم نے تو مجھے اتنی چھوٹی عمر میں انٹی ہی بنا ڈالا۔۔۔“علیزہ اس کی آواز پر سیڑھیوں کے پاس آکر۔۔۔بگڑتے ہوئے بولی۔۔۔۔

”میں آپ کو انٹی نہیں بول رہی تھے۔۔۔۔میں تو گھر کی اونر کو بول رہی تھا۔۔۔“وہ اپنی ٹوٹی پوٹی اردو میں۔۔اسے صفائی دینے لگا۔۔۔

”او۔۔اچھا۔۔۔میں بھی یہی کہوں۔۔۔تمھیں میں کہاں سے انٹی لگی۔۔۔ارے۔۔۔“وہ ابھی بولنا شروع ہی ہوئی تھی کے مشراز اس کی بات کاٹتے ہوئے۔۔۔

”اوپر پانی نہیں آرہا۔۔۔چاچو کے منہ پر صابن لگا ہوا ہے۔۔۔“اس کی پریشانی بھولے سے چہرے پر نمایا تھی۔۔۔

”ہوسکتا ہے پانی ختم ہوگیا ہو۔۔۔فکر کرنے کی ضرورت نہیں کیوٹو۔۔۔ابھی لائٹ آتے ہی موٹر سے پانی اوپر ٹنکی میں چڑھا دوں گی۔۔۔اوکے۔۔۔“اسے پریشان ہوتا دیکھ۔۔۔مسکرا کر۔۔۔اس کے گالوں کو پیار سے سہلاتے ہوئے۔۔۔۔بے فکری سے گویا ہوئی۔۔۔

”لائٹ کب تک آئے گا ؟؟“

”ہمم۔۔۔گرمیاں آگئی ہیں۔۔۔۔اس لئے کوئی ٹائم ٹیبل نہیں رہا ہے لائٹ کا۔۔۔۔لیکن امید ہے کے ایک گھنٹے بعد آجائے گی۔۔۔“وہ نہایت لاپرواہی سے اندازہ لگاتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

”تب تک میری بیچاری چاچو کیا کرئے گی؟؟“مشراز فکرمند ہوکر پوچھنے لگا۔۔۔

"انتظار۔۔"اس کی اردو سن۔۔۔وہ بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"آپ کے پاس پانی بالکل بھی نہیں ہیں؟؟"

"اللہ اتنی ننھی سی جان۔۔۔اوپر سے اتنی پریشان۔۔۔رکو۔۔۔میں پانی لاکر دیتی ہوں۔۔۔"وہ مشراز کا پریشان چہرہ دیکھ۔۔۔فدا فدا لہجے میں کہ کر۔۔۔۔دو پانی کی بولتیں لاکر اسے پکڑانے لگی۔۔۔

"شکریہ۔۔۔"وہ شکریہ ادا کرکے برق کی پھرتی سے اوپر کی جانب دوڑا۔۔۔

"میری آنکھوں میں مرچیں لگ رہی ہیں۔۔۔مشراز جلدی آجاؤ۔۔۔"وہ واش روم میں کھڑا ۔۔۔باہر آوازیں لگا رہا تھا۔۔۔

اس لمحے اسکی حالت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔

"چاچو میں پانی لے آئی ی۔۔۔۔مگر پانی زیادہ نہیں ہے۔۔"وہ واش روم کے باہر کھڑا ہوکر۔۔۔زور سے بولا۔۔۔

"کوئی ی بات نہیں۔۔جتنا بھی ہے اتنا ہی دے دو۔۔۔"زاویار کو اس وقت اپنی حالت پر خود ترس آرہا تھا۔۔۔۔

جیسے تیسے کر کے۔۔۔وہ بیچارہ شہزادہ نہاء کر نکلا۔۔۔۔

"چاچو۔۔۔ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟؟۔۔۔ہم نہیں رہ سکتے یہاں۔۔۔" زاویار سفید ٹاول باندہ کر واش روم سے نکلا تو مشراز روتو سہ منہ بناکر۔۔۔بیچارگی سے اسے دیکھتے ہوئے۔۔۔گویا ہوا۔۔۔

"ہم پھنسے ہوئے ہیں۔۔۔وہ بھی بہت بری طرح۔۔۔ایک cult ہے۔۔۔جس سے نکلنے کے ل‏ئ‏ے ہمیں ان مشکلات کو سہنا ہی پڑے گا۔۔۔"زاویار اسکی بات سن۔۔۔تڑپ اٹھا۔۔۔۔نیچے بیٹھ کر۔۔اس کے ریشمی بالوں کو سہلاتے ہوئے۔۔۔بڑے پیار سے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

زاویار کو اندازہ تھا۔۔اب تک تو ان کی تلاش دا‏ئ‏رم صاحب شروع کرچکے ہوں گے۔۔۔

پاکستان کے مرکز چناب نگر بھی یہ خبر پہنچ چکی ہوگی۔۔۔

اسے علم تھا معاملے کی نزاکت کا۔۔۔

وہ جانتا تھا اس کا مشراز کو لے کر بھاگنا اسے پوری قادیانیت میں مرتد مشہور کردے گا۔۔۔ساتھ ساتھ لوگ اسکی جان کے درپے ہوں گے۔۔۔۔

کیونکے وہ صرف اپنے بھتیجے کو لے کر نہیں بھاگا۔۔۔

وہ تھا‏ئ‏ی لینڈ میں قادیانیت کی جماعت کے امیر کا بیٹا ہوکر۔۔۔ان کے پوتے کو لے کر بھاگا ہوا تھا۔۔

پوتا یعنی قادیانیت کی ن‏ئ‏ی نسل۔۔۔۔

اس جماعت کے ل‏ئ‏ے اس کا اک اک فرد بڑا قیمتی ہوتا ہے۔۔۔

وہ پیسے دے کر۔۔۔۔

بڑے عہدے دے کر۔۔۔۔

تحفظ فراہم کر کے۔۔۔۔

ایک ایک فرد کو جماعت میں لاتے ہیں۔۔۔

زاویار واقف تھا اگر اس وقت وہ مرکز والوں کے ہاتھ لگ گیا۔۔۔تو وہ اس کی جان سے کم کسی چیز پر راضی نہیں ہوں گے۔۔۔

اس ل ئ ے وہ یہ مشکلات برداشت کرنے کے ل ئ ے تیار تھا۔۔۔

وہ ایسی ہی کسی جگہ کا متلاشی تھا جہاں لوگوں کا گمان بھی نہ ہو کے وہ رہ سکتا ہے۔۔۔

💖💖💖💖✳✳✳✳✳———————✳✳✳✳

مشراز تو گرمی سے نڈھال ہو کر۔۔۔نہانے کے بعد سو گیا تھا۔۔۔جبکے زاویار نیچے کارپیٹ پر۔۔۔دیوار کے کونے سے ٹیک لگائے۔۔۔آلٹی پالٹی مار کر۔۔۔لیپ ٹائ پ اپنی گود میں ل ئ ے بیٹھا بیان سننے میں مشغول تھا۔۔۔

زاویار لیپ ٹائ پ پر ایک پاکستانی قادیانی کا بیان سن رہا تھا۔۔۔یہ جاننے کے ل ئ ے۔۔۔کے چناب نگر (مرکز) کے علاوہ قادیانی اور کہاں کہاں پھیلے ہوئے ہیں۔۔۔تاکے وہ محتاط رہ سکے۔۔۔۔

”ہم احمدی مسلمانوں کا پاکستان میں بہت برا حال ہے۔۔۔یہ لوگ ہمارے ساتھ بہت برا سلوک کرتے ہیں۔۔۔ہم احمدی کے ل ئ ے ان کے دلوں میں ذرا بھی جگہ نہیں۔۔۔ہمارے منہ پر ہمیں کافر کہتے ہیں۔۔۔پاکستان کے احمدی مسلم اس وقت جہاد جیسی کیفیت میں ہیں۔۔۔ہم ہی جانتے ہیں ہم کیسے جی رہے ہیں۔۔۔نہ ہمارے بچوں کو اپنے اسکولوں میں جگہ دیتے ہیں۔۔۔نہ ہمیں اپنے محلوں میں گھر لینے دیتے ہیں۔۔۔اور۔۔۔“ابھی زاویار بیان سن ہی رہا تھا کے علیزہ کھانا لے کر کمرے میں بغیر دروازہ نوک ک ئ ے داخل ہوئ ی۔۔۔

"ارے ان کافروں کو کیوں سن رہے ہو ؟؟؟---ان کی تو باتیں بھی نہیں سنی چاہیے---گدھ ہیں یہ---ایمان چھیننے کی طاق میں بیٹھے ہوتے ہیں---"علیزہ قادیانی کے بیان کی آواز کمرے کے باہر سے ہی سن چکی تھی---اس لئے داخل ہوتے ہی کھانے کی ٹرے بیڈ پر رکھ---ایک ہاتھ کمر پر ٹکا کر---منہ بسورتے ہوئے انگریزی میں بولی----

"تم اندر کیسے آئی ہو ؟؟"وہ حیرت سے استفسار کرنے لگا--

"دروازہ کھلا ہوا تھا---ویسے لگتا ہے یا تو تم بہت ہی امیر و کبیر ہو یا بہت ہی غریب و مسکین--"

اس کی بات پر زاویار الجھا----

"مطلب؟؟"

"کیونکے ان ہی دونوں کو فکر لاحق نہیں ہوتی سامان کے چوری ہوجانے کی---ورنہ ہم جیسے متوسط طبقے والے لوگ تو کبھی دروازہ کھلا نہیں چھوڑتے----وہ بھی سخت گرمی میں دوپہر کے وقت----سب کو علم ہے--اس وقت گلی میں سناٹا ہوتا ہے--اس لئے چور گھس جاتے ہیں گھروں میں---گن پوائنٹ پر--گھر کا سارا قیمتی سامان لے جاتے ہیں---مگر تمھیں کیا---تم تو ایک طرف ایمان کے گدھ کو دعوت دے رہے ہو--ان کا بیان سن کر---اور دوسری طرف --دروازہ کھلا رکھ کر---"وہ ابھی طنزیہ بول ہی رہی تھی کے زاویار سر جھٹکتے ہوئے--لیپ ٹاپ بند کر---اس کی بات کاٹتے ہوئے---

"یہ سب چھوڑو---یہ کیا لائی ہو یہ بتاؤ ؟؟"زاویار ٹرے کو دیکھتے ہوئے---تجسس سے استفسار کرنے لگا---جس پر لال رنگ کا کپڑا ڈھکا نظر آرہا تھا-----

"کھانا لائی ی ہوں۔۔۔اماں نے کہا ہے۔۔۔کھا کے دیکھو۔۔اگر پسند آئے۔۔۔تو کرائے کے ساتھ ساتھ کھانے کے پیسے بھی دے دینا۔۔۔۔کھانا تمھیں دو وقت کا ہم پہنچا دیا کریں گے۔۔وہ تمھارے ساتھ کوئی ی خاتون نہیں ہیں ناں۔۔تو اسجل بھائی ی نے کہا ہے۔۔۔تمھیں کھانا دینے کو۔۔۔مگر اماں نے کہ دیا اسجل بھائی ی سے۔۔۔کھانے کے الگ سے پیسے دے گا گورا تبھی ہم اسے روز کھانا دیں گے۔۔۔ورنہ ایک دو دن میں ہاتھ کھینچ لیں گے۔۔۔مجھے اماں کی بات بالکل ٹھیک لگی۔۔۔۔بھ ئی ی سبزیوں کی قیمت آسمانوں سے باتیں کررہی ہے آج کل۔۔۔اس۔۔۔"وہ نون۔اسٹاپ پھر سے بولے چلی جارہی تھی۔۔۔

زاویار اپنے کان میں انگلی ڈال کر۔۔۔ہلاتے ہوئے۔۔۔بے زاری کا اظہار کرنے لگا۔۔۔

مگر اس بولتی طوطی کی اسپیڈ میں ذرا کمی نہ آئی ی۔۔۔

۔۔۔

"اوکے۔۔۔اوکے۔۔۔میں کھانے کے پیسے الگ سے دے دوں گا۔۔۔اب تم جاؤ۔۔۔"اک بار وہ بولنا شروع کردے۔۔۔تو خاموش بھی ہونا ہوتا ہے۔۔۔یہ بات زاویار کی نظر میں سامنے کھڑی لڑکی جانتی ہی نہیں تھی۔۔۔وہ نہایت بے زاری سے کہتے ہوئے۔۔لیپ ٹائی پ لے کر کھڑا ہوا۔۔۔

"ہائے ئے۔۔۔کتنا ایٹیٹیوڈ ہے گورے تم میں۔۔۔"وہ منہ بسور کر۔۔۔دوٹوک لہجے میں اسی کی زبان میں گویا ہوئی ی۔۔۔

"اتنی ڈیشنگ پرسنیلٹی پر ایٹیٹیوڈ تو بنتا ہے نا" وہ زچ کرنے کی نیت سے۔۔۔ مسکراتے ہوئے۔۔۔اکڑ کر بولا۔۔۔۔

"افففف۔۔۔۔افففف۔۔۔لوگوں کو اپنے بارے میں کتنی خوش فہمیاں ہوتی ہیں۔۔۔" وہ ہاتھوں سے پنکھا بنا کر۔۔۔اپنے چہرے پر ہوا کرتے ہوئے۔۔۔ایک ادا سے۔۔۔اتراتے ہوئے بولی۔۔۔

زاویار کے چہرے پر ایک بڑی سی مسکان رقصاں ہوئی۔۔۔اس کی ادائیں دیکھ۔۔۔

زاویار نے اپنی پوری زندگی میں اس طرح کا عجوبہ نہیں دیکھا تھا۔۔۔

"مجھے دیکھ دیکھ کر مسکرا کیوں رہے ہو؟؟۔۔۔کوئی لطیفہ لکھا ہے میرے چہرے پر؟؟" زاویار کے مسکرانے پر۔۔۔وہ خفگی سے۔۔۔ہاتھوں کے اشاروں کے ساتھ۔۔۔۔پوچھنے لگی۔۔۔

"تم خود کسی لطیفے سے کم ہو کیا؟؟۔۔۔ماسٹر پیس ہو تم۔۔۔۔دنیا کے عجوبوں میں سے ایک عجوبہ۔۔۔۔کہاں سے ڈھونڈ کر لائی ہیں انٹی تمھیں؟؟۔۔۔" زاویار نے ٹھیک ٹھاک اسے ذلیل کیا تھا۔۔۔لیپ ٹاپ بیڈ پر رکھ۔۔۔دونوں ہاتھ فولڈ کر۔۔۔مقابل کے وجود پر نظریں ڈال۔۔۔۔چہرے پر پیاری سی مسکان سجائے۔۔۔علیزہ کے مرچیں لگا رہا تھا۔۔۔۔

وہ جزبز ہو کر اسے گھورنے لگی۔۔۔ابھی وہ جوابی حملا کرتی اس سے قبل ہی مشراز نے نیند سے اٹھ کر اسے دیکھتے ہوئے۔۔۔۔بڑے پیار سے پوچھا۔۔۔

"آپ یہاں؟؟"

"ہاں۔۔۔کھانا لائی تھی کیوٹو۔۔۔" وہ بھی اتنے ہی پیار سے مشراز کو جواب دینے لگی۔۔۔

ساتھ ساتھ زاویار کو منہ چڑھا کر۔۔۔ٹرے پر سے لال رنگ کا کپڑا ہٹایا۔۔۔۔

"میں نے خود بنایا ہے اپنے ہاتھوں سے۔۔۔کھا کر بتاؤ کیسا ہے۔؟؟"۔۔۔وہ نہایت محبت سے مشراز کے آگے ٹرےئ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"بول تو ایسے رہی ہے۔۔۔جیسے فری میں دے رہی ہے۔۔"زاویار منہ میں بڑبڑاتا ہوا۔۔بیڈ پر بیٹھا۔۔۔

"واو۔۔چکن کڑاہی۔۔"حوریہ ویسے تو پاکستانی کھانے کم ہی پکایا کرتی تھی۔۔۔مگر جب بھی پکاتی۔۔۔چکن کڑاہی ضرور مینیو میں شامل ہوتی۔۔۔کیونکے مشراز, زاویار اور حدید تینوں کو ہی اس کے ہاتھ کی چکن کڑاہی بہت پسند تھی۔۔۔۔مشراز کھانا دیکھتے ہی خوشی سے بولا۔۔مگر اگلے ہی لمحے اسے اپنی ماں کی شدت سے یاد آنے لگی۔۔۔۔

اس کا بھولہ سہ چہرہ اتر گیا تھا۔۔۔

"کیا ہوا ؟؟۔۔اچانک اداس کیوں ہوگ ئی ے؟؟"علیزہ نے اسکے چہرے پر اداسی چھاتے ہوئے دیکھ۔۔تیزی سے پوچھا۔۔۔

"مام کی یاد آرہی ہے اسے دیکھ کر۔۔"وہ روہانسہ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔

"اوو۔۔تو اپنی مام سے کال پر بات کرلو۔۔"وہ مسکراتے ہوئے مشورہ دینے لگی۔۔۔۔

"نہیں کرسکتا۔۔۔"وہ اداس چہرہ بنائے گویا ہوا۔۔۔

زاویار اس کے چہرے پر چھائ ی اداسی دیکھ۔۔۔خود بھی اداس ہوگیا تھا۔۔
کیونکے وہ نہیں جانتا۔۔۔وہ دوبارا حوریہ سے اسے کبھی ملوا بھی سکے گا یا نہیں۔۔۔۔۔

"او۔۔۔اللہ انھیں جنت نصیب کرے۔۔"مشراز کی بات کا علیزہ غلط مطلب اخذ کرگئی تھی۔۔۔۔

"نہیں۔۔نہیں۔۔۔۔میری مام زندہ ہیں"مشراز اسکے دعائیہ کلمات سنتے ہی۔۔تیزی سے غلط فہمی دور کرنے کی نیت سے گویا ہوا۔۔۔۔

"تو پھر تم بات کیوں نہیں کرسکتے ان سے؟؟"وہ الجھ کر پوچھنے لگی۔۔۔

"کیونکے ہم بھا۔۔"ابھی مشراز بول ہی رہا تھا کے زاویار نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر آواز کو دبایا۔۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کسی کو بھی کانوں کان خبر ہو۔۔۔کے وہ احمدی مسلم ہیں۔۔۔

کیونکے اس نے ابھی ابھی بیان میں سنا تھا کے احمدی مسلم کے ساتھ پاکستان کے مسلمان اچھا سلوک نہیں کرتے۔۔۔

جس کے سبب وہ ڈر گیا تھا۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کے قادیانی ہونے کے سبب۔۔اسے اور مشراز کو مسلمان کوئی نقصان پہنچائیں۔۔۔

"کھانا دے دیا ناں۔۔اب جاؤ۔۔۔"زاویار نہایت غصے سے علیزہ کو دیکھ۔۔۔کہنے لگا۔۔۔۔

وہ غصے میں اپنا خوف چھپارہا تھا۔۔

وہ سمجھ گئی تھی۔۔۔کسی راز کی پردہ داری چل رہی ہے۔۔

"تم اسے بولنے کیوں نہیں دے رہے؟؟"زاویار کے غصے کو مکمل اگنور کر۔۔۔وہ ابرو اچکا کر۔۔ تجسس سے پوچھنے لگی۔۔۔

"ملازمہ ہو۔۔۔تو ملازمہ بن کر رہو۔۔۔زیادہ سوالات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"وہ توہین آمیز لہجے میں۔۔۔اسکے وجود پر نگاہیں جمائے۔۔۔۔دو ٹوک انداز میں بولا۔۔۔۔۔

"کون ملازمہ ؟؟۔۔۔مالکن ہو اس گھر کی۔۔۔جس میں تم اس وقت بیٹھے ہوئے ہو۔۔۔بڑے آئے مجھے ملازمہ کہنے والے۔۔۔۔تمہاری۔۔۔"علیزہ کی ٹھیک ٹھاک ہٹ گئی تھی اپنے لئے ملازمہ کا لفظ سن۔۔۔پھر جو اسنے سننا شروع کیا ہے۔۔۔

نون۔اسٹاپ۔۔۔😂۔۔۔

"چاچو۔۔۔کس کو چھیڑ دیا آپ نے۔۔۔"مشراز اپنا سر پکڑے۔۔۔۔آہستگی سے زاویار کے کان میں گلہ کرنے لگا۔۔۔

"مجھے کیا پتا تھا۔۔یہ عجوبہ اس گھر کی مالکن ہے۔۔میں تو اسے ابھی تک فل ٹائم ملازمہ سمجھ رہا تھا۔۔۔"زاویار نے دھیمے لہجے میں۔۔نہایت بیچارگی والا چہرہ بنا کر۔۔۔خود کو مظلوم ثابت کیا۔۔۔۔

"چاچو حد کرتے ہیں آپ بھی۔۔۔کہاں سے اتنی پیاری لڑکی آپ کو ملازمہ لگتی ہے۔۔"وہ بھی زاویار پر بگڑتے ہوئے بولا۔۔۔

"اچھا اچھا۔۔۔وہ ایک کافی نہیں ہے کیا۔۔۔جو تم بھی شروع ہو رہے ہو۔۔"زاویار جھنجھلاتے ہوئے آہستگی سے بولا۔۔۔

"ہاں ہاں۔۔۔کرلو۔۔۔کرلو۔۔۔دل بھر کر مجھ ننھی سی جان کی برائیاں کرلو۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ ان دونوں کو کاناپھوسی کرتے دیکھ۔۔۔مزید بگڑی تھی۔۔۔

دونوں چاچا بھتیجے اپنے کانوں کو ہاتھ لگا رہے تھے۔۔۔

"کیا دنیا کی ساری witches کو کسی نے میرا ہی پتا دے دیا ہے۔۔۔"زاویار صدمے سے منہ میں بڑبڑایا۔۔۔جسے سن کر مشراز نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ہونٹوں میں دبائی۔۔۔

****

وہ رات کی تاریکی میں چھت پر چادر بچھا کر لیٹا ہوا تھا۔۔۔لائٹ جانے کے سبب ہر طرف خاموشی طاری تھی۔۔۔مشراز برابر میں ہی سو رہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور ناچ رہی تھی۔۔۔مانو اسکی بے صبری کا مزا لے رہی ہو۔۔۔

ایک ہی دن میں اسے اپنی نانی دادی سب یاد آگئیں تھیں۔۔۔

وہ کھلے آسمان پر نظریں جمائے۔۔۔گم سم سہ لیٹا ہوا تھا۔۔۔

لائٹ کافی دیر سے گئی ہوئی تھی۔۔۔اس لئے محلے کے اکثر جنریٹر چل چل کر گرم ہونے کے سبب بند ہوگئے تھے۔۔۔

یہی وجہ تھی کے ماحول پر خاموشی کا راج تھا۔۔۔

کھلے آسمان پر ستارے ٹم ٹما رہے تھے۔۔۔

ہلکی ہلکی ہوا اس کے وجود سے مَس ہوتی گزر رہی تھی۔۔۔

پورے دن کے بعد اب جاکر سکون نصیب ہوا تھا۔۔۔

"کیا رامین کے ل ئی ے اپنے مذہب کو تبدیل کرنا اتنا ہی مشکل تھا ؟؟---جتنا میرے ل ئی ے ہو رہا ہے----دیکھا جائے---تو اسکی اور میری زندگی اسلام کی جانب راغب ہونے سے قبل ایک جیسی ہی تھی---اب اندازہ ہو رہا ہے مجھے---کتنا مشکل رہا ہو گا اس کے ل ئی ے اپنے پیرنٹس---خاندان---رشتے دار---دوست---ملک سب چھوڑ کر بھاگنا---اس بیچاری کے پاس تو پیسے بھی نہیں تھے---وہ کیسے رہ رہی ہو گی یہاں؟؟---کیا اس کے سر نے اس سے شادی کر لی ہو گی؟؟---اور اگر نہیں کی---تو وہ کہاں ہو گی اس وقت ؟؟---کس حال میں ہو گی؟؟---وہ تو ایک لڑکی ہے---اوپر سے ہے بھی اتنی بھولی سی----بہت جلدی لوگوں پر یقین کر لیتی ہے---کہیں کسی نے اسکی معصومیت کا فائ دہ اٹھا لیا تو---"بس اس برے خیال کے دل میں آتے ہی وہ تیزی سے اٹھ بیٹھا---

اسے لگا---اسے سانس نہیں آ رہا---

یہ خیال کے اسے کوئ ی نقصان نہ پہنچ گیا ہو اِس پردیس ملک میں---اُس کی جان ہلکان کر رہا تھا---

آج پھر شدتِ غم سے اپنے دل کو اُس کی خاطر تڑپتا ہوا پایا---

سچ کہتے ہیں کہنے والے---عشق نے اُسی کی جان لی ہے---جس نے اُسے جانا ہے---

آنکھیں سرخ ہو گ ئی یں---نمی از خود آنکھوں میں اتر رہی تھی---

اس نے اسی کیفیت میں تڑپتے ہوئے آسمان کی جانب دیکھا---

"یا خدا۔۔۔میں بھٹک رہا ہوں اندھیروں میں۔۔۔میری مدد کر۔۔۔اور اسکی بھی مدد کر۔۔۔جو تیرے اور تیرے نبی کے عشق میں دربدر ہوتی پھر رہی ہے۔۔۔۔۔۔میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے۔۔۔مگر وہ جہاں کہیں بھی ہے اسے اپنے حفظ و امان میں رکھ۔۔۔اسے مجھ جیسے۔۔۔ہاں مالک۔۔۔مجھ جیسے۔۔۔اِس گندے زاویار جیسے لوگوں سے دور رکھ۔۔۔اس کی عزت کی تو حفاظت فرما۔۔۔"وہ اپنے آپ کو ان لوگوں کی فہرست میں اول نمبر پر رکھ رہا تھا۔۔۔جن سے اسے محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔۔۔کیونکے اس کی نظر میں وہ خود اسکا سب سے بڑا مجرم تھا۔۔۔

وہ شدید ندامت میں مبتلا تھا کے اس نے حُسنِ مجسم کے آنگن میں۔۔۔جو حُسن کی بارش ہے۔۔۔ ہمیشہ اسے حاصل کرنے کی چاہ رکھی۔۔۔

❤❤❤❤ ✻✻✻✻✻ــــــــ✻✻✻✻

اسجل میاں کے ساتھ مل کر زاویار گھر کے لئے نیا فنیچر اور ضرورت کا سارا سامان لے آیا۔۔۔۔

اس نے صرف ایک ہفتے میں۔۔۔پورے گھر کا نقشہ بدل ڈالا۔۔۔

اب وہی دو کمرے کا مٹی سے اٹا۔۔۔بدبو سے سڑا۔۔۔اور خالی گھر۔۔۔ایک شاندار ہوٹل کے روم کا منظر پیش کررہا تھا۔۔۔

پورے محلے میں چہ میگوئیاں چل رہی تھیں کے کوئی گورا آکر بوڑھی اماں کے گھر کرائے پر رہ رہا ہے۔۔۔

زاویار ہیوی بائیک لینا چاہ رہا تھا۔۔۔ مگر اسجل میاں نے اسے سمجھایا کہ یہ حماقت نہ کرے۔۔۔بلکے اگر نئی بائی یک لے بھی تو اس پر پورانا سہ کوئی ی آبر چڑھا کر رکھے۔۔۔

"ایسا کیوں؟؟" وہ تجسس سے پوچھنے لگا۔۔۔

مشراز ہر بار کی طرح دونوں کے درمیان ٹرانسلیٹر کا کام سرانجام دے رہا تھا۔۔

"کیونکے اتنی مہنگی بائی یک دیکھتے ہی چوروں کی آنکھیں چمک اٹھے گ ئی یں۔۔۔راتوں رات یا تو بائی یک غائی ب ہوجائے گی یا گن پوائی نٹ پر لے لی جائے گی۔۔۔"

"گن پوائی نٹ پر مجھ سے بائی یک چھینے والا اپنی موت ہی بلائے گا۔۔۔اور رہی چوری ہوجانے والی بات۔۔۔میں تالا لگا کر رکھوں گا۔۔ ٹیشن نہ لیں۔۔" زاویار پُراعتماد ہوکر۔۔۔اطمینان سے گویا ہوا۔۔۔

جسے مشراز نے ٹرانسلیٹ کرکے اسجل میاں کو سمجھایا۔۔۔

"تم پاکستانی چوروں کو نہیں جانتے۔۔۔تالا سمیت بائی یک غائی ب کردیں گے۔۔۔😁" وہ بھی نہایت اطمینان کے ساتھ فخرانہ طرز میں گویا ہوئے۔۔۔

****-----*****🔥🔥🔥🔥

وہ کراچی کی ایک مشہور گیم پروگرامر کمپنی میں آج انٹرویو دینے جارہا تھا۔۔۔

راستے میں اچانک بائی یک کا ٹائی ر پنچر ہوگیا۔۔۔

"افف۔۔۔اسے بھی ابھی پنچر ہونا تھا۔۔۔" زاویار پریشان ہوکر بائی یک سے اترتے ہوئے بولا۔۔۔

وہ بائی یک کو گھسیٹتے ہوئے۔۔۔۔مکینک کی شاپ ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔

اس نے وہیں پاس کھڑے ٹھیلے والے سے انگریزی میں مکینک کا پوچھا۔۔مگر وہ زاویار کی زبان سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔

”اردو میں بولیں صاحب۔۔۔مجھے انگریزی نہیں آتی۔۔۔“اس نے ہاتھ اور گردن نفی میں ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

زاویار اسکے ہاتھ کے اشارے سے سمجھ گیا کے ٹھیلے والے کو اسکی لینگویج سمجھ نہیں آرہی۔۔۔۔

اسی ٹھیلے والے کے پاس ایک کار آکر رکی۔۔۔

”سلام سر۔۔۔“وہ ٹھیلے والا۔۔۔اس کار کا شیشہ نیچے ہوتے دیکھ۔۔تیزی سے سلام کرنے لگا۔۔۔

کار میں ایک پینٹ شرٹ میں ملبوث ۳۰ سالہ خوبرو نوجوان جس کے چہرے پر سنت کے مطابق داڑھی سجی تھی۔۔۔زوایار کو بیٹھا نظر آیا۔۔۔۔

”اِن سے پوچھتا ہوں۔۔۔“زاویار کے ذہن میں اس خوبرو نوجوان سے مکینک کے بارے میں پوچھنے کا خیال آیا۔۔۔۔

”وَعَلَيْكُم السَّلَام وَرَحْمَةُ اَللهِ وَبَرَكاتُهُ۔۔۔۔۔حضرت۔۔۔آپ کے شہزادے آج اکیڈمی تشریف نہیں لائے۔۔۔خیرت؟؟۔۔“وہ خوبرو نوجوان کار سے اتر کر۔۔۔۔ٹھیلے والے کے پاس آکر۔۔۔۔نہایت محبت سے مصافحہ کرنے کے بعد کہنے لگے۔۔۔۔

”اسکیوزمی۔۔۔۔“وہ دونوں باتیں کررہے تھے۔۔۔کے زاویار نے اس خوبرو نوجوان کو اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا۔۔۔۔

”یس۔۔۔“وہ زاویار کی جانب دیکھ۔۔۔

"میری بائی یک پنچر ہوگ ئی ہے۔۔۔ قریب میں کوئی ی مکینک ہے؟؟۔۔۔"زاویار کے سوال پر وہ اثبات میں سر ہلانے لگے۔۔۔

"جی بالکل ہے۔۔۔اس روڈ پر سیدھے جاتے جائی یں۔۔۔روڈ کے لاسٹ میں ہے۔۔۔"انھوں نے انگریزی زبان میں زاویار کو ایڈریس سمجھایا۔۔۔جس پر وہ شکریہ ادا کر کے۔۔۔بائی یک گھسیٹتے ہوئے ۔۔۔وہاں سے آگے بڑھ گیا۔۔۔

"کہیں جانا ہے آپ کو ؟؟؟۔۔۔"زاویار پنچر والے کی شاپ کے باہر پریشان کھڑا تھا۔۔۔کے وہی سفید کار اس کے آگے آکر رکی۔۔۔شیشہ نیچے ہوا۔۔۔کار میں بیٹھے خوبرو نوجوان نے زاویار سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"جی۔۔۔میرا انٹرویو ہے۔۔۔وہیں جارہا تھا کے راستے میں بائی یک پنچر ہوگی۔۔۔"وہ تیزی سے جواب دہ ہوا۔۔۔

"چلیں تو اندر آجائی یں۔۔۔میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔"وہ مسکرا کر۔۔۔کار کا گیٹ اوپن کرتے ہوئے۔۔نہایت پیار سے بولے۔۔۔

"اوو۔۔۔بہت بہت شکریہ آپ کا۔۔۔مگر میری بائی یک۔۔۔"زاویار شکریہ ادا کرنے کے ساتھ پیچھے مڑ کر اپنی بائی یک کو دیکھتے ہوئے۔۔۔فکر مند لہجہ میں گویا ہوا۔۔۔

"آپ فکر نہ کریں۔۔۔انھیں پیسے دے کر ایڈریس سمجھا دیں۔۔۔یہ بائی یک اُس ایڈریس پر پہنچا دیں گے۔۔۔"

"یہی تو مس ئی لہ ہے۔۔انہیں میری لینگویج سمجھ نہیں آئے گی۔۔۔میں انھیں سمجھاؤں کیسے؟؟"

"او۔۔تو آپ مجھے بتائیں۔۔۔میں ان لوگوں کو آپ کی طرف سے ایڈریس سمجھا دیتا ہوں۔۔"

زاویار نے انھیں اپنے گھر کا ایڈریس بتایا۔۔جسے سن کر۔۔۔اس خوبرو نوجوان کے چہرے پر کچھ تعجب کے اثار ابھرے۔۔۔۔

انھوں نے کار سے اتر کر۔۔۔مکینک شاپ کے اونر سے بات کرلی۔۔۔

"چلیں۔۔وہ پہنچا دیں گے۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوئے۔۔۔

کار میں بیٹھنے کے بعد۔۔۔انھوں نے بڑے حیرت سے پوچھا۔۔۔"آپ سندھی ہوٹل پر رہتے ہیں؟؟"

"جی۔۔۔"زاویار نے ہلکے سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔

"آپ یہاں کے تو نہیں لگتے۔۔۔"وہ تیزی سے بولے۔۔۔

"ہاں۔۔۔ہم تھائی لینڈ سے کچھ دنوں پہلے ہی یہاں شفٹ ہوئے ہیں۔۔۔"زاویار نے انھیں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ساتھ ساتھ کمپنی کا ایڈریس بھی بتایا جہاں اسے جانا تھا۔۔۔

"تھائی لینڈ سے سندھی ہوٹل"وہ تعجب سے بولے۔۔۔۔جسے انھیں یہ بات کچھ عجیب لگی ہو۔۔ مگر زاویار انھیں اسی کیفیت میں مبتلا چھوڑ کر۔۔۔کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھنے لگا۔۔۔

"ویسے میرا نام سید عثمان ہے۔۔۔"زاویار نے تو پوچھا نہیں۔۔۔اس لئے وہ بیچارے خود ہی اپنا تعارف دینے لگے۔۔۔

"او۔۔میرا زاویار۔۔۔"وہ لبوں پر ہلکی سی تبسم بکھرتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

"لگتا ہے آپ بہت کم گو ہیں۔۔۔"سید عثمان اندازاً بولے۔۔

”نہیں۔۔۔۔۔بس آج کل خاموشی سے دوستی کرلی ہے۔۔۔“وہ کھوئے کھوئے لہجے میں گویا ہوا۔۔

”ہمم۔۔۔کس چیز کا انٹرویو دینے جارہے ہیں آپ؟؟“

”گیم پروگرامر کمپنی میں۔۔۔میں گیمز ڈیزائی ن کرتا ہوں۔۔۔“وہ عثمان کی جانب دیکھتے ہوئے بتانے لگا۔۔۔”اور آپ ؟؟“

”میں پائلٹ ہوں۔۔۔“

”او۔۔۔گڈ۔۔۔۔“وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے۔۔۔

جس طرح کی ڈیسنٹ پرسنیلٹی سید عثمان کی تھی۔۔۔زاویار کو یہ جان کر ذرہ برابر بھی حیرت نہیں ہوئی ی کے وہ پائی لٹ ہیں۔۔۔۔

”میں یہاں پڑھانے آتا ہوں۔۔۔“ان کے مسکرا کر کہتے ہی زاویار نے الجھ کر ان کی جانب دیکھا۔۔۔

”سندھی ہوٹل پر کوئی ی یونی بھی ہے ؟؟“وہ ابرو اچکا کر

”نہیں۔۔۔اکیڈمی ہے۔۔۔“وہ کار ڈرائی یف کرتے ہوئے بتانے لگے۔۔۔

”اکیڈمی؟؟۔۔۔آپ اکیڈمی کے لیکچرار ہیں؟؟“وہ حیرت سے پوچھ رہا تھا۔۔

”جی۔۔۔“وہ مسکراتے ہوئے۔۔۔زاویار کے چہرے پر ابھرتی ہوئی ی حیرت پڑھ رہے تھے۔۔۔

”اگر آپ اکیڈمی کے لیکچرار ہیں۔۔۔اس کا مطلب آپ مفتی بھی ہیں؟؟“وہ نہایت الجھی نگاہ سے تکتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔۔

”جی۔۔۔لوگ تو یہی کہتے ہیں۔۔ مگر میری نظر میں۔۔۔میں دین کی راہ کا ایک طالب علم ہوں۔۔۔“وہ زاویار کی حیرت دیکھ۔۔۔ مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔۔۔

”مگر یہ کیسے ممکن ہے ؟؟۔۔“وہ حیرت سے بول اٹھا تھا۔۔۔

”کیوں؟؟۔۔۔کیوں ممکن نہیں۔۔۔“وہ مسکراتے ہوئے سوال کرنے لگے۔۔۔

”مطلب۔۔۔میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔۔اس وقت اپنی حیرت ظاہر کرنے کے لئے۔۔۔میں زندگی میں پہلی بار ایسے شخص سے ملا ہوں جو دینی اور دنیاوی دونوں میں ہی نہایت عزت کے مقام پر فائز ہے۔۔۔ورنہ یا تو لوگ دینی ہوتے ہیں یا دنیاوی۔۔۔“

زاویار کی بات سن۔۔۔۔وہ پھر مسکرانے لگے۔۔۔

”ایسا نہیں ہے۔۔۔میرا پورا بیچ نہایت ہی ذہین لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔جن میں دو ڈاکٹر تھے۔۔۔تین انجینئر۔۔۔۔چار پانچ یونی کے اسٹوڈنٹس۔۔۔اور باقی بھی دنیاوی اعتبار سے الگ الگ معزز پیشے سے وابستہ تھے۔۔۔۔“ان کے لہجے یہ بتاتے وقت فخر جھلک رہا تھا۔۔۔

زاویار ان کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا۔۔۔۔

وہ دونوں پورے راستے اکیڈمی کی ہی باتیں کرتے رہے۔۔۔

آخر میں انھوں نے زاویار کو اکیڈمی میں ہونے والی نشست کی دعوت دی۔۔۔

”نشست؟؟۔۔۔یہ کیا ہوتی ہے ؟“وہ ناسمجھی سے پوچھنے لگا۔۔۔

”جاننے کے لئے اکیڈمی آئیں حضور۔۔۔“وہ نہایت محبت سے گویا ہوئے۔۔۔

”اوکے۔۔۔اگر ٹائم ملا تو ضرور۔۔۔“زاویار کی منزل آگئی تھی۔۔۔وہ کار سے اترتے ہوئے ۔۔۔انھیں ٹالنے کی نیت سے کہنے لگا۔۔۔

”میں واقعی چاہتا ہوں زاویار آپ نشست میں آئیں۔۔۔یقین مانیں روحانی سکون ملے گا وہاں۔۔۔۔“انھوں نے لچک دار انداز میں کہا۔۔۔۔

ان کا آخری جملہ زاویار کے ذہن کو لگا۔۔۔۔

”روحانی سکون ؟؟“یہ وہی تو چیز تھی جسے پیاسا تلاش کرتے پھر رہا تھا۔۔۔۔

”ہاں۔۔۔۔مجھے تو بہت ملتا ہے۔۔۔یقین ہے آپ کو بھی ملے گا۔۔۔“وہ تبسم چہرے پر سجائے۔۔۔پُراعتمادی سے گویا ہوئے۔۔۔۔

”پھر تو میں ضرور آؤں گا۔۔۔آپ مجھے ایڈریس دیں مفتی صاحب۔۔۔“وہ بے تکلف انداز میں مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔۔

”یہ ہوئی ناں بات۔۔۔لکھیں۔۔۔“زاویار نے اپنا سیل نکالا۔۔ایڈریس نوٹ کرنے کی نیت سے۔۔۔۔ زاویار اپنے موبائل کی سِم تھائی لینڈ میں۔۔۔اپنے کمرے میں ہی چھوڑ کر آیا تھا۔۔۔اسنے کراچی آکر نئی سِم اسجل میاں کے نام پر نکلوائی۔۔۔۔

”اپنا سیل نمبر بھی دے دیں مفتی صاحب۔۔۔۔وہاں آکر آپ کو کانٹیکٹ کرلوں گا۔۔۔۔“

”بالکل۔۔۔۔نوٹ کریں۔۔۔031*********۔۔۔“

”شکریہ۔۔۔۔“وہ مسکراتے ہوئے سیل جیب میں ڈال کر۔۔۔اپنی فائلز اٹھاکر۔۔۔کار سے اتر گیا۔۔۔۔

” بھولیے گا مت۔۔۔میں انتظار کروں گا آج رات نشست میں آپ کا۔۔۔“

”فکر نہ کریں۔۔۔۔۔ویسے تو میں وعدہ کرتا نہیں۔۔۔۔اور جب کرلوں تو اسے نبھاتا ضرور ہوں۔۔۔۔“وہ بھرم سے کار کا گیٹ پکڑ کر۔۔۔اندر کی جانب جھک کر۔۔۔پُراطمینان والے انداز میں کہنے لگا

”گڈ۔۔۔پھر رات کو ملاقات ہوتی ہے۔۔۔“سید عثمان نے کہتے ہوئے۔۔۔۔کار اسٹارٹ کی۔۔۔۔۔

”ضرور۔۔“وہ کہتے ہوئے سیدھا کھڑا ہوا۔۔۔اور کار کا گیٹ بند کرکے۔۔۔اپنی منزل کی جانب قدم بڑھانے لگا۔۔۔

اس نے کمپنی کے مین دروازے کے باہر کھڑے ہوکر۔۔۔ایک گہرا سانس بھرا۔۔۔۔

”بیسٹ اف لک زاویار۔۔۔۔تم اچھا نہیں دو گے۔۔۔تم چھا جاؤ گے۔۔۔۔“وہ پُراعتماد انداز میں ہاتھ میں پکڑئ ی فائ ل کو ہوا میں اچھال کر۔۔۔۔کیچ کرتے ہوئے۔۔۔۔۔

****----**** 🔥🔥🔥🔥

”چاچو کہاں جارہے ہو؟؟“زاویار کو ۷ بجے کے قریب تیار ہوتا دیکھ مشراز تجسس سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

”روحانی سکون پانے۔۔۔“وہ آئ ینے میں اپنا عکس دیکھ کر۔۔۔بالوں پر جیل لگا کر سیٹ کرتے ہوئے بولا۔۔۔

”روحانی سکون کیا ہوتا ہے ؟؟“مشراز بھولے پن سے استفسار کرنے لگا۔۔۔۔۔

”ایک ایسا احساس جو ذہن کے ساتھ ساتھ روح کو بھی ترو تازہ کر دے۔۔۔اور یہ احساس بہت کم جگہ میسر آتا ہے۔۔۔۔اکثر سنا ہے یہ سکون خدا کے ذکر کی محفلوں میں پایا جاتا ہے۔۔۔۔دعا کرؤ آج مجھے بھی حاصل ہو جائے۔۔۔۔پھر اچھی طرح بتا سکوں گا یہ روحانی سکون کیا ہے۔۔۔“وہ آئی ینے میں مشراز کا عکس دیکھتے ہوئے۔۔۔گمبھیر لہجے میں گویا ہوا۔۔۔مگر آخری جملہ اس کے پاس آکر بیٹھتے ہوئے۔۔۔مسکرا کر ادا کیا۔۔۔۔

”اوکے۔۔۔کب تک واپس آئیں گے آپ ؟؟“وہ ابرو اچکا کر

”سوچ رہا ہوں۔۔۔اگر وہاں سب اردو اسپیکنگ ہوئے تو مجھے بہت مشکل ہو جائے گی۔۔۔کیوں ناں تم بھی میرے ساتھ چلو“

”ہمم۔۔۔۔مگر کل میرے اسکول کا فرسٹ ڈے ہے۔۔۔۔اگر لیٹ نائٹ واپسی ہوئی تو صبح آنکھ نہیں کھلے گی میری۔۔۔مام بھی نہیں ہیں یہاں جو مجھے اٹھائیں۔۔۔نہ اب ڈیڈ۔۔۔“وہ افسردگی سے بولتے ہوئے۔۔۔سر جھکا گیا۔۔۔۔

زاویار نے دیکھ لیا تھا وہ اپنے آنسو چھپا رہا ہے۔۔۔۔

”زیادہ لیٹ ہوا۔۔۔تو ہم واپس آجائیں گے۔۔۔۔تم ٹیشن نہ لو۔۔۔پھر میرا بھی تو کل آفس میں پہلا دن ہے۔۔۔۔میں بھی لیٹ نہیں ہو سکتا پہلے ہی دن۔۔۔۔ورنہ امپریشن خراب ہو جائے گا۔۔۔۔فرسٹ ڈے ہی اچھا امپریشن ڈالنا چاہتا ہوں باس پر۔۔۔“وہ بڑی محبت سے اس کے بالوں کے سہلاتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔۔

”چلو۔۔اب اٹھو۔۔۔تیار ہو جلدی۔۔۔ورنہ ہم ابھی روحانی سکون کی محفل میں لیٹ ہوجائیں گے۔۔۔“زاویار کا دل پارے پارے ہورہا تھا۔۔۔اپنے جان سے عزیز بھتیجے کی آنکھوں میں آنسو دیکھ۔۔۔اس نے دانستہ طور پر جلدی مچائی۔۔۔

وہ مشراز کا ذہن ہٹانا چاہتا تھا۔۔۔اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہوا۔۔۔مشراز اس کے کہتے ہی تیزی سے تیار ہونے کے لئے اٹھا۔۔۔۔

❤❤❤❤❤*****------*****

زاویار اور مشراز جب نشست میں ہول کمرے کا دروازہ کھول کر داخل ہوئے۔۔۔تو سارے ہی مرد حضرات حیرت سے انھیں دیکھنے لگے۔۔۔۔

وہ دونوں اس قدر گورے چٹے و خوبصورت تھے۔۔۔کے سب کی نگاہ کا مرکز بن گئے۔۔۔

وہ دونوں ہی دیکھنے سے غیر ملکی معلوم ہوتے تھے۔۔۔اوپر سے وہ نشست میں پینٹ شرٹ میں ملبوث ہوکر آئے تھے۔۔۔۔ان کے سروں پر ٹوپی یا عمامہ نہیں تھا۔۔۔جس کے سبب وہ اس نشست میں الگ ہی نمایا ہورہے تھے۔۔۔۔

سید عثمان ایک ٹیبل کے پاس چند کرسیاں لگی تھیں۔۔۔وہاں تشریف فرما نظر آرہے تھے۔۔۔۔

وہ زاویار کو دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر۔۔۔بڑے مسرور انداز میں آکر اس سے اور مشراز سے ملے۔۔۔۔

”بیان شروع ہونے والا ہے۔۔۔آجائیں میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔۔۔“زاویار اور مشراز کو جہاں سارے مفتیانِ کرام بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔سید عثمان نے وہاں اپنے ساتھ بیٹھایا۔۔۔

ہول کمرا حدِ نگاہ تک وسیع نظر آرہا تھا۔۔۔جو نہایت خوبصورت تھا۔۔۔

زاویار کو بیچ کمرے کے درمیان میں ایک شیشے کا دروازہ نظر آیا۔۔۔جس پر پردہ ڈلا تھا۔۔۔

پورا ہول کمرا برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔۔۔

"یہ سب ؟؟"زاویار کے سامنے لوگ چی ئی رز پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔جن میں ہر عمر کے افراد تھے۔۔۔حتی کے چھوٹے بچے بھی۔۔۔

"یہ سارے درسِ نظامی کورس یعنی عالم یا عالمہ کے کورس کے ن ئی ے اسٹوڈنٹس ہیں۔۔۔جو ان شاء اللہ کل سے اپنے ن ئی ے اور خوبصورت سفر کا آغاز کریں گے۔۔۔"

زاویار کو یہ سنتے ہی رامین یاد آگ ئی۔۔۔

اس نے بتایا تھا وہ بھی کسی ایسی ہی اکیڈمی میں زیرِ تعلیم تھی۔۔۔

کیا قسمت زاویار کو رامین کی اکیڈمی میں کھینچ لائ ی تھی۔۔

"اس اکیڈمی کا نام کیا ہے ؟"زاویار نے تیزی سے سوال کیا۔۔۔

"فیضانِ غازیان اکیڈمی۔۔۔"بس اس اکیڈمی کا نام سننا تھا اس کے دل کے سارے تار چھڑ گ ئی ے۔۔۔

کیا عجب کھیل تھا قسمت کا۔۔۔اسے اسی مقام پر لایا گیا جہاں رامین آئ ی تھی۔۔۔جن چی ئی رز پر کبھی وہ حسین دلربا بیٹھی تھی۔۔۔جس جگہ سے اس نے دین کو جاننا شروع کیا تھا۔۔۔جس مقام سے اسکے سارے خواب جڑ گ ئی ے تھے۔۔۔جہاں سے وہ عالمہ بن کر صنعت لینے کا خواب دیکھتی تھی۔۔۔زاویار آج اسی معطر و روحانی فضاء میں سانس لے رہا تھا جہاں وہ لیا کرتی تھی۔۔۔

اس کی نگاہیں پردے سے ٹکرا کر واپس آ رہی تھیں۔۔۔عجب بے تابی تھی جو پورے وجود میں سرایت کر گئی۔۔۔

"مفتی الماس کون سے ہیں" زاویار نے آہستگی سے سید عثمان کے کان کے پاس منہ لا کر۔۔۔بڑے اشتیاق سے استفسار کیا۔۔۔

"آپ جانتے ہیں مفتی الماس کو؟" وہ نہایت حیرت سے پوچھنے لگے۔۔۔

"ہاں۔۔۔سنا بہت ہے ان کے بارے میں۔۔۔" وہ غمگین لہجے میں بولا۔۔۔۔

وہ کیا بتاتا کے اس کی حُسنِ دلربا۔۔۔اس کی جان جلانے والی۔۔۔اسے تڑپانے والی۔۔۔جس شخص سے بھیک مانگ کر نکاح کرنا چاہتی تھی وہ مفتی الماس تھے۔۔۔

"اچھا۔۔۔یہ رہے۔۔۔" سید عثمان کے برابر میں ہی اک نہایت خوبصورت و وجیہہ نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔۔۔انھوں نے مسکراتے ہوئے۔۔۔چیئر سے ٹیک لگا کر۔۔۔زاویار اور مفتی الماس کا سامنا کروا دیا۔۔۔

زاویار نے انھیں نہایت حسرت سے سر تا پاؤں بغور دیکھا۔۔۔۔

دل میں جیسے تکلیف کی ایک زور دار ٹیس اٹھی۔۔۔

یہ خیال ہی جان لیوا تھا کے رامین نے ان سے نکاح کر لیا ہو گا اب تک۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَیکُم" انھوں نے مسکراتے ہوئے مصافحہ کی نیت سے ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔

"وَعَلَیکُم السَّلَام" اس نے صدمے سے دوچار حالات میں ان کا اپنی جانب بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا۔۔۔

اسی لمحے کوئی نہایت روحانی شخصیت کمرے میں داخل ہوئیے۔۔۔جن کے احترام میں تمام لوگ کھڑے ہوگئے۔۔۔۔

زاویار اور مشراز بھی سب کو دیکھا دیکھی کھڑے ہوگئے۔۔۔

ان کے پیچھے پیچھے ایک دو شخصیات اور ہول کمرے میں داخل ہوئیں۔۔۔۔

ایک شخص سفید قمیض شلوار اور بلیک رنگ کی واسکٹ میں سب سے آخر میں ہول کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔

اسے دیکھتے ہی زاویار چونکا۔۔۔۔

وہ تھائی لینڈ کے قادیانیوں کی جماعت کے ایک امیر کا اکلوتا بیٹا تھا۔۔۔۔جو اکثر حدید کے ساتھ قادیانیت کی تبلغ کرنے غیر ملک جاتا تھا۔۔۔۔

زاویار نے سن رکھا تھا کے وہ ایک دن اچانک گھر چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔۔۔۔

لیکن اس کے اچانک گھر سے بھاگنے کی وجہ کسی کو معلوم نہیں ہوئی۔۔

وہ شخص بھی زاویار کو دیکھ پہلے تو ایک دو لمحوں کے لئے بری طرح چونکا۔۔۔پھر مسکرا دیا۔۔۔

زاویار نا سمجھی سے اسکا چہرہ تک رہا تھا۔۔۔۔

نشست کا آغاز ہوتے ہی۔۔۔پردے ہٹا دیے گئے۔۔۔۔

زاویار نے نہایت بے تابی سے ایک نظر تمام پردے میں ملبوث خواتین پر دوڑائی۔۔۔

اسے رامین کہیں نظر نہ آئی۔۔۔۔

اسی دوران ڈیسک پر ایک چھوٹی عمر کا لڑکا آکر قرات کرنے لگا۔۔۔۔

پھر نعت رسول ﷺ سے پورا ہول گونج اٹھا۔۔۔

ایک داڑھی والے شخص جو زاویار سے تین چار چ‌ئیرز کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ڈیسک پر تشریف لائے۔۔۔

ان کی پیشانی نورانی تھی۔۔۔ سر پر عمامہ جگمگا رہا تھا۔۔

انھوں نے پہلے تو اپنا تعارف دیا۔۔۔ پھرک۵ اپنا بیان قرآن پاک کی اس آیتِ مبارکہ سے شروع کیا۔۔۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا(40)

ترجمہ

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

وہ ایک دو ثانیوں کے ل‌ئے سانس لینے کے ل‌ئے رکے۔۔۔۔۔۔پورے ماحول پر خاموشی طاری تھی۔۔۔ پھر وہ نہایت شعلہ بار انداز میں بیان کرنے لگے۔۔۔جسے مشراز زاویار کو ساتھ ساتھ ٹرانسلیٹ کر رہا تھا۔۔

{وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ: اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں۔}یعنی محمد مصطفٰی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آخری نبی ہیں کہ اب آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نبوت آپ پر ختم ہوگئی ہے اور آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتّٰی کہ جب حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے

بعد نبی کریم صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔(خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۴۰، ۳ / ۵۰۳)

نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا آخری نبی ہونا قطعی ہے:

یاد رہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا آخری نبی ہونا قطعی ہے اور یہ قطعیَّت قرآن و حدیث و اِجماعِ امت سے ثابت ہے۔قرآن مجید کی صریح آیت بھی موجود ہے اور اَحادیث تَواتُر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اور امت کا اِجماعِ قطعی بھی ہے، ان سب سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔جو حضور پُر نور صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختمِ نبوت کا منکر، کافر اور اسلام سے خارج ہے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان رَحۡمَۃُاللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں : اللہ عَزَّوَجَلَّ سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہُ ماننا، اللہ سُبۡحٰنَہٗ وَتعَالٰی کو اَحد، صَمد، لَاشَرِیۡکَ لَہٗ (یعنی ایک، بے نیاز اور اس کا کوئی شریک نہ ہونا) جاننا فرضِ اوّل ومَناطِ ایمان ہے، یونہی مُحَمَّدٌ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی ٔجدید کی بِعثَت کو یقینا محال وباطل جاننا فرضِ اَجل وجزء ِایقان ہے۔”وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ“ نصِ قطعی قرآن ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا، نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہّم خلاف رکھنے والا، قطعاً اجماعاً کافر ملعون مُخَلَّد فِی النِّیۡرَان (یعنی ہمیشہ کے لئے جہنمی) ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی

کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک و تَرَدُّد کو راہ دے وہ بھی کافر بَیِّنُ الْکَافِرِ جَلِیُّ الْکُفْرَانُ (یعنی واضح کافر اور اس کا کفر روشن) ہے۔(فتاویٰ رضویہ، رسالہ: جزاء اللّٰہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ، ۱۵ / ۶۳۰)۔۔۔}

ہائے ئے۔۔۔یہی وہ آیت تھی جو اکثر زاویار کے ذہن میں چلا کرتی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں آنسو از خود ہی اترنے لگے۔۔۔پورا وجود لرزنے لگا۔۔۔

اس کے ہونٹ کپکپارہے تھے۔۔۔

مشراز مسلسل بیان کو ٹرانسلیٹ کررہا تھا۔۔۔اور وہ سر جھکائے۔۔۔روتے ہوئے۔۔۔دل کے کانوں سے سن رہا تھا۔۔۔

اس کے رونگٹے کھڑے ہوگ ئی ے۔۔۔

زبان پر لگے سارے قفل مانو ٹوٹنے کے ل ئی ے بے چین تھے۔۔۔اس کا دل اضطرابی کیفیت میں تھا۔۔۔

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے بہت حسین وجمیل ایک گھر بنایا، مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ،لوگ اس کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے کہ اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی ؟ پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا میں (قصر نبوت کی) وہ اینٹ ہوں اور میں خَاتَمُ النَّبِیِّیْن ہوں۔(مسلم، کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خاتم النبیین، ص۱۲۵۵، الحدیث: ۲۲(۲۲۸۶))

یہ وہی حدیث تھی جو دشمنِ جاں نے اسے سنائی ی تھی۔۔۔اس دن اس کے دل پر کالک تھی۔۔۔وہ اندھے گونگے بہرو میں سے تھا۔۔۔آج پھر دوبارا جب وہ حدیثِ مبارکہ سنی۔۔۔تو دل تڑپ اٹھا۔۔۔

آج وہ ماننے کے ل ئ ے تیار تھا کے حُسنِ مجسم سچی تھی۔۔۔

"میں آپ کو ایک اور بڑی پیاری حدیثِ مبارکہ سنانے جارہا ہوں۔۔۔۔۔۔دل کے کانوں سے سنیے گا۔۔۔"اس نورانی شخصیت نے حاضرین کی توجہ مزید اپنی جانب مبذول کی۔۔۔

حضرت ثوبان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے لیے تمام روئے زمین کولپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشرقوں اورمغربوں کودیکھ لیا۔(اور اس حدیث کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ) عنقریب میری امت میں تیس کذّاب ہوں گے، ان میں سے ہرایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔(ابوداؤد، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلہا، ۴ / ۱۳۲، الحدیث: ۴۲۵۲)

انھوں نے آخری جملے پر خاصہ زور دیتے ہوئے کہا۔۔۔

آج ذہن میں وسوسوں کو جگہ نہیں مل پارہی تھی۔۔۔کیونکے ڈیسک پر موجود وہ نوارنی شخصیت۔۔۔ایک کے بعد ایک حدیثِ مبارکہ سناکر زاویار کے دل و روح کو جھنجھوڑ رہے تھے۔۔۔

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "مجھے چھ وجوہ سے انبیاءِ کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر فضیلت دی گئی ہے۔(1) مجھے جامع

کلمات عطا کیے گئے ہیں۔(2)رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔(3)میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے۔(4)تمام روئے زمین کو میرے لیے طہارت اور نماز کی جگہ بنادیا گیا ہے۔(5)مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہے۔(6)اور مجھ پر نبیوں (کے سلسلے) کو ختم کیا گیا ہے۔(مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، ص۲۶۶، الحدیث: ۵(۵۲۳))

اس حدیثِ مبارکہ کو سننے کے بعد اس کا دل چاہا وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔۔۔مانو آج آنکھوں پر لگی تقلید کی اندھی پٹی اتر کر زمین بوس ہو گئی تھی۔۔۔

حضرت جبیر بن مطعم رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے ،رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”بیشک میرے متعدد نام ہیں ، میں محمد ہوں ، میں احمد ہوں ، میں ماحی ہوں کہ اللّٰہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہو گا، میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔(ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی اسماء النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ۴ / ۳۸۲، الحدیث: ۲۸۴۹)

وہ نورانی شخصیت ایک کے بعد ایک حدیث نہایت پیارے اور میٹھے انداز میں سنائے چلے جا رہے تھے۔۔۔

زاویار کا دل حضور اکرم ﷺ کی محبت میں مچلنے لگا۔۔۔سید عثمان نے باقاعدہ اس کے پاؤں اور ہاتھوں کو کپکپاتے دیکھا۔۔۔

حضرت جابر بن عبداللّٰہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا، میں تمام پیغمبروں

کا خاتَم ہوں اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلی شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور یہ بات فخر کے طور پر ارشاد نہیں فرماتا۔(معجم الاوسط، باب الالف، من اسمہ: احمد، ۱ / ۶۳، الحدیث: ۱۷۰)

اسے راہِ ہدایت اب صاف صاف نظر آنے لگا تھا۔۔۔۔مانو سارے اندھیرے آنکھوں کے آگے سے چھپٹ رہے تھے۔۔۔۔سارے وسوسے از خود ہی دور ہوتے جارہے تھے۔۔

حضرت عرباض بن ساریہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۂ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”بیشک میں اللہ تعالٰی کے حضور لوحِ محفوظ میں خَاتَمَ النَّبِیّٖن (لکھا) تھا جب حضرت آدم عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔(مسند امام احمد، مسند الشامیین، حدیث العرباض بن ساریۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم،۶ / ۸۷، الحدیث:۱۷۱۶۳)

”حدیث مبارکہ پڑھتے وقت عجب سہ کیف آتا ہے ناں؟؟۔۔۔دل چاہتا ہے پڑھ رہے ہوں تو پڑھتے چلیں جائیں۔۔۔۔اگر سن رہے ہوں تو سنتے چلیں جائیں۔۔۔یہ سلسلہ رکے نہ۔۔اور اگر حدیثِ مبارکہ۔۔۔حضور پُرنور ﷺ کی شان میں ہو۔۔۔تو مزے کو بھی گویا مزا آجاتا ہے۔۔۔۔۔“۔وہ نوارنی شخصیت بڑے پیارے انداز میں حاضریںِ محفل کو دیکھ گویا ہوئے۔۔۔۔

حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۂ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک رسالت اور نبوت ختم ہوگئی ،اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی۔(ترمذی، کتاب الرؤیا عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، باب ذہبت النبوّۃ وبقیت المبشّرات، ۴ / ۱۲۱، الحدیث:۲۲۷۹)

اس حدیث کے واضح الفاظ سن۔۔۔وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپا۔۔۔اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا۔۔۔اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے چہرے کو چھپا لیا۔۔۔

گمان ہوتا۔۔۔جیسے وہ پوری محفل اسی کے ل ئی ے سجی ہو۔۔۔پے در پے احادیث مبارکہ اس کے دل کے دروازے پر دستک دے چکی تھیں۔۔۔آج اس نے دروازے پر لگا کالک اور گمراہی کا تالا توڑ دیا۔۔۔اور حقیقی روشنی کی جانب قدم بڑھا دیے۔۔۔

حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تعَالٰی وَجہَہُ الکَرِیم نبی کریم صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیۃِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :حضور اقدس صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیۃِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دو کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی اور آپ خاتَمُ النَّبِیّٖن تھے۔(ترمذی، کتاب الرؤیا عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، باب ذہبت النبوّۃ وبقیت المبشّرات، ۴ / ۱۲۱، الحدیث:۲۲۷۹)

"یا میرے خدا۔۔۔میں آج تک کس قدر پستی و گمراہی و اندھیروں میں جیتا رہا۔۔۔کفر کی دنیا میں قید۔۔ایک cult تھا جسے میں اپنے اردگرد پاتا۔۔۔۔میں تو ان عقل کے اندھوں میں سے ہوں جنھوں نے کبھی روشن آنکھوں کی چاہ تک نہ رکھی۔۔۔میرے مالک۔۔۔یہ صرف تیرا کرم ہے جو مجھ جیسے گناہگار بدکردار شخص کو اپنی اس روحانی محفل میں بیٹھا رکھا ہے۔۔جس میں بیٹھنے کے (میں)"وہ اپنا ہاتھ سینے پر رکھتے ہوئے۔۔۔"(میں) یہ گناہگار زاویار۔۔۔پیارے اللہ ہرگز قابل نہ تھا۔۔۔۔مالک میں توبہ کرنا چاہتا ہوں اپنی گمراہی بھری پوری زندگی سے۔۔۔جس میں، میں نے اس انسان کی پیروی کی جس نے حقیقی نبی۔۔۔۔نبی آخر۔۔۔۔محمدؐ ﷺ کی نبوت پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کی۔۔۔مالک۔۔۔میں نے کلمہ بہت بار پڑھا ہے۔۔۔مگر ہر بار جب میں (محمد) کا لفظ ادا

کرتا تو اس سے مراد مزرا احمد قادیانی کو لیتا۔۔۔مگر آج مالک میں اپنی اس گناہگار زبان سے جو تیرے اور تیرے محبوب کے ذکر کرنے کے بھی قابل نہیں۔۔۔کلمہ پڑھنا چاہتا ہوں۔۔۔حق کا کلمہ۔۔۔وہ کلمہ جو سچ پر مبنی ہے۔۔۔جس میں کسی جھوٹ اور مکروفریب کی آمیزش نہیں۔۔۔"اس نے لرزتی ہوئی زبان کے ساتھ آج کلمہ شہادت ادا کیا۔۔۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ❤

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"❤۔۔

کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے۔۔۔

کچھ لوگ اللہ کے در کے لیے ہی پیدا کیے جاتے ہیں اللہ ان کا انتخاب فرما لیتا ہے، کبھی رُلا کر، کبھی آزما کر، کبھی تکلیف دے کر، وہ اپنے خاص بندوں کو دوسروں سے الگ کر دیتا ہے، کچھ اس مقام تک چل کر خود آتے ہیں اور کچھ کو کھینچ کر لایا جاتا ہے💞

****

نورانیت ہی نورانیت چھائی ی نظر آرہی تھی پوری محفل میں۔۔۔

اک عجب پُرکیف سماں تھا۔۔۔

حضور اکرم ﷺ کے ذکر سے محفل کو سجایا گیا تھا۔۔۔

پے در پے احادیث سن۔۔۔آج وہ سچی توبہ کرکے مسلمان ہوگیا۔۔۔

اسے لگ رہا تھا اس نے آج ہی جنم لیا ہے۔۔۔

آج ہی سانسوں کی ڈوری کو مالا نصیب ہوئی ی ہے۔۔۔ورنہ وہ بے ترتیب بکھرئی ی ہوئی ی تھیں

۔۔۔سکون کی تلاش میں۔۔۔۔اضطرابی حالت میں۔۔۔۔بے چین کیفیت میں۔۔۔۔

احادیثِ مبارکہ روح کو سکون دے رہی تھیں۔۔۔۔ایسا سکون جو پہلے زندگی میں کبھی نصیب نہ

ہوا۔۔۔

اس کے دل نے بڑے گہرے زخم کھائے ہوئے تھے۔۔۔۔اپنے جان سے پیارے بھائی ی کا قتل۔۔۔۔

اپنی دولہن کا عین نکاح کے وقت بھاگ جانا۔۔۔۔

اپنا گھر۔۔۔ملک چھوڑ کر پردیس ملک میں آکر رہنا۔۔۔۔

جاب کا چلے جانا۔۔۔۔جاب بھی وہ۔۔۔جو اس کا پیشن تھی۔۔۔۔

وہ اب کوریا نہیں جاسکتا تھا۔۔۔۔جہاں سے اسکے خواب جڑے تھے۔۔۔کیونکے اسے علم تھا۔۔۔دارم

صاحب اسے وہاں ضرور ڈھونڈیں گے۔۔۔۔

اس کا دل کتنا تڑپتا تھا رامین کی یاد میں۔۔۔یہ بس وہی جانتا ہے۔۔۔۔

ستم اعلی ستم۔۔۔کے جس سے حُسنِ مجسم نکاح کی آرزو رکھتی تھی۔۔۔وہ شخص آج برابر میں بیٹھا ہوا

تھا۔۔۔۔

اسے پچھتاوا ہونے لگا کے وہ حوریہ کو زبردستی ساتھ کیوں نہیں لایا۔۔۔۔

اسے اپنے بھاگنے سے پہلے کی وہ رات یاد آنے لگی جس میں حوریہ اس کے کمرے میں آئی ی

تھی۔۔۔۔

یاد

{اب کیوں رو رہی ہیں آپ ؟؟۔۔۔میرے بیچارے برو آپ کو اور مشراز کو آخری بار دیکھنے کی چاہ میں ہی دنیا سے رخصت ہوگ ئی ے۔۔۔اتنی ہی سچی محبت تھی تو ایک بار چناب نگر میں مل لیتی ان سے۔۔۔کم از کم مشراز کو ہی اس کے باپ سے ملنے دیتیں۔۔۔یہ بات آپ بھی اچھی طرح جانتی ہیں برو کبھی بھی آپ سے مشراز کو نہیں چھینتے۔۔۔کیونکے ان کا مزاج ایسا تھا ہی نہیں۔۔۔وہ بےلوث محبت کرنے والوں میں سے تھے۔۔۔۔انھوں نے آپ کو دل سے اپنایا تھا۔۔۔وہ آپ کے ساتھ امریکہ چلے جانا چاہتے تھے۔۔۔۔۔ایک خوشحال زندگی گزارنا چاہتے تھے۔۔۔۔اس cult بھری زندگی سے بہت دور۔۔۔اتنا دور کے مرکز والے آپ لوگوں کی زندگی میں چاہ کر بھی مداخلت نہ کرسکیں۔۔۔وہ آپ کو پیار سے سمجھانا چاہتے تھے کے انھیں دینِ اسلام کیوں سچا لگتا ہے۔۔۔۔"زاویار حوریہ کو پھوٹ پھوٹ کر روتا دیکھ۔۔۔۔غصے سے بپھر کر۔۔۔طنزیہ کہنے لگا۔۔۔

حوریہ کو یہ سن کر زبردست شاکڈ لگا کے حدید اسکی خاطر چناب نگر تک چلا آیا تھا۔۔۔

"یہ چناب نگر آئے تھے ؟؟؟۔۔۔مجھ سے ملنے ؟؟؟"اسکے لہجے سے حیرت جھلک رہی تھی۔۔۔

"اب ایسے نہ بنیں کے آپ کو پتا ہی نہیں کے مرکز والوں نے دو دن تک برو کو بھوکا پیاسا قید میں رکھا تھا۔۔۔"وہ حوریہ کو آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے۔۔۔

"مجھے واقعی نہیں پتا۔۔۔چاہے تو قسم لے لو۔۔۔مجھے نہیں پتا تھا۔۔۔مجھے تو کسی نے نہیں بتایا۔۔۔میں نے کہا ناں۔۔۔میں انتظار کررہی تھی تمھارے بھائی ی کی قادیانیت میں واپسی کا۔۔۔مجھے یقین دلایا گیا تھا۔۔۔کے بہت جلد حدید واپس قادیانیت میں آجائیں گے۔۔۔میں تو

ایک ایک دن گن گن کر کاٹ رہی تھی۔۔۔مجھے تو صرف ایک خبر ملی۔۔۔اور وہ تمھارے بھائی ی کے انتقال کی تھی۔۔۔اس کے علاوہ مجھے کچھ نہیں پتا۔۔"حوریہ زمین پر گر کر۔۔۔بلک بلک کر روتے ہوئے بولی۔۔۔

"برو آپ کو لینے گ ئ ے تھے۔۔۔یہ علم ہونے کے باوجود کے ان کی جان کو وہاں خطرہ ہے۔۔۔ان کی آخری خواہش یہی تھی کے مشراز کو اس cult سے آزادی دلوا دیں۔۔اسے وہ جنگ نہ لڑنی پڑے جو وہ لڑ رہے تھے۔۔وہ اس اندھیروں میں نہ بھٹکے جس میں وہ بھٹکتے رہے۔۔۔۔۔۔اسے سچے دین کی تعلیم دینا چاہتے تھے۔۔اسے مسلمان بنانا چاہتے تھے۔۔۔مجھ سے باربار کہتے تھے کے مشراز کو اپنے ساتھ رکھنا زاویار۔۔"حوریہ کا بلک بلک کر رونا۔۔اس بات کا ثبوت تھا کے وہ سچ بول رہی ہے۔۔۔اسے واقعی حدید کے چناب نگر میں قید ہونے والی بات معلوم نہیں تھی۔۔۔زاویار نے اسے روتا دیکھ۔۔دونوں بازوں سے پکڑ کر اٹھایا۔۔اسے صوفے پر بیٹھا کر۔۔۔سائیڈ کورنر پر رکھے پانی کے جگ سے۔۔۔پانی گلاس میں بھر کر۔۔۔پانی کا گلاس اس کے آگے بڑھایا۔۔۔اس نے روتے ہوئے گلاس پکڑ لیا۔۔مگر منہ سے نہ لگایا۔۔وہ خون کے آنسو رو رہی تھی آج۔۔۔سخت پچھتا رہی تھی کے کیوں وہ بڑوں کی باتوں میں آکر اپنے شوہر کو چھوڑ کر گ ئ ی۔۔۔نہ وہ جاتی ، نہ یہ سب ہوتا۔۔۔اسکی بےوقوفی کے سبب اسکا بیٹا یتیم ہوگیا تھا۔۔وہ بیوہ ہوگ ئ ی تھی۔۔۔زاویار نے سامنے صوفے پر بیٹھ کر۔۔۔نہایت تحمل سے حدید کی آخری خواہش اس تک پہنچائی ی۔۔۔

"میں کل صبح یہاں سے نکل جاؤں گا۔۔"زاویار نے ایک بار پھر اسے اپنے جانے کا بتایا۔۔۔

جسے سننے کے باوجود اس نے کوئی ری۔ایکشن نہ دیا۔۔۔

پانی کا گلاس میز پر رکھ۔۔۔اٹھ کر تیزی سے کمرے سے نکل گ ئی۔۔۔

اپنے کمرے میں آکر دروازہ بند کر دیا۔۔۔

خود دروازے سے لگ کر ہی پھوٹ پھوٹ کر ناجانے کتنی دیر تک روتی رہی۔۔۔

مرکز والوں نے اسے دھوکے میں رکھا۔۔۔جھوٹی امیدوں کے سائے میں۔۔۔

وہ اب بکھر گ ئی تھی۔۔۔

سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔کہاں غلطی ہوئی اس سے۔۔۔جو وہ آج اس مقام پر پہنچ گ ئی۔۔۔وہ تو ان لوگوں کے نیک اعمال سے متاثر ہوکر اپنا مذہب چھوڑ کر آئی تھی۔۔۔مگر یہ لوگ تو ہاتھی کے دانتوں کی مانند نکلے۔۔۔

دیکھانے کے کچھ اور۔۔۔

چبانے کے کچھ اور۔۔۔

اس کے شوہر کو دو دن تک بھوکا پیاسا چناب نگر میں قید رکھا گیا اور اسے کانوں کان خبر نہ ہونے دی گ ئی۔۔۔

حدید کے انتقال کی خبر ایک دن پہلے ہی اسے پہنچا دی گ ئی۔۔

حوریہ کو اب شدت سے احساس ہو رہا تھا اسنے بے وقوفی کی۔۔۔اپنا مذہب صرف لوگوں کے غلط اعمال سے بدظن ہوکر چھوڑ کر۔۔۔

اس نے بچپن میں سننا تھا قرآن پڑھنے سے دل کو سکون ملتا ہے۔۔۔

وہ اٹھی۔۔۔۔

وضو کر کے۔۔۔قرآن پاک لے کر بیٹھی۔۔۔۔

پہلے صفحے سے پڑھنا اسٹارٹ کیا۔۔۔۔

زاویار کی بات یاد آئی ی۔۔۔کے کبھی جاننے کی کوشش نہیں کی کے خدا قرآن پاک میں آپ سے کیا کہ رہا ہے۔۔۔۔

یہ خیال آتے ہی تفسیر قرآن پڑھنے کی نیت کی۔۔۔

مگر اس کے پاس ترجمے والا قرآن موجود نہ تھا۔۔۔

اس نے نیٹ سے پڑھنے کی نیت سے۔۔۔قرآن شریف واپس رکھ دیا۔۔۔۔

سیل اٹھاتے ہی۔۔۔سامنے ہی زاویار کا میسج تھا۔۔۔

جس میں آیتِ مبارکہ۔۔۔۔چمک رہی تھی۔۔۔۔

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ-فَمَنِ اضۡطُرَّ فِیۡ مَخۡمَصَۃٍ غَیۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ ۙ-فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ(3)سورہ المائی دہ

ترجمہٗ

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

{اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارادین مکمل کر دیا۔} تکمیلِ دین سے متعلق یہ آیتِ مبارکہ حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز، جمعہ کے دن ، عصر کے بعد نازل ہوئی اور بتادیا گیا کہ حرام و حلال کے جو احکام ہیں وہ اور قِیاس کے قانون سب مکمل کر دیئے ،اسی لئے اس آیت کے نزول کے بعد بیانِ حلال و حرام کی کوئی آیت نازل نہ ہوئی اگرچہ ”وَ اتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ“ نازل ہوئی جووعظ و نصیحت پر مشتمل ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ دین کامل کرنے کے معنی اسلام کو غالب کرنا ہے جس کا یہ اثر ہے کہ حجۃ الوداع میں جب یہ آیت نازل ہوئی تو کوئی مشرک مسلمانوں کے ساتھ حج میں شریک نہ ہوسکا۔ایک قول یہ ہے کہ آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ میں نے تمہیں دشمن سے امن دی، ایک قول یہ ہے کہ دین کا اِکمال یعنی مکمل کرنایہ ہے کہ وہ پچھلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا اور قیامت تک باقی رہے گا۔(خازن، المائدۃ، تحت الآیۃ: ۳، ۱ / ۴۶۴)

{وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ: اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔} مراد یہ ہے کہ مکہ مکرمہ فتح فرما کر میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔مکہ مکرمہ کی فتح اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظیم نعمت تھی۔

{وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا:اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔} یعنی میں نے تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کرلیا کہ اس کے سوا کوئی اور دین قبول نہیں۔

آیت ”وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا“ سے معلوم ہونے والے احکام:

اس آیت سے کئی احکام معلوم ہوئے:

پہلا یہ کہ صرف اسلام اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پسند ہے یعنی جو اَب دین محمدی کی صورت میں ہے، باقی سب دین اب ناقابلِ قبول ہیں۔

دوسرا یہ کہ اس آیت کے نزول کے بعد قیامت تک اسلام کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا۔

تیسرا یہ کہ اصولِ دین میں زیادتی کمی نہیں ہو سکتی۔ اجتہادی فروعی مسئلے ہمیشہ نکلتے رہیں گے۔

چوتھا یہ کہ سیدُالمرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا کیونکہ دین کامل ہو چکا، سورج نکل آنے پر چراغ کی ضرورت نہیں، لہٰذا قادیانی جھوٹے، بے دین اور خدا عَزَّوَجَلَّ کے کلام اور دین کو ناقص سمجھنے والے ہیں۔

پانچواں یہ کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی لاکھوں نیکیاں کرے خدا عَزَّوَجَلَّ کو پیارا نہیں کیونکہ اسلام جڑ ہے اور اعمال شاخیں اور پتے اور جڑ کٹ جانے کے بعد شاخوں اور پتوں کو پانی دینا بے کار ہے۔۔۔۔۔

آج وہ دل سے پڑھ رہی تھی۔۔۔ حق کی تلاش میں۔۔۔۔

اس آیت مبارکہ نے اسے اپنے سحر میں جکڑ لیا۔۔۔

ایک ایک لفظ دل پر ڈائریکٹ وار کر رہا تھا۔۔

ایک بار۔۔۔

دو بار۔۔۔

تین بار۔۔۔

وہ جتنی بار پڑھتی اپنے دل کو اس جادوئی سحر میں مزید جکڑتا ہوا پاتی۔۔۔

جو اسے پہلے کبھی نصیب نہ ہوا۔۔۔۔

بے شک قرآن مکمل ضابطہ حیات ہے۔۔۔اس میں ہدایت ہے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کے لئے۔۔۔

وہ جائے نماز پر بیٹھی۔۔اَن گنت بار یہ آیتِ مبارکہ پڑھتی رہی۔۔۔

رات نے کب اپنی تاریکی سمیٹی اسے خبر ہی نہ ہوئی۔۔۔

******-----***** 🔥🔥🔥

دروازہ نوک ہوا۔۔

"اتنی صبح کون ہوسکتا ہے؟؟۔۔"وہ پریشان ہوکر دراوزے کی جانب دیکھ گویا ہوا۔۔

اسنے تیزی سے اپنے سوٹ کیس بیڈ کے نیچے چھپائے۔۔۔

آنکھوں کو مسلنے کی اداکاری کرتے ہوئے دروازہ کھولا۔۔

"او۔۔آپ ہیں۔۔اتنی صبح۔۔۔خیریت؟؟"سکھ کی سانس لی جب حوریہ کو اپنے دروازے پر کھڑا پایا۔۔

"میں اندر آجاؤں؟؟"وہ لچک دار انداز میں پوچھنے لگی۔۔۔

اس کی آنکھیں سوجی سوجی۔۔۔

چہرے کا رنگ اڑا اڑا۔۔۔

زاویار نے خاموشی سے ایک بار باہر کی جانب نظر دوڑائی۔۔۔کے کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔۔

مطمئن ہونے کے بعد۔۔راستہ چھوڑ دیا۔۔

وہ تیزی سے اندر داخل ہوئی۔۔۔

زاویار نے دراوزہ آہستہ سے بند کیا۔۔۔

"آپ ؟؟"وہ الجھی نگاہ سے۔۔۔۔اسے تک رہا تھا۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے۔۔۔مشراز کے پاس بیٹھ کر۔۔۔اسکے گالوں کو چوم رہی تھی۔۔۔۔

"میں اپنے ہسبینڈ کی آخری خواہش کا احترام کرتی ہوں۔۔۔مجھے لگتا ہے انھیں وہ راہِ ہدایت نصیب ہوگ ئی جسے میں ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔۔۔۔اور اب بھی ڈھونڈ رہی ہوں۔۔۔اس بار میں کسی کے اعمال پر دین کو جج نہیں کرئوں گی۔۔۔میں خود سرچ کرئوں گی۔۔۔۔حقیقت کی متلاشی بنوں گی۔۔۔کسی کی اندھی تقلید نہیں کرئوں گی۔۔۔۔اور نہ اس بار فیصلہ لینے میں جلد بازی کرئوں گی۔۔۔۔جیسا کے تم نے کہا۔۔۔۔دلائل ڈھونڈوں گی۔۔۔جاننے کی کوشش کرئوں گی کے میرا خدا قرآن پاک میں مجھ سے کیا فرما رہا ہے۔۔۔میں خود دلائ ل کی روشنی میں موازنہ کرئوں گی۔۔۔۔اس کے ل ئے مجھے کافی وقت درکار ہے۔۔۔تمھارے یہاں سے بھاگ جانے کے بعد یہ لوگ میرا نکاح کسی اور قادیانی سے کروا دیں گے۔۔۔۔جس کے ل ئے میرا دل بالکل بھی راضی نہیں۔۔۔۔وہ۔"وہ ابھی بول ہی رہی تھی کے زاویار تیزی سے بات کاٹتے ہوئے

"تو آپ میرے ساتھ چل لیں۔۔۔میں مشراز اور آپ کو یہاں سے بہت دور لے جاؤں گا۔۔۔۔اتنی دور کے مرکز والے ہمیں کبھی نہیں ڈھونڈ سکیں گے۔۔۔"

"نہیں۔۔۔میں نے کہا ناں میں ابھی دلائل ڈھونڈوں گی۔۔۔۔اس بار میں بہت سوچ سمجھ کر اپنے ل ئے صحیح دین کا انتخاب کرنا چاہتی ہوں۔۔۔تاکے بعد میں پچھتانا نہ پڑئے اپنے فیصلے پر۔۔۔۔جیسے

ابھی پچھتا رہی ہوں۔۔۔تم مشراز کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔۔۔میں نہیں چاہتی میرا بیٹا اپنے باپ کے قاتلوں کے بیچ میں رہے۔۔۔مجھے اب گھٹن سی ہو رہی ہے اس ماحول میں۔۔۔ایسا لگ رہا ہے میں کسی Cult میں پھنسی ہوئی ہوں۔۔۔پلیز زاویار۔۔میرے بیٹے کو اس cult سے نکال دو۔۔جس میں۔۔میں پھنس گئی ہوں۔۔۔"وہ روتے ہوئے۔۔۔منتی انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

"آپ کو یہ ماحول cult کیوں لگا؟؟"وہ بڑے تجسس سے پوچھنے لگا۔۔

"یہ ایک طرح کی قید نہیں تو اور کیا ہے؟؟۔۔۔مجھے میرے ہسبینڈ سے لاتعلق رکھا گیا۔۔۔انھیں مجھ سے ملنے نہیں دیا گیا۔۔نہ مجھے بتایا گیا کے میرے ہسبینڈ میرے اور اپنے بیٹے کی خاطر چناب نگر تک چلے آئے ہیں۔۔انھیں بھوکا پیاسا رکھا گیا۔۔۔مجھ سے کسی نے پوچھنا بھی ضروری نہ سمجھا کے میں اپنے ہسبینڈ سے ملنا چاہتی ہوں یا نہیں۔۔۔بالکل اسی طرح جیسے اِس وقت مجھ سے کوئی نہیں پوچھ رہا کے میں تم سے نکاح کرنا چاہتی ہوں یا نہیں۔۔۔سارے میری زندگی کے اہم فیصلے جماعت کے بڑے لے رہے ہیں۔۔۔ایسا لگتا ہے قادیانیت قبول کرنے کے بعد میں نے اپنی زندگی کے سارے اختیارات کھو دیے ہیں۔۔۔"حوریہ شروع سے ایک خودمختار زندگی گزارنے کی عادی تھی۔۔یہ تو دین کی چاہ تھی جس کے تحت اس نے محبت سے اپنے پاؤں میں زنجیریں بندھنے دیں۔۔لیکن کل زاویار کے اسے حقیقت سے روشناس کرانے کے بعد۔۔خاص طور پر اسکا دیا چیلنج

(اس آیت مبارکہ کی تفسیر کے مطابق۔۔آپ لاکھوں نیکیاں کریں۔۔آپ خوب محفلیں کریں۔۔خدا کا اس میں ذکر کریں۔۔خوب رو رو کر معافیاں مانگیں۔۔۔لیکن اگر آپ حضور اکرم

ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتی تو آپ دینِ اسلام میں داخل ہی نہیں ہوتیں۔۔۔اور اگر آپ دینِ اسلام میں داخل نہیں ہوتیں۔۔تو یہ سارے اعمال بے کار ہیں۔۔۔اس دلیل کی رد میں۔۔آپ کوئی ی دلیل دے سکتی ہیں۔۔۔قادیانیت کے سچا دین ہونے کی ؟؟؟۔۔۔۔۔"زاویار حوریہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال چیلنج دینے لگا۔۔۔)

اب وہ اور زیادہ اس اندھی محبت میں بندھی ہوئی ی زنجیروں میں قید نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔

وہ اپنے پاؤں کو پہلے کی طرح آزاد کرلینا چاہتی تھی۔۔۔

واپس اپنی خود مختار زندگی پانے کی چاہ اس میں پیدا ہوچکی تھی۔۔۔

"تم مشراز کو لے جاؤ زاویار۔۔یہاں سے بہت دور۔۔۔اگر کبھی تمھیں لگے تم اسکی حفاظت نہیں کرسکتے مرکز والوں سے۔۔تو اسے اسکے نانا تک پہنچا دینا۔۔۔ان سے کہنا یہ ان کی حوریہ کا بیٹا ہے۔۔۔میں اپنے بابا کو جانتی ہوں۔۔وہ اپنے نواسے سے منہ نہیں موڑ سکیں گے۔۔۔اور اسکی حفاظت میں زمین و آسمان ایک کردیں گے۔۔"حوریہ بہت شرمسار تھی کے اس نے اپنے والدین کو دنیا میں رسوا کیا گھر سے بھاگ کر۔۔۔اسکا گمان تھا وہ اب اسکی شکل تک نہیں دیکھنا چاہیں گے۔۔۔۔۔

"بھابھی آپ میرے ساتھ چلیں۔۔۔حقائق کی تلاش میں۔۔میں آپ کا ساتھ دوں گا۔۔۔۔ہلکی سی تشنگی پاتا ہوں میں ابھی اپنے دل میں۔۔۔اسے دور کرنے کے بعد ہی میں کوئی ی حتمی فیصلہ کرؤں گا۔۔۔"زاویار نے اسے پھر ایک بار ساتھ چلنے کی آفر دی۔۔۔

”نہیں۔۔۔تم بس مشراز کو لے جاؤ۔۔۔“اسکے ذہن میں کچھ چل رہا تھا۔۔۔جو وہ زاویار سے شئیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

”مگر بھابھی اگر آپ یہاں رہیں تو یہ لوگ آپ کا نکاح زبردستی کسی قادیانی سے کرادیں گے۔۔۔“زاویار حوریہ کے لئیے فکرمند ہوکر تیزی سے گویا ہوا۔۔۔۔

”تم میرے بیٹے کو لے کر چلے جاؤ۔۔۔میری فکر نہ کرؤ۔۔۔بس اس کا خیال رکھنا۔۔۔۔“حوریہ مشراز کی پیشانی کا بوسہ لیتے ہوئے۔۔۔اپنے آنسو صاف کر۔۔زاویار کو دیکھ کہنے لگی۔۔۔۔

زاویار کے پاس وقت کم تھا۔۔۔۔اس نے حوریہ کی بات مان لی۔۔۔

مشراز کا سارا سامان حوریہ پیک کرکے لے آئی۔۔۔

اپنے بیٹے کو بڑے پیار سے تیار کیا۔۔۔۔

”مشراز آپ چاچو کے ساتھ جاؤ۔۔۔“

”مگر ماما آپ؟؟“وہ تیزی سے پوچھنے لگا۔۔۔۔

”بیٹا۔۔۔مجھے کچھ بہت ضروری کام ختم کرنے ہیں۔۔۔اس کے بعد ماما آپ کے پاس خود آجائیں گی۔۔۔۔تب تک چاچو کو تنگ مت کرنا۔۔۔۔اور ان کے ساتھ ہی رہنا۔۔۔۔یاد رکھنا آپ کے ڈیڈ کی آخری خواہش تھی کے آپ راہِ ہدایت پاؤ۔۔۔۔“یہ کہتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔اس لمحے حوریہ کو لگا۔۔۔اسکا سینہ شدتِ غم سے پھٹ جائے گا۔۔۔۔

آخری جملہ بڑی مشکل سے ادا کیا تھا اسنے۔۔۔۔

”بھابھی مجھے آپ کو یہاں چھوڑ کر جانا ٹھیک نہیں لگ رہا۔۔۔میرے اور مشراز کے بھاگنے کے بعد آپ شک کے دائ رے میں آجائ یں گی۔۔۔خدا جانے کیا سلوک کریں آپ کے ساتھ۔۔۔یہ لوگ بہت خطرناک ہیں۔۔۔میں نے اپنے برو کو بہت ہاتھ پاؤں مارتا دیکھا ہے۔۔۔مگر ان لوگوں کی طاقت کے آگے بہت بےبس پایا۔۔۔“وہ حوریہ کو منانے کی پُرزور اور آخری کوشش کررہا تھا۔۔مگر حوریہ نہ مانی۔۔۔۔

اسنے زاویار کو کوئ ی واضح جواب نہ دیا۔۔۔

حوریہ بہت ذہین لڑکی تھی یہ ممکن نہیں وہ بغیر کچھ سوچے سمجھے اتنا بڑا فیصلہ لے رہی ہو۔۔۔}

”چاچو۔۔۔چاچو۔۔“وہ یادوں کے دریا میں غوطہ زن تھا جب مشراز نے اسکے بازو کو پکڑ کر ہلکا سہ ہلایا۔۔۔

”ہاں۔۔۔اب دوسرا بیان اسٹارٹ ہورہا ہے۔۔“وہ زاویار کو اطلاع دینے لگا۔۔۔

نورانی شخصیت کا بیان کب اختتام کو پہنچا۔۔اسے کچھ علم نہیں۔۔۔

اب ڈیسک پر وہ ایکس قادیانی لڑکا کھڑا تھا۔۔۔

”اَلسَلامُ عَلَیْکُم وَرَحْمَۃُ اَللهِ وَبَرَکاتُہُ۔۔۔میرا نام خضر ہے۔۔۔میں ایکس قادیانی ہوں۔۔۔“وہ انگریزی زبان میں اپنا تعارف دینے لگا۔۔۔

اسے بھی زاویار کی طرح اردو زبان سے بالکل واقفیت نہیں تھی۔۔۔

خضر کے ساتھ مفتی سید عثمان کھڑے ہوگ ئ ے۔۔۔جو اردو میں ان کی بات کو ٹرانسلیٹ کرنے لگے۔۔۔

مشراز اب بالکل خاموشی سے ان کا بیان سننے لگا۔۔۔

"میں اپنے بیان کا آغاز ایک سورہ البقرہ کی آیت مبارکہ سے کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ-لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫-وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ(136)

ترجمۂ

یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کئے گئے موسٰی و عیسٰی اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں۔

تفسیر

{قُوْلُوْا: تم کہو۔} یہاں انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے متعلق چند باتیں یاد رکھیں :

(1)...تمام انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے، جو کسی ایک نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام یا ایک کتاب کا بھی انکار کرے وہ کافر ہے، البتہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تعداد مقرر نہ کی جائے کیونکہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تعداد کسی قطعی دلیل سے ثابت نہیں۔

(2)... انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے درجوں میں فرق ہے جیسا کہ تیسرے پارے کے شروع میں ہے مگر ان کی نبوت میں فرق نہیں۔

(3)...انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں فرق کرنے سے منع کیا گیا ہے وہ اس طرح ہے کہ بعض نبیوں کو مانیں اور بعض کا انکار کریں۔

(4)... یہ بھی معلوم ہوا کہ سارے نبی نبوت میں یکساں ہیں ،کوئی عارضی، ظلی یا بروزی نبی نہیں جیسے قادیانی کہتے ہیں بلکہ سب اصلی نبی ہیں۔۔۔"انھوں نے چاروں پوائنٹس اپنی انگلیوں کو ایک ایک کر کے کھولتے ہوئے سمجھائے۔۔۔

قادیانی کہتے ہیں ان کے احمد مرزا نبی ہیں۔۔۔ظلی یا بروزی نبی۔۔۔اس کا مطلب آسان لفظوں میں آپ یوں سمجھیں۔۔۔کے احمد مرزا نبی اکرم ﷺ کی مدد کے لئے آنے والے نبی ہیں۔۔(معاذ اللہ)۔۔۔۔

یہاں بیٹھے ہوئے اکثر لوگ جانتے ہی نہیں ہوں گے کے قادیانی کون ہیں ؟؟۔۔یہ کون سی بلا ہے۔۔۔"وہ ہاتھوں کے اشاروں کے ساتھ۔۔۔نہایت خوبصورت اور دوستانہ انداز میں بیان کرنا شروع کر چکے تھے۔۔۔

"اور معلوم بھی کیسے ہو۔۔۔ہماری نئی نسل کو دین سے دور جو اتنا کر دیا گیا ہے۔۔۔وہ بیچارے اپنے ہی نبی ﷺ کے لائے ہوئے دین سے ناآشنا ہیں۔۔۔اور ان کی یہی ناآشنائی قادیانیوں کی تعداد روز بہ روز بڑھنے کا سبب بن رہی ہے۔۔۔۔

آج میں آپ لوگوں کو قادیانیت سے آگاہ کرنے آیا ہوں۔۔۔میں پیدائشی قادیانی تھا۔۔میرے والد جماعت کے امیر تھے۔۔۔میں اکثر غیر ملک جاکر طالب علموں میں قادیانیت کا پیغام پہنچاتا ۔۔۔۔اس لئیے میں آپ سے ایسے حقائق شئیر کرنا چاہتا ہوں جو آپ کے علم میں آنا ضروری ہیں۔۔۔تاکے آپ خود بھی محفوظ رہیں اور اپنے پیاروں کو بھی رکھیں۔۔۔

قادیانی احمد مرزا کو ظلی نبی ماننے والے ہیں۔۔۔۔

یہ لوگ اسکولز کالجز یونیورسٹیز میں قادیانیت پھیلاتے ہیں۔۔آسان لفظوں میں (نئی نسل میں)۔۔۔

کیونکے میں نے خود بھی یہ کام بہت کیا ہے۔۔اللہ میری پچھلی زندگی کے گناہ معاف فرمائے۔۔۔

یہ لوگ مسلمانوں میں دینِ اسلام کے خلاف پہلے وسوسے ڈالتے ہیں۔۔حالاتِ حاضرہ میں جو مکتبہ فکر میں فروعی مسائل میں اختلافات ہیں۔۔۔ان کے حوالے سے آپ سے بات کرکے۔۔۔آپ کو بدظن کرنے کی کوشش کریں گے۔۔

یہ قادیانی کی میں آپ کو سب سے بڑی پہچان بتا رہا ہوں۔۔۔کے جب وہ مسلمان سے بات کرتا ہے تو فروعی مسائل میں جو مسلمانوں کے اختلاف ہیں ان پر تبصرہ کرتا ہے۔۔۔

جبکے مسلمانوں کے فروعی مسائل میں اختلافات شروع سے رہے ہیں۔۔۔مگر اعتقادی مسائل میں نہیں۔۔۔

کوئی بھی مکتبہ فکر ہو۔۔۔اللہ کو ایک مانتا ہے۔۔۔اور اس کے رسول محمد ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرتا ہے۔۔۔

وہ آپ سے کہے گا۔۔اپنا مکتبہ فکر بتائیں۔۔۔آپ جب اپنا مکتبہ فکر بتائیں گے۔۔۔۔تو آپ سے کہے گا۔۔۔آپ تو مسلمان نہیں ہیں کیونکے دوسرے مسلک والا آپ کو کافر سمجھتا ہے۔۔۔

آج میں آپ لوگوں کو واضح کردوں کے تمام مسلک کے بنیادی عقائد ایک ہی ہیں۔۔۔

یاد رکھیں۔۔۔بنیادی عقائد الگ ہوتے ہیں۔۔فروعی مسائل الگ۔۔۔

دوسرا کام علماء کرام سے دور کرنے کا کیا جاتا ہے۔۔

ایک قادیانی مسلمان کے دل میں علمائے کرام کی نفرت اس قدر بھر دے گا۔۔۔کے وہ مسلمان اپنے علمائے کرام سے بدظن ہوجائے گا۔۔اتنا بدظن کے وہ مسجد میں جانا بھی گوارا نہیں کرئے گا۔۔۔

پھر قادیانی اس مسلمان کے دل میں جو ایمان ہے اسے زنگ آلود کرنے کی کوشش کرئے گا۔۔۔اگلا اسٹیپ۔۔وہ مسلمان کے دل میں مرزا احمد کا مقام پیدا کرئے گا۔۔

مسلمان عالم سے قادیانی اسے پہلے ہی بدظن کرچکا ہے۔۔اب جبکے وہ کسی عالم سے بات نہیں کرئے گا۔۔۔کسی عالم کی محفل میں نہیں جائے گا۔۔درست رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرئے گا۔۔تو اب وہ باآسانی قادیانی کے ہاتھ میں آجائے گا۔۔۔اور یہ ہم خود کرتے رہیں ہیں۔۔۔

ہر ایک مومن کا ایمان دوسرے مسلمان سے مختلف ہوتا ہے۔۔۔ایمان کے بھی درجے ہوتے ہیں۔۔کسی کا ایمان بہت اعلی درجے کا ہوتا ہے اور کسی کا بہت کم۔۔۔تو قادیانی جو ہوتے ہیں ۔۔وہ ایسے لوگ جن کے دل میں ایمان تو ہوتا ہے مگر اعلی درجے کا مضبوط نہیں۔۔۔اس پر وار کرتے ہیں۔۔۔

تیسرا اس مسلمان پر جو مالی لحاظ سے کمزور ہوتا ہے۔۔۔

یہ اس مسلمان کی مالی مدد کرتے ہیں۔۔۔اسے سپورٹ کرتے ہیں۔۔۔اور یہ تو ظاہر سی بات ہے کوئی ی آپ کو گھر بیٹھے عزت کی روٹی دے رہا ہے۔۔۔تو آپ اس کے تابعدار ہو جاؤ گے۔۔۔اس کی محبت آپ کے دل میں آئے گی۔۔۔۔پھر وہ خودی قادیانیت کے قریب ہو جاتے ہیں۔۔۔انھیں قادیانیت سے تعارف کروایا جاتا ہے۔۔۔۔بعض ایسے ہوتے ہیں جنھیں بیرون ممالک بھجوایا جاتا ہے۔۔میں خود بھی مسلمانوں کو قادیانی کر کے بھجواتا رہا ہوں۔۔۔انھیں ملیشیا، تھائی لینڈ، سری لنکا کے راستوں سے جرمن اور کینیڈا بھجوایا جاتا ہے۔۔۔۔

یہ ہیں قادیانیوں کے وار۔۔۔جو وہ ہم مسلمانوں پر کرتے ہیں۔۔اللہ سے دعا ہے وہ ہم سب کو ان واروں سے محفوظ رکھے۔۔۔ہمیں مرتے وقت ہمارا ایمان سلامت لے جانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔۔۔آمین۔۔۔جزاک اللہ۔۔۔"زاویار جانتا تھا خضر کا بیان بالکل سچ پر مبنی ہے۔۔۔۔ ایک اسٹوڈنٹ نے بیان ختم ہونے کے بعد اپنا ہاتھ بلند کیا۔۔۔

"جی ؟؟"

"سر قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ میں اتنا واضح بیان موجود ہے ختم نبوت کے متعلق۔۔۔پھر قادیانی کیسے اس دور میں بھی گمراہی میں جی رہے ہیں۔؟؟؟۔۔۔مطلب۔۔۔یہ ڈیجیٹل دور ہے۔۔۔ہر چیز آپ سے لمحوں کے فاصلے پر ہوتی ہے۔۔۔نیٹ اون کرتے ہی تمام دلائل مل جاتے ہیں اس موضوع پر۔۔۔پھر کیسے ؟؟۔۔۔"وہ اسٹوڈنٹ واحد نہیں تھا جس کے ذہن میں یہ سوالات اٹھ رہے ہوں۔۔۔

سید عثمان نے اس اسٹوڈنٹ کے سوال کو ٹرانسلیٹ کر کے خضر کو سمجھایا۔۔۔

"دراصل کچھ تو پیدائی شی قادیانی ہوتے ہیں جیسے میں۔۔۔ہمارے باپ دادا کو پیسے دے کر قادیانیت میں لایا گیا۔۔اب ان کی نسل در نسل اسی میں رہے گی۔۔۔اور جو پیدائی شی قادیانی ہوتے ہیں وہ ایک cult میں جیتے ہیں۔۔۔آسان لفظوں میں ایک قیدی کی طرح۔۔۔انھیں صرف وہی قرآن پاک کی تفاسیر پڑھنے کی اجازت ہوتی ہیں۔۔جو قادیانی کی ہوں۔۔جن میں تاویلات کی گ ئی ی ں ہوتی ہیں۔۔۔۔اب ہر بندہ تو تاویلات کا علم نہیں رکھتا۔۔۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں جو آیتیں تھیں۔۔۔انہیں مرزا احمد نے اپنے اوپر جما لیا۔۔

"انجام آتھم "(قادیانیوں کِی کتاب)صفحہ 78 میں کہتا ہے۔۔۔

وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

تجھ کو تمام جہان کی رحمت کے واسطے روانہ کیا

نیز آیت مبارکہ

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۖ سے مرزا احمد اپنی ذات مراد لیتا ہے۔۔۔

تو پیدائی شی قادیانی کیسے اس مکر وفریب سے نکلیں؟؟۔۔۔اور پھر قادیانیوں کی دل میں مسلمانوں کے خلاف شروع سے شدید نفرت ڈالی جاتی ہے۔۔۔بتایا جاتا ہے جو شخص مرزا احمد کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔۔۔۔جہنمی ہے۔۔۔قادیانی کا بچہ بچہ مسلمانوں سے نفرت کرتے ہوئے بڑھا ہوتا ہے۔۔۔

اب آتے ہیں ان قادیانیوں کی طرف جو دین سے پھر کر قادیانیت کی طرف آئ ی ں ہیں۔۔

میں آپ کو بیان کرچکا ہوں تبلیغ کرنے والے کیسے کیسے وار کرتے ہیں اور ایمان چھین لیتے ہیں۔۔۔
اب جب ایک بار آپ بدظن ہوگئے مسلمان علمائے کرام سے۔۔۔تو پھر وہ بھلے زمین آسمان ایک کردیں آپ کے سامنے دلائل دے دے کر۔۔۔
وہ میں نہ مانو بنیں رہیں گے۔۔۔کیونکے وہ بدظن ہوچکے۔۔۔ان کے دل میں مرزا احمد کے مقام کو ڈال دیا گیا ہے۔۔۔انھیں اب وہی سچ لگے گا جو قادیانی بتائیں گے۔۔۔
اور ظاہر سی بات ہے۔۔۔ایک قادیانی یہ کبھی نہیں کہے گا کے مُحمّدؐ ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔۔۔
بس جسے خدا ہدایت دے۔۔۔وہ نکلتا ہے اس cult سے۔۔۔میں تو اتنا ہی جانتا ہوں۔۔۔"انھوں نے جو آخری جملہ ادا کیا۔۔۔وہ زاویار کے دل پر لگا۔۔۔
اس کے دل نے گواہی دی۔۔۔ہاں یہ سچ ہے۔۔۔قادیانیت سے صرف وہی نکلتا ہے۔۔۔جسے خدا ہدایت دے۔۔۔ورنہ یہ مخملی جال ہے۔۔جس میں انسان پھنستا ہی چلا جاتا ہے۔۔۔
زاویار کا دل کہہ رہا تھا کے اگر آج حوریہ اس روحانی محفل میں شریک ہوتی تو یقیناً وہ بھی راہِ ہدایت۔۔۔صراطِ مستقیم کو پالیتی۔۔۔
وہ بھی اس محفل سے کلمہ حق ادا کرتے ہوئے واپس لوٹتی۔۔۔جیسے وہ لوٹ رہا تھا۔۔۔
"یاد رکھیں۔۔۔ہر کوئی عالم یا عالمہ۔۔۔مفتی یا مفتیہ۔۔۔نہیں بن سکتا۔۔۔اس سفر کے آغاز میں بہت سے لوگ آتے ہیں۔۔۔مگر آخر تک وہی رہ پاتے ہیں۔۔۔
❤جن کا انتخاب خدا تعالیٰ نے فرمایا ہو❤

۔۔۔۔یہ دینی علم۔۔۔۔۔یہ نبی کی وراثت ہے۔۔

اس مثال سے سمجھیں۔۔۔۔بادشاہ کی وراثت کیا سب کو مل جاتی ہے ؟؟؟۔۔۔"ان کے سوال پر سب نفی کرنے لگے۔۔۔۔

"دیکھا۔۔۔۔یہ بات تو عام فہم ہے کے بادشاہ کی وراثت سب کو نہیں مل سکتی۔۔۔۔یہ شہزادے اور شہزادیوں کا خاصہ ہے۔۔۔۔بالکل اسی طرح یہ دینی علم سب کو نہیں دیا جاتا۔۔۔۔۔۔یہ صرف ان خوش نصیبوں کو ملتا ہے۔۔۔۔جن کا اللہ تعالی انتخاب فرماتا ہے۔۔۔۔۔

پتا ہے اس راہ پر چلنا آسان نہیں۔۔۔۔اس پورے سفر میں تین طرح کی آزمائشیں آتی ہیں۔۔۔۔

علت

قلت

ذلت۔۔۔۔۔

علت یعنی بیماری۔۔۔۔۔بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جو بالکل تندرست ہوتے ہیں مگر درسِ نظامی میں داخلہ لیتے ہی بیمار ہوجاتے ہیں۔۔۔۔یا خود نہیں ہوتے تو ان کے اردگرد کے عزیز و اقارب ہو جاتے ہیں۔۔۔۔جس کے سبب اپنا تعلیمی سفر جاری نہیں رکھ پاتے۔۔۔۔۔

دوسرا ہے قلت۔۔۔۔۔مالی قلت۔۔۔۔یہ مالی قلت بھی الگ الگ طرح سے ایک طالب علم کی ہمت کو توڑتی ہے۔۔۔۔

تیسرا ذلت۔۔۔۔۔اس سفر میں۔۔۔ذلت کا سامنا بھی ہوتا ہے۔۔۔اس سفر میں اپنی انا اور اکڑ کو دروازہ پر ہی چھوڑ کر آنا پڑتا ہے۔۔۔۔۔یہ یونی یا کالج نہیں ہے۔۔۔جہاں آپ کا دل کیا۔۔۔آپ

آئے۔۔آپ کا دل کیا آپ نے پڑھا۔۔۔آپ کا دل نہیں کیا آپ نے خوش گپیوں میں وقت گزارا اور واپس چلے گ ئی ے۔۔۔۔یہاں یہ سب نہیں چلتا۔۔۔۔اس سفر میں بہت محنت ہے۔۔۔آخر شہزادہ اور شہزادی بننا کوئ ی کھیل تھوڑی ہے۔۔۔آپ عبارت تیار کر کے نہیں لائ یں گے۔۔۔تو آپ کو استاد صاحب سے ڈانٹ بھی سنی پڑھ سکتی ہے۔۔۔۔اکثر طالب علم اپنی اکڑ میں اس روحانی سفر کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔۔۔۔فلحال یہ ان کا نصیب۔۔۔۔"

محفل کے آخر میں درس نظامی کے کورس کی ترغیب دی گ ئی۔۔۔۔جو مفتی الماس دے رہے تھے۔۔۔

زاویار کے دل میں بھی عالم و مفتی بننے کی چاہ اٹھی۔۔۔۔

وہ بھی خدا کے منتخب بندوں میں آنے کی چاہ میں اپنے دل کو مچلتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

❤︎❤︎❤︎❤︎❤︎***------******

"چاچو۔۔۔میں بھی خدا کا منتخب بندا بننا چاہتا ہوں۔۔۔"زاویار گھر واپس آکر فریج سے پانی کی بوتل نکال رہا تھا۔۔۔جب مشراز نے اس کے پیچھے کھڑے ہو کر۔۔۔پُرجوش انداز میں کہا۔۔۔

زاویار حیرت سے پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"ضرور۔۔۔مگر پہلے بڑے تو ہو جاؤ"وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے۔۔۔

"مگر وہاں۔۔۔میری عمر کے بچے بھی دیکھے ہیں میں نے۔۔۔"وہ تیزی سے زاویار کے فیصلے سے نااتفاقی ظاہر کرنے لگا۔۔۔

”ہاں۔۔۔وہ قرآن حفظ کرنے والے بچے تھے۔۔۔جنھیں ترغیب کے لئے وہاں بیٹھایا گیا تھا۔۔۔“وہ سمجھاتے ہوئے۔۔۔۔۔

”اچھا۔“

”ہاں۔۔۔بتایا تھا مجھے سید عثمان نے۔۔۔۔“

”اچھا۔۔۔چاچو۔۔۔میرا beach پر جانے کو دل کررہا ہے۔۔۔“وہ اپنی خواہش کا اظہار کرنے لگا۔۔۔

”فکر نہ کرؤ کیوٹو۔۔۔آج رات محکمہ موسمیات نے تیز بارش کی پیشگوئی کی ہے۔۔۔کل صبح تک ہمارے قابل حکمرانوں کی کرم نوازی کے سبب سمندر خود چل کر تمھارے گھر کے پس آئے گا۔۔۔😂😁“علیزہ اپنی عادت سے مجبور۔۔۔کھانا لے کر۔۔۔بغیر نوک کئیے۔۔۔گھر میں داخل ہوتے ہوئے۔۔۔مشراز کو دیکھ۔۔۔ہنستے ہوئے بولی۔۔۔

”سمندر چل کر خود ہمارے گھر تک کیسے آسکتا ہے؟؟۔۔۔یہ تو ناممکن ہے۔۔۔“مشراز قطعی اندز میں بولا۔۔۔

جبکے زاویار نے اسکی بات کو مکمل فضول گمان کرتے ہوئے۔۔۔اس کے ہاتھ سے کھانے کی ٹرے لینے پر توجہ دی۔۔۔

” بیٹا جانی یہ پاکستان ہے۔۔۔۔یہاں سمندر لوگوں کے گھروں تک خود چل کر آتا ہے۔۔۔وہ الگ بات ہے کے کالا ہوتا ہے۔۔۔۔اگر یقین نہ آئے۔۔۔تو صبح اٹھ کر اپنی کھڑکی سے باہر دیکھ لینا۔۔۔۔“وہ نہایت پُراعتمادی سے کہ کر واپس چلی گئی۔۔۔۔

"چاچو۔۔۔کیا یہ ممکن ہے؟؟۔۔اور کیا سمندر کا رنگ کالا بھی ہوتا ہے؟؟۔۔۔" اس کی پُراعتمادی مشراز کو لمحہ بھر کے لئے الجھا گئی تھی۔۔۔۔وہ معصومیت سے استفسار کرنے لگا۔۔

"تم بھی کس بےوقوف کی بات پر یقین کر رہے ہو۔۔۔" وہ بےزاری سے سر کو نفی میں جھٹکتے ہوئے بول کر۔۔۔ٹرے سے کپڑا ہٹا کر کھانے کو دیکھنے لگا۔۔۔جسے دیکھتے ہی اس نے منہ بسورا۔۔۔"یہ کیا؟؟؟۔۔۔پھر سبزی۔۔۔۔افف۔۔۔"

****

وہ کچی پکی نیند میں تھا۔۔۔جب سردی کے احساس نے اسے جکڑا۔۔۔۔۔۔اس نے کمبل منہ تک اوڑھ لیا۔۔۔

چھپ چھپ کی آوازیں مسلسل کانوں کی سماعت سے ٹکرا رہی تھیں۔۔۔ساتھ ساتھ ناک کے بال جلا دینے والی بدبو۔۔اس کا سانس روکنے لگی تھی۔۔۔

"یہ بدبو کیسی ہے ؟؟" وہ ناک پکڑ۔۔۔۔کمبل خود سے دور کر۔۔۔۔سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے۔۔۔

بدبو باہر کی جانب سے آ رہی تھی۔۔۔وہ کمرے میں موجود کھڑکی کی جانب بڑھا۔۔

پردے ہٹا کر سائیڈ میں کیے۔۔۔۔اور کھڑکی کھولی۔۔

اس کی تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔

رات تک جو ٹوٹی پھوٹی سڑک نظر آ رہی تھی۔۔۔اب وہ کسی تالاب کا منظر پیش کر رہی تھی۔۔۔

زاویار کی نگاہ جہاں تک جاتی۔۔سوائے گندے پانی کے کچھ نظر نہ آتا۔۔۔

رات بھر بارش ہونے کے سبب پانی بھر گیا تھا۔۔۔

راہ گیروں کے گھٹنوں تک پانی تھا۔۔

عجیب ہی سماں تھا۔۔

ایسا لگ رہا تھا گلی کے لوگ بجائے پریشان ہونے کے۔۔اس کالے سمندر سے لطف اندوز ہورہے ہیں۔۔۔

کچھ بوڑھے حضرات گھر کے دروازے پر بیٹھ کر اس ماحول کو انجوائے کررہے تھے۔۔۔تو کچھ کرسی پر بیٹھے۔۔اپنے پاؤں بھیگو رہے تھے۔۔۔

بعض بچے کاغذ کی کشتیاں بنا کر۔۔اس گندے پانی میں ڈال کر ریس لگا رہے تھے۔۔

تو بعض اسی پانی میں نہاتے نظر آرہے تھے۔۔۔جنھیں دیکھ زاویار کی حالت غیر ہونے لگی تھی۔۔۔۔۔

خواتین بھی اسی پانی میں سے جانے پر مجبور تھیں۔۔

بدبو اس قدر شدید تھی۔۔کے اسے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔۔۔

اسے اب سمجھ آیا تھا کے علیزہ کس کالے سمندر کی بات کر رہی تھی۔۔۔

"اوو۔۔۔تو یہ ہوتا ہے کالا سمندر۔۔"مشراز بیدار ہوتے ہی ناک پکڑ کر۔۔زاویار کے پاس آکر کھڑا ہوا۔۔اس نے باہر کی جانب جھانکتے ہوئے۔۔اس گندے پانی کو دیکھ۔۔دلچسپی سے کہا۔۔۔

"ہمم۔۔لگتا ہے پہلے ہی دن آفس کی چھٹی کرنی پڑے گی۔۔"زاویار اس پانی کو دیکھ۔۔صدمے سے بولا۔۔۔

"اور مجھے اسکول کی۔۔۔۔"وہ بھی اداس ہوکر گویا ہوا۔۔۔

❤❤❤*****-----****

زاویار کے دل میں دینِ اسلام کو مزید جاننے اور خدا کا منتخب بندہ بننے کی چاہ پیدا ہوگئی تھی۔۔۔۔

خدا کا منتخب بندہ بننے کی چاہ اگر کسی کو لگ جائے تو اس کے دن رات سنور جاتے ہیں۔۔۔۔

وہ آفس سے آتے وقت خود ہی فیضانِ غازیان اکیڈمی پہنچ گیا تھا۔۔۔۔

اکیڈمی کی نائٹ شفٹ چل رہی تھی۔۔۔۔

وہ اکیڈمی کے پرنسپل کے آفس میں آکر بیٹھا۔۔۔۔

اس نے پرنسپل سے اپنا مسئلہ شئیر کیا۔۔۔۔کے وہ پڑھنا چاہتا ہے مگر اسے اردو اور عربی دونوں ہی زبان سے واقفیت نہیں۔۔۔ساتھ ساتھ وہ دن میں جاب کرتا ہے۔۔۔۔اس لئیے مورننگ کی شفٹ میں نہیں پڑھ سکتا۔۔۔۔

اکیڈمی کے پرنسپل نے مسکراتے ہوئے اسے اطمینان بخش جواب دیا۔۔۔۔کے وہ نائٹ کی شفٹ میں داخلہ لے لے۔۔۔زبان سے واقفیت کی فکر نہ کرے۔۔۔وقت کے ساتھ ساتھ وہ بھی آجائے گی۔۔۔

"اوکے۔۔۔میں کل سے جوائنٹ کرتا ہوں۔۔۔" زاویار یہ کہتے ہوئے۔۔مسکان چہرے پر سجائے کھڑا ہوا۔۔۔

"نیک کام میں دیر نہیں کرتے۔۔۔۔شیطان بڑا لعین ہے۔۔۔۔کل کرے سو آج کر۔۔۔آج کرے سو اَب۔۔۔نائٹ کلاس چل رہی ہے۔۔۔آپ آج سے ہی اپنے نیک سفر کا آغاز کردیں۔۔۔" انھوں نے مسکراتے ہوئے۔۔۔انگریزی زبان میں کہا۔۔۔

وہ تھوڑی ہچکچاہٹ محسوس کررہا تھا۔۔۔بالکل اسی طرح جیسے رامین نے کی تھی۔۔۔

مگر چہرے پر تاثرات نمایاں نہ ہونے دیے۔۔۔

مسکراتے ہوئے ان کے بتائے ڈائرکشن کو فالو کرتے ہوئے کلاس روم تک پہنچ گیا۔۔۔

ہاتھ کلاس کے دروازہ کا ہینڈل پکڑتے وقت لرزنے لگے۔۔۔

کیونکے اُس پار وہ دنیا تھی جہاں خدا کے منتخب بندے تشریف فرما تھے۔۔۔جن سے خدا نے بھلائی ی کا ارادہ فرمایا تھا۔۔۔

آج اسے حدید کا خواب شدت سے یاد آیا۔۔۔

اپنا گناہوں سے لتھڑا ہوا موجود دیکھ۔۔وہ حیرت و اداسی کی ملی جھلی سی کیفیت میں مسکرا دیا۔۔۔

عقل حیران تھی۔۔۔کہاں شرابی و زانی زاویار۔۔اور کہاں خدا کے منتخب بندے۔۔۔

مگر اسکا انتخاب کیا گیا تھا۔۔۔ تبھی تو دروازے پر کھڑا تھا۔۔۔

دل میں ایک بار خیال آیا۔۔۔"نہیں زاویار تو نہیں کرسکتا۔۔۔بہت مشکل ہو گا۔۔۔کیسے جاب اور کورس ایک ساتھ مینج کرئے گا؟؟؟۔۔۔اوپر سے لینگویج کا مس ئلہ الگ۔۔۔"وہ اس خیال پر مسکراتے ہوئے۔۔۔"کچھ دن دیکھ لیتا ہوں۔۔۔مینج کرپایا تو ٹھیک۔۔۔ورنہ چھوڑ دوں گا۔۔۔بعد میں کم از کم یہ غم نہیں ہوگا کے میں نے ٹرئے تک نہیں کیا۔۔۔"وہ جیسے اپنے ہی دل کو بچوں کی طرح بہلا رہا ہو۔۔۔

وہ جانتا تھا یہ دل میں آنے والا خیال شیطان کی جانب سے ہے۔۔۔۔

شیطان کو جتنا بھی دھدکار لو۔۔۔وہ تھکتا نہیں ہے۔۔۔

اس ل ئی ے زاویار نے اسے بہلا کر خود سے دور کیا۔۔۔۔

آخر کار وہ دروازہ کھول کر۔۔۔اندر داخل ہوا۔۔۔

اس کی نگاہ سب سے پہلے مفتی الماس کے چہرے پر گ ئی۔۔وہ اس لمحے فیصلہ نہیں کرپایا۔۔۔کمرے میں روشنی زیادہ ہے۔۔یا مفتی الماس کے چہرے پر نور۔۔۔وہ سفید بلب کی طرح چمک رہے تھے۔۔۔

زاویار کو زندگی میں پہلی بار کوئی ی داڑھی والا شخص اتنا خوبصورت لگا تھا۔۔۔۔

مفتی الماس عمر میں زاویار سے چھوٹے تھے۔۔۔جس کا اندازہ زاویار کو پہلی ہی نظر میں ہوگیا تھا۔۔۔

ناجانے کیوں انھیں دیکھتے ہی دل تڑپ اٹھتا تھا۔۔۔حُسنِ مجسم کی یاد شدت سے ستانے لگتی تھی۔۔۔

وہ لیکچر دے رہے تھے۔۔۔

انھوں نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

سب سے آگے کورنر کی ایک جگہ خالی تھی دیوار کی سائیڈ والی۔۔وہ اس جگہ آکر بیٹھ گیا۔۔۔

آخر کار وہ ان لوگوں میں شامل ہوگیا تھا جنھیں نبیوں کی وراثت ملتی ہے۔۔۔

❤❤❤*****-----*****

وہ آفس میں داخل ہوا تو سید عثمان بیٹھے نظر آئے۔۔۔

وہ سلام کر کے ان ہی کے برابر والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔

"میں آپ کو سر کہوں یا مفتی صاحب؟؟"زاویار نے انھی سے پوچھا۔۔۔کے مخاطب کس طرح کرے۔۔۔

"جو دل چاہے۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے جواب دہ ہوئے۔۔۔

"مفتی صاحب۔۔۔سر میں آپ کو کلاس میں کہوں گا۔۔"وہ بھی ہلکا سہ مسکراتے ہوئے اپنائیت والے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

"پرنسپل کہاں ہیں؟؟"

"وہ۔۔کسی کام سے گ ئی ے ہوئے ہیں۔۔۔کوئ ی پیغام ہے تو مجھے بتادیں۔۔۔میں ان تک پہنچا دوں گا۔۔۔"

"پیغام۔۔۔"وہ سوچتے ہوئے۔۔۔

کمرے میں کچھ لمحوں کے ل ئی ے خاموشی چھائ ی رہی۔۔۔

"میں مینج نہیں کرپارہا۔۔۔جاب سے آنے کے بعد بہت تھک جاتا ہوں۔۔۔پھر مجھے اردو اور عربی بکس بھی بالکل سمجھ نہیں آرہیں۔۔۔اوپر سے لیکچرار کو اپنی ہر بات میری وجہ سے ٹرانسلیٹ کرنی پڑتی ہے۔۔۔جس کی وجہ سے اور اسٹوڈنٹس کا وقت ضائ ع ہوتا ہے۔۔۔اور پھر یہ سب بہت مشکل ہے۔۔۔صرف و نحو میرے سر کے اوپر سے جاتی ہے۔۔۔۔صرف عقائد کا سبجیکٹ ہے جو مجھے کچھ سمجھ میں آتا ہے۔۔۔۔باقی تو۔۔۔"وہ تین ماہ میں ہی ہمت ہار گیا تھا۔۔۔۔

اس کے چہرے سے افسردگی جھلک رہی تھی۔۔۔کے وہ چاہ کر بھی درس نظامی نہیں کرپارہا۔۔۔۔

"ویسے حیرت ہے۔۔۔ایک گیم پروگرامر ایسا کہ رہا ہے۔۔۔۔"ان کے الفاظ چہرے کے ایکسپریشن سے میچ نہیں ہو رہے تھے۔۔۔۔لہجہ میں بھی اطمینانی چھائی ی ہوئی ی تھی۔۔۔

"صرف و نحو کے قواعد گیم پروگرام کرنے سے زیادہ مشکل ہیں۔۔۔۔۔خاص طور پر صیغے۔۔۔۔مجھے تو سمجھ ہی نہیں آرہے۔۔۔"وہ پریشان لہجے میں جواب دینے لگا۔۔۔۔

"آپ کا حال مجھ سے زیادہ جدا نہیں ہے۔۔۔۔میں جب اسٹارٹ میں آیا تھا۔۔۔تو ٹھیک ایک ہفتے بعد اسی کرسی پر بیٹھ کر پرنسپل سے یہی کہ رہا تھا۔۔۔جو اِس وقت آپ کہ رہے ہیں۔۔۔"

"واقعی؟؟"وہ تعجب سے۔۔۔۔

"بالکل۔۔۔لیکن دیکھ لو۔۔۔آج اسی اکیڈمی کا لیکچرار ہوں۔۔۔"وہ فخرانہ کہنے لگے۔۔۔۔اسے ترغیب دلانے کے لیے۔۔۔

"آپ کو مجھ جتنی مشکل نہیں پیش آئی ی ہو گی۔۔۔"وہ تیزی سے بولا۔۔۔۔

"سوچ ہے حضرت آپ کی۔۔۔۔۔میں بالکل آپ جیسی کنڈیشن میں تھا۔۔۔۔میں کینیڈا میں اپنے دادا کے ساتھ رہا ہوں۔۔۔۔جب میں پاکستان آیا۔۔۔تو مجھے بھی بہت مشکل کا سامنا کرنا پڑا درس نظامی کا کورس کرنے میں۔۔۔میں تو اپنی یونی کا بیک بینچر تھا۔۔۔۔تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں میں کیسا اسٹوڈنٹ رہا ہوں گا۔۔۔۔"

"پھر یہاں کیسے پہنچے؟؟"وہ نہایت تجسس سے۔۔۔۔

"یونی میں ایک غیر مسلم لڑکے سے لڑائی ی ہو گ ئی تھی۔۔۔اس نے مجھے دینی مس ئی لے پر چیلنج دیا۔۔۔۔کہا ایسی دلیل لاؤ جسے میں رد نہ کرسکوں۔۔۔۔وہ لڑائی ی میری عزت و انا پر بن

آئی ی۔۔۔میں جب دلائل ڈھونڈنے نکلا۔۔۔تو دینی کتب کا مطالعہ کرنے لگا۔۔اسے تو منہ توڑ جواب دے دیا۔۔۔مگر پھر خود کو مطمئن نہیں کرسکا۔۔۔کے میں کیسا مسلم ہوں جو صرف اپنی عزت کی خاطر دینی کتب کی جانب راغب ہوا ہوں۔۔۔میرے ضمیر نے بہت ملامت کی۔۔۔اور میں اس راہ پر چلتا ہوا آگیا۔۔۔اب میں اپنی عزت یا اپنی انا کے ل ئ ے لوگوں کو دین کے سچا ہونے کے دلائل نہیں دیتا۔۔۔بلکے خدا کی عظمت کو بلند کرنے کی نیت سے۔۔اور سامنے والے کو کفر سے باہر نکالنے کے ل ئ ے دلائل دیتا ہوں۔۔" انھوں نے نہایت مختصر انداز میں۔۔اپنی کہانی بیان کردی۔۔۔

دیکھو تو صحیح۔۔۔خدا اپنے بندوں کو کہاں کہاں سے کھینچ کر نکال لاتا ہے۔۔ایک غیر مسلم کا چیلنج ۔۔۔سید عثمان کو آج اس اعلی مقام پر پہنچا گیا تھا۔۔۔

"حضرت مجھ سے اُس وقت پرنسپل نے کہا تھا۔۔تم خدا سے عشق کرلو۔۔۔محبوب کے تو خطوط سے بھی عشق ہوتا ہے۔۔۔جب محبوب کا خط آتا ہے تو عاشق مچل اٹھتا ہے۔۔اسے پڑھنے کے ل ئ ے۔۔۔۔ایک بار۔۔۔دو بار۔۔۔یہاں تک کے اَن گنت بار عاشق خط پڑھتا ہے۔۔۔حتی کے اسے حفظ ہوجاتا ہے۔۔۔اس دوران ناجانے کتنی بار اسے عقیدت سے آنکھوں سے بھی چومتا ہے اور لبوں سے بھی۔۔۔یہ تو ہوا وہ عاشق جسے محبوب کا خط پڑھنا آتا ہے۔۔۔وہ بیچارہ عاشق کیا کرئے؟؟؟۔۔۔جسے خط پڑھنا ہی نہ آئے۔۔۔آپ کو کیا لگتا پے۔۔وہ یہ کہ کر دل کو تسلی دے سکتا ہے۔۔۔کے میں بہت بیزی ہوں۔۔۔مجھے اس زبان سے بھی واقفیت نہیں۔۔۔چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔

نہیں ناں۔۔۔۔ہرگز نہیں۔۔۔ایک عاشق ایسا کہ کر اپنے دل کو تسلی نہیں دے سکتا۔۔۔۔وہ مچلے گا۔۔تڑپے گا۔۔۔اس کی یہ تڑپ اسے ایک لمحے کا بھی سکون میسر نہیں آنے دے گی۔۔۔کیونکے اس کا دل جاننا چاہتا ہے اس کے محبوب نے خط میں کیا پیغام بھیجا ہے اس کے لئے۔۔۔۔اب یہی تڑپ اسے ابھارے گی۔۔۔اور وہ عاشق ہر ممکنہ کوشش کرئے گا۔۔کسی طرح اپنے محبوب کے پیغام کو جان لے۔۔۔۔اور اسکی یہی بے چینی و اضطرابی اسے حوصلہ دے گی۔۔۔مشکلات سے لڑکر۔۔۔محبوب کی زبان سیکھنے کی۔۔۔۔اسے سمجھنے کی۔۔۔۔آپ کو بھی بس یہی کرنا ہے۔۔۔خدا سے عشق کرلو۔۔۔ایسا عشق۔۔۔۔کے صرف اسی کی یاد میں تڑپو۔۔اسی کے عشق میں مچلو۔۔۔۔اور اس کا پیغام یعنی قرآن شریف جو عربی زبان میں ہے۔۔۔اسے پڑھنے کے لئے۔۔۔عربی زبان پر عبور حاصل کرلو۔۔۔عشق کرلو زاویار۔۔۔خدا سے عشق کرلو۔۔۔ایک بار جب تم نے خدا سے عشق کرلیا۔۔۔پھر تو ڈٹ جاؤ گے۔۔اور خدا سے خود کہو گے۔۔۔۔کے تیری محفل چھوڑ کر نہیں جاتا۔۔۔اس علمِ دین کو تم شوق یا فرض سمجھ کر نہ پڑھو۔۔۔عشق کی تسبیح گمان کرو" ان کے کہے آخری جملوں سے عشقِ حقیقی جھلک رہا تھا۔۔مانو یہ عشق کا جام پہلے خود نوش فرمایا ہے۔۔۔

"ڈٹ جاؤ زاویار۔۔مشکلات کس عاشق کی راہ میں نہیں آتیں ؟؟۔۔۔۔۔۔" ان کا سوال زاویار کو اپنے دل میں اترتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

ان کی باتیں اسکے دل کو عشق حقیقی کی جانب تیزی سے راغب کررہی تھیں۔۔۔

دیوانے کو تحقیق سے دیوانا نہ کہنا۔۔۔

دیوانا بہت سوچ کر دیوانا بنا ہے۔۔۔۔۔۔۔❤

پہلے وہ صرف منتخب بندوں میں آنا چاہتا تھا۔۔۔مگر اب۔۔۔اس کی منزل بدل گ ئی تھی۔۔۔۔

اسے عشق حقیقی کی لذت چکنی تھی۔۔۔۔

وہ بھی خدا سے عشق کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔

ایسا عشق جس میں اپنی ذات کی " میں "کو فنا کردے۔۔۔۔

یہ عشق کا فلسفہ ہے۔۔۔۔

جب تک انسان کی ذات میں "میں " ہے۔۔۔وہ عشق حقیقی نہیں پا سکتا۔۔۔۔۔جب یہ "میں" ختم ہوتی ہے۔۔۔تب صرف "تو " بچتا ہے۔۔۔۔

"میں "کچھ نہیں مالک۔۔۔۔سب "تو" ہی تو ہے۔۔۔۔

خود کی ذات کو خاک میں ملانے کے بعد ہی عشق حقیقی نصیب ہوتا ہے۔۔۔۔

❤❤❤❤****-----***

قرآن شریف سے صیغے ڈھونڈتے ڈھونڈتے۔۔۔۔اس نے اپنی پوری رات گزار دی۔۔۔۔

علم دین حاصل کرنا پوری رات عبادت کرنے سے بہتر ہے۔۔۔۔

کمر تکتہ ہوگ ئی تھی۔۔۔جھکے جھکے۔۔۔۔

اس نے سارے صیغے ڈھونڈ کر ہی دم لیا تھا۔۔۔۔

اب جب کمر سیدھی کی۔۔۔تو درد سے ایک ہلکی سی آہ نکلی۔۔۔۔

دن رات محنت کررہا تھا وہ۔۔۔۔

اس نے آن لائن ایک گھنٹے کی اردو کی کلاس لینا بھی شروع کر دی تھی۔۔۔جو وہ اکیڈمی سے آنے کے بعد لیا کرتا تھا۔۔۔

اب جب نظر گھڑی پر گئی۔۔۔تو فجر ہونے میں آدھا گھنٹہ باقی تھا۔۔۔۔

پہلے خیال آیا سو جائے۔۔۔کیونکے پورا جسم تھکن سے چور چور تھا۔۔۔

مگر پھر خیال آیا کیوں ناں آج محبوب کی بارگاہ میں بغیر بلاوے کے بھی حاضری لگائی جائے۔۔۔

کے مالک جسم تھکن سے چور چور ہے۔۔۔۔مگر دل تھکا نہیں ہے۔۔۔وہ تیری بارگاہ میں حاضری کے لئے مچل رہا ہے۔۔۔۔

بس۔۔۔وہ وضو کی نیت سے ساری کتب میز سے سمیٹ کر۔۔۔بیگ میں رکھ۔۔۔صوفے سے کھڑا ہوا۔۔۔

وضو کیا۔۔۔اور دو رکعت تہجد ادا کی۔۔۔۔

دل نہ بھرا۔۔۔۔

پھر دو رکعت ادا کی۔۔۔

پھر بھی دل میں تشنگی تھی۔۔۔اس کے قرب کی۔۔۔۔

ایک بار پھر دو رکعت ادا کی۔۔۔۔

وہ اپنے دل کو اسکے قرب کی چاہ میں مچلتا ہوا پا رہا تھا۔۔۔

پھر دو رکعت ادا کرنے لگا۔۔۔۔

اسی طرح ۱۲ رکعات ادا کرلیں۔۔۔

دل تو اب بھی سکون نہیں پا رہا تھا۔۔ نیکیوں کا لالچ اسے اکسا رہا تھا۔۔۔ کیونکے نیکیاں قُربِ خدا کا سبب ہوتی ہیں۔۔۔

مگر جسم ساتھ چھوڑتا محسوس ہوا۔۔

دعا مانگنے بیٹھا۔۔۔ تو ناجانے کیوں دل میں شور برپا ہوگیا۔۔۔

آنکھوں میں حُسنِ مجسم کا سراپا لہرا گیا۔۔۔

وہ خود پر ہی جیسے ناراض ہوا۔۔۔

کیونکے دل بےاختیار رامین کو مانگنے لگا۔۔۔

جبکے وہ خدا کی محبت میں بےلوث عبادت کرنے آیا تھا۔۔۔

یہ عشق کی باتیں ہیں۔۔۔ یہ سمجھ میں نہیں آتیں۔۔۔

یہ وہی سمجھ سکتا ہے۔۔ جس نے عشق حقیقی کو جانا ہو۔۔۔

عشق میں شراکت۔۔۔ نہ نہ نہ۔۔۔۔۔

"مالک میں بہت گناہگار ہوں۔۔۔ اور بہت کمزور بھی۔۔۔ اتنا کمزور کے ایک مچھر کا ڈنک نہیں سہ سکتا۔۔۔ مالک۔۔۔ میں سچ کہتا ہوں۔۔ زندگی میں پہلی بار تہجد کی نماز پڑھنے جب آیا تو صرف تیرا قرب پانے کی چاہ میں آیا۔۔۔ اسے مانگنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔ مگر جب خیال آیا کے تہجد میں دعا قبول ہوتی ہے۔۔ تو تیرا قرب مانگنے سے قبل دل نے بےاختیار اسے مانگ لیا۔۔۔ میرے دل پر میرا زُور نہیں چلتا۔۔۔ تو جانتا ہے ناں مالک۔۔۔ میں چاہ کر بھی اسکی محبت سے خود کو آزاد نہیں کرپاتا۔۔۔ اس کی چاہ میرے دل سے نہیں جاتی۔۔۔ مالک میں عشق حقیقی کا طالب ہوں۔۔۔ میں

تیرا قرب پانے کی چاہ رکھنے لگا ہوں۔۔۔مجھے اچھا لگتا ہے تیرے اور تیرے نبی محمد ﷺ کے بارے میں سننا۔۔۔۔۔۔مالک۔۔۔میں تھک گیا ہوں۔۔۔رامین کے عشق میں تڑپتے تڑپتے۔۔۔یا تو مالک مجھے اپنی نیک بندی عطا کردے۔۔۔یا پھر میرے دل سے اس کی محبت نکال دے۔۔۔مجھے تیرے عشق کا مزا چکنا ہے۔۔۔مجھے تیرے عشق میں تڑپنا ہے۔۔۔مجھے تو چاہیے۔۔۔صرف تو۔۔۔میں اپنی ذات کو فنا کرنا چاہتا ہوں تیرے عشق میں۔۔۔میں صرف تیرے عشق میں رونا چاہتا ہوں۔۔۔۔میرا انتخاب کرلے ان بندوں میں جن کے دل صرف تیرے لئے تڑپتے ہیں۔۔۔"اس کے ہاتھ دعا کے لئے آسمان کی جانب بلند تھے۔۔۔

وہ رات کی تاریکی میں چھپکے چھپکے اپنے رب سے باتیں کررہا تھا۔۔۔

اسے اپنا غم بھی سنا رہا تھا۔۔اور اس سے اسکا قرب بھی مانگ رہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھیں جھرجھر موتی برسا رہی تھیں۔۔۔پورا چہرہ بھیگ رہا تھا۔۔۔۔

اسنے خدا کی بارگاہ میں روتے روتے۔۔۔اپنے موجود کو سجدے میں جھکا دیا۔۔۔

❤❤❤❤❤❤*****------****

اللہ کے فضل سے اس کا ایک سال کا کورس مکمل ہوگیا تھا۔۔اسنے امتحان میں پاسنگ مارکس کے ساتھ کامیابی حاصل کی۔۔۔

اسے تہجد میں خدا سے باتیں کرنے کا مزہ لگ گیا تھا۔۔۔

بہت سرور آتا تھا اسے خدا سے باتیں کر کے۔۔۔

رامین کو تو شاید خبر بھی نہ ہو۔۔وہ زاویار کی تہجد کی دعا بن چکی تھی۔۔۔۔

جیسے وہ اسے ہر لمحہ خدا سے مانگتی تھی۔۔۔زاویار بھی ویسے ہی اس حُسنِ سراپا کو مانگنے لگا تھا۔۔۔

****------*******❤❤❤❤❤❤❤

وہ روز کی طرح کلاس میں ایک گھنٹہ پہلے آکر۔۔۔ٹیسٹ یاد کررہا تھا۔۔

وہ تمام اساتذہ کی دی ہوئی ی عبارتیں گھر سے بناکر لاتا تھا۔۔مگر ٹیسٹ کلاس میں بیٹھ کر ہی یاد کرتا۔۔۔

مفتی الماس اس کے کلاس ٹیچر تھے۔۔۔جو منطق کا سبجیکٹ لے رہے تھے۔۔

زاویار کو ابھی بھی بہت مشکل ہوتی تھی عبارت کا اردو ترجمہ کرنے میں۔۔۔

جیسی بھی ٹوٹی پھوٹی عبارت بنتی۔۔وہ تیار کرلیتا۔۔

روز معمول کی طرح وہ اپنا ٹیسٹ یاد کرنے میں مگن تھا۔۔۔مفتی الماس بہنوں کی حاضری لے رہے تھے۔۔۔

"بنتِ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" بہنوں کا نام نہیں لیا جاتا تھا۔۔صرف والد کے نام سے مخاطب کر کے حاضری لی جاتی تھی۔۔۔

سب سے آخر میں جب مفتی الماس نے ایک نیا نام لیا۔۔۔تو زاویار نے دھیان نہ دیا۔۔۔مگر جب کانوں کی سماعت سے ایک جانی پہچانی آواز ٹکرائی ی۔۔۔تو بے اختیار ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔وہ تیزی سے۔۔۔بغیر کچھ سوچ سمجھے پیچھے مڑ گیا۔۔۔

جبکے کلاس میں بھائی یوں کا پیچھے مڑ کر بہنوں کی جانب نظر کرنا سختی سے منع تھا۔۔۔پرنسپل رولز کے معاملات میں بہت سخت تھے۔۔

اگر کسی کو یہ عمل کرتے ہوئے پرنسپل یا لیکچرار دیکھ لیتے۔۔۔تو اسے اکیڈمی سے نکال دیا جاتا۔۔۔

زاویار تو بےاختیار ہی مڑ گیا تھا۔۔۔

مقابل کی آنکھیں اسے دیکھتے ہی حیرت سے بڑی بڑی ہوگ ئی ں تھیں۔۔۔مانو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا ہو۔۔۔

ایک دو ثانیوں کے ل ئے وہ بھی بےاختیار زاویار کو دیکھنے لگی۔۔۔پھر تیزی سے آنکھیں جھکا لیں۔۔۔

اس نے تو آنکھیں جھکالیں۔۔مگر وہ دیوانوں کی طرح بےاختیار دیکھتا رہا۔۔

آنکھوں سے ازخود ہی آنسو جھلکنے لگے۔۔۔۔

وہ نہیں جانتا۔۔کیوں رونے لگا تھا اسے یوں اچانک دیکھ۔۔

"میں تو آپ سے یہ بھی نہیں کہ سکتی۔۔۔کے اب ہم جنت میں ملیں گے۔۔"اس کے کانوں میں یہ الفاظ پھر گونج رہے تھے۔۔۔

"گورے۔۔۔پیچھے کیوں دیکھ رہے ہو؟؟۔۔اکیڈمی سے نکلنے کا شوق آرہا ہے کیا؟؟۔۔"برابر میں بیٹھے اس کے کلاس فیلو نے۔۔اس کے بازو کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔۔

زاویار کو زیادہ تر لوگ گورا کہ کر مخاطب کرتے تھے۔۔

جس پر وہ حواسوں میں لوٹا۔۔۔۔

"کہاں جارہے ہیں آپ؟؟"وہ اٹھ کر تیزی سے باہر کی جانب جانے لگا۔۔تو مفتی الماس جو رجسٹر میں کام کر رہے تھے۔۔اسے جاتا دیکھ۔۔۔۔حیرت سے پوچھنے لگے۔۔

اُس کا دل اِس قدر تیز اور زور زور سے دھڑک رہا تھا مانو باہر ہی نکل آئے گا۔۔۔۔

ہاتھ پاؤں لرز رہے تھے۔۔۔

وہ بے یقینی کے عالم میں تھا۔۔۔

مگر یہ کوئی ی خواب نہیں تھا۔۔۔

"شکر ادا کرنے۔۔"اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔۔۔جن میں پانی چمک رہا تھا۔۔۔اس نے آنکھوں کو مسلتے ہوئے۔۔۔کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔۔اسے آنسوؤں کے سبب۔۔۔مفتی الماس دھندلے دھندلے نظر آرہے تھے۔۔۔

وہ کہنے کے بعد ایک لمحہ بھی نہ رکا۔۔اور تیزی سے باہر چلا گیا۔۔۔

پوری کلاس ہی اسے نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔سوائے حُسنِ مجسم کے۔۔۔

جسے ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔کے اس نے زاویار کو عالم کے کورس میں۔۔۔مسلمانوں کے درمیان۔۔۔اپنی ہی اکیڈمی کے ایک اسٹوڈنٹ کے روپ میں دیکھا ہے۔۔۔۔

اس کا دل خوف کے مارے قابو میں نہیں آرہا تھا۔۔۔

ہاتھ پاؤں کی جان نکل رہی تھی۔۔۔

یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ اس نے نقاب میں پہچانا نہ ہو۔۔۔ورنہ دل کو یہ کہہ کر تسلی دے دیتی کہ میں تو نقاب میں ہوں۔۔۔

"کیا ڈاکٹر میرے پیچھے پیچھے یہاں تک پہنچ گ ئی ے؟؟"وہ عالم خوف سے منہ میں بڑبڑائی ی۔۔

****

"میں نکاح نہیں کر سکتی ڈاکٹر سے۔۔۔چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔۔اب میں کیا کرؤں؟؟۔۔۔۔"اس کا ذہن مفلوج ہونے لگا تھا۔۔۔۔ایک ق ا د یانی کا مسلم لڑکی سے نکاح منعقد نہیں ہو سکتا پھر وہ حجاب و قبول کیسے کر لے۔۔۔۔۔

وہ پریشانی کے عالم میں کمرے میں اِدھر اُدھر ٹیل لگانے لگی۔۔۔۔

تب اس کی نگاہ اچانک بک شیل پر گ ئی۔۔۔اسے وہ خفیہ راستہ یاد آیا۔۔۔جو زاویار نے اسے دیکھایا تھا۔۔۔۔بھاگنے کے علاوہ اسے کوئی دوسرا رستہ نظر نہیں آرہا تھا اس لمحے۔۔۔

اس نے زاویار کو الماری میں اپنے ڈاکومنٹس رکھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔۔۔اس نے تیزی سے۔۔۔ایک لمحہ ضائع کیے بغیر الماری کھولی۔۔۔۔

زاویار کو کہیں بار لاکر کا پاسورڈ لگاتے دیکھا تھا رامین نے۔۔

کپکپاتی انگلی کے ساتھ جلدی سے لاکر پر پاسورڈ لگایا۔۔۔۔۔

اس کا ارادہ صرف اپنے ڈاکومنٹس لینے کا تھا۔۔۔۔

مگر لاکر کھلتے ہی اس کی نگاہ پہلے پیسوں پر پڑی۔۔۔۔۔

اسے پاکستان جانا تھا اپنے عالمہ کے کورس کی تعلیم مکمل کرنے۔۔۔۔ساتھ ساتھ ضروریات زندگی کے لیے بھی پیسوں کی ضرورت تھی۔۔۔۔۔

اس نے ڈاکومنٹس کے ساتھ ساتھ پیسے بھی اٹھا لیے۔۔۔۔اس نیت کے ساتھ کہ وہ ایک دن پیسے واپس کر دے گی۔۔۔۔

زاویار اپنا موبائل ڈریسنگ ٹیبل پر ہی بھول گیا تھا۔۔۔۔رامین تیزی سے بکس شیل کی جانب بڑھی۔۔۔لیکن اچانک اس کے قدم رکے۔۔۔

زاویار نے اس پر بہت احسانات کیے تھے۔۔۔جن کی وہ دلی طور پر شکرگزار تھی۔۔۔۔

اس طرح بن بتائے بھاگنا۔۔۔۔اسے غلط لگا۔۔۔

اس نے تیزی سے آکر ڈریسنگ ٹیبل سے زاویار کا سیل اٹھایا۔۔۔اور ایک پورا میسج ٹائپ کرکے۔۔۔اسے میسجز کے سیف آپشن میں ڈال دیا۔۔۔

بک شیل کے راستے سے وہ گھر سے باہر آنے میں کامیاب ہوگئی تھی۔۔

اس نے وہاں سے ٹیکسی لے کر ایئرپورٹ کا رخ کیا۔۔۔

”نہیں۔۔۔اگر میں پاکستان گئی تو ڈیڈ اور ڈاکٹر دونوں ہی مجھے باآسانی ڈھونڈ لیں گے۔۔۔۔کیونکے ان دونوں کو اچھی طرح علم ہے۔۔۔میرا دوسرا ٹھکانا پاکستان ہی ہے۔۔۔۔میں پاکستان نہیں جاسکتی ابھی۔۔۔تو پھر میں کہاں جاؤں؟؟۔۔۔یا میرے خدا!!!۔۔۔مدد کر میری...“وہ دل ہی دل دعاگو ہوئی۔۔۔

اس نے تھائی لینڈ میں ہی کچھ عرصے تک چھپ کر رہنے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔

اس نے ٹیکسی ایئرپورٹ کے راستے میں ہی رکوادی۔۔۔۔

ایک پلاسٹک بیگ کو سینے سے لگائے۔۔۔انجان راہوں پر چل پڑی تھی وہ۔۔۔۔

جہاں وہ اتری۔۔۔وہاں سے بینکاک کی ٹورسٹ بس جا رہی تھی۔۔۔رامین بغیر کچھ سوچے سمجھے اس میں چڑھ گئی۔۔۔

وہ کھڑکی والی سائیڈ پر بیٹھی۔۔۔۔

پورے دن بس میں بینکاک گھومتی رہی۔۔۔۔

اس کے دل کو خوف لاحق تھا کے زاویار اسے ڈھونڈتا ہوا نہ آجائے۔۔۔۔

یا اس کے گھر والے اس تک نہ پہنچ جائیں۔۔۔۔

یہی باتیں پورے دن ذہن میں گھومتی رہیں۔۔۔۔۔

جب وہ بس سے اتری۔۔۔تو خالی ذہن کے ساتھ سڑک کے کنارے چلنے لگی۔۔۔۔

رات اپنی تاریکی پھیلا چکی تھی۔۔۔۔

وہ تھک کر ایک بینچ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

"کہاں جاؤں میں ؟؟۔۔۔۔"وہ اپنا سر جھکا کر۔۔۔۔پریشانی کے عالم میں بڑبڑائی۔۔۔۔

"ہیلو لیڈی۔۔۔۔کیا تم ٹھیک ہو؟؟" نسوانی آواز پر اسنے اپنا سر اٹھایا۔۔۔۔۔

"جی۔۔۔۔ہر حال میں اللہ کا کرم ہے۔۔۔"وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے۔۔۔۔

خدا کے شکر گزار بندے یہی جواب دیتے ہیں۔۔۔۔جو اس نے دیا۔۔۔۔۔۔

"تم مسلم ہو؟؟" اس کا جواب سن۔۔۔ان کی جانب سے تیزی سے سوال آیا۔۔۔۔۔

"جی۔۔الحمدُ لِللہ۔۔۔۔"وہ آنکھوں کو اطمینان سے ایک لمحے کے لئیے بند کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو از خود ہی جھلک آئے تھے۔۔۔۔۔

"رو کیوں رہی ہو ؟؟۔۔۔"وہ خاتون پریشان ہو کر پوچھنے لگیں۔۔۔

"کیونکے۔۔میرے پاس رہنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔"وہ روہانسہ آواز میں گویا ہوئی۔۔۔

"او۔۔۔"وہ خاتون چند ثانیوں کے لیے پہلے تو خاموش ہوگئیں۔۔

پھر اپنی خاموشی توڑتے ہوئے۔۔"میں ایک فلیٹ کی اونر ہوں۔۔اگر تم ایک کرسچن روم میٹ کے ساتھ ایڈجسٹ کر سکتی ہو تو میرے فلیٹ میں آکر رہ لو۔۔۔مگر تمہیں آدھا کرایہ دینا ہوگا۔۔۔"

"جی جی۔۔میں بالکل رہ سکتی ہوں۔۔اور کرایہ بھی دے دوں گی۔۔۔"وہ تیزی سے جواب دہ ہوئی۔۔۔

"چلو۔۔۔۔پھر میرے ساتھ چلو۔۔۔"وہ خاتون اطمینان سے کہتی ہوئی آگے آگے چلنے لگیں۔۔

وہ دیکھنے سے شریف معلوم ہورہی تھیں۔۔۔۔

اس لمحے رامین کے پاس ان پر اعتبار کرنے کے علاوہ کوئی اور چارہ بھی تو نہ تھا۔۔۔

خوف و پریشانی کے سبب بھوک پیاس بھی مر گئی تھی اس کی۔۔۔

پلاسٹک بیگ کو سینے سے لگائے۔۔ان کے پیچھے پیچھے چلتی رہی۔۔۔

"ویسے۔۔نام کیا ہے تمھارا ؟؟"وہ پیچھے مڑکر۔۔رامین کی جانب دیکھ۔۔۔استفسار کرنے لگیں۔۔۔

"رامین۔۔"وہ دھیمے سے۔۔۔"اور آپکا نام ؟؟"

"میرا نام فرحا ہے۔۔۔"

"اوو۔۔۔تو آپ بھی مسلم ہیں" وہ مسرت سے بولی

"ہاں۔۔۔ الحمدُ للہ۔۔۔" وہ کہہ کر مسکرائی یں۔۔۔

فرحا بیگم اس کی مدد مسلم ہونے کے سبب ھی کر رہی تھیں۔۔۔

رامین نے بہت جلد قریب ہی ایک پارلر میں جاب کرنا اسٹارٹ کردی۔۔۔۔

پارلر میں اگر اچانک اپوائنمنٹ آتی۔۔۔تو پارلر کی اونر رامین سے رابطہ نہیں کر پاتی تھیں۔۔۔اس لئے انھوں نے خود رامین کو ایک سیل اچھی کارکردگی پر گفٹ میں دیا۔۔۔

زاویار کو کوئی دھوکا نہیں ہوا تھا۔۔۔وہ واقعی رامین ہی تھی۔۔۔جسے اس نے روڈ کراس کرتے دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ رامین ہی تھی جو اس کے سامنے مال میں داخل ہوئی تھی۔۔۔

مگر وہ کسی اور اسکارف والی لڑکی کو دیکھ۔۔۔واپس پلٹ آیا تھا۔۔اس گمان سے۔۔۔کے اسے غلط فہمی ہوگئی ہوگی۔۔۔

ایک رات جب وہ جاب سے گھر لوٹی تو زاویار کو اپنے اپارٹمنٹ میں صوفے پرلیٹا پایا۔۔۔

وہ حیران رہ گئی تھی۔۔۔

"او۔نو۔۔۔لگتا ہے ڈاکٹر کو پتا چل گیا میرے یہاں رہنے کے بارے میں۔۔۔ضرور میرا انتظار کرتے کرتے سو گئے ہوں گے۔۔۔اب کیا کرؤں ؟؟۔۔۔اب میں یہاں سے کہاں جاؤں؟؟۔۔۔ایک کام کرتی ہوں انھیں سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں۔۔۔ہوسکتا ہے انھیں میری

بات سمجھ آجائے۔۔۔اور یہ مجھے یہاں سکون سے رہنے دیں۔۔۔"رامین زاویار کو دیکھ ڈر گ ئی تھی۔۔۔اسے لگا۔۔۔وہ اس کا پیچھا کرتے کرتے۔۔۔اس کے اپارٹمنٹ تک پہنچ گیا ہے۔۔۔

جبکے زاویار تو اسکی روم میٹ کو چھوڑنے آیا تھا۔۔۔

وہ نشے کے سبب صوفے پر سو رہا تھا۔۔۔نہ کے رامین کے انتظار میں۔۔۔

رامین نے اپنی موت خود بلائ ی تھی۔۔۔سوتے ہوئے شیر کو جگا کر۔۔۔

وہ تو رامین کی قسمت اچھی تھی کے زاویار نشے کی حالت میں تھا۔۔۔

رامین سے ہوئ ی ملاقات وہ نشے کے سبب یاد نہ رکھ سکا۔۔۔

جبکے رامین بہت ڈر گ ئی تھی۔۔۔

وہ فلاور پورٹ اس کے سر پر مارنے کے بعد۔۔۔تیزی سے اپنا کچھ ضروری سامان اور پیسے لے کر۔۔۔راتوں رات وہاں سے بھاگ نکلی۔۔۔

اس کے پاس اب کوئ ی رہنے کی جگہ نہ تھی۔۔۔

وہ آج پھر اسی بینچ پر بیٹھ کر رونے لگی۔۔۔

"یہ ڈاکٹر میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ رہے۔۔۔کیسے سمجھاؤں انھیں۔۔۔نہیں ہوسکتا ہمارا نکاح۔۔۔۔یا اللہ اب میں کہاں جاؤں۔۔۔"وہ ہاتھوں میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔۔۔

پھر اسے پارلر کا خیال آیا۔۔۔

اس نے تیزی سے اونر کو اپنے سیل سے کال کی۔۔۔

اور ایک رات پارلر میں گزارنے کی اجازت چاہی۔۔۔

ان کی اجازت ملتے ہی وہ اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے۔۔۔۔۔پارلر کی جانب چل پڑئی ی۔۔۔

رات جیسے تیسے اس نے پارلر میں گزارئی ی۔۔۔

صبح اس نے پارلر کی اونر سے اپنے ل ئی ے ن ئی ے اپارٹمنٹ ڈھونڈنے کی بات کی۔۔۔

پارلر کی اونر رامین جیسی نیک ایماندار اور محنتی لڑکی کو کھونا نہیں چاہتی تھیں۔۔۔

پارلر کے اوپر حصے پر ایک چھوٹا سہ اسٹوروم تھا۔۔اونر نے اسے رامین کے ل ئی ے خالی کروادیا۔۔۔وہ خدا کا شکر ادا کر کے۔۔۔خاموشی سے وہاں رہنے لگی۔۔۔

ایک روز وہ اپنے پیسے گن رہی تھی۔۔۔

زاویار کے لائے ہوئے پیسے اب ختم ہونے کو تھے۔۔۔

جاب سے ملنے والی تنخواہ آدھی تو یونی کی فیس میں چلی جاتی اور آدھی کھانے پینے میں۔۔۔

اسے اب فکر لاحق ہوگ ئی تھی۔۔۔

"اب تو کافی وقت گزر گیا ہے۔۔۔اب مجھے پاکستان چلے جانا چاہیے۔۔۔کہیں ایسا نہ ہو کے بعد میں میرے پاس پاکستان جانے کے بھی پیسے نہ بچیں۔۔۔"وہ پریشان ہوکر بولی۔۔۔

------**❤❤❤❤

ایک دن وہ یونی سے واپس گھر آرہی تھی کے راستے میں ایک جانی پہچانی آواز کانوں کی سماعت سے ٹکرائی ی۔۔۔

وہ للیان کہ کر پکار لگا رہا تھا۔۔۔۔

یہ نام سنتے ہی۔۔۔اسکے پورے جسم میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔۔۔

ڈرتے ڈرتے۔۔۔۔پیچھے مڑی۔۔۔تو سامنے بارک کو کھڑا پایا۔۔۔

"للیان۔۔۔۔تو میرا اندازہ ٹھیک تھا۔۔۔تم زندہ ہو تبھی تمہاری ڈیتھ باڈی جنگل میں نہیں مل رہی تھی۔۔۔۔حیرت ہے اتنی اونچائی ی سے چھلانگ لگانے کے بعد بھی تم بچ گئیں۔۔۔۔۔۔" اس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔۔اور لبوں پر خباثت بھری مسکان۔۔۔۔آخری جملہ اس نے کافی طنزیہ ادا کیا۔۔۔۔

"نہ بے۔بی۔۔۔۔بھاگنے کی کوشش نہ کرنا دوبارا۔۔۔۔ورنہ اس بار میں تمہارا وہ حال کروں گا جو تم سوچ بھی نہیں سکتیں۔۔۔ تمھیں حاصل کرنا اب تو ضد ہے میری۔۔۔" رامین نے اس کی بات سنتے ہی بھاگنا چاہا۔۔۔مگر اس نے تیزی سے بازو پر گرفت کی۔۔۔۔اس کی آنکھوں میں ہوس ناچ رہی تھی۔۔۔وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتے ہوئے۔۔۔اپنا منہ اسکے چہرے کے قریب لانے لگا۔۔۔

" تمہارے پیرنٹس کی نظر میں تو تم پہلے ہی مر چکی ہو۔۔۔اس لئے۔۔۔" ابھی وہ بول ہی رہا تھا ۔۔۔کے رامین زور سے چیخی۔۔۔۔"کوئی ی مدد کرؤ۔۔۔یہ لڑکا مجھ سے بدتمیزی کر رہا ہے۔۔۔"

"للیان۔۔۔"وہ غصے سے رامین کے منہ پر ہاتھ رکھ کر آواز دبانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

رامین وہاں سے روز آیا جایا کرتی تھی۔۔۔اس لئے وہاں کے اکثر شاپ والے اسے جانتے تھے۔۔۔۔

بارک نے آواز دبانے میں دیر کر دی تھی۔۔وہاں کے آس پاس کے لوگ رامین کی مدد کرنے تیزی سے چلے آئے۔۔۔

"شرم آنی چاہیے تمھیں۔۔۔"سب سے پہلے تو ایک پاس کھڑی مغربی لباس میں ملبوث خاتون نے اس کے سر پر پیچھے سے سینڈل اتار کر زور سے مارتے ہوئے کہا۔۔۔

بارک کا ایک ہی وار میں سر چکرا گیا تھا۔۔

وہ رامین کا ہاتھ چھوڑ۔۔۔اپنا سر پکڑنے لگا۔۔۔

رامین موقع غنیمت جانتے ہوئے۔۔۔تیزی سے دوڑ گئی۔۔۔

اسنے پیچھے پلٹ کر نہ دیکھا۔۔کے وہاں کے لوگوں نے پھر بارک کا کیا حال کیا۔۔۔

لیکن اسے یقین تھا کے بارک کو اچھا سبق مل جائے گا۔۔۔۔

بارک کے یوں اچانک ٹکرا جانے سے اسکے خوف میں مزید اضافہ ہوا۔۔۔

اسے اب تھائی لینڈ میں رہنا اپنے لئے سیف نہیں لگ رہا تھا۔۔

عالمہ بننے کے خواب وہ ابھی بھی دیکھا کرتی تھی۔۔۔

"یہ پیسے تو بہت کم ہیں۔۔۔ان سے تو صرف میں پاکستان پہنچ سکتی ہوں۔۔کھانے پینے اور دوسری ضروریات زندگی کے پیسے کہاں سے آئیں گے؟؟؟۔۔۔وہاں تو جاب بھی اتنی مشکل سے ملتی ہے۔۔۔میں اکیڈمی کی فیس کیسے بھروں گی؟؟۔۔۔اور اپارٹمنٹ کا کرایہ۔۔۔۔یا اللہ!!!!!۔۔۔مگر اب یہاں مزید رہنا سیف نہیں۔۔۔کیونکے ڈاکٹر اور بارک دونوں جان گئے ہیں کہ میں تھائی لینڈ میں ہی رہ رہی ہوں۔۔۔"رامین بارک اور زاویار کے خوف سے تھائی لینڈ چھوڑ آئی۔۔۔

وہ بیچاری پاکستان آکر نہایت کم ریٹ پر۔۔۔دو کمرے کے چھوٹے سے فلیٹ میں۔۔۔کرائے پر رہنے لگی۔۔۔

اس نے ابھی تک کراچی یونی میں داخلہ نہیں لیا تھا۔۔۔کیونکہ اس کے پاس پیسے نہیں تھے فارم جمع کرانے کی فیس تک کے۔۔۔

۔۔یہ فکر اسے ستا رہی تھی کے وہ مہینے کے آخر میں اکیڈمی کی فیس کیسے ادا کرے گی۔۔۔۔

لیکن آج اللہ توکل پر وہ اکیڈمی چلی آئی ی۔۔۔

وہ اور زیادہ دور نہیں رہ سکتی تھی اس مبارک راہ سے۔۔۔

مگر اسے کیا خبر تھی۔۔۔پہلے ہی دن اس کا سامنا زاویار سے ہو جائے گا۔۔

اس کے ہاتھ پاؤں زاویار کو دیکھتے ہی خوف کے سبب ٹھنڈے پڑنے لگے تھے۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اکیڈمی سے بھاگ جائے۔۔۔

خوف کے سبب۔۔۔اس کا ذہن سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھا تھا۔۔

اسے لگ رہا تھا۔۔۔کے زاویار اس کے چکر میں یہاں آیا ہے۔۔۔

💖❄🌹❄💖*****-----*****

وہ سجدہ شکر میں ناجانے کتنی دیر روتا رہا۔۔۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔رامین اسے مل گ ئی ہے۔۔۔

رامین کو بنت کہ کر پکارا گیا تھا حاضری کے وقت۔۔۔جو اس بات کی دلیل تھا کہ اس کی مفتی الماس سے شادی نہیں ہوئی ہے۔۔۔

کیونکہ شادی شدہ بہنوں کی حاضری ان کے ہسبینڈز کے نام سے لگائی جاتی تھی نہ کہ والد کے نام سے۔۔۔

اس کے لب خاموش تھے۔۔۔خود ہی آنکھوں سے شکرانے کے سجدے جھر جھر بہ رہے تھے۔۔۔

وہ کیسے بتائے۔۔۔آج اسے خدا نے کیا دے دیا تھا۔۔۔

اسکے پاس الفاظ نہیں بچے تھے اپنے رب کا شکر ادا کرنے کے لئے۔۔۔۔

ابھی وہ حاصل نہیں ہوئی تھی۔۔۔ملی نہیں تھی۔۔۔نکاح میں نہیں بندھی تھی۔۔۔۔۔ابھی تو صرف آنکھوں کے سامنے آئی تھی۔۔۔۔صرف جھلک شرفی نصیب ہوئی تھی۔۔۔۔

تو دیوانے کا یہ حال تھا۔۔۔کے سجدہ شکر میں رو رو کر ہلکان ہوئے جارہا تھا۔۔۔💕

****-----******❤💗❤💗❤💗❤

چھٹی کے وقت اسے خوف لاحق تھا کے زاویار اس کا راستہ ضرور روکے گا۔۔۔

اس نے ہڑبڑاہٹ میں بیگ پیک کیا۔۔۔

تیز قدم بڑھاتی ہوئی۔۔۔بس اسٹاپ پر پہنچی۔۔۔

وہ بس کا بےصبری سے انتظار کررہی تھی۔۔۔کے اس کی نظر سامنے سے آتے زاویار پر پڑئی۔۔۔

خوف کے مارے اس نے تھوک بامشکل گلے میں نگلا۔۔۔

اسے پسینے آنے لگے۔۔۔

زاویار کو دیکھتے ہی اس کا دم خشک ہوا۔۔۔پھر تو وہ بیچاری بس کے انتظار میں بھی نہ رکی۔۔۔

وہ تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے۔۔اپنے گھر کی جانب پیدل ہی چل دی۔۔۔

وہ جتنا اپنی رفتار تیز کرتی۔۔۔پیچھے مقابل کی رفتار بھی اتنی ہی تیزی پکڑتی جاتی۔۔۔

وہ 4th فلور پر رہ رہی تھی۔۔۔

سیڑھیوں کو پھیلانگتی ہوئی۔۔پسینوں سے شرابور حالت میں۔۔۔وہ اپنے فلیٹ میں پہنچی۔۔۔

اس نے تیزی سے دروازہ بند کیا۔۔۔

وہ دروازے سے لگ کر ہی فرش پر بیٹھ گئی۔۔۔

وہ بری طرح ہانپ رہی تھی۔۔۔

بڑے بڑے سانس لے کر اسنے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔۔

اس کا دل بے قابو ہوئے جارہا تھا۔۔اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ لیا۔۔

ہلکا سہ دروازہ نوک ہوا۔۔۔

پھر خاموشی چھاگئی۔۔۔

وہ کافی دیر تک اسی حالت میں بیٹھی رہی۔۔۔

جب یقین آگیا کے وہ جا چکا ہے۔۔تو آہستہ سے دروازہ کھولا۔۔۔

وہاں کوئی نہ تھا۔۔۔یہ دیکھ۔۔سکھ کا سانس بھرا۔۔۔

وہ اندر واپس جانے لگی تو نگاہ فرش کی جانب گئی۔۔۔

وہاں ایک کاغذ کی چٹ کے ساتھ اسے ایک چابی رکھی نظر آئی۔۔۔

"یہ شاید تمھاری ہے۔۔۔میں نے بس اسٹاپ پر تمھارے بیگ سے اس چابی کو گرتے دیکھا تھا۔۔۔سوچا تمھیں دے دوں۔۔۔مگر تم اتنا تیز چل رہی تھیں کے میں دے نہیں سکا۔۔۔باہر آواز دے کر روکنا مناسب نہیں لگا مجھے۔۔۔اس لئے تمھاری چابی دینے گھر تک چلا آیا۔۔۔"اس نے زاویار کے خوف سے ہڑبڑاہٹ میں اپنے بیگ کی zip کو ٹھیک طرح بند نہیں کیا ۔۔جس کی وجہ سے اسکی چابی کب گر گئی اسے خبر ہی نہ ہوئی۔۔۔۔۔

وہ بے یقینی سے ایک بار پھر خط پڑھنے لگی۔۔۔

زاویار واقعی صرف چابی دینے کی نیت سے اسکے پیچھے آیا تھا۔۔۔

زاویار کے خط نے اس کے خوف کو کافی حد تک کم کیا۔۔

وہ چابی اور چٹ ہاتھ میں لئے گھر میں واپس آ گئی۔۔۔

"اس نے کچھ بھی نہیں کہا۔۔۔کیسے؟؟۔۔۔کیوں؟؟۔۔۔۔"وہ اب تک حیرت کے غوطے کھا رہی تھی۔۔۔

پورے ایک ہفتے تک اس کے دل میں اکیڈمی جاتے وقت یہی خوف لاحق رہا۔۔۔کے زاویار کچھ کہے ناں۔۔۔

مگر مقابل کی جانب سے مکمل خاموشی طاری تھی۔۔۔

اس دن کے بعد سے وہ پیچھے بھی نہیں مڑا۔۔۔۔۔

رامین کے دل سے زاویار کا خوف بالکل چلا گیا تھا۔۔۔وہ پہلے کی طرح پڑھنے لگی تھی۔۔۔

اسکی ذہانت سے زاویار بھی بڑا متاثر ہوا۔۔۔۔

وہ رامین کے دلائل۔۔۔جو وہ عبارت میں حرکات کی وجوہات پر دیا کرتی۔۔۔سن سن کر۔۔۔۔فقط کلاس میں مسکراتا رہتا۔۔۔

ایک دلفریب مسکراہٹ رہتی تھی اب زاویار کے چہرے پر۔۔۔۔

****-----****💞🌹💖🌹💖🌹💖

"جی؟؟" دروازہ نوک ہونے پر وہ اسکارف باندھ کر۔۔ہلکا سہ دروازہ کھولتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔۔

"میم۔۔۔گروسری کا سامان ہے۔۔جو آپ نے اوڈر کیا ہے۔۔۔" ڈیلوری بوائے نہایت شائستہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

"گروسری؟؟۔۔۔میں نے تو کوئی اوڈر نہیں کیا۔۔۔" وہ الجھ کر بولی۔۔۔

"میم۔۔اسی ایڈریس کا اوڈر تھا۔۔چاہے تو آپ چیک کرلیں۔۔" وہ سامان سے بھرے دو شاپر دروازے کی جانب بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔۔

دونوں کے درمیان کافی دیر تک بحث چلتی رہی۔۔۔

"آپ کیوں ضد کررہے ہیں؟؟۔۔میں نے کہا ناں۔۔میں نے کوئی اوڈر نہیں کیا۔۔۔" وہ قطعی انداز میں چڑتے ہوئے بولی۔۔۔

وہ دروازے کی آڑ میں کھڑی تھی۔۔۔

"میم۔۔اس سامان کی پیمنٹ ہوچکی ہے۔۔اور ایڈریس آپ کے فلیٹ کا ہی تھا۔۔سو پلیز۔۔اسے لے لیں۔۔۔"

”میں نے کہا ناں۔۔۔میرا سامان نہیں ہے۔۔۔۔عجیب زبردستی ہے آپ لوگوں کی۔۔۔۔کچھ نہیں لینا مجھے۔۔۔جائیں آپ۔۔۔۔اور ویسے بھی میں کیوں اتنا سارا سامان اوڈر کرنے لگی۔۔۔۔جبکے انھیں رکھنے کے لئے فرتج تک نہیں ہے میرے گھر میں۔۔۔۔آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔“وہ جزبز ہوکر کہتی ہوئی۔۔۔دروازہ بند کر کے اندر آگئی۔۔۔۔۔

”اب کون آگیا؟؟“آدھے گھنٹے بعد پھر سے دروازہ نوک ہوا۔۔۔۔

وہ پھر سے اسکارف لپیٹ کر۔۔دروازے پر آئی۔۔۔۔

”میم۔۔۔آپ کی ڈلیوری“باہر ایک شخص نہایت نرمی سے کہنے لگا۔۔۔۔

”کس چیز کی ڈلیوری؟؟؟۔۔۔۔“وہ پھر الجھی۔۔۔۔

”میم کپڑوں کی۔۔۔“یہ سن۔۔وہ پریشان ہوکر۔۔۔۔”یہ کیا ہورہا ہے آج؟؟؟۔۔۔۔کیوں دوسروں کے اوڈر میرے گھر آرہے ہیں۔۔۔“

رامین بہت دیر تک اس ڈلیوری بوائے سے الجھتی رہی۔۔۔۔وہ بھی اس بات پر بضد رہا کے یہ ڈلیوری اِسی ایڈریس کی ہے۔۔۔۔اور پیمنٹ ہوچکی ہے۔۔۔

ابھی وہ ڈلیوری بوائے گیا بھی نہیں تھا کہ ایک اور شخص وہاں آکر کھڑا ہوا۔۔۔۔

”میم۔۔۔آپ کا فرتج آگیا ہے۔۔۔۔دروازہ کھولیں تاکہ ہم اندر سیٹ کردیں۔۔۔۔“

”کیا؟؟۔۔۔۔کون سہ فرتج؟؟۔۔۔یہ کیا ہورہا ہے آج؟؟“اب تو اس بیچاری نے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔۔۔۔

”میم۔۔۔آپ سائیڈ میں ہٹ جائیں۔۔۔میں رکھوا دیتی ہوں۔۔۔“ایک لڑکی نہایت مہذب انداز میں رامین کے دروازے کے بالکل سامنے آکر بولی۔۔۔۔

”پر یہ میرا سامان نہیں ہے۔۔۔۔“وہ پریشان ہوتے ہوئے بولی۔۔۔۔

”میم۔۔۔اس سارے سامان کی پیمنٹ ہوچکی ہے۔۔۔اس لئیے آپ فکر نہ کریں۔۔۔۔“وہ اطمینان بخش انداز میں کہنے لگی۔۔۔۔

” دیکھیں۔۔۔آپ لوگوں کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔آپ لوگ غلط ایڈریس پر آگئے ہیں شاید۔۔۔۔۔میں نے کوئی اوڈر نہیں کیا ہے۔۔۔آپ پلیز یہ سب واپس لے کر جائیں۔“

”میم۔۔سامان کی پیمنٹ آپ کے ہسبینڈ نے کردی ہے۔۔۔سو آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔۔اور پلیز۔۔۔دروازہ کھولیں۔۔۔تاکے ہم فریج واشنگ مشین وغیرہ سیٹ کرسکیں۔۔۔“ اس لڑکی کے پورے جملے میں ہسبینڈ کے لفظ پر ہی رامین کا ذہن اٹک کر رہ گیا تھا

”میرے ہسبینڈ نے اوڈر کیا ہے یہ سب۔؟؟۔۔۔۔اووووووو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور میں جان سکتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرے ہسبینڈ کا نام کیا ہے؟؟“پہلے تو وہ تعجب سے اس لڑکی کو دیکھنے لگی۔۔۔پھر اپنے غصے پر ضبط کر۔۔۔چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ سجائے گویا ہوئی۔۔۔۔

”کیوں مزاق کررہی ہیں میم؟؟۔۔۔۔“اس لڑکی نے رامین کے سوال پر۔۔۔اسے عجیب نظروں سے دیکھا۔۔۔پھر چہرے پر مسکان سجائے۔۔۔۔بڑی نرمی سے کہنے لگی۔۔۔۔

” میں مذاق کر رہی ہوں؟؟؟ یا آپ لوگ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں ؟؟؟۔۔۔۔۔۔۔“رامین کا ضبط اب جواب دینے لگا تھا۔۔۔۔

"میم۔۔۔ہم کیوں آپ سے مزاق کرنے لگے ؟؟"

"تو ٹھیک ہے۔۔۔میرے ہسبینڈ کا نام بتا دیں۔۔۔مجھے بھی تو پتا چلے۔۔۔میرا ہسبینڈ ہے کون؟؟"وہ بگڑتے ہوئے بولی۔۔۔

"زاویار دارم۔۔آپ کے ہسبینڈ کا نام ہے۔۔اور انھوں نے ہمیں بھیجا ہے۔۔اب پلیز۔۔ہمیں سامان رکھنے دیں۔۔۔"وہ لڑکی بھی اب اپنا ضبط کھو رہی تھی۔۔۔نہایت جتاتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

زاویار کا نام سن۔۔وہ خاموش ہوگئی۔۔۔

چپ چاپ سارا سامان اندر آنے دیا۔۔۔

"کیا مجھے میرے ہسبینڈ زاویار دارم کا نمبر مل سکتا ہے؟؟"اس نے دانت پیستے ہوئے۔۔چہرے پر مصنوعی مسکان سجائے۔۔۔لڑکی سے کہا۔۔۔

"میم۔۔میرے پاس ان کا نمبر کیسے ہوسکتا ہے ؟؟۔۔۔آپ کے ہسبینڈ نے سیل بھیجا ہے آپ کے لئے۔۔۔دیکھ لیں شاید اس میں ان کا نمبر ہو۔۔۔"وہ لڑکی نا سمجھی سے پہلے رامین کو دیکھنے لگی۔۔۔پھر سر جھٹک کر کہتے ہوئے منہ بسورنے لگی۔۔۔

"عجیب پاگل ہے یہ عورت۔۔۔اپنے ہسبینڈ کا نمبر مجھ سے مانگ رہی ہے۔۔۔"وہ منہ میں بڑبڑاتی ہوئی باہر کی جانب بڑھی۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَیکُم وَرَحمَۃُ اَللهِ وَبَرَکاتُہُ"رامین نے سب سے پہلے سیل نکالا۔۔۔جو زاویار نے اسے بھیجا تھا۔۔۔اس سیل میں زاویار کا نمبر پہلے سے ہی سیف تھا۔۔۔اس نے پہلی ہی بیل پر کال ریسیو کرلی تھی۔۔۔ساتھ ساتھ نہایت محبت سے چور لہجے میں۔۔۔سلام میں پہل بھی کی۔۔۔

"وَعَلَيكُم السَّلَام۔۔۔کیا ڈاکٹر میں آپ سے پوچھ سکتی ہوں اس حرکت کا کیا مطلب ہے ؟؟"وہ غصے سے استفسار کرنے لگی۔۔۔

"میں نے تو فقط سلامتی بھیجی ہے۔۔اس میں اتنا غصہ ہونے والی کیا بات ہے؟؟۔۔"وہ جان کر بھی انجان بن رہا تھا۔۔۔

"میں سلام کی بات نہیں کررہی۔۔۔میں اس سامان کی بات کررہی ہوں۔۔"

"اوو۔۔سوری۔۔۔"اس کی معذرت سن۔۔رامین کا ہلکا سہ غصے کا پارہ نیچے کی جانب آیا۔۔۔

"میرے پاس ٹائم زیادہ نہیں تھا۔۔اس لئے بس تھوڑا سہ ہی سامان بھیج سکا۔۔۔مگر تم فکر نہ کرؤ۔۔۔میں کل ایل سی ڈی۔۔..AC۔۔۔۔اوون اور باقی ضرورت کا سامان بھی بھیج دوں گا۔۔۔اور۔۔"وہ ابھی بول ہی رہا تھا کے رامین کا غصے کا پارہ آسمانوں سے باتیں کرنے لگا۔۔۔۔وہ بیچ میں بات کاٹتے ہوئے۔۔۔

"ایک منٹ۔۔کیا میں پوچھ سکتی ہوں ڈاکٹر۔۔آپ مجھ پر اتنے مہربان کیوں ہورہے ہیں؟؟۔۔"

"مجھے کسی سے معافی مانگنا نہیں آتا۔۔۔نہ مجھے پتا ہے کے کسی روٹھے ہوئے کو کیسے مناتے ہیں۔۔۔میں صرف اپنی پچھلی غلطیوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کررہا تھا۔۔۔جب میں پاکستان آیا تو مجھے جن چیزوں کی ضرورت پڑئی۔۔۔میں وہی سب چیزیں تمھیں بھیج رہا ہوں۔۔۔"اس کا لہجہ نہایت شرمسار تھا۔۔۔

زاویار نے اپنے انداز سے معافی مانگی۔۔۔

جس پر رامین سمجھ ہی نہ سکی۔۔۔کے کیا جواب دے۔۔۔۔

”آپ میرے ہسبینڈ نہیں ہیں“ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد وہ اعتراضاً بولی۔۔۔

”اسی بات کا تو زاویار کو غم لاحق ہے۔۔“ وہ نہایت رنجیدہ ہو کر۔۔۔۔

”اب تو میں مسلم ہو گیا ہوں۔۔۔ کیا اب مجھ سے نکاح کرؤ گی ؟؟؟“ اس نے سادگی سے نکاح کا پیغام دیا۔۔۔

حُسنِ مجسم سے نکاح کی آرزو دن بہ دن بڑھ رہی تھی۔۔۔

اس کے سوال پر دوسری سمت خاموشی چھا گئی۔۔۔

اِس ایک ہفتے میں وہ یہ جان گئی تھی کے زاویار اسکے پیچھے اکیڈمی نہیں آیا۔۔۔ وہ ایک سال سے وہاں پڑھ رہا ہے۔۔۔

دیر لگتی ہے ذرا۔۔۔ مگر دعائیں قبول ضرور ہوتی ہیں۔۔۔

اس کی آنکھوں میں سمندر امڈ آیا۔۔۔

وہ سُن سی کیفیت میں سیل کان سے لگائے کھڑی تھی۔۔۔

مقابل نہیں جانتا۔۔۔ اب تو وہ امید بھی ہار بیٹھی تھی۔۔۔ کے اسے کبھی اپنی پہلی محبت نصیب ہو گی۔۔۔

اسے زاویار نصیب ہو گا۔۔۔

اسکی دعائیں۔۔۔ اس ق ا د یانی لڑکے کو راہِ ہدایت کا ایک دن مسافر بنائیں گی۔۔۔

اُس نیک بندی کی دعائیں اُسے گمراہی سے کھینچ کر نکال لائیں گی۔۔۔

رامین کے ہونٹ کپکپانے لگے۔۔۔۔

زاویار کا صبر جواب دے رہا تھا۔۔۔اسکی خاموشی اسے چب رہی تھی۔۔۔

"اتنا برا بھی نہیں ہوں میں اب۔۔۔۔الحمداللہ مسلمان ہوں۔۔۔ختم نبوت پر عقیدہ رکھنے والا مسلم۔۔۔۔"اس نے نہایت واضح انداز میں اپنے مسلم ہونے کی دلیل دی۔۔۔۔

"میں جانتی ہوں آپ مسلم ہوگئے ہیں۔۔۔مگر۔۔۔"وہ بولتے بولتے رکی۔۔۔

"مگر کیا؟؟"۔۔۔۔اس کی خاموشی زاویار کو بےچین کررہی تھی۔۔۔۔

"مگر۔۔۔میں مقتیہ بننا چاہتی ہوں۔۔۔ابھی شادی کی ذمہ داریاں نہیں اٹھانا چاہتی۔۔۔۔"اس نے اپنے دل کی بات صاف گوئی سے زاویار کے سامنے رکھی۔۔۔۔

"۔۔۔صرف نکاح کرلیتے ہیں۔۔۔جب تک تم نہیں چاہو گی۔۔۔ہم اپنا رشتہ آگے نہیں بڑھائیں گے۔۔۔۔میں تم پر اپنی کوئی ذمہ داری نہیں ڈالوں گا۔۔۔نہ ہی تم سے کسی چیز کی ڈیمانٹ کرؤں گا۔۔۔۔تم جیسے ابھی اکیڈمی میں پڑھ رہی ہو۔۔۔ویسی ہی پڑھتی رہنا آرام سے۔۔۔۔مجھے کچھ نہیں چاہیے تم سے۔۔۔۔۔۔بس میرے ساتھ رہو۔۔۔۔۔میری آنکھوں کے سامنے۔۔۔۔۔۔۔"اس کے کہے آخری جملے۔۔۔ایسا لگا ڈائ ریکٹ دل سے نکلے تھے۔۔۔۔

ان آخری جملوں نے اس کے دل کو اپنے حصار و سحر میں جکڑ لیا۔۔۔۔

"میں بتادوں۔۔۔ٹچ بھی نہیں کرنے دوں گی خود کو۔۔۔"حُسن مجسم اعلانیہ کہنے لگی۔۔۔

زاویار کی نیت کتنی بےمان ہے اسے لے کر۔۔۔یہ وہ اچھی طرح جانتی تھی۔۔۔۔اس لئے پہلے ہی وارن کرنے لگی۔۔۔۔کے کسی خوش فہمی میں نہ رہے۔۔۔۔۔

اس کی سادگی دیکھ۔۔۔۔زاویار کے چہرے پر بڑی سی مسکان رقصا ہوئی۔۔۔۔

"فکر نہ کرؤ۔۔۔ویسے تو میں وعدہ کرتا نہیں۔۔۔اور جب کرلوں تو اسے نبھاتا ضرور ہوں۔۔۔ تمھاری پڑھائی کی میری وجہ سے نہیں رکے گی۔۔۔یہ میرا وعدہ ہے۔۔۔۔"اس نے اطمینان بخش جواب دیا۔۔۔۔

"ہممممم"۔۔۔۔

"اس لمبی سی ہممممم کا مطلب ہاں سمجھوں ؟؟"وہ معصومیت سے پوچھنے لگا۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔"

"چلو۔۔۔تو میں سید عثمان سے بات کر کے تمھیں ٹائی منگ بتاتا ہوں۔۔۔۔"اس کی رضامندی ۔۔۔زاویار کے دل کو مسرت سے بھر گئی تھی۔۔۔لگا جیسے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے آج۔۔۔۔

لگا جیسے کوئی خوبصورت خواب ہو۔۔۔۔

اسے اپنی خوشی میں پورا جہاں رقص کرتا محسوس ہورہا تھا۔۔۔۔

اس کے چہرے پر ایک دلفریب مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔۔

"اچھا سنیں۔۔۔۔کیا آپ ابھی بھی مجھے Witch بلاتے ہیں ؟؟"وہ روتو سہ منہ بناکر۔۔تجسس سے پوچھنے لگی۔۔۔۔

اس کا سوال سن۔۔۔۔زاویار بری طرح چونکا۔۔۔۔

صوفے سے ٹیک ہٹاکر۔۔۔۔سیدھا ہوکر بیٹھتے ہوئے۔۔۔۔

"تمھیں کیسے پتا۔۔۔میں تمھیں witch کہتا تھا؟؟؟"

رامین کو لگا وہ انجان بننے کی اداکاری کر رہا ہے۔۔۔جبکے زاویار کو واقعی یاد نہیں تھا۔۔اس نے خود رامین کو نشے کی حالت میں بتایا تھا۔۔۔۔

"تھا مطلب؟؟؟۔۔۔۔اب نہیں کہتے ؟؟"اس کا تجسس برقرار تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔"زاویار نے صاف انکار کیا۔۔۔

"کیوں؟؟"وہ وجہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔۔۔

"کیونکے اب حوروں کا بیان پڑھ چکا ہوں۔۔۔"وہ مفاہمانہ انداز میں تعریف کرنے لگا۔۔۔اس کے حُسن کی۔۔۔۔

اس کا جواب سنتے ہی رامین مسکرانے لگی۔۔۔

****

آج جیسے اپنی ہی قسمت پر رشک آرہا ہو۔۔۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔جس محبت کو وہ خدا کے نام پر چھوڑ کر بھاگ آئی ی تھی۔۔۔جسے خدا سے مانگنا تک چھوڑ دیا تھا۔۔ساری امیدیں ہار بیٹھی تھی۔۔۔

دل کو کوئی ی آس نہیں بچی تھی کے کبھی اپنی پہلی محبت کو دوبارا دیکھ بھی پائے گی۔۔۔

اور نہ ہی وہ دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔کیونکے وہ ڈرتی تھی۔۔۔جبراً نکاح سے۔۔۔

اس نکاح سے جو کبھی منعقد ہی نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

وہ بھاگ گ ئی۔۔۔دل پر پتھر رکھ۔۔۔۔

کبھی شکوہ تک زبان پر نہ لائی ی۔۔۔۔

چپ چاپ کٹھن سے کٹھن حالات کا اکیلے مقابلہ کرتی رہی۔۔۔

وہ کہاں جانتی تھی۔۔۔یہ ایک امتحان تھا۔۔

خدا اپنے بندوں کو کبھی لے کر آزماتا ہے تو کبھی دے کر۔۔۔

اگر وہ اس وقت خدا کی رضا کے لئے۔۔اسلام کے احکامات کو اولین ترجیح دے کر نہ بھاگتی۔۔۔تو آج اس کا نکاح ایک مسلم لڑکے سے نہ ہو رہا ہوتا۔۔۔

اگر وہ نکاح کرلیتی۔۔۔تو کیا کچھ نہ ملتا اسے۔۔۔اپنی محبت۔۔۔عیش و عشرت کی زندگی۔۔۔کوئی کٹھن و دشواری نہیں۔۔۔بس آسانی ہی آسانی۔۔۔

مگر خدا والے کہاں آسانیوں اور آسائشوں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔۔۔ان کا تو نعرہ ہی شروع سے یہ رہا ہے۔۔۔

جے سوہنا میرے دکھ وچ راضی
تے میں سُکھ نوں چولہے ڈانواں

خدا والے دنیا کے پیچھے نہیں بھاگتے۔۔۔وہ صرف محبوب کی رضا چاہتے ہیں۔۔۔

اور اس بات کی تو پوری دنیا گواہ ہے۔۔خدا والے دنیا کے پیچھے نہیں۔۔دنیا خدا والوں کے پیچھے بھاگتی ہے۔۔۔

"کیا آپ کو قبول ہے ؟؟"ان کا نکاح رامین کے گھر پر ہو رہا تھا۔۔۔سید عثمان نکاح پڑھا رہے تھے۔۔۔ان کی والدہ رامین کے برابر میں بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔رامین کے سر پر ایک موٹی سی چادر ڈالی گئی تھی۔۔۔جس میں اس کا پورا وجود چھپا ہوا تھا۔۔۔

پوری زندگی ایک فلم کی طرح اسکی آنکھوں میں چل رہی تھی۔۔۔

آنکھوں سے آنسو موتی بن کر۔۔۔ جھولی میں گر رہے تھے۔۔۔۔

وہ فقط آنسو نہیں تھے۔۔۔۔وہ تو سجدہ شکر تھے۔۔۔۔جو رکنے کا آج نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔۔۔

ایک مسلم لڑکے سے نکاح۔۔۔۔کوئی رامین سے پوچھے کیا حیثیت و مقام رکھتا ہے یہ۔۔۔۔۔

خدا کے نام پر وہ خود کو زاویار کے حوالے کررہی تھی۔۔۔

"قبول ہے۔۔۔۔"اس نے روہانسہ آواز میں کہا۔۔۔۔

"کیا آپ کو قبول ہے ؟؟"

"جی قبول ہے۔۔۔"وہ سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔۔

"کیا آپ کو قبول ہے؟؟؟"تیسری اور آخری بار پوچھا گیا۔۔۔۔

"قبول ہے "وہ روتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔۔

کتنے ارمان ہوتے ہیں ایک لڑکی کے۔۔۔شادی کو لے کر۔۔۔۔۔

لائٹوں سے سجے گھر۔۔۔۔پھولوں سے ڈیکوریٹ اسٹیج۔۔۔۔ماحول میں مہندی کی بکھرئی ہوئی خوشبو۔۔۔۔چوڑیوں کی کھنک۔۔۔۔دوستوں کی شرکت۔۔۔۔کزنز کی ڈانس پرفارمنس۔۔۔۔ماں کا بات بات پر آنسو بہانا۔۔۔۔باپ کا باربار سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرنا۔۔۔۔۔

وہ لڑکی تو جیسے ہر ارمان سے منہ موڑ بیٹھی تھی۔۔۔نہ شادی میں اس کی ماں تھی نہ باپ۔۔۔مگر اسے کوئی غم نہ تھا۔۔۔۔کیونکے اس کی اولین ترجیح ایک مسلم لڑکے سے نکاح تھا۔۔۔۔۔

عجب کھیل تھا قسمت کا۔۔۔۔۔

جتنا خدا کی بندی تڑپ کر اسے دعا میں مانگا کرتی۔۔۔۔اس سے کہیں زیادہ زاویار نے مانگا تھا اسے۔۔۔

وہاں لاونج میں بیٹھا کوئی ی شخص بھی زاویار کی دلی کیفیت نہیں سمجھ سکتا تھا۔۔۔۔

اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔۔۔۔

دل بے قابو ہوئے جارہا تھا۔۔۔

کیا واقعی حُسنِ مجسم اس کے نکاح میں بندھ رہی تھی؟؟؟۔۔۔بے یقینی کے عالم میں بیٹھا تھا وہ دیوانا۔۔۔

لگ رہا تھا خوشی سے آج سانسیں رک جائیں گی۔۔۔۔

وہ اپنے دل پر باربار ہاتھ رکھ کر۔۔ہلکے ہلکے تھپک رہا تھا۔۔۔جیسے اسے سنبھالنے کی کوشش کررہا ہو۔۔۔

"میں تو آپ سے یہ بھی نہیں کہ سکتی کے اب ہم جنت میں ملیں گے۔۔۔"یہ جملہ اسے کانوں میں گونجتا ہوا محسوس ہورہا تھا۔۔۔

اسے ابھی بھی خوف لاحق تھا کے کہیں آخری مومنٹ پر کچھ ہو نہ جائے۔۔کہیں نکاح رک نہ جائے۔۔۔

"آپ کے نکاح میں دیا جاتا ہے۔۔کیا آپ کو قبول ہے؟؟۔۔"بس سید عثمان کے منہ سے آخری جملہ سنتے ہی۔۔۔زاویار کو لگا خوشی سے روح نکل جائے گی۔۔۔۔

"یا اللہ تیرا شکر۔"اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھر کر بلندی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔اس لمحے کا وہ بیاں ہے۔۔۔جو بیاں نہ ہوسکے۔۔۔۔۔۔۔

"مجھے قبول ہے۔۔۔قبول ہے۔۔۔قبول ہے۔۔۔"اس کی آنکھوں سے سجدہ شکر از خود جھلک گئی ے تھے۔۔۔اس نے سید عثمان کے تین بار پوچھنے کا انتظار نہیں کیا۔۔۔ایک ہی سانس میں تین بار قبول ہے کہ کر۔۔۔حُسنِ سراپا کو اپنے نام کرلیا۔۔۔

نکاح کے منعقد ہوتے ہی سب سے پہلے زاویار کو اپنا بھائی ی یاد آیا۔۔۔

یاد اتنی شدید تھی۔۔۔کے اسے لگا۔۔۔اسے حدید اپنے سامنے صوفے پر بیٹھا۔۔۔مسکراتا ہوا۔۔۔چمکتے چہرے اور روشن پیشانی کے ساتھ نظر آرہا ہے۔۔۔

اس لمحے وہ سُن سی کیفیت میں اپنے بھائی ی کو مسکراتا دیکھ۔۔۔۔خون کے آنسو رونے لگا۔۔۔

ان کے نکاح میں اکیڈمی کے سارے اساتذہ کرام نے شرکت کی تھی۔۔۔

سید عثمان سب سے پہلے اس کے سینے سے لگ کر مبارک باد دینے لگے۔۔۔

مشراز جب سامنے آیا۔۔۔تو زاویار کا دل چاہا پھوٹ پھوٹ کر روئے۔۔۔

وہ جھک کر مشراز کے سینے سے لگا۔۔۔اور سامنے صوفے پر اپنے بھائی ی کو تصور کرتا رہا۔۔۔

حدید کو دیکھتے ہی ناجانے کیوں اسے حوریہ یاد آئی ی۔۔۔پھر پچھتاوے کی آگ دل کو سلگانے لگی۔۔۔"مجھے بھابھی کو ان لوگوں کے درمیان تنہا چھوڑ کر نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔"وہ دل میں سوچتے ہوئے۔۔۔

زاویار نے اس لمحے عہد کیا کے وہ جلد از جلد حوریہ کے والد سے رابطہ کرئے گا۔۔۔وہ بہت امیر و کبیر آدمی ہیں۔۔۔وہ اپنی بیٹی کو اس دلدل سے نکالنے کے لئی ے یقیناً زمین و آسمان ایک کردیں گے۔۔۔۔

نکاح کے فوراً بعد کھانے کا اختتام ہوا۔۔۔۔۔۔جس کا پورا انتظام زاویار نے کروایا تھا۔۔۔

❤❤❤❤❤*****-----****

سب کے جانے کے بعد۔۔۔زاویار نے فلیٹ کا دروازہ بند کر دیا۔۔۔

وہ دونوں اب تنہاء تھے۔۔۔مشراز علیزہ اور اماں کے ساتھ چلا گیا تھا۔۔۔

رامین نے اب چادر سر سے ہٹا دی۔۔۔اور سفید نیٹ کے دوپٹے کو تمیز سے اوڑھا۔۔۔

زاویار اس کے پاس چلتا ہوا آیا۔۔۔

وہ سفید رنگ کے ڈھیلے ڈھالے۔۔۔سادہ سے قمیض شلوار میں ملبوث تھی۔۔۔

وہ برابر میں آکر بیٹھ گیا۔۔۔اسکی محبت سے لبریز نگاہیں رامین کے چہرے پر ٹکی تھیں۔۔۔

اسکی آنکھیں کتنا ترسی تھیں حُسنِ مجسم کو دیکھنے کے لئیے۔۔۔یہ بس اس کا دل جانتا ہے۔۔۔۔

وہ ابھی بھی بےیقنی کے عالم میں تھا۔۔۔

اس کے چہرے پر پہلے جیسی شادابی نہ تھی۔۔۔

آنکھوں کے نیچے کالے ہلکے نمایا تھے۔۔۔

بہت کمزور نظر آرہی تھی وہ۔۔۔

زاویار کا دل اسکی حالت دیکھ تڑپ اٹھا۔۔۔

رامین اپنے چہرے پر اسکی نگاہوں کی تپش محسوس کر رہی تھی۔۔۔

نگاہوں کی تپش سے تن و من دونوں سلگ رہے تھے۔۔۔

وہ بس خاموشی سے اس حسین لمحے کو جی رہا تھا۔۔۔جس میں وہ اسکی دولہن بنے بیٹھی تھی۔۔۔

"کیا میں خواب میں ہوں؟؟---" وہ بے یقینی سے رامین کو گہری بولتی نظروں سے دیکھتے ہوئے---کھوئے کھوئے انداز میں پوچھنے لگا----

"نہیں---" وہ نظریں اٹھاکر---سر کو نفی میں جمبش دینے لگی---

"مجھے تو یہ ایک حسین خواب ہی لگ رہا ہے---" وہ مسکراتے ہوئے-----ایک ہاتھ اس کے آبشار میں الجھا کر---اسکے وجود پر محبت سے نگاہیں ٹکائے کہنے لگا---

رامین کی تو سانسیں رک رہی تھیں---زاویار کی نزدیکی سے---اس کے ہاتھوں کے لمس سے---

اس نے پہلی بار زاویار کو اتنی قریب سے دیکھا تھا---

وہ داستانوں کے شہزداوں جیسا وجیہہ مرد تھا---

اس لمحے وہ بس ٹک ٹکی باندھے اسکے چمکتے چہرے کو تک رہی تھی----

وہ نہیں جانتی کیوں---مگر وہ نظریں نہیں ہٹا پارہی تھی---

جیسے اسکی آنکھیں کھینچ رہی ہوں اپنی جانب---

رامین نے جب پہلی بار مفتی الماس کو سنت کے مطابق داڑھی میں دیکھا تھا---تب اسے لگا---مفتی الماس سے زیادہ کوئی ی داڑھی والا اتنا خوبصورت ہو ہی نہیں سکتا---مگر آج اس کا دولہا---اسے اپنی سالوں پرانی رائے تبدیل کرنے پر مجبور کررہا تھا---

اس کی سنت کے مطابق داڑھی نے---چہرے پر رعب و دبدبا و حُسن کو مزید دوبالا کردیا تھا---

"ڈر لگ رہا ہے مجھے----کہیں یہ پھر سے کوئی ی خواب نہ ہو---ایک خوبصورت خواب---" اس نے نہایت نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے سینے پر رکھا---اس کی دھڑکنیں بے ترتیب

تھیں۔۔۔رامین اسکے دل کو تیز دھڑکتا ہوا محسوس کررہی تھی۔۔۔زاویار کی آنکھوں میں نمی اتر آئی ی۔۔۔وہ بولتے بولتے رک گیا تھا۔۔۔۔

اتنے حسین تو خواب ہی ہوا کرتے ہیں۔۔۔

جسے چاہو۔۔وہ مل جائے۔۔۔تو لگتا ہے پوری کائ‌نات مل گ‌ئی۔۔۔

زاویار کو بھی ایسا ہی لگ رہا تھا۔۔۔جیسے خدا نے اسے پوری کائ‌نات دے دی۔۔۔اسے اسکی رامین دے دی۔۔۔

نظریں جھکا کر۔۔۔اس کی زلفوں سے ہاتھ نکال کر۔۔۔اپنی آنکھیں صاف کرنے لگا۔۔۔

اتنی محبت کیوں تھی اس لڑکی سے۔۔۔یہ جواب اس کے پاس خود نہیں تھا۔۔۔۔

یہ دل کب کس کی سنتا ہے؟؟؟۔۔۔۔

محبت تو بے اختیار ہوتی ہے۔۔۔

اسے بھی ہوگ‌ئی۔۔۔۔

"محبت ہے تمھاری" آج ہسپتال میں ملی خاتون کی بات اسے یاد آئی ی۔۔۔

"نہیں۔۔۔تم محبت نہیں ہو میری۔۔۔تم عشق ہو میرا۔۔۔تم میری زندگی ہو۔۔۔۔مجھے لگتا ہے میری ہر سانس تمھاری احسان مند ہے۔۔۔اگر تم مجھے اس دن دلائ‌ل نہ دیتیں۔۔۔مجھے الجھا کر نہ جاتیں۔۔۔تو میں کبھی ان اندھیروں سے نکل کر راہ ہدایت کا مسافر نہ بن پاتا۔۔۔میں تمھیں پاگلوں کیطرح ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔صرف یہ بتانے کے ل‌ئے کے زاویار تم سے ہار گیا۔۔ تمھارا دین سچا ہے۔۔۔ق ا دیان ی ت کچھ نہیں سوائے ایک cult کے۔۔۔جس میں۔۔۔میں، میرے گھر

والے۔۔۔اور ہم جیسے ناجانے کتنے لوگ پھنسے ہوئے ہیں۔۔۔۔میں نے اپنے برو کو اس راہ ہدایت کی خاطر بہت تڑپتا ہوا دیکھا۔۔۔۔ان سے ان کی فیملی تک چھین لی گ ئی تھی۔۔۔وہ بیچارے انھیں دیکھنے کی تڑپ دل میں لے کر ہی دنیا سے چلے گ ئے۔۔۔۔میری بھابھی ان لوگوں میں ابھی بھی پھنسی ہوئی ہیں۔۔۔۔مگر میں کچھ نہیں کر سکتا ان کے ل ئے۔۔۔مجھے یہ ڈر ہر وقت ستاتا ہے کے کہیں وہ لوگ آکر۔۔۔۔مجھ سے مشراز کو چھین کر۔۔۔۔۔واپس ان اندھیروں میں نہ لے جائیں۔۔۔۔جس سے نکالنے کے ل ئے میرے برو اور بھابھی نے اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کی ہے۔۔۔۔جب تک میں گناہوں بھری زندگی جی رہا تھا۔۔۔سب بہت آسان تھا۔۔۔۔مگر جب سے صراط مستقیم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔۔سب بہت مشکل ہوگیا ہے۔۔۔میں۔۔۔۔۔"اس کی آواز اور آنکھیں بھر آئیں تھیں۔۔۔وہ بولتے بولتے رک گیا۔۔۔۔

اس کی باتیں رامین پر آشکار کر رہی تھیں۔۔۔۔کے وہ کس قدر درد و تکلیف و رنج و غم میں اپنی زندگی گزار رہا ہے۔۔۔۔

ایک قیامت ہے جو اس پر آکر گزر چکی ہے۔۔۔۔اور ایک قیامت وہ ہے جس کے خوف سے وہ چھپتا پھر رہا ہے۔۔۔۔

وہ تو ٹوٹ چکا ہے بری طرح۔۔۔۔۔

بکھر چکا ہے۔۔۔کرچی کرچی ہو کر۔۔۔۔۔

رامین اچھی طرح واقفیت رکھتی تھی کے زاویار کی زندگی میں حدید کا کیا مقام تھا۔۔۔۔

کس قدر جان چھڑکتا تھا وہ اپنے بھائی پر۔۔۔۔

"میں اپنے برو کو ان لوگوں سے نہیں بچا سکا۔۔۔انھیں زہر دیا گیا تھا۔۔۔اور اب میں اپنی بھابھی کو نہیں بچا پارہا۔۔۔میں نہیں جانتا وہ کس حال میں ہیں وہاں۔۔۔۔ان کے لئے کوئی قدم اٹھانا میرے لئے بہت مشکل ہے۔۔۔کیونکے میرا ایک غلط قدم ان لوگوں کو مشراز تک پہنچا دے گا۔۔۔جو میں کسی حال میں ہونے نہیں دے سکتا۔۔۔۔"وہ اپنی ساری پریشانی اپنی شریک حیات۔۔۔اپنی ہم سفر۔۔۔اپنی دلربا۔۔اپنی محبوبہ۔۔۔اپنی دولہن سے شئیر کررہا تھا۔۔۔۔۔وہ کرنا بھی صرف اسی سے چاہتا تھا۔۔۔۔

رامین اسکے دل کا سکون تھی۔۔۔شاید یہی وجہ تھی کے اس کے سامنے بلاجھجک اپنی تکلیفیں بیان کر پارہا تھا۔۔۔بلاہجک اپنے خوف کا ذکر کرپارہا تھا۔۔۔اسے بتا پارہا تھا کتنی اذیت میں ہے وہ۔۔۔۔

رامین کا چہرہ بھیگ گیا تھا آنسوؤں سے۔۔۔۔

"سوری۔۔۔یہ موقع ان باتوں کا نہیں تھا۔۔مگر میں تمھیں بتانا چاہتا تھا تم میری پہلی اور آخری محبت ہو۔۔۔زاویار نے صرف تمھاری چاہ رکھی ہے۔۔۔صرف تمھیں مانگا ہے خدا سے۔۔۔۔۔"وہ اس کے آنسوؤں کو اپنے ہاتھ سے نرمی سے صاف کرتے ہوئے۔۔۔اپنی محبت کا اظہار کررہا تھا۔۔۔

وہ نہیں جانتا کیوں۔۔۔مگر اس کے سامنے وہ کھلی کتاب کی مانند بن گیا تھا۔۔۔

کون کہتا ہے مرد نہیں روتا؟؟۔۔۔مرد روتا ہے۔۔۔اسے بھی ایک نازک کندھا چاہیے ہوتا ہے۔۔۔ایسا کندھا جس پر وہ سر رکھ کر بلا ہچکچاہٹ رو سکے۔۔۔جسے اپنا حالِ دل بیاں

کر سکے۔۔۔جسے بتا سکے کے اندر سے پوری طرح ٹوٹ چکا ہے۔۔۔بکھر چکا ہے۔۔۔کرچی کرچی ہو چکا ہے۔۔۔۔اور اب صرف اسکے کندھے پر سر رکھ کر اپنا دل ہلکا کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔

زاویار کے لئے وہ کندھا رامین کا تھا۔۔۔وہ بہت محبت سے اسکے گلے لگ گیا۔۔۔۔

وہی حقیقت تھی اسکے لئے اور وہی خواب۔۔۔۔

وہی دریا تھی وہی پیاس۔۔۔۔

وہی دل کی بے قراری تھی اور وہی سکون۔۔۔۔

سب کچھ وہی تو تھی اسکی۔۔۔۔

بہت دیر تک ماحول پر خاموشی طاری رہی۔۔۔

وہ آنکھیں بند کرکے۔۔۔بہت دیر تک اسے اپنے حصار میں جکڑ کر بیٹھا رہا۔۔

مقابل نے بھی خود سے دور کرنے کی۔۔۔ذرا کوشش نہ کی۔۔۔

اسکی حالات بھی زاویار سے زیادہ جدا نہ تھی۔۔۔

بہت سالوں بعد اسے کوئی اپنا ملا تھا۔۔۔۔

زاویار۔۔۔اس کا شوہر۔۔۔ہم سفر۔۔۔شریک حیات۔۔۔۔۔۔۔راہ ہدایت کا ساتھی۔۔۔۔اس کی دلی تمنا۔۔۔اس کی روح کا سکون۔۔۔۔۔سب کچھ اس کے لئے زاویار ہی تو تھا۔۔۔۔

اس کے آنسوؤں سے زاویار کا کندھا بھیگ رہا تھا۔۔۔

خود سے ہٹا کر۔۔۔بڑی نرمی سے اس کے آنسو صاف کئے۔۔۔۔

"تم بھی تو کچھ بولو" زاویار نے اسکے گالوں پر پیار سے ہاتھ سہلاتے ہوئے کہا۔۔۔

محبت اظہار کی طالب ہوتی ہے۔۔۔وہ بھی چاہتا تھا۔۔۔حُسنِ سراپا اپنی محبت کا اظہار کرئے اس سے۔۔۔۔۔

محبت نہ صحیح کم ازکم اپنی خوشی کا ہی اظہار کردے۔۔۔

مگر وہ بالکل خاموش تھی۔۔۔۔

وہ کیسے بتاتی مقابل کو۔۔۔اسکے لئیے زاویار دارم کی دولہن بننا۔۔۔

زوایار دارم کا مسلم ہوجانا۔۔۔

اس کا مفتی کی کلاس میں اپنے ساتھ زیرِ تعلیم ہونا۔۔۔

اس کی پاکیزہ محبت سے لبریز نگاہوں کا مرکز بنے ہونا۔۔۔

یہ سب اس کے لئیے ایک سنہرے خواب سے کم نہ تھا۔۔۔

جیسے آج رگ رگ میں سکون اتر گیا تھا۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔۔وہ اس حسین لمحے کو قید کرلیتی۔۔۔

****

آج بہت سالوں بعد وہ پُرسکون نیند سو رہی تھی۔۔۔اس وجیہہ مرد کے باہوں کے حصار نے ہر غم و پریشانی کو اس سے دور کردیا تھا۔۔۔

فجر کی آذان پر زاویار کی آنکھ کھلی۔۔۔۔

آنکھ کھلتے ہی اپنا سیل ڈھونڈنے کی نیت سے بیڈ پر ہاتھ چلانے لگا۔۔۔

کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔۔

نیند میں ذہن ٹھیک طرح کام نہیں کر رہا تھا۔۔۔

الگ الگ مساجد سے۔۔۔۔فجر کی آذانوں کی آوازیں۔۔۔۔۔مسلسل کانوں کی سماعت سے ٹکرا رہی تھیں۔۔۔۔

سیل تو نہ ملا۔۔۔مگر ذہن کے حواس بحال ہوئے۔۔۔۔

اس نے ایک ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا لیمپ آون کیا۔۔۔۔

سب سے پہلے اسکی نگاہ رامین کے حسین چہرے پر پڑی۔۔۔۔

وہ اسکی باہوں کے حصار میں سکون سے سو رہی تھی۔۔۔

اسکی گرم سانسیں زاویار اپنے سینے پر محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔۔

”مجھے تو یہ ایک حسین خواب سہ لگ رہا ہے ابھی بھی۔۔۔۔جس میں تم میرے اس قدر قریب ہو۔۔۔جب تمہاری سانسوں کی مہک میری سانسوں کو دوام بخش رہی ہے۔۔۔۔۔۔بہت سالوں بعد مجھے اپنے جینے کا احساس ہو رہا ہے۔۔۔۔“اس کے لبوں کو نرمی سے چومتے ہوئے۔۔۔اس کے نیچے سے۔۔۔آہستگی سے اپنا الٹا ہاتھ نکالنے لگا۔۔۔۔

اٹھ کر بیٹھا۔۔۔ایک دو ثانیوں کے لئے حُسن مجسم کو محبت سے دیکھنے لگا۔۔۔۔پھر مسکراتے ہوئے اٹھ کر واش روم کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

جب بالکل مسجد جانے کے لئے تیار ہو گیا تو اس کے پاس آکر۔۔۔۔۔۔”ڈیئر میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔۔تم بھی اٹھ جاؤ۔۔۔“اسکے ہاتھ کو ہلکا سہ ہلاتے ہوئے بڑے پیار سے کہا۔۔۔۔۔

”فجر کا وقت ہو گیا ؟؟“وہ چونک کر ہڑبڑاتے ہوئے اٹھی۔۔۔

"---just chill----وقت ابھی شروع ہوا ہے---اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں---"زاویار اسے دیکھ--مسکراتے ہوئے---اطمینان بخش انداز میں کہنے لگا---

"میری تہجد---"وہ افسردگی سے بولی----

اس کی افسردگی نے زاویار پر آشکار کیا--کے وہ باقاعدگی سے تہجد ادا کرنے والے نیک لوگوں میں سے ہے---

"اس کا وقت ختم ہوچکا ہے---"زاویار نے شرمندگی محسوس کی---اسے لگا---اس کی وجہ سے رامین تہجد کی نماز ادا کرنے سے رہ گئی----

رامین نے اسکے چہرے کے تاثرات پڑھ لئے---

"تہجد نوافل ہیں---جبکے شوہر کے حقوق ادا کرنا فرض---میں اپنے شوہر کے حقوق ادا کررہی تھی --جو میرے فرائض میں شامل تھا----مجھے یقین ہے مجھے تہجد ادا کرنے سے زیادہ ثواب ملا ہوگا---"وہ مسکراتے ہوئے---مطمئن انداز میں گویا ہوئی---

نیک لوگ تو بہانا ڈھونڈتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں حاضری لگانے کا---

فرض ان کے لئے جان سے بڑھ کر ہوتی ہے---

سنت کو خود پر لازم و ملزوم کی حیثیت دیتے ہیں---

اور نوافل ان کے لئے خدا سے چھپکے چھپکے باتیں کرنے کا ذریعہ ہیں---❤

اور جسے ایک بار خدا سے دل کی باتیں کرنے کا مزا لگ جائے---پھر اسے چین نہیں آتا باتیں کرئے بغیر----

نوافل خدا تعالی کا قرب حاصل کرنے کا۔۔۔۔سب سے اہم ذریعہ ہے۔۔۔۔

عبادتوں و نوافل کی اہمیت صرف وہی لوگ سمجھتے ہیں۔۔۔جو خود خدا کے قریب ہوتے ہیں۔۔۔

تم فرض کی بات کرتے ہو۔۔ان کے دل تو نوافل کی قضا پر بھی بے چین ہو جایا کرتے ہیں۔۔۔

اس کا مسکراتے ہوئے کہنا۔۔زاویار کی شرمندگی میں کمی لایا تھا۔۔۔

❤❤❤❤*****----*****

رامین کو زاویار اپنے ساتھ گھر لے آیا تھا۔۔۔اس کا ویلکم پھولوں کی برسات سے کیا گیا۔۔۔جس کی اسے بالکل بھی توقع نہیں تھی۔۔۔

رامین اپنا ویلکم دیکھ۔۔۔آنکھوں میں نمی لئیے مسکرانے لگی۔۔۔

وہ آبایا میں تھی۔۔۔

گلی کی ساری خواتین اس کی منہ دیکھائی کے لئیے پہلے سے ہی اماں کے گھر ڈیرا جمائے بیٹھی تھیں۔۔۔

اسے اماں کے ڈرائنگ روم میں بٹھایا گیا۔۔۔۔

اسجل میاں کی وائف نے اس سے آبایا اتارنے کو کہا۔۔۔

اُس حُسنِ مجسم کے بس چہرے سے نقاب ہٹانے کی دیر تھی۔۔۔وہاں بیٹھی ہر عورت کو علیزہ اور اماں نے اَش اَش کرتے دیکھا۔۔۔

ان کی نگاہیں بھی اسی طرح ستائی شی تھیں۔۔۔جیسے پہلی نگاہ رامین کو دیکھنے پر اماں اور علیزہ کی ہوئی ی تھیں۔۔۔

کالے اسکارف میں اُس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔۔

اماں کے کہنے پر اس نے اسکارف بھی اتار دیا۔۔۔

ستم اعلی ستم اسجل میاں کی وائف نے لال رنگ کا اماں کا دیا ہوا گوٹا کناری والا دوپٹہ۔۔اس کے سر پر اوڑھا کر کیا۔۔۔

لال رنگ میں تو وہ کھلتے گلاب کی مانند لگ رہی تھی۔۔۔اتنی خوبصورت۔۔۔اتنی مطعر۔۔اتنی پاکیزہ۔۔۔اتنی حسین۔۔۔۔کے لوگ بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھنے پر مجبور تھے۔۔۔۔

"ارے ن ئی ی دولہن ہے۔۔اور ہاتھ خالی ہیں۔۔۔"وہاں بیٹھی ایک خاتون نے اعتراضاً کہا۔۔۔

"وہ۔۔۔یہ یہاں کی نہیں ہیں۔۔۔یہ بھی گورے کے ملک کی ہیں۔۔۔اور شاید وہاں چوڑیاں نہ پہنتے ہوں۔۔۔"علیزہ نے فورا جواب دیا۔۔۔

"مگر اچھے تھوڑی لگتے۔۔۔دولہن کے ہاتھ خالی خالی۔۔۔"دوسری عورت منہ بسور کر اپنی رائے دینے لگی۔۔۔

"اچھا بھ ئی ی۔۔۔میں بھابھی کو اپنا کوئی ی نیا چوڑیوں کا سیٹ لاکر پہنا دیتی ہوں۔۔۔"علیزہ کہتی ہوئی ی اندر کمرے کی جانب بڑھ گ ئی۔۔۔

رامین شروع میں اتنی ساری خواتین کو ایک ساتھ دیکھ۔۔۔۔نروس ہورہی تھی۔۔۔مگر اماں اور علیزہ اس پر ایسے چھائی ی ہوئی ی تھیں جیسے وہ اس کی سگی ساس اور نند ہوں۔۔۔۔جس کے سبب وہ علیزہ اور اماں سے کچھ ہی وقت میں مانوس ہونے لگی۔۔۔۔

علیزہ کی زبان نہیں تھک رہی تھی رامین کو بھابھی کہتے کہتے۔۔۔۔

اس نے اپنی لال رنگ کی چوڑیاں لاکر خود رامین کے ہاتھ میں پہنائیں۔۔۔"لو بھر گئے بھابھی کے ہاتھ۔۔۔اب خوش سب۔"

"ویسے بھابھی گورے نے کیا قسمت پائی ہے۔۔۔"وہ رامین کے دودھیائی رنگت اور نرم وملائم ہاتھ۔۔۔چوڑیوں سے سجے دیکھ۔۔۔رشک بھری نگاہ سے بولی۔۔۔

جس پر وہ جواباً فقط مسکرانے لگی۔۔۔

اسجل میاں کی وائف نے دوستانے کی طرف سے اسے اچھا سہ اپنی حیثیت کے مطابق سوٹ دیا۔۔ باقی خواتین اس کی بلائیں لیتی جاتیں۔۔۔اور اسکی جھولی میں منہ دیکھائی کی رسم کے سو سو کے نوٹ ڈالتی جاتیں۔۔۔

"ارے خالہ شگفتہ۔۔۔پچاس روپے ؟؟۔۔۔کم ازکم منہ دیکھائی کے سو روپے تو دو۔۔۔کیا کہیں گی ہماری بھابھی۔۔۔۔کن کنجوسوں سے پالا پڑا ہے۔۔۔ارے اماں بھی تو تمھاری ہر بہو کی منہ دیکھائی میں سو سو کے نوٹ دے کر آتی ہیں۔۔۔اور تم ہماری بھابھی کو صرف پچاس روپے میں ٹرکا رہی ہو۔۔۔"علیزہ اور اماں نظر رکھ کر بیٹھی ہوئی تھیں نوٹوں پر۔۔۔جیسے ہی خالہ شگفتہ نے اپنی کنجوسی کا مظاہرہ کیا۔۔۔علیزہ فورا ایک ہاتھ کمر پر ٹکا کر میدان میں اتر آئی۔۔۔۔۔۔

اس نے جو پھر خالہ کی طبیعت ٹھیک سے صاف کی۔😂۔

ناجانے خالہ نے کس دل سے سو کا نوٹ نکالا اپنے اُس پرس سے۔۔۔جسے وہ کب سے بغل میں دبائے بیٹھی تھیں۔۔۔

منہ بسور کر۔۔علیزہ کو کھاجانے والی نگاہ سے گھورتی ہوئی۔۔۔۔نوٹ رامین کی جھولی میں ڈال کر۔۔۔۔وہ واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھیں۔۔۔

سب خواتین خوب نئے جوڑے کو دعائیں دے کر چلی گئیں۔۔۔

ان کے جاتے ہی اماں نے علیزہ سے کہہ کر سارے پیسے رامین کی جھولی سے اٹھوالیے۔۔۔

”ارے یہ لین دین ہے۔۔۔۔۔ایک طرح کی چھوٹی سی انویسٹمنٹ۔۔۔۔اماں بھی گلی کی تمام نئی آنے والی دلہنوں کو منہ دیکھائی میں پیسے دے کر آتی ہیں۔۔۔اس لیے وہ سب اماں کی بہو ہونے کے ناطے آپ کو منہ دیکھائی کے پیسے دے کر گئیں ہیں۔۔اب دیکھا جائے۔۔۔تو یہ پیسے اماں کی انویسٹمنٹ کے ہوئے ناں؟؟۔۔اس لیے آپ برا نہ مانیے گا اور نہ ہی گورے سے ان پیسوں کا ذکر کیجیے گا۔۔۔“علیزہ رامین کے برابر میں آرام سے بیٹھ کر پیسے گن رہی تھی۔۔۔تب اسے محسوس ہوا رامین اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی ہے۔۔۔اسے لگا کہیں رامین پیسے نہ مانگ لے۔۔۔اس لیے رامین کے کچھ کہنے کا انتظار کیے بغیر ہی اسے اپنا پوائنٹ آف ویو سمجھانے لگی۔۔۔

رامین پیسے مانگنے کا کوئی ارادہ رکھتی بھی نہیں تھی۔۔۔

اس نے علیزہ کی بات سن کر اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔

”اگر آپ لوگوں کی رسمیں ہوگئیں۔۔۔۔تو میں رامین کو اوپر لے جاؤں۔۔۔وہ تھک گئی ہوگی۔۔۔“زاویار گلی میں اسجل میاں کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔جب ساری خواتین چلی گئیں تو اندر آکر۔۔۔علیزہ کی جانب سمت کر۔۔ نظریں جھکائے کہنے لگا۔۔۔

رامین نے تب پہلی بار نوٹس کیا۔۔۔زاویار نے اپنا پورا جملہ بغیر علیزہ کو دیکھے کہا۔۔۔وہ زمین کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اس میں کچھ ڈھونڈ رہا ہو۔۔۔۔

"ہاں ہاں۔۔۔میں خود لا رہی تھی اوپر۔۔۔۔مجھے احساس ہے بھابھی کا۔۔۔مگر مجھے ایک بات پوچھنی ہے بھابھی سے۔۔۔اگر نہیں پوچھا تو سوچ سوچ کر اس سوال کو۔۔۔۔میرے پیٹ میں درد ہوتا رہے گا"وہ پیٹ پر ہاتھ رکھ۔۔۔معصومانہ چہرہ بنائے بولی۔۔۔۔

"کیوں ایسا کیا پوچھنا ہے تمھیں ؟؟"وہ تجسس سے استفسار کرنے لگا۔۔۔۔

"بے فکر ہو جائیں آپ نے اپنا خزانہ کہاں چھپایا ہے یہ نہیں پوچھوں گی۔۔۔"وہ زاویار کو دلچسپی لیتا دیکھ۔۔۔طنزیہ بولی۔۔۔۔

اس کی اور زاویار کی کم ہی بنا کرتی تھی۔۔۔

" تم جیسے کم عقلوں سے کوئی بعید نہیں کے اسطرح کے سوالات بھی پوچھ لو۔۔"زاویار نے جوابی کاروائی تو کیا کی۔۔۔مقابل کو ذلیل ہی کر ڈالا۔۔۔۔

وہ جزبز ہو کر زاویار کو تک رہی تھی۔۔۔۔

جبکے رامین ان دونوں کی کھٹی میٹھی تکرار مسکراتے ہوئے سن رہی تھی۔۔۔۔

وہ زاویار کی نیچر سے اچھی طرح واقفیت رکھتی تھی۔۔۔وہ جانتی تھی جب اس کا موڈ ہو وہ سامنے والے کو سر پر بیٹھاتا ہے۔۔۔جب نہ ہو۔۔۔تو ایسی کھری کھری سناتا ہے کے مقابل خود اس کے سامنے کھڑے ہونے کے قابل نہ رہے۔۔۔۔۔

”گورے۔۔۔بھابھی کے سامنے تمھاری عزت رکھ رہی ہوں میں۔۔۔ورنہ جواب میں بھی دے سکتی ہوں۔۔۔“وہ اتراتے ہوئے۔۔۔اپنا بھرم قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔۔

”فلحال۔۔۔آپ اوپر جائیں۔۔۔میں بھابھی کو خود چھوڑنے آجاؤں گی ابھی تھوڑی دیر میں۔۔۔۔۔اور۔۔۔“وہ ابھی بول ہی رہی تھی کے زاویار اثبات میں سرہلاکر باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

”دیکھ رہی ہیں بھابھی آپ۔۔۔۔پوری بات بھی نہیں سنی میری۔۔اس گورے کے بچے نے۔۔۔یہ ایسا ہی سلوک کرتا ہے میرے ساتھ۔۔۔۔جبکے میں کتنا کام کرتی ہوں ان لوگوں کا۔۔۔۔ کبھی ۔۔۔۔“علیزہ اپنی عادت سے مجبور۔۔۔۔

وہ تو شروع ہی ہوگئی نون۔اسٹاپ زاویار کی شکایات لگانے۔۔۔۔بیچاری رامین چپ چاپ اس کی باتیں سنتی رہی۔۔۔اور اسکی ہاں میں ہاں ملاتی رہی۔۔۔

” تمھیں مجھ سے کچھ پوچھنا تھا ناں؟؟ “رامین پہلے تو اس کی شکایات و شکوئے ختم ہونے کا انتظار کرتی رہی۔۔۔۔لیکن جب اسے علیزہ کی باتوں کا کوئی اسٹاپ نظر نہیں آیا تو بڑی ہمت جمع کر۔۔۔اس کی نون اسٹاپ ٹرین کو روکنے کی نیت سے۔۔۔بیچ میں بات کاٹتے ہوئے۔۔۔اس کی توجہ اصل موضوع کی جانب مبذول کرانے لگی۔۔۔۔

”ہاں۔۔۔میں تو اس گورے کے چکر میں بھول ہی گئی۔۔۔مجھے پوچھنا یہ تھا کے آپ کو اردو کیسے بولنا آتی ہے؟؟۔۔۔میں کل سے یہی سوچ رہی ہوں۔۔۔کیونکے گورے کو تو بالکل بھی اردو بولنا نہیں

آتی تھی نہ ہی سمجھ آتی تھی۔۔۔کیا آپ کی بھی مام مشراز کی مام کی طرح پاکستانی تھیں ؟؟۔۔۔جو آپ کو اردو زبان آتی ہے۔؟؟"اس کے سوال پر وہ اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔

"ہاں۔۔۔میری مام پاکستانی ہیں۔۔۔اور میرا پورا ننھیال پاکستان میں ہی رہتا ہے۔۔۔۔میں بچپن سے اپنی نانی کے گھر پاکستان میں رہنے آیا کرتی تھی۔۔۔اس لئے مجھے بچپن سے ہی اردو زبان آتی ہے۔۔۔"

"اووو۔۔۔۔اچھا۔۔۔"اس نے کافی کھینچتے ہوئے کہا۔۔۔۔

پھر مسکراتے ہوئے رامین کو اوپر دروازے تک چھوڑنے آئی۔۔۔

چھوٹا سہ گھر تھا۔۔۔مگر بہت خوبصورت۔۔۔۔

وہ لاونج میں کھڑی دیوار پر لگی پینٹنگ دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس کی نگاہیں۔۔پورے گھر کا طواف کررہی تھیں۔۔۔اور زاویار کی نگاہیں فقط اس حُسنِ سراپا کا۔۔۔۔جو اسے اپنے کمرے سے صاف نظر آرہی تھی لاونج میں صوفے کے پاس کھڑی۔۔۔

****------*****

"میں نے آج سارا کھانا مشراز کے فیورٹ ریسٹورنٹ سے اوڈر کیا۔۔۔امید ہے تمھیں پسند آئے گا۔۔"زاویار نے مسکراتے ہوئے ڈائنگ ٹیبل پر کھانے کی ڈش لگاتے ہوئے کہا۔۔۔

رامین نے مدد کرنے کی نیت سے اس کے ہاتھ سے ڈش لینا چاہی۔۔۔مگر اس نے ڈش پکڑانے کے بجائے۔۔۔۔۔"نئی دولہن ہو تم میری۔۔۔اور نئی دلہنوں سے کام نہیں کرواتے۔۔۔۔"وہ

دونوں ہاتھوں سے ڈش پکڑا ہوا تھا۔۔۔اپنی پیشانی ہلکی سی اسکی پیشانی سے ٹکراتے ہوئے۔۔۔ مسکرا کر کہا۔۔۔

رامین مسکراتے ہوئے ایک چی ئی ر کھسکا کر۔۔ آرام سے اس پر بیٹھ گ ئی۔۔۔

"مشراز کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔ آجاؤ۔۔"اس نے مشراز کو آواز لگاتے ہوئے۔۔۔ڈش ٹیبل پر رکھی۔۔۔

"چاچو۔۔میں آگیا۔۔"مشراز تیزی سے کمرے سے نکل کر۔۔۔اپنی جگہ پر آکر بیٹھا۔۔۔

"واووو۔۔۔ آج تو چاچو آپ نے مام کی یاد دلا دی۔۔۔مام بھی اتنے سارے کھانے پکاتی تھیں۔۔میری چھٹی والے دن۔۔"مشراز کے چہرے پر پہلے خوشی پھر اداسی کے تاثرات جھلکے۔۔۔

زاویار اسکی بات سن۔۔۔مسکراتے ہوئے۔۔بڑے پیار سے اس کے بال سہلا کر۔۔چی ئی ر پر بیٹھا۔۔۔

زاویار بالکل سامنے کی جانب بیٹھا تھا۔۔رامین لیفٹ سائیڈ۔۔اور مشراز رائیٹ سائیڈ۔۔۔

رامین جانتی تھی زاویار اپنی مسکراہٹ میں اپنا غم چھپا رہا ہے۔۔

پہلے زاویار نے مشراز کی پلیٹ میں کھانا سرو کیا۔۔۔۔

رامین کو لگا اب وہ اسکی پلیٹ میں کھانا سرو کرے گا۔۔ مگر۔۔پھر اسنے اپنی پلیٹ میں کھانا نکالا۔۔۔

رامین کو ہچکچاہٹ ہو رہی تھی خود کھانا نکالنے میں۔۔

پھر مقابل سے کہنے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔

ایک دو ثانیوں کے لئے وہ خاموش رہی۔۔۔

زاویار اس دوران پانی کا گلاس بھر کر مشراز کے آگے سجا رہا تھا۔۔۔

رامین کو لگا وہ اسے کھانا سرو کرنا بھول گیا۔۔وہ نظریں جھکائے۔۔۔ابھی ہمت جمع کر ہی رہی تھی کھانا خود نکالنے کی۔۔۔کے اس کی چیر اچانک سے کھسکی۔۔۔

اچانک چیر کے کھسکنے کے سبب وہ چونکی۔۔۔۔

اگلے لمحے اس کی چیر بالکل زاویار کی چیر سے مل گئی تھی۔۔۔

وہ اب زاویار کے بالکل روبرو و نزدیک آگئی تھی۔۔۔۔

اس قدر نزدیک کے اگر زاویار ذرا سہ اور اپنی جانب کھینچتا۔۔۔تو دونوں کی ناک ٹکرا جاتیں۔۔۔

رامین کی آنکھیں چونک جانے کے سبب بڑی بڑی ہوگئیں تھیں۔۔۔

”مجھے آپ کا فیض حاصل کرنا ہے میم۔۔۔تو برائے مہربانی آپ مجھ نکمے اسٹوڈنٹ کو ایک پلیٹ میں اپنے ساتھ کھانا کھانے کا شرف بخشیں۔۔۔تاکے میں بھی آپ کی طرح اچھی عبارتیں بنا سکوں۔۔۔۔۔“زاویار نے نہایت محبت سے چور لہجے میں۔۔۔فدا فدا نظروں سے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے۔۔۔مسکرا کر کہا۔۔۔

جس پر وہ جھیپ کر نظریں جھکا گئی۔۔۔

زاویار نے حُسنِ سراپا کے ساتھ۔۔۔ایک ہی پلیٹ میں کھانا کھایا۔۔۔

”ارے کیا ہوا ؟؟۔۔۔رک کیوں گئیں ؟؟۔۔۔کھانا پسند نہیں آیا ؟؟“رامین کی خوراک بہت کم تھی۔۔۔۔

اس نے اپنی خوراک کے مطابق پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا تھا۔۔۔

مگر زاویار اور مشراز حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

کیونکے وہ عام لوگوں کی نسبت بہت کم کھانا کھا کر۔۔ہاتھ روک کر بیٹھ گ‍ئی تھی۔۔۔

”نہیں۔۔۔اچھا تھا۔۔میرا پیٹ بھر گیا۔۔“وہ دھیمے سے بولی۔۔۔

”تم نے ابھی کھایا ہی کیا ہے ؟؟؟۔۔جو پیٹ بھر گیا۔۔۔“وہ فکر میں احتجاجاً بولا۔۔۔

”نہیں۔۔میرا واقعی پیٹ بھر گیا۔۔اوور اٹینگ کروں گی تو پیٹ میں درد ہو جائے گا۔۔۔“رامین پیسے بچانے کے چکر میں اپنی خوراک سے بہت کم کھانا کھایا کرتی تھی۔۔۔یہی وجہ تھی کہ اب اس کا ہاضمہ زیادہ کھانا تناول فرمانا۔۔۔ ہضم نہیں کر پاتا تھا۔۔اور اگر وہ کبھی زیادہ کھانا کھالیتی۔۔تو پورے دن بیچاری پیٹ کے درد میں گزارتی۔۔۔

”چڑیا جیسی خوراک ہے تمھاری۔۔۔۔تبھی تم اتنی دبلی ہوگ‍ئی ہو۔۔۔ہاتھ کی کلائ‍یاں بھی کتنی پتلی پتلی ہوگ‍ئ‍یں ہیں۔۔آنکھوں کے نیچے کتنے ہلکے آگ‍ئ‍ے ہیں۔۔۔چہرہ بالکل سفید پڑ رہا ہے۔۔جیسے جسم میں خون ہی نہ ہو۔۔۔“زاویار اسکا ہاتھ پکڑ کر فکرمند ہو کر کہنے لگا۔۔۔

بہت سالوں بعد کوئی ایسا زندگی میں آیا تھا جو اس کے لیے فکرمند ہو رہا تھا۔۔۔۔

اس لمحے وہ پوری دنیا میں اسے واحد اپنا لگا۔۔۔

اس کی آنکھیں بھر آئ‍یں۔۔۔

”سوری یار۔۔مجھے نہیں پتا تھا تم برا مان جاؤ گی۔۔۔مگر یار میں تمھارے ہی اچھے کے ل‍ئ‍ے کہ رہا ہوں۔۔“اس کی آنکھوں میں جھلملاتے آنسو دیکھ۔۔وہ معذرت طلب کرنے لگا۔۔۔

اسے لگا۔۔۔وہ برا مان گئی ہے اسکی باتوں کا۔۔۔

"کیا چاچو۔۔۔پہلے ہی دن چاچی جان کو رولا دیا۔۔۔"مشراز خفگی سے کھانا چھوڑ۔۔۔زاویار پر بگڑتے ہوئے بولا۔۔۔

رامین نے تیزی سے اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھے۔۔اور اٹھ کر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔

وہ کمرے میں آکر۔۔۔پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

ان چند سالوں میں کیا کچھ نہیں سہا تھا اس نے۔۔۔

دربدر ماری ماری پھرئی ی۔۔۔

کوئی ی پوچھنے والا نہیں تھا۔۔۔

کوئی ی خیال کرنے والا نہیں تھا۔۔۔

ایک وقت ایسا بھی گزارا اس نے۔۔۔جب وہ اکیلے کمرے میں زمین پر بخار میں تپتی حالت میں پڑی تھی۔۔۔اور اسے کوئی ی ایک گلاس پانی تک پلانے والا نہ تھا۔۔۔

نہ کوئی ی دوائی ی لانے والا۔۔۔

نہ کوئی ی اچھے بول ، بول کر ہمت دینے والا۔۔۔۔

نہ کوئی ی فکر کرنے والا۔۔۔

آج اسے خدا نے ایک ایسا ساتھی دے دیا تھا جو اسکی فکر کر رہا تھا۔۔۔۔

جو خود سے پہلے اسکے ہاتھ میں روٹی پکڑا رہا تھا۔۔۔

جو خود سے پہلے اس کے لیے پانی کا گلاس بھر رہا تھا۔۔۔

وہ نہیں بتا سکتی تھی زاویار کو۔۔اس لمحے وہ کس کیفیت سے دوچار تھی۔۔

وہ چاہ کر بھی روک نہیں پا رہی تھی اپنے آنسوؤں کو۔۔۔

وہ شکرانے کے آنسو تھے۔۔۔۔شکوۓ و شکایات کے نہیں۔۔

وہ دلی شکر تھا۔۔جو لفظوں کا بھی محتاج نہیں تھا۔۔۔

کمرہ اور لاونج بالکل برابر برابر میں تھے۔۔چھوٹا سہ تو گھر تھا۔۔۔۔

رامین کے رونےِ کی آوازیں زاویار کو شرمسار کر رہی تھیں۔۔۔

وہ بیچارہ سمجھ ہی نہیں پا رہا تھا۔۔اس نے ایسا کیا کہ دیا۔۔جو وہ اندر بیٹھ کر مسلسل روۓ جا رہی ہے۔۔۔

"یار کیا ہو گیا ہے ؟؟۔۔کیوں اتنا رو رہی ہو؟؟۔۔میرا ارادہ تمھیں ہرٹ کرنے کا نہیں تھا ۔۔۔"وہ بہت محبت سے اسکا بازو اپنی گرفت میں لے کر۔۔۔اسکے رخسار پر ہاتھ رکھ۔۔۔بڑے پیار سے اپنی بات سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"مجھے پتا ہے۔۔"وہ روتے ہوۓ بولی۔۔۔

"اچھا رونا تو بند کرؤ میری جان۔۔۔۔"وہ اب نرمی سے اسکے آنسو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتے ہوۓ۔۔منتی انداز میں کہنے لگا۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کے کب اس کی طبیعت اتنی احساس ہو گئی۔۔

وہ کب اتنی کمزور ہوئی ی۔۔۔

وہ کیوں نہیں روک پارہی تھی اپنے آنسو؟؟

لوگ کہتے ہیں انھیں اکیلاپن پسند ہے۔۔۔مگر کوئی ی بھی شخص خود سے تنہائی ی کو اپنے ل ئی ے منتخب نہیں کرتا۔۔۔۔وہ مجبوری ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔

ہاں ہاں۔۔۔وہ مجبوری ہوتی ہے۔۔۔۔الگ الگ شکلوں میں۔۔۔۔۔الگ الگ روپوں میں۔۔۔۔۔۔جو بعد میں عادت بن جاتی ہے۔۔۔۔

مگر یہ وہ عادت ہے جسے ختم کرنے کا انسان ہمیشہ متمنی رہتا ہے۔۔۔۔

وہ چاہتا ہے۔۔۔کوئی ی مخلص شخص اس کی تنہائی ی کا ساتھی بنے۔۔۔

اسکی شخصیت کو سمجھے۔۔۔۔

اسکے نظریات کو سمجھے۔۔۔۔۔

اسکے احساسات کو سمجھے۔۔۔۔

اسکی عادات کو سمجھے۔۔۔۔۔

"یار رامین۔۔۔کیوں مجھ بیچارے کی جان پر اتنا ظلم کررہی ہو۔۔۔۔پلیز رونا بند کرؤ۔۔۔۔"زاویار اسے کیسے بتائے۔۔۔اسکے آنسو وہ اپنے دل پر گرتے محسوس کررہا تھا۔۔۔

اپنی باہیں اس کے گرد حائل کر۔۔۔۔اسے خود سے لگا کر۔۔۔۔بڑے پیار سے چپ کرانے لگا۔۔۔

"جزاک اللہ۔۔۔"دل بھر کر رونے کے بعد۔۔۔اب وہ کافی بہتر محسوس کررہی تھی۔۔۔اس نے ٹھوڑی اٹھاکر۔۔۔۔اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے دھیمے سے شکریہ ادا کیا۔۔۔

"آمین۔۔۔ویسے روکیوں رہی تھیں؟؟؟۔۔۔۔کیا میری کوئی ی بات بری لگی تمھیں؟؟"وہ نہایت نرمی سے استفسار کرنے لگا۔۔۔

"نہیں۔۔۔مجھے کچھ برا نہیں لگا۔۔۔۔بلکے بہت اچھا لگا ہے۔۔" وہ آہستگی سے بولی۔۔۔

زاویار کو لگا وہ وجہ بتانا نہیں چاہ رہی۔۔۔۔اس لئیے وہ خاموشی سے اس کے بازو پر نرمی سے ہاتھ پھرنے لگا۔۔۔۔۔۔

*****-----*****♥♥♥♥♥♥♥♥

وہ دیوانگی کی آخری حدود کو چھونے لگا تھا۔۔۔۔

اس نے اپنے وعدے کے مطابق رامین پر کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی۔۔۔۔

وہ بہت خوشی خوشی رامین کو اپنے ساتھ اکیڈمی لے کر جاتا۔۔۔

وہاں سے واپس آکر۔۔وہ اب رامین سے عبارت بنانا سیکھنے لگا تھا۔۔۔۔

اسکی وائف کی ذہانت کا طوطا بولتا تھا پوری اکیڈمی میں۔۔۔

وہ اور زاویار کبھی بیڈ پر بیٹھ کر تو کبھی لاونج میں صوفے پر بیٹھ کر۔۔پوری پوری رات عارتیں بناتے۔۔۔

ساتھ ساتھ تکرار و بحث کے وقفے۔۔۔۔۔پڑھائی کے دوران آتے رہتے تھے۔۔۔

"میں نے کہا ناں۔۔یہ قول مصدر کا فعل ہے۔۔۔اس کے معقولہ کی الگ سے ترکیب ہوگی۔۔۔" رامین اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔۔۔

"جی نہیں سویٹ ہارٹ۔۔۔مجھے عبارت کی ترکیب اس طرح لگ رہی ہے۔۔۔" پھر وہ پینسل سے رامین کو رجسٹر پر سمجھاتے ہوئے۔۔۔

"یہ ہے نکرہ۔۔۔یہ معرفہ۔۔۔۔نکرہ معرفہ۔۔۔۔مضاف مضاف الیہ۔۔۔۔جب نکرہ کی نسبت معرفہ کی طرف ہو تو وہ بھی معرفہ بن جاتا ہے۔۔۔تو اب یہ معرفہ۔۔۔۔اور یہ اگلا والا بھی معرفہ۔۔۔۔معرفہ معرفہ۔۔۔۔یا تو مبتدا اور خبر ہوتے ہیں۔۔۔۔یا موصوف صفت۔۔۔۔۔مبتدا اور خبر جملے کے درمیان میں آ نہیں سکتے۔۔۔۔اس لئے یہ موصوف صفت۔۔۔۔اب یہ موصوف۔۔۔یہ جو مضاف مضاف الیہ ہیں۔۔۔یہ مل کر اس موصوف کی صفت۔۔۔۔موصوف اپنی صفت سے مل کر اس مبتدا کی خبر۔۔۔۔مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔۔۔۔"زاویار نہایت فخرانہ انداز میں پوری اپنے مطابق عبارت بنا کر اسے سمجھانے لگا۔۔۔۔

"واہ واہ۔۔۔۔اور اس (قال) فعل کا کیا ؟؟۔۔۔یہ عبارت میں کچھ نہیں بنے گا ؟؟۔۔۔۔اس بیچارے کا کیا قصور ہے ؟؟۔۔۔اسے بھی تو عبارت میں شامل کرؤ۔۔۔"رامین منہ بسور کر پہلے تو اس کی ذہانت پر طنزیہ داد دینے لگی۔۔۔۔پھر سر پکڑ کر۔۔۔۔اسے ایک بار پھر اپنی بنائی ہوئی عبارت سمجھانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

"اففف۔۔۔اب کیا ایک ایک فعل کی ذمہ داری میں ہی لے لوں۔۔۔۔اتنی بڑی عبارت تیار کرلی ہے میں نے۔۔۔۔یہ میرے لئے بہت ہے۔۔۔۔اب میں سر ذیشان کی عبارت بنانے بیٹھ رہا ہوں۔۔۔ورنہ وہ پھر مجھے کلاس میں کھڑا کردیں گے۔۔۔۔تمھاری طرح ذہانت کا سرچشمہ نہیں بہتا میرے دماغ سے۔۔۔۔جو ایک ایک سر کی دی ہوئی عبارت پوری پوری تیار کرؤں۔۔۔۔"وہ رامین کے سر پر۔۔۔ہاتھ میں پکڑی ہوئی پینسل ہلکے سے مارتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔۔

"آہ۔۔۔لگ رہی ہے میرے۔۔۔۔"وہ سر مسلتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔۔۔

”چاچی جان اور کب تک اپنی عبارت بنائیں گی؟؟۔۔۔“مشراز کی آنکھوں میں نیند کا خمار تھا۔۔۔وہ تھکے تھکے لہجے میں رامین کے پاس آکر پوچھنے لگا۔۔۔

”اچھا چلو۔۔۔میں دوسری عبارت بعد میں بنالو گی۔۔۔“رامین مشراز کو رات کو سونے سے قبل ایک کہانی سناتی۔۔۔

وہ کہانی اپنے اندر کوئی نا کوئی سبق سموئے ہوئے ہوتی۔۔۔

وہ سبق کبھی دینی ہوتا تو کبھی دنیاوی۔۔۔۔

جب وہ مشراز کو سلا کر واپس لوٹی تو زاویار کو عبارت بناتے نیند کے جھوکے لیتے پایا۔۔۔

وہ مسکرانے لگی۔۔۔

”بیچارے ڈاکٹر۔۔۔“زاویار نے رامین کو شادی کے کچھ دنوں بعد خود ہی بتا دیا تھا کے وہ ڈاکٹر نہیں ہے۔۔۔ساتھ ساتھ اس نے اپنے جھوٹ پر شرمندگی سے معافی بھی مانگ لی تھی اور رامین نے مسکرا کر اسے معاف بھی کردیا تھا۔۔۔اور کیونکر نہ کرتی۔۔۔وہ لڑکا اسے اپنی پلکوں پر بیٹھا کر رکھ رہا تھا۔۔۔۔

اسے شروع سے ڈاکٹر کہنے کی عادت تھی۔۔۔اب وہ اتنی آسانی سے تھوڑی چھوٹ سکتی تھی۔۔۔

وہ اب بھی اسے ڈاکٹر ہی کہ کر مخاطب کرتی تھی۔۔۔۔

رامین برابر میں آکر بیٹھی۔۔۔تو نیند کے سبب وہ یہ کہتا ہوا اس کی گود میں سر رکھ کر۔۔۔بیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔۔۔۔"یار۔۔۔میری کتب بھی سمیٹ کر بیگ میں رکھ دینا۔۔۔۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے۔۔۔اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔

ساری کتب سمیٹ کر بیگ میں رکھ کر۔۔۔اس نے بیگ سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔۔۔۔

سائیڈ ٹیبل کی دراز سے AC کا ریموٹ نکال کر ٹمپریچر کم کیا۔۔۔پھر خود بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگا کر۔۔۔اس کے ریشمی بالوں میں بڑی محبت سے ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔۔

"جزاک اللہ۔۔۔۔میری زندگی میں واپس آنے کے لئیے۔۔۔۔جزاک اللہ مجھے اتنا پیار دینے کے لئیے۔۔۔کبھی کبھار تمھاری محبت مجھے احساس دلاتی ہے کے میں بہت انمول ہوں۔۔۔خاص طور پر تب جب تم شوق سے میرا بچا کھانا کھاتے ہو۔۔۔۔میری بچی چائے پیتے ہو۔۔۔۔مجھے اپنے ہاتھوں سے کھانا سرو کرتے ہو۔۔۔۔مجھے سینڈل پہنانے کے لئیے نیچے بیٹھ جاتے ہو۔۔۔پتا ہے جب تم میری سینڈل کے اسٹیپ لگا رہے ہوتے ہو نیچے بیٹھ کر۔۔۔۔تو میرا پورا وجود تمھاری عزت و محبت میں جھکنے لگتا ہے۔۔۔۔میرا دل تمھاری بلائیں لینے لگتا ہے۔۔۔تم پر صدقے واری جانے لگتا ہے۔۔۔"وہ بڑی محبت سے شکریہ ادا کر رہی تھی۔۔۔۔

اس کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔۔۔اور دل محبت سے سرشار۔۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ لائبریری میں بیٹھے منہ چھپائے رو رہی تھی۔۔۔۔۔آج اسے اپنے تمام حماقتیں یاد آرہی تھیں۔۔۔ جنھیں وہ جتنا یاد کرتی اتنا ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی۔۔۔۔۔

"اسکیوزمی۔۔۔مس حوریہ۔۔آپ ٹھیک ہیں۔۔"پیچھے سے کسی نے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔

وہ چونک کر پیچھے مڑی۔۔

جب سے اسے یقین ہوا تھا کے اس کے ماضی کا ہر فیصلہ غلط تھا۔۔وہ تب سے ہی کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھی جہاں وہ آرام سے بیٹھ کر زاویار کی طرح دلائل ڈھونڈ سکے۔۔۔

اور کسی کو کان کو کان اس بات کی خبر نہ ہو۔۔۔کے وہ قادیانی اور اسلام کے عقائد کا موازنہ کر رہی ہے۔۔۔

وہ راہِ ہدایت ایک بار پھر ڈھونڈنے نکل پڑی ہے۔۔۔

اسے اپنی ہی فیملی سے خوف آنے لگا تھا۔۔

اس نے زاویار کے ساتھ مشراز کو بھیجنے کے بعد۔۔نہایت ذہانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔۔اپنے جوس کے گلاس میں نیند کی دوائی ملا لی۔۔۔

انابیہ بیگم جب اس کے کمرے میں آئیں تو وہ سو رہی تھی۔۔۔

"حوریہ حوریہ۔۔"انابیہ بیگم نے اس کے پاس رکھا جوس کا گلاس دیکھا۔۔۔وہ سمجھ گئیں ضرور کچھ گڑبڑ ہے۔۔

دارم صاحب کو تیزی سے بلانے وہ کمرے سے باہر دوڑیں۔۔۔

دارم صاحب اور انابیہ اسے ہسپتال لے کر گئے۔۔۔

وہاں ڈاکٹر نے بتایا اس کے پیٹ سے نیند کی گولیاں ملی ہیں۔۔

جب وہ ہوش میں آئی ی۔۔۔تو وہ ہسپتال کے ایک کمرے میں تھی۔۔۔

انابیہ بیگم سامنے رکھے صوفے پر بیٹھی ہوئی ی تھیں۔۔۔

دارم صاحب اور پولیس کی یونیفارم میں موجود ایک خوبرو نوجوان۔۔۔اس کے پاس تیزی سے چل کر آئے۔۔۔۔

"حوریہ تم ٹھیک ہو؟؟" دارم صاحب نے فکرمند لہجے میں استفسار کیا۔۔۔

"نہیں۔۔۔سر چکرا رہا ہے ابھی بھی۔۔۔"وہ سر پکڑ کر۔۔۔آنکھیں زور سے میچتے ہوئے بولی۔۔۔

انابیہ بیگم بھی اسے ہوش میں آتا دیکھ۔۔۔تیزی سے صوفے سے اٹھ کر آئی یں۔۔۔۔

"شکر ہے تمھیں ہوش آگیا۔۔۔ورنہ ہم تو ڈر ہی گ ئی ے تھے۔۔۔"وہ حوریہ کا ہاتھ پکڑ کر ۔۔۔۔فکرمند لہجے میں کہنے لگیں۔۔۔

"مام۔۔۔مجھے کیا ہوا تھا ؟؟"حوریہ انجان بننے کی اداکاری کرتے ہوئے۔۔۔انابیہ بیگم کو دیکھ۔۔۔سر پکڑ کر پوچھنے لگی۔۔۔

انابیہ بیگم اور دارم صاحب ایک دوسرے کے منہ تکنے لگے۔۔۔۔

ان لوگوں کے نزدیک زاویار حوریہ کے جوس میں نیند کی دوائی ی ملاکر۔۔۔مشراز کو لے کر گھر سے فرار ہوگیا تھا۔۔۔

"بیٹا تم آرام کرؤ۔۔۔"دارم صاحب کے چہرے پر پسینہ جھلک رہا تھا۔۔۔ان کی ہمت نہیں ہورہی تھی حوریہ کو یہ بتانے کی۔۔۔کے زاویار اس کا بیٹا لے کر کہیں غائی ب ہوگیا ہے۔۔۔

دارم صاحب اپنا ایک بیٹا کھو چکے تھے۔۔۔اب زاویار کی زندگی خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے۔۔۔۔

وہ جانتے تھے اگر حوریہ نے اپنے بڑوں سے زاویار کی شکایت لگادی۔۔۔خاص طور پر یہ بتا دیا کے وہ اسے نیند کی دوائی ی دے کر۔۔اسکا بیٹا لے کر بھاگ گیا ہے۔۔۔تو پورا مرکز زاویار کی جان کا دشمن بن جائے گا۔۔۔۔

وہ کسی طرح بات دبانے کی سوچ رہے تھے۔۔۔۔

پولیس والے نے حوریہ کا بیان لیا۔۔۔۔

"زاویار رات میں آیا تھا میرے کمرے میں۔۔۔مجھے جوس کا گلاس دیا۔۔اور کہا مام نے بھجوایا ہے۔۔۔میں نے پی لیا۔۔۔تھوڑی ہی دیر بعد مجھے نیند آنے لگی۔۔۔پھر اب آنکھ کھلی ہے تو میں ہسپتال میں ہوں۔۔"حوریہ کا بیان پولیس آفیسر نے نوٹ کرلیا۔۔۔

پولیس آفیسر نے جب ڈاکٹر کا بیان لیا۔۔۔تو اسے معلوم ہوا۔۔حوریہ کو دیے جانے والی pills وافر مقدر میں نہیں تھیں۔۔۔

"کیا میں اکیلے میں مس حوریہ سے چند سوالات کرسکتا ہوں؟؟"دارم صاحب اور انانیہ بیگم کو باہر جانے کا اشارہ کرتے ہوئے۔۔وہ رعب دار انداز میں کہنے لگا۔۔۔۔

دارم صاحب اور انابیہ بیگم اثبات میں سر ہلاکر باہر چلے گ ئی ے۔۔۔

"جی تو مس حوریہ۔۔۔میں نے سنا ہے آپ کی زاویار سے شادی ہونے والی تھی۔۔۔مگر وہ شادی کے ل ئی ے راضی نہیں تھا"وہ تفتیشی افسران کی طرح۔۔ماتھے پر تیوری ڈالے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"جی۔۔۔"حوریہ واقف تھی۔۔۔زیادہ جواب دینے سے وہ پھنس سکتی ہے۔۔۔اس لئے صرف ہاں میں جواب دیا۔۔۔

"تو آپ کو شک نہیں ہوا کے وہ آپ کے لئے جوس کیوں لایا ہے ؟؟"

"نہیں۔۔۔مجھے کیسے شک ہو سکتا تھا؟؟؟۔۔۔ہم ایک گھر میں رہتے ہیں۔۔۔دیور بھابھی کا رشتہ ہے ہمارا۔۔۔چھوٹے موٹے کام ایک دوسرے کے کرتے رہتے ہیں ہم۔۔۔۔۔۔ویسے بھی اس نے مجھ سے کہا وہ مام کے کہنے پر مجھے دینے آیا ہے۔۔۔"حوریہ صفائی پیش کرنے لگی۔۔۔آخری جملہ اس نے خاصہ جتاتے ہوئے ادا کیا۔۔۔

"اوکے۔۔۔۔شکریہ۔۔۔"پولیس آفیسر گمبھیر لہجے میں کہتے ہوئے۔۔۔کچھ سوچنے لگا۔۔۔جیسے اسے حوریہ کی بنائی جھوٹی کہانی پر ذرا بھی یقین نہ آیا ہو۔۔۔

دارم صاحب حوریہ کو خاموشی سے گھر واپس لے آئے تھے۔۔۔

انھوں نے گھر آتے ہی انابیہ بیگم کو سخت تنبیہہ کیا۔۔۔

"انابیہ میری بات کان کھول کر سن لو۔۔۔گھر سے یہ بات باہر نہ نکلے کے زاویار مشراز کو لے کر بھاگ گیا ہے۔۔۔کیونکے اگر ایسا ہوا۔۔۔تو میرے بیٹے کی جان پر بن آئے گی۔۔۔یہ بات اچھی طرح سمجھ لو تم۔۔۔حدید کی بار پر تو میں خاموش رہا۔۔۔مگر اس بار نہیں۔۔۔اگر زاویار کو ذرا سی کھروچ بھی آئی۔۔۔۔تو میں تمھیں جان سے مار دوں گا۔۔۔"دارم صاحب جانتے تھے حوریہ سے زیادہ انابیہ بیگم خطرناک ہیں۔۔۔ایک وقت حوریہ ان کی باتوں میں آسکتی ہے۔۔۔انابیہ نہیں۔۔۔

انابیہ بڑی پکی قادیانی اور مرکز کی وفادار ہے۔۔۔

”مام۔۔۔ڈیڈ۔۔۔مشراز کہاں ہے؟؟۔۔۔وہ اپنے کمرے میں بھی نہیں ہے۔۔۔اور تو اور۔۔۔اسکے سارے کپڑے بھی غائب ہیں۔۔۔“حوریہ بے دھڑک کمرے میں گھسی چلی آئی تھی۔۔۔پریشان ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے۔۔۔ان دونوں میاں بیوی کو دیکھ استفسار کرنے لگی۔۔۔۔۔

دارم صاحب پریشان ہوکر اپنا سر پکڑ رہے تھے۔۔۔

”حوریہ بیٹا۔۔۔یہاں بیٹھو۔۔۔“دارم صاحب نہایت تحمل سے اسے سمجھانے کی نیت رکھتے تھے۔۔۔ وہ صوفے پر بیٹھ کر سامنے والے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرنے لگے۔۔۔

”ڈیڈ مشراز کہاں ہے ؟؟۔۔۔پہلے مجھے یہ بتائیں؟؟۔۔۔میرا بیٹا کہاں ہے؟؟۔۔۔“وہ اس بار بلند آواز میں استفسار کرنے لگی۔۔۔

”بیٹا۔۔۔مشراز کو زاویار لے گیا ہے اپنے ساتھ۔۔۔ا۔۔۔“انابیہ بیگم اس کا ہاتھ پکڑ کر اطلاع دینے لگیں۔۔۔ساتھ ساتھ ابھی وہ آگے کچھ اور بولتیں۔۔۔کے دارم صاحب نے کھاجانے والی نگاہ سے گھور کر انھیں دیکھا۔۔۔جس پر وہ بولتے بولتے رکیں۔۔۔

”وہ میرے مشراز کو لے گیا ؟؟۔۔۔پر کیوں ؟؟۔۔۔“حوریہ الجھی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھ پوچھنے لگی۔۔۔

”ہم نہیں جانتے۔۔۔مگر تم بے فکر ہوجاؤ۔۔۔ہم بہت جلد زاویار کو ڈھونڈ لیں گے۔۔۔۔“دارم صاحب اطمینان بخش انداز میں۔۔۔صوفے سے کھڑے ہوکر۔۔۔اسے دلاسہ دینے لگے۔۔۔

وہ اسے جھوٹا دلاسہ نہیں دے رہے تھے۔۔۔انھیں واقعی یقین تھا وہ کچھ گھنٹوں میں ہی اسے ڈھونڈ کر مشراز سمیت واپس لے آئیں گے۔۔۔

مگر وہ کہاں جانتے تھے۔۔۔وہ زاویار تھا حدید نہیں۔۔۔

وہ دھن کا پکا تھا۔۔۔اور پھر یہ بازی تو زندگی اور موت کی تھی۔۔۔اس میں وہ کیسے چوک سکتا تھا۔۔۔

”ڈیڈ مجھے نہیں پتا۔۔۔آپ میرا بیٹا مجھے لاکر دیں۔۔۔“وہ روتے ہوئے کہ کر۔۔۔انابیہ بیگم کے سینے لگ گئی۔۔۔

دارم صاحب پولیس والوں کے ساتھ مل کر اسے خاموشی سے ڈھونڈ رہے تھے۔۔۔

دارم صاحب اور انابیہ کی نظر میں حوریہ نے اپنے بیٹے کے غم میں خود کو کمرے میں بند کرلیا تھا۔۔۔

دارم صاحب زاویار کو نہیں ڈھونڈ پارہے تھے۔۔۔

انھیں لگا حوریہ کا اک کمرے میں بند رہنا ہی بہتر ہے۔۔۔۔

انھوں نے انابیہ کو سخت تاکید کر رکھی تھی کے مرکز کے لوگوں کو گھر کے اندرونی حالات کا ذرا علم نہ ہو۔۔۔

مرکز کے بڑوں نے جب زاویار اور حوریہ کے نکاح کے متعلق استفسار کیا۔۔۔تو دارم صاحب مشکل میں پڑ گئے۔۔۔

انھیں سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔وہ زاویار کو کیسے بچائیں۔۔۔

وہ نہیں چاہتے تھے کسی صورت بھی زاویار کے مشراز کو لے کر بھاگ جانے کا مرکز کو علم ہو۔۔نہ ہی حوریہ کی حالت کا۔۔۔۔

دارم صاحب کو زاویار کو بچانے کا ایک ہی حل نظر آیا۔۔۔اور وہ تھا حوریہ کا زاویار کے ساتھ نکاح کرکے غیر ملک منتقل ہوجانا۔۔۔۔

انھوں نے فوٹو editing کے ذریعے حدید اور حوریہ کے نکاح کی تصویر کو۔۔۔زاویار اور حوریہ کے نکاح کی تصویر بنوا دیا۔۔۔

انھوں نے انابیہ بیگم سے زبردستی مرکز یہ تصویریں پہنچوائی ِیں۔۔۔۔تاکے سب کو حوریہ اور زاویار کے نکاح کا یقین ہوجائے۔۔۔۔

دارم صاحب اپنے بیٹے کی زندگی بچانے کے ل ِئے ہر جتن کر رہے تھے۔۔۔۔

"دروازہ کھولو حوریہ "دارم صاحب کی آواز پر۔۔وہ سرخ آنکھوں کے ساتھ دروازہ کھولنے آئی ی۔۔۔

"کیا حالت بنالی ہے تم نے اپنی۔۔"حوریہ ہر وقت کمرے میں اکیلی بیٹھی روتی رہتی تھی۔۔۔اس نے اپنا بیٹا زاویار کے ساتھ بھیج تو دیا تھا۔۔مگر ایک ماں کا دل تھا قرار آتے آتے ہی آتا۔۔۔۔

ساتھ ساتھ وہ اپنے سیل پر دلائل ڈھونڈتی۔۔۔۔

جب دلائل ملتے تو خود کو کوستی۔۔۔

"مشراز کا کچھ پتا چلا؟؟"وہ بر بار کی طرح ایک ہی سوال پوچھ رہی تھی۔۔۔

"نہیں بیٹا۔۔۔لیکن بے فکر ہوجاؤ۔۔۔ہم ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔"

"آپ ہر بار یہی کہتے ہیں۔۔۔ آپ مجھے مرکز والوں سے بھی بات نہیں کرنے دیتے۔۔۔ ہوسکتا ہے وہ لوگ ڈھونڈ لیں۔۔"

"نہیں بیٹا۔۔۔ یہ بوڑھا باپ تمھارے آگے ہاتھ جوڑنے کے لئے تیار ہے۔۔۔ پلیز مرکز والوں کو کچھ مت کہو۔۔ وہ زاویار کو مار دیں گے۔۔۔ تمھیں تو تمھارا بیٹا مل جائے گا۔۔ مگر میری ساری جمع کنجی چلی جائے گی۔۔۔ زاویار مرتد نہیں ہے۔۔ تم تو اسکے نیچر سے واقف ہو۔۔ وہ ذرا بھی دینی معاملات میں دلچسپی نہیں لیتا تھا۔۔۔ وہ مشراز سے بہت محبت کرتا تھا۔۔ وہ صرف تم سے نکاح نہ کرنے کی ضد میں گھر سے بھاگا ہے۔۔ اور اپنی محبت میں مشراز کو بھی ساتھ لے گیا ہے۔۔۔ بےوقوف ہے وہ ایک نمبر کا۔۔۔ ذرا عقل نہیں ہے اسے۔۔۔ حدید سمجھدار تھا۔۔ وہ جانتا تھا سارے قاعدے قوانین۔۔ زاویار شروع سے باغی رہا ہے۔۔ اسے تو قادیانیت کے بارے میں کچھ بھی نہیں پتا۔۔۔ اس کم عقل کو تو یہ بھی علم نہیں ہوگا کے اس کا اسطرح بھاگ جانا۔۔ اسے مرتد بناسکتا ہے مرکز والوں کی نگاہ میں۔۔۔ وہ نادان ہے۔۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔۔ بہت جلدی اسے ڈھونڈ لوں گا۔۔۔ تب تک تم کسی سے کچھ نہ کہو۔۔ بس مجھ پر یقین رکھو۔۔۔ میں نے تمھارے اور زاویار کی کچھ تصویریں بنواکر۔۔۔ مرکز بھیج دی ہیں۔۔۔" دارم صاحب حدید کی موت کے صدمے سے ابھی صحیح طرح ابھرے بھی نہیں تھے کے زاویار مشراز کو لے کر بھاگ گیا۔۔ ان کے نزدیک زاویار صرف نکاح سے بچنے کی نیت سے فرار ہوا ہے۔۔ اور یہی بات انھوں نے انابیہ اور حوریہ کے ذہن میں بھی ڈالی۔۔۔

سب ہی جانتے تھے زاویار کے نیچر کو۔۔۔وہ کوئی حدید کی طرح دین دار بندہ نہیں تھا۔۔۔جو اس کے مرتد ہونے کا کسی کو تصور بھی آتا۔۔۔

اگرچہ اس کا مشراز کو لے کر بھاگنا دارم صاحب کو الجھا رہا تھا۔۔۔۔لیکن وہ اپنی الجھن انابیہ اور حوریہ پر ظاہر نہیں ہونے دے رہے تھے۔۔۔

حوریہ بھی زیادہ زور نہیں ڈال رہی تھی مشراز یا زاویار کو ڈھونڈنے پر۔۔۔۔

فقط اتنا ہی رونا دھونا مچاتی ان لوگوں کے سامنے۔۔۔جو اسے شک کے دائرے سے باہر رکھے۔۔۔

زاویار نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا کے ایک دن دارم صاحب اس کی جان کے محافظ بنیں گے۔۔۔

وہ اسے بچانے کے لئے حوریہ کے سامنے منتی انداز میں ہاتھ جوڑ کر کھڑے تھے۔۔۔۔

انسان دولت کا کیا کرے؟؟۔۔۔جب اولاد ہی نہ بچے۔۔۔۔

وہ اپنی اولاد۔۔اپنے لختِ جگر کو بچانے کی ہر ممکنہ کوشش میں لگے تھے۔۔۔

"ڈیڈ مجھے آپ پر پورا یقین ہے۔۔لیکن پلیز مجھے یہاں سے باہر نکالیں۔۔۔مجھے اس گھر سے وحشت ہونے لگی ہے اب۔۔۔۔پہلے حدید اور اب مشراز۔۔میں پاگل ہوجاؤں گی۔۔۔مجھے ہر وقت ان کی یادیں گھیرے رکھتی ہیں۔۔۔میں نے حدید کا صدمہ تو سہہ لیا۔۔اب مشراز کا نہیں سہہ پا رہی۔۔۔میں جانتی ہوں زاویار کو۔۔۔وہ بالکل دین دار نہیں۔۔وہ تو ایک شرابی اور زانی لڑکا ہے۔۔۔وہ بھلا کیوں دین کے لئے اپنی آسائشوں بھری زندگی چھوڑ کر بھاگنے لگا؟؟؟۔۔مگر ڈیڈ اسے میرے بیٹے کو اپنے ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت تھی؟؟۔۔"حوریہ نے نہایت سمجھداری

سے کام لیا تھا۔۔وہ خود کو سب کے سامنے مظلوم ظاہر کرتی تھی۔۔۔یہی وجہ تھی کے دارم صاحب جیسے ذہین شخص بھی اس پر شک نہیں کرسکتے تھے۔۔۔۔

”بیٹا۔۔میں نے کہا ناں۔۔۔وہ بہت محبت کرتا تھا مشراز سے۔۔۔صرف اس لئے اسے اپنے ساتھ لے گیا۔۔۔تم فکر مت کرؤ۔۔۔میں ڈھونڈ رہا ہوں اسے۔۔۔اور رہی بات اس گھر کی۔۔۔تو میں سوچ رہا تھا کچھ مہینوں کے لئے تم باہر گھوم آؤ۔۔۔اس طرح ایک کمرے میں بند رہ رہ کر ۔۔۔تم اپنی صحت بگاڑ رہی ہو۔۔۔یہ تمھارے لئے بالکل ٹھیک نہیں ہے۔۔۔تھوڑی آب و ہوا تبدیل ہوگی۔۔۔تو تم اپنے ڈپریشن سے بھی باہر آجاؤ گی۔۔۔تم فکر مت کرؤ مشراز کی۔۔۔۔مجھے یقین ہے زاویار اپنی جان سے زیادہ خیال رکھ رہا ہو گا اس کا۔۔۔۔“دارم صاحب حوریہ کو امریکہ بھیج رہے تھے۔۔۔

حوریہ کے لئے یہ ایک اچھا موقع تھا ان لوگوں کی قید سے رہائی پانے کا۔۔۔

وہ تو بہت دنوں سے خدا سے یہی دعا کر رہی تھی۔۔کے ان لوگوں سے کسی طرح اسے دور کرے۔۔۔

دارم صاحب کے جملے سن۔۔۔اسے لگا اسکی دعا قبول ہوگئی۔۔۔

وہ باہر جانے کے لئے تیار تھی۔۔۔

دارم صاحب نے اسے اکیلے امریکہ بھیج دیا۔۔

اس کے جاتے ہی دارم صاحب اور انابیہ بیگم نے سب میں یہ بات مشہور کردی کے زاویار حوریہ اور مشراز کو اپنے ساتھ لے کر باہر ملک چلا گیا ہے۔۔۔۔

انابیہ بیگم کی نگاہ اب دارم صاحب کی جائیداد پر تھی۔۔۔

زاویار دارم صاحب کی بہت کوششوں کے بعد بھی مل نہیں رہا تھا۔۔۔انابیہ کے لئے پلس پوائنٹ یہ تھا کے وہ جائیداد کے حصے دار مشراز کو بھی ساتھ لے گیا تھا۔۔۔

حوریہ بھی جا چکی تھی۔۔اب دارم صاحب کی پوری جائیداد کی واحد حقدار انابیہ ہی تھی۔۔

وہ اب خود بھی نہیں چاہتی تھی کے دارم صاحب کو زاویار ملے۔۔۔

دوسری طرف حوریہ ایروپلین میں آرام سے آنکھیں موند کر سر سیٹ سے ٹکا کر بیٹھی تھی۔۔۔کے اس کے برابر میں ایک شخص آکر بیٹھا۔۔

اس کی نگاہ حوریہ کے چہرے کا طواف کررہی تھی۔۔۔

کسی کی نگاہوں کی تپش جب حوریہ کو اپنے چہرے پر محسوس ہوئی۔۔تو اس نے آنکھ کھول کر اپنے برابر میں بیٹھے شخص کو دیکھا۔۔۔

حوریہ ایک لمحے کے لئے اسے دیکھ سٹپٹائی۔۔۔

"پولیس افسر آپ یہاں؟؟"وہ بےساختہ ہی اسے دیکھ۔۔پوچھ اٹھی تھی۔۔۔

"کیوں مس حوریہ میرا ایروپلین میں سفر کرنا منع ہے ؟؟"وہ پیشانی پر بل ڈالے۔۔۔ابرو اچکا کر پوچھنے لگا۔۔۔۔۔۔

وہ آج اپنی پولیس کی وردی میں نہیں تھا۔۔۔

بلیک رنگ کے سویٹر۔۔اس پر وائٹ رنگ کا لانگ کوٹ اور پینٹ پہنے۔۔بالوں کو جیل سے سیٹ کیے ہوئے۔۔وہ کسی ہیرو سے کم نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔

”آپ میرا پیچھا کررہے ہیں؟؟۔۔۔“حوریہ گھبرا گ ئی تھی اسے اپنے برابر میں بیٹھا دیکھ۔۔۔وہ ڈر کو چھپانے کی مکمل کوشش کرتے ہوئے۔۔۔استفسار کرنے لگی۔۔۔

اس نے اپنے چہرے کو حتی الامکان نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی

”کیوں ؟؟۔۔۔آپ چاہتی ہیں میں آپ کا پیچھا کرؤں؟؟“وہ سوال پر سوال کررہا تھا۔۔۔کیونکے مقابل کے چہرے پر آنے والی گھبراہٹ پہلی نگاہ میں بھاپ چکا تھا وہ۔۔۔اس نے مشکوک نگاہیں حوریہ کے وجود پر ڈالے۔۔۔چہرے پر عجیب سی مسکان سجاتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔

”جی نہیں۔۔۔میں نہیں چاہتی آپ میرا پیچھا کریں۔۔مگر آپ کررہے ہیں۔۔“وہ غصے میں اپنا ڈر چھپانے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔دونوں ہاتھ فولڈ کرتے ہوئے۔۔۔اسے دیکھ۔۔بھرم سے بولی۔۔۔

”کوئی گناہ کیا ہے آپ نے ؟؟۔۔۔جو آپ کو ڈر ہے کے میں آپ کا پیچھا کررہا ہوں؟؟؟۔۔۔“وہ ٹھوڑی پر ہلکے سے اپنی انگلی مسلتے ہوئے۔۔تفتیشی نگاہ اس کے چہرے پر ڈالے پوچھنے لگا۔۔۔

”میں ڈر نہیں رہی۔۔۔اور نہ ہی میں نے کوئی گناہ کیا ہے۔۔۔۔“وہ بڑے بھرم سے ۔۔۔آنکھوں میں آنکھیں ڈال گویا ہوئی۔۔۔

”گڈ۔۔۔“وہ ابھی کچھ اور بولتا اس سے قبل ایک ایئر ہوسٹس وہاں سے گزرنے لگی۔۔۔

اس کی ساری توجہ اس ائیر ہوسٹس کی جانب مبذول ہوگ ئی۔۔۔

”افف۔۔۔۔ٹھرکی“حوریہ اسے دیکھ۔۔۔منہ میں بڑبڑائی۔۔۔

"ٹھرکی کی کیا بات ہے ؟؟۔۔۔۔میں تو صرف اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔"اس کے کانوں کی سماعت سے جیسے ہی ٹھرکی کا لفظ ٹکرایا۔۔وہ حوریہ کو دیکھ۔۔۔۔بے نیازی سے کہنے لگا۔۔۔

"آپ دیکھ نہیں رہے۔۔۔آپ گھور رہے ہیں اسے۔۔"وہ تیزی سے منہ بسورتے ہوئے بولی۔۔۔

"میں اسے گھور رہا ہوں؟؟؟۔۔واقعی؟؟؟۔۔۔"وہ بے یقینی سے اب حوریہ کو دیکھتے ہوئے۔۔مسکرا کر پوچھنے لگا۔۔۔

اس کی مسکراہٹ نہایت دلفریب تھی۔۔۔۔آنکھوں کو بھانے والی۔۔۔۔دل میں اتر جانے والی۔۔۔۔

"اسکیوزمی "حوریہ نے اس کے سوال کو مکمل اگنور کرتے ہوئے ایئر ہوسٹس کو آواز لگائی۔۔۔

"یس میم" وہ تیزی سے اس کی جانب آکر۔۔نہایت شائستہ انداز میں۔۔۔۔۔

"مجھے اپنی سیٹ چینج کرنی ہے۔۔۔"حوریہ کے کہتے ہی۔۔۔وہ لڑکا مسکرانے لگا۔۔

"سوری میم۔۔۔ابھی کوئی سیٹ خالی نہیں ہے۔۔۔آپ پلیز ایڈجسٹ کرلیں۔۔۔" ایئر ہوسٹس کے معذرت طلب کرتے ہی۔۔وہ خوبرو نوجوان حوریہ کا مزاق اڑانے والے انداز میں منہ پر ہاتھ رکھ کر خوب مسکرانے لگا۔۔۔۔

"آپ کو کیا پریشانی ہے میرے ساتھ بیٹھنے میں؟؟۔۔" ایئر ہوسٹس کے جاتے ہی۔۔وہ حوریہ کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ لاکر۔۔۔معصومانہ انداز میں پوچھنے لگا۔۔۔۔

وہ بغیر جواب دیے۔۔۔اسے گھوری سے نواز کر۔۔۔منہ موڑ کر ونڈو سے باہر کی جانب دیکھنے لگی۔۔۔۔

"ویسے ٹھرکی نہیں ہوں میں۔۔۔"تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد۔۔اس نے دوبارا بات چیت شروع کرنا چاہی۔۔۔۔

" مجھے انٹرسٹ نہیں ہے جاننے میں۔۔۔کے آپ کیا ہیں اور کیا نہیں ہیں۔۔۔سو پلیز۔۔۔مجھے ڈسٹرب مت کریں۔"وہ منہ بسور کر اسکی جانب دیکھتے ہوئے۔۔۔بے نیازی کا مظاہرہ کرنے لگی۔۔۔

"پر مجھے تو ہے ناں بتانے میں۔۔ویسے اگر میں واقعی ٹھرکی ہوتا تو اس ایئر ہوسٹس کی جگہ آپ پر "۔۔۔۔۔اسے اب مزا آنے لگا تھا مقابل کو زچ کرنے میں۔۔۔۔وہ حوریہ کو دیکھ۔۔۔۔مسکراتے ہوئے ابھی بول ہی رہا تھا۔۔۔۔۔۔کے حوریہ نے اسے کھاجانے والی نگاہ سے گھور کر دیکھا۔۔۔۔جس پر وہ بولتے بولتے رکا۔۔۔۔۔۔

پولیس آفیسر سے ٹکراؤ۔۔۔محض ایک اتفاق ہے۔۔۔یہ بات حوریہ کا ذہن ماننے کے لیے تیار نہیں تھا۔۔۔

"حوریہ "وہ ائیر پورٹ پر کھڑی تھی جب اسے پیچھے سے کسی نے نام لے کر پکارا۔۔۔۔

وہ پیچھے کی جانب پلٹی۔۔۔۔

"آپ مجھے مس حوریہ کہیں۔۔۔مجھے اجنبیوں کا نام لے کر مخاطب کرنا پسند نہیں"وہ خوبرو نوجوان مسکراتے ہوئے اس کی جانب آیا۔۔۔حوریہ اپنا نام پکارنے پر جزبز ہوکر۔۔دوٹوک انداز میں بولی۔۔۔

"او۔۔۔۔چلیں اب میں خیال رکھوں گا۔۔"وہ نہایت لاپرواہی سے کہنے لگا۔۔۔

"کہاں جانا ہے آپ کو ؟؟۔۔۔مجھے بتائیں میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں" وہ مسکراتے ہوئے۔۔اپنی خدمات پیش کرنے لگا۔۔۔۔

"جنت میں جانا ہے۔۔۔جہاں آپ جیسے لوگوں کو راستہ نہیں ملتا۔۔۔"وہ مفاہمانہ انداز میں۔۔بہت گہرا طنز کر گئی تھی۔۔۔

"فکر نہ کریں۔۔۔مجھے راستے نکالنے آتے ہیں۔۔"اسمارٹ مسکراہٹ چہرے پر سجائے۔۔۔مطمئن انداز میں کہنے لگا۔۔۔

"آپ مجھے تنگ کیوں کر رہے ہیں؟؟۔۔جسٹ گو ٹو ہیل" وہ خاموشی سے تھوڑی دیر تک اس کے ساتھ کھڑا رہا۔۔۔پھر ایک کار آکر ان دونوں کے سامنے رکی۔۔۔کار سے ڈرائیور نے اتر کر آفیسر کا سارا سامان ڈگی میں رکھا۔۔۔آفیسر نے بغیر حوریہ سے پوچھے اس کا سامان بھی ڈگی میں رکھنے کا آرڈر دیا۔۔جس پر حوریہ اپنا سوٹ کیس کا ہینڈل پکڑتے ہوئے۔۔۔غصے سے بپھر کر ۔۔۔اس خوبرو نوجوان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال۔۔۔چیختے ہوئے بولی۔۔۔

"ہیل کا راستہ نہیں معلوم مجھے۔۔۔کیوں ناں آپ میرے ساتھ چل کر۔۔میری رہنمائی فرمائیں۔۔۔"اس خوبرو نوجوان نے پہلے تو اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔۔۔جیسے اپنے غصے پر ضبط کر رہا ہو۔۔۔پھر نہایت تحمل سے۔۔۔۔حوریہ کو دیکھ۔۔۔طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے گویا ہوا۔۔۔

"میں تو آپ کی فکر کر رہا تھا۔۔۔چلیں۔۔۔میں چلتا ہوں۔۔۔"حوریہ کو جوابی کاروائی نہ کرتا دیکھ۔۔۔ہلکا سہ سلوٹ مارتے ہوئے۔۔۔اس کے سامنے۔۔کار میں بیٹھ کر چلا گیا۔۔۔

تھوڑی ہی دیر بعد حوریہ کی گاڑی بھی آگئی۔۔۔

وہ انجانی راہوں پر چل رہی تھی۔۔۔نہ مستقبل کی خبر۔۔نہ ماضی کی کوئی نشانی۔۔۔

کچھ بھی تو نہیں تھا اس کے پاس۔۔۔۔

پھر بھی خدا کی بہت شکر گزار تھی۔۔۔کے اسے ان لوگوں کے درمیان سے نکال دیا۔۔۔

وہ ونڈو سیٹ سے بالکل لگ کر باہر کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس نے شیشہ نیچے کر کے۔۔۔تروتازہ ہوا کو خود سے مَس ہونے کی اجازت دی۔۔۔

دل میں اس لمحے بس ایک ہی دعا چل رہی تھی کے زاویار اور مشراز کبھی بھی دارم صاحب کے ہاتھ نہ لگیں۔۔۔

وہ آزاد تھی۔۔۔مگر پھر بھی اسے اکثر محسوس ہوتا جیسے کوئی اس کا پیچھا کررہا ہو۔۔۔

وہ پورا دن اکثر لائبریری میں گزارا کرتی۔۔۔۔

وہ ریسرچ کررہی تھی اسلام پر۔۔۔

وہ دن رات بس یہی کام کیا کرتی تھی۔۔۔۔

بس ایک چیز تھی جو اسے بہت تنگ کرتی۔۔۔وہ تھی مشراز کی یادیں۔۔۔

وہ یقین رکھتی تھی خدا پر۔۔۔اسے پورا یقین تھا ایک دن وہ اپنے بیٹے سے ضرور ملے گی۔۔۔

ایک سال گزر گیا تھا۔۔۔اس نے کسی سے کانٹیکٹ نہیں کیا۔۔۔

نہ ہی وہ دارم صاحب کی آنے والی کالز ریسیو کرتی تھی۔۔۔۔

روز معمول کی طرح وہ آج بھی لائبریری میں بیٹھ کر دلائل ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔کے اسے یہ حدیث مبارکہ ملی۔۔۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنہُ سے روایت ہے، حضور انور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے ارشاد فرمایا: ’’اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَیْرَ اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ‘‘(مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علیّ بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ، ص۱۳۱۰، الحدیث: ۳۱(۲۴۰۴)) یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام جب اپنے رب سے کلام کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے، ہاں یہ فرق ہے کہ حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نبی تھے جبکہ میری تشریف آوری کے بعد دوسرے کے لئے نبوت نہیں اس لئے تم نبی نہیں ہو۔۔۔۔

یہ احادیث مبارکہ روشن دلیل تھی ختم نبوت پر۔۔۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔۔۔کے اچانک اس کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا۔۔۔۔

وہ چونک کر پلٹی۔۔۔

سامنے کھڑے خوبرو نوجوان کو دیکھ۔۔۔اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔

’’آفیسر؟؟۔۔۔‘‘

’’اوو۔۔۔مس حوریہ۔۔۔کیا حسین اتفاق ہے۔۔۔‘‘وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔۔۔

وہ ایک سال بعد پھر سے اسے اپنے سامنے کھڑا دیکھ۔۔۔بری طرح گھبرا گئی تھی۔۔۔

"ہر بار اتفاق نہیں ہو سکتا۔۔۔" وہ اپنے آنسو پونچھ کر۔۔۔۔۔۔۔ تیزی سے کھڑے ہو کر بولی۔۔۔۔۔

حوریہ کو ہر وقت محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہو۔۔۔اس کے پیچھے چل رہا ہو۔۔۔لیکن جب وہ پلٹ کر دیکھتی۔۔۔تو کوئی موجود نہ ہوتا۔۔۔۔

"تو آپ کا کہنے کا مطلب۔۔۔" وہ ابھی سوچتے ہوئے بول ہی رہا تھا۔۔۔کے حوریہ تیزی سے بولی۔۔۔

"بالکل۔۔۔میرا مطلب وہی ہے۔۔۔جو آپ سمجھ گئے ہیں۔۔۔میرا پیچھا کرنا بند کریں۔۔۔ورنہ اب میں آپ کے خلاف ایکشن لوں گی۔۔۔آپ شاید ٹھیک طرح جانتے نہیں ہیں مجھے۔۔۔میں حوریہ ہوں۔۔۔دارم صاحب کی بہو۔۔۔" وہ نہایت رعب دار انداز میں اسے خاصہ جتاتے ہوئے اپنا تعارف کرانے لگی۔۔۔

"میں جانتا ہوں آپ کو۔۔۔مجھے اپنا تعارف دوبارا کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔اور پلیز ہلکے بات کریں۔۔۔ہم لائبریری میں کھڑے ہیں اس وقت۔۔۔" وہ دلفریب مسکراہٹ لبوں پر سجائے۔۔۔اسے یاد دلانے لگا کہ وہ اس وقت لائبریری میں کھڑے ہیں۔۔۔

وہ جزبز ہو کر اسے دیکھتے ہوئے۔۔۔کتابیں اٹھا کر باہر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

"ایک تو پتا نہیں کیوں پہلی ہی نظر سے دل کو اچھی لگتی ہو تم۔۔۔۔" وہ اس کے وجود کو پیچھے سے تکتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

پھر اداسی سے مسکرا دیا۔۔۔

*****-------*****

"کیا یہ محض ایک اتفاق ہے یا یہ پولیس والا واقعی میرے پیچھے پڑا ہے ؟؟۔۔۔اگر پڑا ہے تو کیوں؟؟۔۔۔۔" وہ اپنی کار اسٹارٹ کرتے ہوئے۔۔۔اپنی سوچوں میں ابھی الجھ ہی رہی تھی۔۔۔کے شیشے پر کسی نے نوک کیا۔۔۔۔

اس نے نظر اٹھاکر دیکھا تو وہی خوبرو نوجوان مسکراتے ہوئے۔۔۔شیشے سے اندر جھانک رہا تھا۔۔۔

"اب کیا کام ہے آپ کو ؟؟۔۔۔" وہ شیشہ نیچے کرتے ہوئے۔۔۔ جھنجھلاکر پوچھنے لگی۔۔۔۔

"میرا نام فیلکس ہے۔۔۔عمر میں آپ سے بڑا ہوں شاید۔۔۔۔۔میرے ڈیڈ ایک ریٹائرڈ آفیسر ہیں۔۔۔وہ آج کل گھر پر ہوتے ہیں۔۔مام ہاؤس وائف اور پارٹیز کی شوقین۔۔۔۔۔اپنے والدین کا اکلوتا کارنامہ ہوں میں۔۔۔اس لئے بہن بھائی نہیں ہیں۔۔۔۔۔عیسائی مذہب سے تعلق ہے میرا۔۔۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے اپنا تعارف دینے لگا۔۔۔۔

"مجھے کیوں بتا رہے ہیں یہ سب؟؟" وہ الجھ کر پوچھنے لگی۔۔۔۔

"کیونکے آپ کبھی پوچھتی ہی نہیں۔۔۔۔نہ بندے کا نام۔۔نہ حال۔۔۔نہ احوال۔۔۔۔۔اس لئے مجبورا خود ہی بتانا پڑ رہا ہے۔۔۔۔"

وہ کون تھا؟؟۔۔۔۔ایک پولیس آفیسر یا کوئی جاسوس؟؟؟۔۔۔۔۔۔۔کیوں پیچھے پڑا تھا؟؟۔۔۔کیا چاہیے تھا اسے؟؟۔۔۔یہ سوالات اب حوریہ کو پریشان کررہے تھے۔۔۔

"اپنا ہاتھ ہٹائیں مجھے شیشہ بند کرنا ہے۔۔۔۔" اسے اب فیلکس سے خوف آنے لگا تھا۔۔۔۔

وہ شیشہ بند کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔مگر وہ ہاتھ ہٹانے کے لئے تیار نہیں تھا۔۔۔۔

”سوری۔۔یہاں ٹیکسی مشکل سے ہی ملے گی۔۔۔۔تو آپ ہماری پرانی جان پہچان کو مد نظر رکھتے ہوئے۔۔۔۔مجھے لفٹ دے دیں تو مہربانی ہو گی۔۔۔“وہ لچک دار انداز میں گویا ہوا۔۔۔

”آپ کسی اور سے لے لیں۔۔۔“وہ تیزی سے بولی۔۔۔۔

”ارے میں صرف لفٹ ہی تو مانگ رہا ہوں۔۔۔“وہ دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پر سجائے کہنے لگا۔۔۔

”میں نے کہا ناں۔۔۔آپ کسی اور سے لے لیں۔۔“حوریہ اس سے انجانا خوف محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔وہ اسے ہٹانا چاہتی تھی۔۔۔مگر وہ ڈھٹائی ی کا اعلی مظاہرہ کرتے ہوئے۔۔۔کار کا پیچھے کا گیٹ کھول کر۔۔۔۔زبردستی بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

حوریہ کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔۔وہ کار چھوڑ کر بھاگ جائے۔۔۔

وہ تھوک گلے میں نگل کر۔۔۔اپنی پیشانی پر آتا پسینہ صاف کرتے ہوئے۔۔۔خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

”مجھے پیچھے بیٹھ کر اچھا فیل نہیں ہو رہا۔۔۔۔ایسا لگ رہا ہے آپ میری ڈرائیور ہوں“۔۔۔۔حوریہ جواب میں کچھ کہتی۔۔۔۔اتنی بھی مہلت نہیں دی تھی اس نے۔۔۔۔

وہ بندر کی طرح پیچھے سے کود کر۔۔۔۔حوریہ کے برابر والی سیٹ پر۔۔۔۔آکر ٹک گیا تھا۔۔۔۔

وہ کار چلاتے ہوئے۔۔۔حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"میں جانتا ہوں مس حوریہ کے میں ہینڈسم ہوں۔۔۔ مگر اتنا بھی نہیں کے آپ کار ڈرائیف کرتے ہوئے آگے دیکھنے کے بجائے مجھے دیکھیں۔۔۔" وہ حوریہ کو ٹوکتے ہوئے۔۔۔۔ مضحکہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

"بندروں کی طرح میری کار میں اچھلنا بند کریں۔۔۔۔" وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔۔۔

"ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتی۔۔۔ آپ ہر بار مجھ سے اتنا جھنجھلا کر بات کیوں کرتی ہیں؟؟؟۔۔۔ میں نے کوئی ی بدتمیزی کی ہے آپ سے ؟؟" وہ تجسس سے۔۔۔ اسکے چہرے پر نگاہ جمائے پوچھنے لگا۔۔۔

"کیونکے میں آپ سے بات کرنے میں کوئی ی انٹرسٹ نہیں رکھتی۔۔۔ اس وقت بھی آپ زبردستی میری کار میں گھس آئی یں ہیں۔۔۔۔" وہ دوٹوک انداز میں۔۔ کار ڈرائیف کرتے ہوئے۔۔۔ غصے سے اسکی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

" آپ لفٹ ہی نہیں دے رہی تھیں تو میں بیچارہ اور کیا کرتا؟؟؟۔۔۔۔" وہ بھولے پن سے معصومانہ سوال کرنے لگا۔۔۔

"اچھا اب بتائی یں کہاں چھوڑوں آپ کو ؟؟" وہ اپنے غصے اور خوف پر قابو پاتے ہوئے۔۔۔ نہایت تحمل سے پوچھنے لگی۔۔۔

"پانچ منٹ تک کار بغیر روکے چلاتی رہیں۔۔۔" اس کا جواب سن۔۔۔ وہ الجھی نگاہ سے اسے تکنے لگی۔۔

”ویسے آپ تو مسلم ہیں ناں؟؟۔۔۔تو آپ کے اسلام کے مطابق موت کا فرشتہ آتا ہے روح قبض کرنے۔۔۔رائیٹ؟؟“وہ تجسس سے سوال کررہا تھا۔۔۔یا۔۔۔نا جانے سوال کر کے تجسس میں ڈال رہا تھا۔۔۔۔

اس کے سوالات حوریہ کے خوف میں اضافہ کررہے تھے۔۔۔

”جی الحمداللہ میں مسلم ہوں۔۔۔ختم نبوت پر ایمان رکھنے والی مسلم۔۔۔۔مگر آپ یہ سوالات کیوں کررہے ہیں ؟؟“حوریہ نے اسلام دل سے قبول کرلیا تھا۔۔جس کا اعلانیہ اظہار آج پہلی بار وہ اس خوبرو نوجوان کے سامنے کررہی تھی۔۔۔وہ پہلا گواہ تھا اسکے اسلام قبول کرنے کا۔۔۔۔

”پہلے سوال میں نے کیا ہے۔۔۔تو جواب بھی پہلے مجھے ملنا چاہیے“

اس کی آنکھیں میں عجیب سی کشش تھی۔۔۔بہت راز دار آنکھیں تھیں اسکی۔۔۔۔جیسے وہ کچھ کہنا چاہ رہی ہوں۔۔۔

”جی ٹھیک سنا ہے آپ نے۔۔۔“وہ اپنے خوف پر قابو پانے کی مسلسل کوشش کررہی تھی۔۔۔۔اس کے ہاتھ اب کپکپانے لگے تھے۔۔۔۔

”آپ نے کبھی موت کا فرشتہ دیکھا ہے ؟“اس کا اگلا سوال سن۔۔وہ بغیر اسکی جانب نظر کرئے۔۔۔نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

خوف کی لہر برقی روح کی مانند پورے جسم میں سرایت کررہی تھی۔۔۔

”ویسے دیکھنے کا شوق ہے؟؟“

وہ کیوں اتنے عجیب سوال پے در پے کیے جا رہا تھا۔۔۔۔

"اتریں۔۔۔میں نے کہا کار سے اتریں میری ابھی۔۔۔۔"کار کا بریک لگا کر۔۔۔وہ زور سے دھاڑی
۔۔۔
فیلکس نہایت پرسکون اور لاپرواہ انداز میں ابھی بھی اسے بیٹھ کر تک رہا تھا۔۔۔۔
"سنائی ی نہیں دے رہا آپ کو؟؟۔۔۔میں نے کہا میری کار سے اتریں" وہ اس بار اپنی پوری طاقت سے چیخی۔۔۔
" ریلیکس۔۔۔آپ نے شاید میرا پہلا جملہ نہیں سنا ٹھیک طرح۔۔۔میں نے کہا بغیر روکے کار چلاتی رہیں۔۔۔"وہ گمبھیر لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔
"کار اسٹارٹ کریں جلدی۔۔۔"وہ اس بار حاکمانہ انداز میں سختی سے کہنے لگا۔۔۔۔۔۔۔
وہ شخص اب اسے مکمل طور پر خوف میں مبتلا کرچکا تھا۔۔۔
"تم ہو کون؟؟۔۔۔" آخر کار وہ سوال منہ پر آ ہی گیا تھا جو ناجانے کب سے ذہن میں چل رہا تھا۔۔۔۔
"میں۔۔۔میں تمارے لئے موت کے فرشتہ کی مانند ہوں۔۔۔"اس نے نہایت نرمی سے جواب دیا۔۔۔۔۔
حوریہ کا دم خشک ہوگیا تھا اس کا جملہ سن۔۔۔۔
وہ ہکا بکا نگاہوں سے اس کے وجود کو تک رہی تھی۔۔۔
"ت۔۔۔تم۔۔۔۔مج۔۔۔مجھے مارنے آئے ہو؟؟"بڑی مشکل سے اپنے وجود میں ہمت جمع کر ۔۔۔سوال کرنے لگی۔۔۔

”ہاں۔۔۔فلحال۔۔۔ابھی نہیں۔۔۔ابھی وقت ہے تمھارے پاس۔۔۔ابھی صرف مجھے تم سے اپنی دوستی بڑھانی ہے۔۔۔“وہ حوریہ کے سر پر ایٹم بم پھوڑنے کے بعد بھی نہایت آرام سے گفتگو کررہا ہے۔۔۔

وہ حیرت سے اسے تک رہی تھی۔۔۔۔

”ابھی کار اسٹارٹ کرؤ۔۔۔راستے میں آرام سے بات کرتے ہیں۔۔“وہ اطمینان سے۔۔اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

”کیا آرام سے بات کرتے ہیں؟؟؟۔۔۔۔تم مجھے یہ بتانے والے ہو کے مجھے مارو گے کیسے ؟؟۔۔۔“وہ روتے ہوئے طنزیہ بولی۔۔

------***💞🔥🔥🔥🔥🔥💞

”کتنے دنوں کے لئیے جارہے ہو؟؟“وہ سامان پیک کررہا تھا۔۔۔رامین اداس چہرہ بنائے۔۔اسے سامان پیک کرتا ہوا دیکھ۔۔۔استفسار کرنے لگی۔۔۔

یہ وہ سوال تھا جسے وہ ناجانے کتنی بار پوچھ چکی تھی اس سے۔۔۔

”دو دن کے لئیے۔۔۔“وہ پھر سے اسکے سوال کا جواب۔۔۔مسکراتے ہوئے دینے لگا۔۔۔

”مظفر آباد جانا ضروری ہے؟؟“

”بہت ضروری ہے۔۔۔مجھے جلد سے جلد حوریہ بھابھی کے والد سے ملنا ہے۔۔۔“

”ہمم۔۔۔“زاویار سے دوری کا سوچ کر ہی اس کا دل اداس ہورہا تھا۔۔۔۔جو اس کے چہرے پر بھی عیاں تھا۔۔۔

"اداس مت ہو سویٹ ہارٹ۔۔۔بس دعا کرؤ۔۔۔اللہ بھابھی کے لئے آسانیاں کرے۔۔۔۔میں انھیں باحفاظت ان لوگوں سے نکالنے میں کامیاب ہو جاؤں۔۔۔۔"زاویار فکرمند تھا حوریہ کو لے کر۔۔۔۔اس نے دعا کے لئے رامین سے درخواست کی۔۔۔۔۔

" ان شاء اللہ سب بہتر ہو گا۔۔۔۔۔جو اس کے کاموں میں لگ جاتا ہے(یعنی اللہ کے)۔۔۔۔خدا اس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔۔۔۔۔وہ بڑا رحمان ہے اپنی راہ میں آنے والوں کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔۔۔۔"وہ جانتی تھی کیونکے وہ بھی گزری تھی اس وقت سے۔۔۔۔اسے بھی اپنی عزت و جان کا خطرہ ہر وقت لاحق رہتا تھا۔۔۔۔۔

اسے یقین تھا کے خدا راہِ حق کے مسافروں کی مدد فرماتا ہے۔۔۔۔

ان کے لئے آسانیاں پیدا فرماتا ہے۔۔۔۔

اور یہ یقین مزید کامل ہوگیا تھا سامنے کھڑے شخص کو دیکھ۔۔۔۔

"افففف۔۔۔۔۔"وہ جھجھلاتے ہوئے شیٹ پکڑ کر۔۔۔۔

"کیا ہوا ؟؟"وہ تجسس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

"بٹن ٹوٹ گیا یار۔۔۔۔اب شیٹ بدلنی پڑے گی۔۔۔"وہ منہ بسور کر کہتے ہوئے۔۔۔۔الماری کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔۔

اس کی شرٹ کا۔۔۔۔۔کالر سے نیچے والا بٹن۔۔۔۔آدھا ٹوٹ گیا تھا۔۔۔۔

"اوو۔۔۔۔شرٹ مت چینج کریں۔۔۔میں دوسرا لگا دیتی ہوں۔۔۔"وہ بیڈ سے تیزی سے اترتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اس کی بات سنتے ہی زاویار کے قدم رکے۔۔۔

حیرت سے پیچھے مڑ کر اس حُسنِ سراپا کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

"تمھیں بٹن لگانا آتا ہے ؟؟"اس کے لہجے میں حیرت جھلک رہی تھی۔۔۔

"ہاں۔۔۔کوئی ی مشکل کام تھوڑی ہے۔۔۔ویٹ۔۔۔میں ابھی دوسرا بٹن لگا دیتی ہوں۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے کہ کر سامنے دراز کی جانب بڑھی۔۔۔۔

دراز سے سامان لانے کے بعد۔۔۔مسکراتے ہوئے اسکے آگے ہاتھ بڑھانے لگی۔۔۔

زاویار نے فورا ہی اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔۔۔

"اللہ۔۔۔آپ کا ہاتھ نہیں۔۔۔شرٹ مانگ رہی ہوں۔۔۔"سر کو نفی میں جھٹک کر۔۔۔۔مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

"یار میں نہیں اتار رہا۔۔۔ایسے ہی لگا دو۔۔۔"اس کی نگاہوں میں اب شوخی مچل رہی تھی۔۔۔

"اگر سوئی ی چب گ ئی تو ؟؟"وہ فکرمند ہو کر گویا ہوئی ی۔۔۔

"کوئی ی نہیں ۔۔۔یارِ صنم کے قرب کی خاطر چھوٹی موٹی تکلیف برداشت کر سکتا ہوں "اس نے پہلی بار ایک پورا جملہ اردو زبان میں ادا کیا تھا۔۔۔جس پر رامین حیرت کے غوطے کھا رہی تھی۔۔۔

اگلے ہی لمحے وہ جھیپ کر مسکراتے ہوئے۔۔۔اس کی شرٹ پر نیا بٹن لگانے لگی۔۔۔۔

حُسنِ سراپا بہت کم گو تھی۔۔۔۔۔مگر زاویار کو یہ بات بالکل بھی محسوس نہیں ہوتی تھی۔۔۔۔

وہ زاویار کی محبت کا جواب اکثر صرف مسکرا کر دیتی تھی۔۔۔۔۔جیسے ابھی دے رہی تھی۔۔۔

حُسنِ مجسم بہت قریب آکر بٹن لگا رہی تھی۔۔۔اس کی گرم سانسیں وہ اپنے سینے پر محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔

زاویار ستائی شی نگاہوں سے اُسے ایسے دیکھ رہا تھا۔۔جیسے وہ دنیا کا ناجانے کون سہ عظیم مرحلہ پار کر رہی ہو۔۔۔

"ہوگیا" وہ اپنے دانت سے دھاگہ توڑتے ہوئے۔۔۔

"اتنی جلدی ہوگیا۔"وہ منہ میں اداسی سے بڑبڑایا۔۔۔۔۔۔

" اچھا مجھے لگتا ہے یہ نیچے والا بھی ٹوٹ جائے گا۔۔اسے ہٹا کر نیا لگادو۔۔"اس بار وہ زبردستی اپنی شرٹ کا بٹن توڑنے پر آمادہ تھا۔۔۔۔

اس کی نگاہوں میں شرارت جھلکتی دیکھ۔۔وہ مسکراتے ہوئے قریب آئی۔۔۔

کچھ کہے بغیر۔۔بس اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے ٹکا کر۔۔۔۔ایک دو ثانیوں کے لئے مبہوت ہوکر کھڑی رہی۔۔۔جیسے اسکے حسین وجود کو آنکھوں میں بھر رہی ہو۔۔۔اس کی سانسوں کی مہک کو اپنی سانسوں میں بسا رہی ہو۔۔۔

اگر وقت کو روکا جا سکتا۔۔۔۔۔تو آج وہ وقت سے کہتی۔۔۔رک جاؤ۔۔۔اس لمحے۔۔۔بس ٹھہر جاؤ۔۔۔تھم جاؤ۔۔۔۔

***

"اللہ حافظ" وہ باہیں اس کے کندھے پر ڈالے۔۔۔اسے اپنے سے لگاتے ہوئے۔۔بڑے پیار سے الوداع لے رہا تھا۔۔۔

دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو رہی تھیں۔۔۔

اس سے دو دن کی دوری کا سوچ کر ہی دل بیٹھے جا رہا تھا۔۔۔

اسکے خوبصورت سراپے کو آنکھوں میں بسا رہی تھی۔۔۔

"مشراز اپنی چاچی کا بہت خیال رکھنا۔۔۔اور اپنا بھی۔۔۔اوکے۔۔۔"وہ نیچے بیٹھ کر۔۔۔مشراز کے بالوں کو پیار سے سہلاتے ہوئے تاکید کرنے لگا۔۔

"چاچو آپ فکر نہ کریں۔۔۔۔میں اپنا اور چاچی جان کا بہت خیال رکھوں گا۔۔۔"وہ پُراعتماد ہو کر۔۔۔مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

"گڈ۔۔۔"زاویار نے اسے سینے سے لگا کر وادع لینا چاہی۔۔۔مگر جیسے ہی وہ سینے سے لگا۔۔۔بلک بلک کر رونا اسٹارٹ ہو گیا۔۔۔

بچہ تھا وہ ابھی۔۔۔اپنے والد اور والدہ کے بعد اب چاچا بھی اسے خود سے دور جاتا دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔

"چاچو۔۔۔واپس آؤ گے ناں ؟؟۔۔۔مام اور ڈیڈ کی طرح مجھے اکیلا تو نہیں چھوڑ دو گے ناں ؟؟"اس کا روتے ہوئے بھولہ سہ چہرہ بنا کر۔۔۔سوال کرنا۔۔۔۔۔۔زاویار کے دل پر لگا تھا۔۔۔

" ان شاء اللہ۔۔۔میں دو دن بعد واپس آجاؤں گا۔۔۔تم فکر مت کرو۔۔۔بس چاچی کا اور اپنا خیال رکھنا۔۔۔"وہ اطمینان بخش انداز میں کہتے ہوئے۔۔۔اس کے معصوم سے چہرے پر بہنے والے آنسو صاف کرنے لگا۔۔۔

”اچھا جاکر نیچے دیکھو اسجل برو آئے یا نہیں “زاویار نے نہات فرصت سے موضوع بدلا تھا۔۔۔جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے۔۔۔تیزی سے باہر کی جانب بڑ گیا۔۔۔

اردو زبان سے اب اس کی واقفیت کافی بہتر ہوگ ئی تھی۔۔۔

لب و لہجہ بالکل انگریزوں جیسا۔۔۔

سننے والے کو اس کی اردو سن۔۔۔ایسا ہی لگتا۔۔جیسے وہ انگلش بول رہا ہو۔۔۔

نہایت میٹھی آواز کا مالک تھا وہ۔۔۔

”ڈاکٹر “ اسے جاتا دیکھ۔۔۔لگا دل دھڑکنا ہی بند کردے گا۔۔۔

اس نے بہت محبت سے پیچھے سے آواز دی۔۔۔پھر تیزی سے آکر سینے سے لگ گ ئی۔۔۔اس قدر گرم جوشی سے اسے جکڑا تھا اپنے حصار میں۔۔۔کے ایک دو ثانیوں کے ل ئے وہ شاکڈ میں چلا گیا تھا۔۔۔

وہ کہاں اظہارِ محبت کے کوئ ی بول ادا کرتی تھی۔۔۔وہ تو اکثر مطالبہ محبت کے وقت بھی مسکراتی رہتی یا جھیپ جاتی۔۔۔۔۔

زاویار اپنی محبت و اظہار کو کافی سمجھتا تھا دونوں کے ل ئے۔۔۔۔

کبھی کبھار تو وہ سوچا کرتا شاید اب رامین اس سے پہلے کی طرح محبت نہیں کرتی۔۔۔

وہ غلط نہیں تھا۔۔۔۔وہ اب واقعی پہلے جتنی محبت نہیں کرتی تھی۔۔۔بلکے دیوانگی کی حد تک چاہنے لگی تھی۔۔۔

اب حالت یہ تھی کے لگتا۔۔۔اگر اس سے جدا کیا گیا تو جسم سے روح بھی جدا ہوجائے گی۔۔۔

اس کی گرم سانسیں وہ اپنی گردن پر محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔

”افففف۔۔۔ معاملہ جان لیوا ہو رہا ہے سویٹ ہارٹ۔۔ تھوڑا خیال کرؤ۔۔ میرے نازک و حساس جذبات کا۔۔۔۔“ چہرے پر دلفریب مسکان سجائے۔۔۔ ہلکے سے سرگوشی والے انداز میں کہا۔۔۔ وہ چھوڑ نہیں رہی تھی۔۔۔۔ زاویار نے محسوس کر لیا تھا۔۔ جو ڈر مشراز کو تھا۔۔ وہ رامین کو بھی گھیرے ہوئے تھا۔۔۔ وہ بچہ تھا اظہار کر کے رو دیا۔۔۔ وہ ظالم حسینہ منہ سے بول نہیں رہی تھی۔۔۔ مگر سینے سے لگ کر رونا اسنے بھی شروع کر دیا تھا۔۔۔۔

”سویٹ ہارٹ میں صرف دو دن کے لئے جا رہا ہوں۔۔۔ تم لوگ تو ایسے رو رہے ہو جسے میں نے کبھی واپس ہی نہیں آنا۔۔“ اس نے مضحکہ انداز میں کہا۔۔۔ مگر رامین اس کا جملہ سن۔۔ اپنا چاند سہ چہرہ جو اس کے سینے میں چھپا تھا۔۔ احتجاجاً اٹھا کر۔۔۔۔

”اللہ نہ کرے۔۔ آپ کو میری بھی عمر لگ جائے۔۔“ وہ تڑپ اٹھی تھی زاویار کی بات سن۔۔۔۔ کل سرمایہ فقط وہی شخص تو تھا اسکا۔۔۔۔ اس نے زاویار کے ہونٹوں پر اپنا سیدھے ہاتھ کی انگلیاں تیزی سے رکھیں۔۔۔ تاکے مزید کوئی غلط جملہ ادا نہ کرے۔۔۔

اس کی آنکھیں سرخ انگارے کی مانند لال ہو رہی تھیں۔۔۔ جن میں شدتِ محبت و خفگی۔۔ ایک ساتھ جھلک رہے تھے۔۔۔

اس لمحے دل مسرت سے بھر آیا۔۔ اس کی آنکھوں میں اپنے لئے شدید محبت دیکھ۔۔۔

”نہیں بھئی۔۔۔ تمھارے بغیر ایک لمحہ بھی جینے کا ارادہ نہیں ہے میرا۔۔۔ ساتھ جیے گے۔۔ اور ان شاء اللہ ساتھ عالم و مفتی کا کورس مکمل کریں گے۔۔۔ پھر ساتھ فتوی دیا کریں

گے۔۔۔بیانات کیا کریں گے۔۔ محفلوں میں جایا کریں گے۔۔۔لوگوں کے مسائل کے حل بتائیں گے۔۔۔ابھی تو ہمیں اپنے رب کا منتخب بندہ بننا ہے۔۔۔ابھی تو ہمیں روضہ انور پر جاکر معافی مانگنی ہے۔۔۔۔بھول گئیں مفتی الماس کیا کہتے ہیں۔۔ہم دین کے سپاہی ہیں۔۔۔۔ابھی تو ہمیں دین کی خدمت کرنی ہے۔۔۔۔ابھی بہت کچھ ہے کرنے کے لئے میری جان۔۔۔۔بہت کچھ۔۔۔اور ان شاء اللہ وہ سب ساتھ کریں گے۔۔۔پھر۔۔۔ابھی تو مجھے چھوٹی رامین بھی دیکھنی ہے۔۔۔"آخری جملہ اس نے شوخ نگاہیں اس کے حسین وجود پر ڈالے۔۔۔اس کے ہاتھ کو اپنے ہونٹوں سے ہٹاکر۔۔۔نرمی سے چوم کر۔۔۔۔۔۔۔سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں جگنو جگمگا رہے تھے۔۔۔آسمان پر اتنے ستارے نہیں ہوں گے۔۔۔جتنے زاویار کی آنکھوں میں سنہرے خواب تھے۔۔۔

وہ جینا چاہتا تھا۔۔۔۔اپنی حسین شریک حیات کے ساتھ۔۔۔۔

" ان شاء اللہ" رامین کے گال گلابی گلابی سے ہوگئے تھے۔۔۔وہ جھیپ گئی تھی اس کے آخری جملے کے سبب۔۔۔۔

لائٹ پنک رنگ کی کرتہ میں اس کا گلابی چہرہ۔۔۔کھلتے گلاب کی مانند تھا۔۔۔

زاویار کا دل۔۔اس حسین سراپے کو دیکھ۔۔۔زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔

نرمی سے اس کی پیشانی کا بوسہ لیتے ہوئے۔۔۔پھر ایک بار الوداع لی۔۔۔

❤❤❤💧💧💧❤❤❤******----****

”میں خود تجسس رکھتا ہوں یہ جاننے میں۔۔۔میں اس میں کتنا انٹرسٹڈ ہوں۔۔اک رات۔۔دو راتیں۔۔۔اک ہفتہ۔۔۔اک ماہ۔۔۔کتنا۔۔۔کتنا انٹرسٹ ہے مجھے اس میں۔۔۔۔چاہے کتنی بھی خوبصورت گرل فرینڈ ہو میری۔۔۔اسے پانے کے بعد میں بہت جلدی اکتاہٹ کا شکار ہو جاتا ہوں۔۔۔۔دیکھنا اب یہ ہے اسے پانے کے بعد میں کتنے وقت تک اس کے ساتھ رہ سکتا ہوں ۔۔۔کتنی پسند ہے وہ مجھے۔۔۔کتنی چاہ ہے میرے دل کو اسکی۔۔۔۔۔“وہ سفر میں تھا۔۔۔۔آج بہت سالوں بعد اسے اپنے کہی باتیں یاد آرہی تھیں۔۔۔۔

یہ جملے اب اسے ہنسا رہے تھے۔۔۔۔

وہ لڑکی جس کے حسین جسم کو پانے کی چاہ میں وہ تڑپتا تھا۔۔۔کب اس کی روح کا حصہ بنی۔۔۔۔اسے خود بھی خبر نہ ہوئی۔۔۔۔۔

وہ حیران تھا۔۔۔یہ واقعی اس کے لئے تعجب کی بات تھی۔۔۔

ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔۔۔۔

وہ ایک دو بار میں ہی اکتاہٹ کا شکار ہو جاتا تھا۔۔۔۔اسے رنگین زندگی پسند تھی۔۔۔۔۔

سونے کا چمچہ منہ میں لے کر پیدا ہوا۔۔۔پھر ہینڈسم اور ڈیشنگ پرسنلٹی۔۔۔۔۔۔سامنے سے آفر خود آتی تھی اس کے پاس۔۔۔۔۔۔

بہت غرور تھا اسے خود پر۔۔۔۔۔۔

مگر یہ غرور کب ریزہ ریزہ ہوا۔۔۔اور کب خاک تلے دفن ہوا۔۔۔اسے نہیں خبر۔۔۔۔۔

ایک لڑکی کے دیے ہوئے دلائل۔۔۔۔۔دلائل جنھوں نے چنگاری سے بھی زیادہ تیز کام دیکھایا۔۔۔۔

دل میں ایسی آگ بھڑکا دی۔۔۔۔

جو پھر کفر کے اندھیروں میں مزید رہنے نہیں دے رہی تھی۔۔۔

ایسی آگ جس نے اسے اجالے کی طرف دھکا دیا۔۔۔

اس آگ میں صرف کفر نہیں جلا تھا۔۔۔اس کی مغروریت۔۔۔اس کی رنگین مزاجی۔۔۔اس کی بیگڑی عادات۔۔۔

سب ہی تو جل کر خاک ہوگیا تھا۔۔۔۔

آج وہ وقت آیا تھا۔۔کے ہنسی آرہی تھی اسے۔۔اپنے ماضی کی سوچ پر۔۔۔اپنے کہی باتوں پر۔۔۔

"زندگی میں پہلے جتنی بھی آئیں۔۔وہ سب صرف میرے دل کے لئے ایک کھلونے کی مانند تھیں۔۔جن سے میں کھیلنے کے بعد بوریت محسوس کرتا تھا۔۔۔مگر رامین۔۔۔۔وہ تو اس دل کے دھڑکنے کی وجہ ہے۔۔۔وہ تو میرے جینے کی وجہ ہے۔۔۔۔وہ لڑکی جان ہے میری۔۔۔۔اکتاہٹ چیزوں سے ہوتی ہے۔۔کھلونوں سے ہوتی ہے۔۔۔۔اپنی جان سے نہیں۔۔۔۔"وہ ونڈو سیٹ سے لگ کر بیٹھا۔۔۔دنیا سے بے نیاز۔۔اپنی ہی دنیا میں مگن۔۔۔۔۔

جہاں صرف وہ تھا۔۔اور اسکی رامین۔۔۔۔

وہ پاس نہیں تھی۔۔۔مگر خیالوں میں اسی کا بسیرا تھا۔۔۔

آنکھوں میں اسی کی تصویر تھی۔۔۔

وہ قریب نہ ہوکر بھی۔۔۔۔سب سے زیادہ قریب تھی۔۔۔

اس کی باتیں۔۔اس کی یادیں۔۔اس کی عادتیں۔۔۔۔۔ہر چیز اسے سحر میں جکڑ رہی تھی۔۔۔

****------*****❤❤❤❤🔥🔥🔥🔥❤❤❤❤

"اَلسَلامُ عَلَيُكّم وَرَحمَةُ اَللهِ وَبَرَكاتُهُ"زاویار حوریہ کے گھر پہنچ گیا تھا۔۔۔دس منٹ کے انتظار کے بعد حوریہ کے والد ڈرائی‌نگ روم میں داخل ہوئے۔۔

زاویار اور اسجل میاں سے رسمی سلام دعا کے بعد۔انھوں نے پرسنلی ملنے کی وجہ دریافت کی۔۔

"آپ حوریہ کو معاف کردیں۔۔۔۔وہ بہت بری طرح پھنس۔۔"زاویار بہت محتاط ہوکر انھیں حوریہ کے حالات کے متعلق بتا رہا تھا۔۔اابھی اس نے بولنا شروع کیا ہی تھا کے حوریہ کے والد بیچ میں بات کاٹتے ہوئے۔۔۔

"سوری۔۔۔حوریہ ؟؟ کون؟؟؟"۔۔وہ انجان چہرے کے ساتھ زاویار کو دیکھ سوال کررہے تھے۔۔۔

"سر۔۔حوریہ۔۔آپ کی بیٹی۔۔"زاویار پہلے تو ان کے سوال پر چونکا۔۔۔پھر انھیں خاصہ جتاتے ہوئے بتانے لگا۔۔۔۔

"میری بیٹی ؟؟۔۔۔۔آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔میری تو کوئی اولاد ہے ہی نہیں۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے بولے۔۔۔

زاویار اور اسجل میاں ایک دوسرے کے چہرے حیرت و الجھن سے تکنے لگے۔۔۔

"تمھیں پکا یقین ہے۔۔حوریہ نے یہی ایڈریس دیا تھا ؟؟؟"اسجل میاں الجھ کر زاویار کے کان میں سرگوشی کرنے لگے۔۔۔۔

"جی جی۔۔۔۔"زاویار کو پکا یقین تھا وہ حوریہ کے بتائے ہوئے ایڈریس پر ہی آیا ہے۔۔۔۔۔

"سر۔۔۔۔آپ کیوں مزاق کررہے ہیں ہمارے ساتھ؟؟؟۔۔۔۔ہم بہت دور سے آئی یں ہیں۔۔۔"زاویار لچک دار انداز میں ان کی جانب منہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"میں اجنبیوں کے ساتھ کیوں مزاق کرنے لگا؟؟؟۔۔۔۔"انھوں نے سپاٹ سے لہجے میں جواب دیا۔۔۔۔

"سر۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔حوریہ کی جان خطرے میں ہے۔۔۔اسے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔۔۔۔میں سمجھ سکتا ہوں آپ ناراض ہیں اس سے۔۔۔۔اس کے بھاگ جانے کے سبب۔۔۔۔مگر۔۔۔۔یہ وقت ناراضگی کھیلنے کا نہیں ہے۔۔۔۔اس بیچاری کی جان پر بنی ہے۔۔۔۔۔آپ۔۔۔۔"زاویار ابھی انھیں معاملے کی نزاکت سمجھانے کی کوشش کر ہی رہا تھا۔۔۔۔کے وہ پھر بیچ میں بات کاٹتے ہوئے بولے۔۔۔۔

"تم کون ہو ؟؟۔۔۔۔اور تم حوریہ کے متعلق کیسے جانتے ہو؟؟۔۔۔تم کیسے جانتے ہو کے اسے مدد کی ضرورت ہے؟؟۔۔۔۔۔۔"زاویار جانتا تھا یہ سوالات تو اسے فیس کرنے ہی پڑئیں گے۔۔۔۔ چاہے وہ کتنی بھی کوشش کرلے ان سے بچنے کی۔۔۔۔۔

"سر۔۔۔۔وہ تھائی لینڈ میں ملی تھی مجھے۔۔۔۔۔وہ وہاں سے نکلنے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔"

"کیوں نکلنا چاہتی ہے وہ اب ان لوگوں میں سے ؟؟۔۔۔اس کی نظر میں وہ لوگ سچے تھے۔۔۔۔ان کا دین سچا تھا۔۔۔ان کا وہ مردود مرزا سچا تھا۔۔۔۔۔اب ایسا کیا ہوگیا اچانک کے نکلنا چاہ رہی ہے وہاں سے ؟؟۔۔۔" ان کی آنکھوں میں غم و غصہ جھلک رہا تھا۔۔۔۔۔

ایک جوان بیٹی گھر سے بھاگ جائے تو ایک باپ پر کیا گزرے گی ؟؟؟۔۔۔وہ کیا منہ دیکھائے گا سوسائٹی میں؟؟؟۔۔۔۔وہ کیسے سر اٹھاکر جیے گا ؟؟؟۔۔۔

حوریہ نے بھاگتے وقت یہ سب سوچا ہی نہیں۔۔۔۔

ان کی آنکھوں کو زاویار نے خون کی مانند لال ہوتے دیکھا۔۔۔۔۔

اب اسے سمجھ آرہی تھی حوریہ کیوں واپس اس کے ساتھ نہیں آئی۔۔۔۔

وہ شرمندگی کی انتہا گہرائیوں میں اتر چکی تھی۔۔۔۔

وہ کیا منہ دیکھاتی اپنے باپ کو ؟؟۔۔۔۔کیا کہتی؟؟۔۔۔۔کے جس دین کے لئیے وہ ان کا سر ہمیشہ کے لئیے جھکا گئی۔۔۔۔انھیں معاشرے میں ایک مزاق بنا گئی۔۔۔۔۔وہ جھوٹا نکلا۔۔۔۔

زاویار اندازہ لگا پارہا تھا۔۔کتنا مشکل رہا ہوگا حوریہ کے والد کے لئیے وہ وقت۔۔۔۔۔

جب وہ پاگلوں کی طرح اپنی جوان بیٹی کو ڈھونڈتے پھر رہے ہوں گے۔۔۔۔

کیا گزرتی ہوگی ان پر۔۔۔۔جب کوئی پوچھتا ہوگا تمھاری بیٹی واپس آئی ؟؟۔۔۔کس کے ساتھ بھاگی ہے وہ ؟؟۔۔۔۔۔اور ناجانے اِس جیسے کتنے سوالات۔۔۔۔

زاویار کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔۔۔۔وہ ایک دو ثانیوں کے لئیے بالکل خاموش ہوگیا۔۔۔۔

"سر۔۔۔۔ غلطی آپ کی بھی ہے۔۔۔ صرف حوریہ کی نہیں۔۔۔۔۔۔"زاویار نے دوٹوک انداز میں ۔۔۔ان کے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کہا۔۔۔

"واٹ ؟؟۔۔۔"وہ غصے سے بولے۔۔۔ان کے چہرے پر بے یقینی نمایا تھی۔۔۔۔۔

"جی۔۔۔ غلطی زیادہ آپ کی ہے۔۔۔آپ جیسے لوگ ہائے سوسائٹی میں survive کرنے کے چکر میں اپنے بچوں کو مغربی تعلیم و طرز زندگی تو سیکھاتے ہیں۔۔۔ مگر دینی تعلیم۔۔۔۔ ہر گز نہیں۔۔۔مولوی تھوڑی بنانا ہے۔۔۔۔"اس نے آخری جملہ خاصہ طنزیہ ادا کیا۔۔۔

"میں پوچھتا ہوں کیا برائی ہے مولوی بنانے میں؟؟۔۔۔خدا کے ہی قریب جائے گا ناں؟؟۔۔۔ شیطان کے تو نہیں۔۔۔۔مولوی اگر شریعت کے عین مطابق اپنی زندگی گزار رہا ہے تو وہ دنیا بھی پاتا ہے اور آخرت کی کامیابی بھی۔۔۔۔آپ لوگ کیسے سوچ لیتے ہیں کے جو خدا اپنی نافرمانی کرنے کے باوجود آپ کو بھوکا سونے نہیں دے رہا۔۔۔آپ کی آسائش بھری زندگی میں کوئی کمی آنے نہیں دے رہا۔۔۔وہ اپنی فرمانبرداری کرنے والے بندے کو بھوکا سونے دے گا؟؟؟۔۔۔اسے دنیا والوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے دے گا؟؟۔۔۔۔۔سوری۔۔۔مگر آپ لوگوں کی سوچ بہت تھرڈ کلاس ہے۔۔۔آپ لوگ اسی دین سے اپنے بچے کو دور رکھتے ہیں۔۔۔جس کے نام لیوا ہیں۔۔۔"اس نے حوریہ کے والد کے دل پر زور دار ضرب لگاتے ہوئے۔۔۔سخت لہجے میں کہا۔۔۔

"آپ نے اگر حوریہ کو ٹھیک طرح دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دین کی تعلیم دی ہوتی تو وہ اس طرح بھٹکتی نہیں پھر رہی ہوتی۔۔۔۔نہ آج اس کی جان پر بنی ہوتی۔۔۔وہ آپ کی غلط تربیت کی سزا بھگت رہی ہے۔۔۔۔وہ جس راہ پر چل پڑی تھی۔۔۔اس پر جانا آسان تھا۔۔۔مگر واپسی۔۔۔۔بہت

مشکل۔۔۔اکثر لوگوں کی جان چلی جاتی ہے اس واپسی میں۔۔۔۔۔مجھے ڈر ہے کہیں حوریہ بھی ان لوگوں میں شامل نہ ہوجائے۔۔۔پلیز۔۔۔۔اسے بچالیں۔۔۔بیٹی ہے وہ آپ کی۔۔۔۔" حوریہ سے جذباتی لگاؤ بھابھی یا حدید کی وائف ہونے کے سبب نہیں تھا۔۔۔صرف مسلمان اور راہِ ہدایت کا مسافر ہونے کے سبب تھا۔۔۔۔

وہ بس ایک مسلم لڑکی کو ان لوگوں کی قید سے نکالنا چاہتا تھا۔۔۔

وہ غلط نہیں تھا۔۔۔۔نہ اس نے کچھ غلط کہا۔۔۔

اس نے دانستہ طور پر حوریہ کی شادی اور بیٹے ہونے کی بات ان سے پوشیدہ رکھی۔۔۔۔

ان کے دل پر بہت گہری چوٹ ماری تھی زاویار نے۔۔۔۔۔

انھیں شدید احساسِ ندامت ہوا۔۔۔کے انھوں نے حوریہ کو دینی تعلیم کیوں نہ دلائی۔۔۔۔جس سے وہ حق و باطل میں فرق سمجھ سکتی۔۔۔۔

اگر ہر مسلم بچہ دلائلِ ختم نبوت جانتا ہوگا تو کسی بھی دشمن کے لئے مشکل ہوگا۔۔۔اسے گمراہی کی جانب گامزن کرنا۔۔۔۔

مگر ہائے ہائے رے ہائے۔۔۔افسوس۔۔۔ہم جس کے نام لیوا ہیں۔۔۔۔انھی سے دور بھاگتے ہیں۔۔۔۔

مولوی تھوڑی بنانا ہے اپنے بیٹا یا بیٹی کو۔۔۔۔

عجب تماشہ برپا ہے۔۔۔۔۔

نام لیوا کسی اور کے۔۔۔۔طرز زندگی کسی اور کا۔۔۔۔

ہم اُس وقت سے گزر رہے ہیں جس میں عین شریعت کے مطابق زندگی گزارنا۔۔۔انگاروں پر چلنے سے زیادہ مشکل ہے۔۔۔۔

"کبھی آپ کو رشک آیا ہے۔۔۔کسی برانڈڈ کپڑوں میں ملبوث شخص کو مرتے دیکھ۔۔۔مطلب۔۔۔ آپ کہیں واہ یار۔۔۔کیا موت آئی ہے اسے۔۔۔۔فل Ac والے روم میں تھا۔۔۔پارٹی چل رہی تھی۔۔۔بڑے بڑے سیاستدان اور تاجر پارٹی میں شریک تھے۔۔۔۔نہایت ہی مہنگی ترین گھڑی اس کے ہاتھ میں تھی۔۔۔۔۔ جو گرز بھی برانڈڈ تھے۔۔۔ایک ہاتھ میں شراب کا گلاس تھا۔۔۔۔۔"پھر وہ طنزیہ مسکرایا۔۔۔۔خود ہی جواب دیتے ہوئے۔۔۔"نہیں ناں۔۔۔ہاں ایسے شخص کی موت پر ضرور رشک آیا ہوگا۔۔۔۔جو مسجد میں سجدے کی حالت میں۔۔۔دنیا سے کلمہ حق بلند کرتا ہوا۔۔۔۔خالق حقیقی سے جا ملا۔۔۔۔آپ نے اس کے کپڑے نہیں دیکھے۔۔۔۔آپ نے اس کے جوتے نہیں دیکھے۔۔۔آپ نے اس کی کلائی میں کوئی گھڑی نہیں دیکھی۔۔۔۔پھر بھی رشک آرہا ہے آپ کو۔۔۔کیوں ؟؟؟۔۔۔۔۔کیونکے آپ جانتے ہیں۔۔۔۔برانڈڈ سوٹ میں موت کا آجانا کوئی کمال نہیں۔۔۔۔۔ہزاروں کو آتی ہے۔۔۔۔کمال تو سجدے کی حالت میں آنا ہے۔۔۔۔۔۔کیونکے آپ جانتے ہیں۔۔۔۔برہنہ آئے ہیں اور برہنہ ہی واپس جانا ہے۔۔۔۔کیونکے آپ جانتے ہیں یہ برانڈڈ چیزیں آپ اپنے ساتھ قبر میں نہیں لے جاسکتے۔۔۔۔کیونکے آپ جانتے ہیں۔۔۔۔ان چیزوں اور پیسوں کا مول صرف دنیا والوں کی نظر میں ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں۔۔۔کیونکے آپ جانتے ہیں پارٹی میں شراب کا گلاس ہاتھ میں لئے مرنے والا۔۔۔۔مسجد میں سجدہ کرنے والے سے بہتر نہیں

ہے۔۔۔۔۔تو پھر یہ سب کیوں؟؟۔۔۔کس کی پیروی کر رہے ہیں؟؟؟۔۔۔کس کو خوش کرنے کا ارادہ ہے ؟؟۔۔۔۔"زاویار کے سوالات کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔۔۔۔

اس کے سوالات ان کی روح تک کو بری طرح جھنجھوڑ رہے تھے۔۔۔۔

اس کی نگاہیں اور الفاظ شعلہ بار تھے۔۔۔

"آپ مانیں حوریہ کو آپ نے دین سے دور رکھ کر۔۔۔دشمنوں کو موقع دیا اس کے ایمان جیسی عظیم دولت پر حملہ کرنے کا۔۔۔۔۔۔اس لئے جتنی وہ قصوار ہے اتنے آپ بھی ہیں۔۔۔ابھی بھی وقت ہے۔۔۔نکال لیں اپنی بیٹی کو اس دلدل سے۔۔۔۔یاد رکھیں۔۔اولاد کے حقوق میں شامل ہے۔۔اچھی تربیت۔۔۔۔روز محشر آپ کو اس کا جواب دہ ہونا ہے۔۔۔تب خدا سے یہ کہیں گے آپ۔۔۔کے ہماری ہائی سوسائٹی میں مولوی بننے کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔۔۔اس لئے میں نے اپنی اولاد کو دینی تعلیم سے دور رکھا۔۔۔۔"اس نے پھر ایک بار طنز کا تیر چلایا تھا۔۔جو سیدھا سامنے بیٹھے شخص کے دل کے آر پار ہوا تھا۔۔۔

یہ وہ آئینہ ہے جسے لوگ دیکھنے کے لئے تیار نہیں۔۔۔

مگر لاعلمی کے علاوہ اور کیا وجہ ہے ؟؟؟۔۔۔حوریہ جیسے لوگوں کا۔۔۔دین حق چھوڑ کر۔۔۔۔قادیانیت جیسے جھوٹے مذہب کو اختیار کرنے کی۔۔۔۔۔

ان کی آنکھوں کے کونے نمی سے تر ہوگئے تھے۔۔۔جسے انھوں نے تیزی سے مسلتے ہوئے پونچھا۔۔۔۔

”کہاں ہے وہ ؟؟؟۔۔۔میں اپنی بیٹی کو کسی صورت ان لوگوں میں رہنے نہیں دوں گا اب۔۔۔“وہ فیصلہ کن انداز میں بولے۔۔۔۔

زاویار نے انھیں اپنے گھر کا ایڈریس دے دیا۔۔جہاں وہ حوریہ کو چھوڑ کر آیا تھا۔۔۔۔

”یہ میرا نمبر ہے۔۔۔۔جب آپ حوریہ کو وہاں سے نکال لائیں۔۔تو مجھے انفارم کر دیجیے گا۔۔۔“اسجل میاں ایک کارڈ ان کے آگے بڑھاتے ہوئے۔۔۔

”آپ لوگوں نے بتایا نہیں۔۔۔آپ لوگ حوریہ کو کیسے جانتے ؟؟۔۔۔“وہ دوبارا بڑے تجسس سے استفسار کر رہے تھے۔۔۔

”وہ اس cult سے نکلنا چاہتی ہے۔۔۔اور میں اللہ کی رضا کے لئے اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔۔۔آپ جلد سے جلد اسے لینے چلے جائیں۔۔۔ان سوالات میں اپنا وقت ضائع نہ کریں۔۔۔۔پتا نہیں وہ بیچاری وہاں کس حال میں ہے۔۔اُن لوگوں کے نزدیک مرتد کا قتل بھی جائز ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔اپنے ایک پیارے کو تڑپتے۔۔۔بلکے۔۔۔روتے۔۔۔۔اور قتل ہوتے۔۔۔سو پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مزید دیر نہ کریں۔۔۔“زاویار کی آنکھوں کے آگے۔۔۔حدید کا نوارنی چہرہ چھم سے سامنے آگیا تھا۔۔۔جس پر اس کی آواز بھر آئی تھی۔۔۔۔

وہ آج بھی تڑپتا تھا اپنے جان سے پیارے بھائی کے قتل پر۔۔۔

”شکریہ۔۔۔اللہ تمھیں اس نیکی کی جزا دے۔۔۔میں اپنی بیٹی کو ان لوگوں کی قید سے نکال لاؤں گا۔۔۔وہ ابھی جانتے نہیں ہیں مجھے۔۔۔۔“زاویار نے یہاں آنے سے پہلے ان کی معلومات نکلوائی

تھی۔۔۔حوریہ نے ٹھیک کہا تھا ان کے بارے میں۔۔۔وہ پاکستان کے ایک پاور فل بزنس مین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک سیاست دان بھی تھے۔۔۔۔

زاویار کو یقین تھا وہ حوریہ کو جلد وہاں سے واپس لے آئی یں گے۔۔۔

❤❤❤❤❤*****-----****

وہ ہوٹل کے کمرے میں لیٹا ہوا تھا۔۔۔اس کے برابر والا تکیہ آج خالی نظر آرہا تھا۔۔۔۔

اسے عادت ہوگ ئی تھی اپنے برابر والے تکیے پر۔۔۔ایک چاند سہ چہرہ دیکھنے کی۔۔۔۔

اس کی زلفوں سے کھیلنے کی۔۔۔۔

اسے فرصت سے بیٹھ کر تکنے کی۔۔۔۔

کبھی اس کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے لگانے کی۔۔۔تو کبھی اپنے سینے سے مَس کرنے کی۔۔۔۔

اسے علم تھا وہ مِس کرۓ گا اسے۔۔۔مگر اِس قدر۔۔۔۔اس کا اندازہ نہیں تھا۔۔۔

دل شدت سے اس کی زلفوں سے کھیلنے کی چاہ رکھ رہا تھا۔۔۔

دل چاہ رہا تھا بس وہ کہیں سے آ جائے۔۔۔۔یا وہ اڑ کر اپنی حُسنِ مجسم کے پاس پہنچ جائے۔۔۔۔

وہ سیل بھی نہیں لایا تھا اپنا۔۔۔۔

اسے علم تھا مظفر آباد میں دن بہ دن ق ا دیان یو ں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔۔۔ہوسکتا ہے اسے ڈھونڈا بھی جارہا ہو۔۔۔

وہ کسی بھی طرح کا کوئ ی risk نہیں لینا چاہتا تھا۔۔۔

وہ ذہنی طور پر تیار ہو کر آیا تھا۔۔۔کے اگر اسے یہاں پکڑ بھی لیا جائے۔۔۔تو بھی وہ لوگ مشراز تک نہیں پہنچ سکیں۔۔۔

وہ واقف تھا کے وہ اپنے سیف زون سے باہر جا رہا ہے۔۔۔۔

اس نے اسجل میاں کو اچھی طرح سمجھا دیا تھا۔۔۔کے اگر وہ دیکھیں۔۔۔کے اسے مرکز والوں نے پکڑ لیا ہے۔۔۔تو خاموشی سے یہ کہ کر وہاں سے نکل جائیں۔۔۔کے وہ صرف ایک ٹیکسی ڈرائیور ہیں۔۔۔وہ اسے بالکل نہیں جانتے۔۔۔۔

لیکن کبھی کبھار انسان کو توقع بھی نہیں ہوتی.... ایسے حادثات رونما ہو جاتے ہیں۔۔۔۔

انسان سوچتا کچھ ہے۔۔۔اور ہوتا کچھ ہے۔۔۔۔

❤❤❤❤*****-----****

وہ واپس آ رہا تھا۔۔۔

گلی میں جیسے ہی اسجل میاں کی ٹیکسی انٹر ہوئی۔۔۔انکا سیل رنگ ہوا۔۔۔۔

"علیزہ۔۔۔ہم بس پہنچ گئے ہیں۔۔۔اور۔۔۔"وہ سیل کو ایک ہاتھ سے کان پر ٹکائے۔۔دوسرے ہاتھ سے ڈرائیف کرتے ہوئے۔۔۔ابھی بول ہی رہے تھے۔۔۔کے علیزہ نے تیزی سے ان کی بات کاٹی۔۔۔

"ہاں مجھے پتا ہے۔۔۔میں نے آپ کی ٹیکسی کا ہارن سن لیا ہے۔۔۔میری بات غور سے سنیں۔۔۔گورے کے والد آئے ہیں۔۔۔چار پانچ باڈی گارڈز کے ساتھ۔۔۔میں نے ان میں سے

ایک کے ہاتھ میں اپنی آنکھوں سے گن دیکھی ہے۔۔۔" وہ جیسے جیسے علیزہ کی باتیں سنتے جا رہے تھے۔۔۔ویسے ویسے ان کے چہرے کے رنگ اڑتے جا رہے تھے۔۔۔

"کیا ہوا ؟؟۔۔۔خیریت ؟؟۔۔۔ ٹیکسی کیوں روکی ؟؟" زاویار کے تو گمان میں بھی نہیں گزرا تھا کے دارم صاحب اسے ڈھونڈنے میں نہ صرف کامیاب ہوچکے ہیں۔۔۔بلکہ ابھی اسی کے گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔۔

"زاویار تمارے والد اس وقت تمھارے گھر میں ہیں۔۔۔ان کے ساتھ گارڈز بھی ہیں۔۔۔" اسجل میاں کے الفاظ تھے۔۔۔یا ایٹم بم۔۔۔

زاویار کا دل دہل گیا تھا۔۔۔دارم صاحب کے اس کے گھر میں موجود ہونے کی خبر سن۔۔۔۔

"مشراز۔۔۔رامین۔۔۔" پہلی چیز جو ذہن میں آئی وہ صرف مشراز اور رامین کی سیفٹی تھی۔۔۔ اپنی نہیں تھی۔۔۔جبکے وہ جانتا تھا۔۔۔ مشراز کو بغیر کوئی نقصان پہنچائے وہ اپنے ساتھ لے جائیں گے۔۔۔مارنے تو وہ اسے آئیں ہیں۔۔۔

مرتد ہونے کی سزا تو اسے ملے گی۔۔۔۔

ایک دو ثانیوں کے لئیے ذہن بالکل سن ہوگیا۔۔۔۔

مفلوج ذہن کے ساتھ۔۔۔وہ ٹیکسی سے اترا۔۔۔

"کہاں جا رہے ہو ؟؟۔۔۔پاگل ہوگئیے ہو کیا ؟؟۔۔وہ مارنے آئیں ہیں تمھیں۔۔۔" اسجل میاں زاویار کے واحد دوست تھے پاکستان میں۔۔۔صرف انھیں۔۔۔اماں اور علیزہ کو علم تھا کے وہ ایکس قادیانی ہے۔۔۔۔اور وہ یہاں چھپ کر رہ رہا ہے۔۔۔

"رامین اندر ہے۔۔۔۔وہ مشراز کو تو کوئی ی نقصان نہیں پہنچائی یں گے۔۔۔مگر رامین۔۔۔وہ کچھ بھی کرسکتے ہیں۔۔۔۔مجھے ان سے کسی اچھائی ی کی امید نہیں ہے۔۔۔"وہ پاگل ہوئے جارہا تھا۔۔۔تیزی سے گھر کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔اسجل میاں اسے روکنے کی اپنی پوری طاقت سے کوشش کررہے تھے۔۔۔

"وہ کچھ نہیں کریں گے رامین کو۔۔۔۔ان کا ٹارگٹ تم ہو۔۔۔رامین نہیں۔۔۔تم میرے ساتھ ابھی چلو۔۔۔تمھاری جان کو خطرہ ہے۔۔۔"اسجل میاں اس کا بازو پکڑ کر پیچھے کی جانب دھکیل رہے تھے۔۔۔

"اگر میں یہاں سے چلا گیا۔۔تو وہ مشراز کو اپنے ساتھ لے جائی یں گے۔۔۔۔اس اندھیری دنیا میں جس سے نکالنے کے ل ئی ے میرے برو اور بھابھی نے قربانیاں دی ہیں۔۔۔آپ مجھے چھوڑدیں۔۔۔"زاویار خود کو اسجل میاں کے بازوں سے آزاد کرنے کے بعد۔۔۔جذباتی ہوکر گویا ہوا۔۔۔

اس کے چہرے کے رنگ اڑ چکے تھے۔۔۔۔۔

پیشانی پر پسینہ جھلک رہا تھا۔۔۔۔

وہ واقف تھا آج آر یا پار کا فیصلہ ہونا ہے۔۔۔

وہ زندگی بھر چھپ کر نہیں رہ سکتا۔۔۔

اسکی جان اور ذمہ داری دونوں ان لوگوں کے قبضے میں تھے۔۔۔۔

وہ کیسے اس لمحے اپنی جان کی پرواہ کرسکتا تھا۔۔۔

”ٹھیک ہے۔۔۔مگر میں بھی چلوں گا تمھارے ساتھ۔۔۔“اسجل میاں اس کے ساتھ اندر جانا چاہتے تھے۔۔۔۔۔

”ہرگز نہیں۔۔۔میں نے اپنے ایک برو کو کھو دیا ہے۔۔۔دوسرے کو نہیں کھونا چاہتا۔۔۔“وہ اسجل میاں کے پُرخلوص جذبات کی قدر کرتا تھا۔۔۔مگر وہ ان کی جان کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔۔۔ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ۔۔۔ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کیں۔۔۔۔پھر ایک گہری سانس ہوا میں خارج کی۔۔۔۔

موت کے خوف نے ایک دو لمحوں کے لئے اس کے دل کو جکڑا۔۔۔۔

***

موت کے خوف نے اسکے دل کو بری طرح جکڑا۔۔۔وہ دروازے پر کھڑا تھا۔۔۔

اس کے نوک کرنے سے قبل ہی اندر سے دروازہ کھلا۔۔۔۔

ایک گارڈ کی وردی میں موجود لمباء چوڑا شخص اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

اس نے خاموشی سے زاویار کے لئے راستہ ہموار کیا۔۔۔۔

پہلے والا زاویار ہوتا تو بناء کسی خوف کے موت کے کنویں میں چھلانگ لگا دیتا۔۔۔صرف فن کی خاطر۔۔۔کیونکے زندگی جیسی عظیم نعمت کی قدر نہیں تھی اسے۔۔۔مگر آج معاملہ بالکل برعکس تھا۔۔۔وہ جینے کی خواہش رکھتا تھا۔۔۔اور اس خواہش نے اُس کے دل میں موت کے خوف کو جگہ دی۔۔۔

آج وہ پہلی بار موت سے ڈر رہا تھا۔۔۔

اس نے اپنا تھوک نگلا۔۔۔اور تیزی سے اندر داخل ہوا۔۔۔

سامنے ہی اسے رامین کھڑی نظر آئی۔۔۔اس کے سر پر ایک گارڈ گن تانے کھڑا تھا۔۔۔

اس کا حسین گلاب جیسا چہرہ خوف کے مارے بالکل سفید پڑ چکا تھا۔۔۔اس کا وجود لرز رہا تھا۔۔۔

رامین کی حالت دیکھ۔۔۔اپنا خوف وہ بھول بیٹھا۔۔۔۔

اس کا خون کھول گیا تھا۔۔۔

اس کی غیرت و محبت جوش میں آئے۔۔۔۔

وہ شیر کی طرح چیر پھاڑ کرنے کے ارادے سے۔۔۔اس گارڈ کی جانب تیزی سے لپکا۔۔۔۔

"میرے قریب مت آئیں سر۔۔ورنہ میں گولی۔۔۔"وہ ابھی زاویار کو دھمکی دے ہی رہا تھا۔۔۔کے اس نے شیر کی طرح آکر۔۔۔ایک زور دار مکا اس کے منہ پر رسید کیا۔۔۔۔

اس کے ہاتھ سے گن گر گئی۔۔۔۔

"ہمت کیسے ہوئی تیری؟؟۔۔۔میری وائف کو گن پوائنٹ پر رکھنے کی۔۔۔"وہ دانت پیستے ہوئے ۔۔۔شعلہ بار نگاہوں سے دھاڑتے ہوئے ابھی بول کر گن اٹھانے کی نیت سے جھکنے ہی والا تھا کے رامین روتے ہوئے سینے سے آلگی۔۔۔

اس کا پورا وجود خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔۔۔

اس کا سینے سے آلگنا۔۔۔۔زاویار کی بےترتیب دھڑکنوں اور سانسوں کو سکون مہیا کر گیا تھا۔۔۔۔

اس لمحے موت کا خوف کہیں نہیں بچا تھا۔۔۔صرف جینے کی تمنا آنکھوں سے آنسو بن کر جھلکی تھی۔۔۔۔

اس نے دو تین ثانیوں کے لئے آنکھیں شدتِ کرب سے بند کرلیں۔۔۔

وہ اپنی ہم سفر کو۔۔۔۔یوں تنہاء چھوڑ کر چلے جانے کا سوچ کر ہی۔۔۔اپنے دل کو ڈوبتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

وہ بلک بلک کر اس کے سینے سے لگ کر رونے لگی۔۔۔۔

زاویار کے آنے سے اسے ڈھارس ملی تھی۔۔۔۔۔

اس گارڈ نے کوئی جوابی کاروائی نہ کی۔۔بس خاموشی سے گن اٹھاکر کھڑا ہوگیا۔۔۔

"یا اللہ میری مدد فرما۔۔۔اس وقت صرف تو میری مدد کرسکتا ہے۔۔۔"وہ آنکھیں بند کرے۔۔۔ہلکا سہ چہرہ بلندی کی جانب کرتے ہوئے۔۔۔دل ہی دل دعاگو ہوا۔۔۔۔۔

"۔۔۔یہ لڑکی تمھاری وائف ہے؟؟؟۔۔۔"دارم صاحب کی آواز نے اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی۔۔۔وہ مشراز کا ہاتھ پکڑے۔۔اس کے کمرے سے نکل کر۔۔زاویار کی جانب ہی آرہے تھے۔۔۔

ان کی آواز پر رامین نے وہشت و خوف کے مارے زاویار کو مضبوطی سے اپنے حصار میں جکڑ لیا۔۔۔

وہ واقف تھی کے زاویار مرتد ہوا ہے ان کی نظر میں۔۔۔اور مرتدوں کی سزا کیا ہوتی ہے۔۔۔یہ سوچ کر ہی اس کی سانسیں رک رہی تھیں۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا زاویار کو یہاں سے غائب کردے۔۔۔

وہ بیچاری نازک سی لڑکی اپنے دولہے کو ان ظالموں سے کیسے بچائے۔۔۔۔

"رامین تم اندر جاؤ۔۔۔" اس کی غیرت گوارہ نہیں کر رہی تھی کے اسکی پاکیزہ اور پردے والی بیوی گارڈز کی نگرانی میں مجرم بنے کھڑی ہو۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانے والی۔۔۔" اس لمحے دل چاہا تڑپ تڑپ کر روئے۔۔۔زاویار کے سوا تھا ہی کون اس کا۔۔۔وہ اپنے شوہر پر جان وارتی تھی۔۔۔کیسے اسے ان ظالموں کے بیچ تنہاء چھوڑ دیتی۔۔۔وہ بھی تب۔۔۔جب وہ اچھی طرح واقف تھی کے ان لوگوں کے آنے کا مقصد صرف زاویار کو مرتد ہونے کی سزا دینا۔۔۔اور مشراز کو اپنے ساتھ لے جانا ہے۔۔۔۔

"یہ لڑکی کافر ہے۔۔۔یہ تمھاری وائف کیسے ہوسکتی ہے ؟؟" دارم صاحب نے ابرو اچکاکر۔۔۔غصے سے الجھ کر استفسار کیا۔۔۔

وہ صوفے کے پاس کھڑے تھے۔۔۔انھوں نے مشراز کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔۔۔

"نہیں دادا۔۔۔چاچی جان مسلم ہیں۔۔۔" مشراز احتجاجاً گویا ہوا۔۔۔

"نہیں بیٹا۔۔۔یہ مسلم نہیں ہیں۔۔۔مسلم ہم ہیں۔۔۔یہ لوگ کافر ہیں۔۔۔جو ہمارے نبی کو نہیں مانتے۔۔۔" دارم صاحب نہایت نرمی سے مشراز کو سمجھانے لگے۔۔۔۔

"آپ کا نبی ؟؟۔۔۔۔۔۔وہ واقعی نبی ہے ؟؟۔۔۔۔۔" زاویار رامین کو سینے سے آہستہ سے ہٹاکر ۔۔۔اپنے پیچھے کھڑا کرتے ہوئے۔۔۔دارم صاحب کی بات سن۔۔۔طنزیہ گویا ہوا۔۔۔

"یہ تم کیسی باتیں کررہے ہو ؟؟۔۔۔دماغ تو خراب نہیں ہوگیا تمھارا ؟؟۔۔۔" دارم صاحب کو اسکے طنزیہ سوال نے حیرت میں ڈالا تھا۔۔۔مانو ان کے سر پر بم پھٹا ہو۔۔۔۔وہ شروع سے زاویار کے

گھر سے بھاگنے کی وجہ حوریہ سے زبردستی نکاح کو سمجھ رہے تھے۔۔۔ان کے گمان میں بھی نہیں گزرا تھا کے زاویار مسلم ہونے کے سبب بھاگا ہے۔۔۔

"دماغ ٹھیک ہوگیا ہے میرا اب۔۔۔خراب تو پہلے تھا۔۔۔۔"وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال۔۔اکڑ کر بولا۔۔۔

"رامین۔۔مشراز کو لے کر اندر کمرے میں جاؤ۔۔۔مجھے میرے ڈیڈ سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔۔"اسنے پیچھے پلٹ کر رامین کو دیکھ۔۔۔۔حاکمانہ انداز میں کہا۔۔۔

"نہیں۔۔میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جانے والی۔۔۔جو بات کرنی ہے میرے سامنے کریں۔۔۔"وہ زاویار کے بازو سے لپٹ کر گویا ہوئی۔۔۔اس کی آنکھیں ہراساں تھیں۔۔۔

"ڈرؤ مت۔۔۔ڈیڈ ہیں میرے۔۔۔۔دشمن تھوڑی ہیں جو مجھے کوئی نقصان پہنچائیں گے۔۔۔تم مشراز کو لے کر اندر جاؤ۔۔۔"یہ جملے ادا کرتے وقت۔۔۔اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔۔کیونکے وہ خود بھی اچھی طرح واقف تھا۔۔اِن جملوں میں کوئی صداقت نہیں۔۔۔۔

"رامین پلیز۔۔۔"وہ باربار آج نام لے کر پکار رہا تھا۔۔۔خوف جو لاحق تھا موت کا۔۔۔خبر نہیں پھر اپنے منہ سے اس حسین نام کو ادا کرسکے گا یا نہیں۔۔۔۔اسے پھر سے اس کے نام سے پکار سکے گا یا نہیں۔۔۔

اس نے دل پر منوں پتھر رکھ کر۔۔۔خود سے بڑی نرمی سے جدا کیا۔۔۔

"زاویار۔۔"دارم صاحب ابھی کچھ بولتے اس سے قبل وہ شعلہ بار نگاہیں۔۔ان کے وجود پر ڈالے۔۔۔

"ایک منٹ۔۔۔پہلے میری وائف کو اندر کمرے میں جانے دیں۔۔جاؤ مشراز۔۔چاچی کے ساتھ اندر جاؤ۔۔"زاویار علیزہ اور اسجل میاں کو رامین اور مشراز کو کمرے سے کھڑکی کے ذریعے باہر نکالنے کی ذمہ داری عائد کر کے آیا تھا۔۔۔۔

اس نے اسجل میاں کو اچھی طرح سمجھا دیا تھا کے رامین اور مشراز کو کسی سیف مقام پر شفٹ کرنا ہے جلد سے جلد۔۔۔۔ساتھ ساتھ اس نے اپنی دستخط ہوئی چیک بک انھیں امانت کے طور پر دی۔۔۔تاکے وہ اسے رامین کو دے دیں۔۔۔۔

زاویار کو ذرہ برابر بھی دارم صاحب سے کوئی اچھی امید نہیں تھی۔۔۔۔

"دروازہ بند کرلینا اندر سے۔۔"اس نے نہایت آہستگی سے رامین کے کان میں کہا۔۔۔۔

رامین ناچاہتے ہوئے بھی مشراز کو لے کر اندر جانے لگی۔۔۔

"تم مرتد ہوگئے ہو ؟؟۔۔"دارم صاحب بے یقینی کے عالم میں استفسار کرنے لگے۔۔۔

"نہیں۔۔۔صحیح معنوں میں مسلم ہوگیا ہوں۔۔ختم نبوت پر ایمان رکھنے والا مسلم۔"زاویار کا جواب انھیں ہکا بکا کر گیا تھا۔۔۔

وہ اعلانیہ کہہ چکا تھا بغیر انجام کی پرواہ کیے۔۔۔کے وہ مسلم ہوچکا ہے۔۔۔

کچھ لمحوں کے لئے تو دارم صاحب کا سر چکرا گیا۔۔۔وہ صوفے پر بے جان ہو کر گرے۔۔۔

انھیں یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔۔۔

وہ اپنا سر پکڑے۔۔کچھ ثانیوں کے لئے بیٹھے رہے۔۔۔۔

"کیوں؟؟۔۔۔کیوں زاویار؟؟؟۔۔۔کیوں اپنے بھائی کے نقشہ قدم پر چل پڑے؟؟؟۔۔کیا اس کا انجام نہیں دیکھا تھا تم نے ؟؟۔۔۔میں اب تک سمجھتا رہا تم حوریہ سے نکاح نہ کرنے کی ضد میں گھر چھوڑ کر بھاگے ہو۔۔۔تم بے وقوف ہو۔۔ تمھیں عقل نہیں ہے۔۔کے تمھارا اس طرح مشراز کو لے کر بھاگنا تمھاری ایمج کو مرکز والوں کی نگاہ میں مشکوک بنادے گا۔۔۔میں صرف اسی غلط فہمی کے سبب تمھاری بےوقوفی پر پردہ ڈالتا رہا۔۔۔۔تمھاری خاطر پورے مرکز سے جھوٹ بولتا رہا۔۔۔حوریہ تمھاری شکایت مرکز والوں سے نہ کردے۔۔اس خوف سے ایک سال تک اس پر نظر رکھوائی۔۔۔۔ایک سال گزرنے کے بعد بھی جب میں تمہیں نہ ڈھونڈ سکا۔۔تو مجھے شدید خوف لاحق ہوا کہ حوریہ تمہاری شکایت مرکز والوں سے نہ کر دے۔۔۔اس خوف سے میں نے اس بیچاری کو مر وا دیا۔۔۔اور تم؟؟۔۔۔"وہ ابھی ملامتیں کر ہی رہے تھے۔۔۔

مگر زاویار کا ذہن تو فقط ان کے کہے ایک جملے پر اٹک گیا تھا۔۔۔وہ تھا حوریہ کا قتل۔۔۔

اس لمحے حوریہ اور حدید کے مسکراتے چہرے۔۔اس کی آنکھوں میں گھومنے لگے۔۔۔

شدت سے اس کی روح ایک مسلم لڑکی کے ناحق قتل پر تڑپی تھی۔۔۔

اس کا دل گواہ تھا۔۔۔حوریہ نے اسلام کو یقینا دل سے قبول کرلیا تھا ورنہ وہ کبھی بھی اپنی زندگی کا انمول سرمایہ۔۔اپنی تمام جمع پونجی۔۔۔اپنی زندگی کی سانسیں۔۔۔اپنا لختِ جگر۔۔اپنے مشراز کو۔۔کبھی اس کے ساتھ نہ بھیجتی۔۔۔۔

اسکی آنکھوں سے کرب بھرے آنسو از خود ہی جھلک آئے تھے۔۔۔

"إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعونَ"وہ افسردگی و رنجیدگی کی انتہا گہرائیوں میں اتر چکا تھا۔۔۔۔

وہ مشراز کو وعدہ کیا کرتا تھا کے ایک دن ضرور اس کی ماں سے اسے واپس ملا دے گا۔۔۔آج یہ سوچ کر ہی دل پھٹ رہا تھا۔۔کے اسی کی جان کو بچانے کی خاطر۔۔۔دارم صاحب نے مشراز کی ماں کو مروا دیا۔۔۔

اِن ڈائریکٹ ہی صحیح۔۔۔وجہ اسی کی ذات بنی۔۔حوریہ کی موت کی۔۔۔

”کیوں؟؟۔۔۔کیوں مروایا آپ نے بھابھی کو؟؟۔۔اس سے بہتر تھا آپ مجھے مرکز والوں کے حوالے کردیتے۔۔۔میں اب مشراز کو کیا منہ دیکھاؤں گا؟؟؟۔۔۔کیا بتاؤں گا کے اس کی ماں کی جان میری وجہ سے لے لی گ ئی۔۔“وہ بری طرح ٹوٹ کر بکھرا تھا۔۔۔اسے سخت پچھتاوا تھا کے اسنے حوریہ کو وہاں چھوڑا ہی کیوں۔۔۔۔کاش صد کروڑ کاش وہ اسے کسی بھی طرح مناکر ساتھ لے آتا۔۔۔اور اگر لا نہیں سکا تھا۔۔تو کم از کم اس کے والد سے مدد لینے چلا جاتا۔۔۔

ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔۔۔شاید اس وقت یہ بھول گیا تھا وہ۔۔۔

کوئ ی کام اپنے مقررہ وقت سے پہلے پائے تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔۔چاہے انسان کتنی ہی کوشش کرلے۔۔۔۔

”تم اس وقت بیٹھ کر حوریہ کو رو رہے ہو؟؟۔۔۔بجائے اس کے۔۔۔۔کے اپنی جانب نظر کرؤ۔۔۔مرتد ہوچکے ہو تم۔۔۔۔مجھے یقین نہیں آرہا حدید کی حالت دیکھنے کے باوجود کیسے ؟؟۔۔۔کیسے تم مرتد ہوسکتے ہو؟؟۔۔۔بھول گ ئ ے اپنے بھائ ی کا انجام ؟؟۔۔۔۔۔“دارم صاحب صوفے سے کھڑے ہوکر۔۔۔غصے سے بپھر کر استفسار کرنے لگے۔۔۔۔

"یعنی آپ مانتے ہیں۔۔۔کے آپ نے مارا تھا میرے بھائی کو بھی؟؟؟۔۔" وہ جلال بھری نگاہیں۔۔۔جن میں جھانکنا تو دور۔۔ایک لمحہ کے لئے ملانے کی بھی کوئی تاب نہیں لاسکتا تھا۔۔۔دارم صاحب کے وجود پر ڈالتے ہوئے۔۔۔افسردگی سے حتمی انداز میں کہنے لگا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔میں نے نہیں مارا اسے" وہ چیختے ہوئے احتجاجاً گویا ہوئے۔۔۔۔۔"ہاں۔۔بس بچا نہیں سکا۔۔۔" پھر اگلے ہی لمحے انکی آواز میں رنج و غم جھلکا۔۔۔

"آپ بچانا چاہتے ہی نہیں تھے۔۔۔" زاویار کدورت بھرے لہجے میں۔۔۔۔انھیں آئینہ دیکھانے لگا۔۔۔۔

"تم کچھ نہیں جانتے۔۔۔میں نے اپنی پوری کوشش کی تھی۔۔۔مگر حدید بےوقوفوں کی طرح اڑا رہا کے وہ کیس کرے گا۔۔۔اور مشراز کی کسٹڈی لے گا۔۔۔ایک مرتد کو مرکز والے کیسے بچے کی کسٹڈی لینے دے سکتے تھے؟؟؟۔۔تم خود سوچو۔۔۔"

"میں کچھ نہیں جانتا۔۔میں صرف اتنا جانتا ہوں۔۔۔آپ ذمہ دار ہیں میرے برو کی موت کے۔۔نہ آپ چند دنیاوی پیسوں کے عوض اپنی آخرت تباہ کرتے۔۔۔نہ میں اور بروق ادیانی وں میں پیدا ہوتے۔۔۔نہ ہمیں اس cult میں زندگی گزارنی پڑتی۔۔۔اور نہ میرے برو اور بھابھی کو اپنی جان گنوانی پڑتی۔۔۔سب کے ذمہ دار صرف اور صرف آپ ہیں۔۔۔آپ نے خود تباہ کیا ہے اپنی پوری نسل کو۔۔۔۔اور اب بھی کر رہے ہیں۔۔۔۔مجھے بھی یقین نہیں آتا۔۔کیسے جانتے بوجھتے۔۔۔آپ نے زندگی میں ہی آگ کا انتخاب کرلیا۔؟؟؟۔۔۔۔کیسے اپنے دینِ حق کو چھوڑ دیا دنیاوی پیسوں کی خاطر؟؟۔۔۔کیسے ڈیڈ؟؟۔۔" ایک باعمل شخص کی زبان میں بڑی بلا کی تاثیر ہوتی

ہے۔۔۔جو بولتا ہے۔۔۔ایسا لگتا ہے ڈائی ریکٹ دل پر جا کر لگ رہا ہو۔۔۔کچھ ایسی ہی تاثیر زاویار کی زبان میں تھی۔۔۔شاید یہی وجہ تھی پہلے حوریہ کے والد اور اب دارم صاحب اسکے کسی سوال کا جواب دینے سے قاصر تھے۔۔۔اور اسکی باتیں ان کے دل پر اثرانداز ہو رہی تھیں۔۔۔

گفتار کے غازیوں سے تو دنیا بھری ہے۔۔۔

یہاں بات کردار کے غازی کی ہے۔۔۔

اُس غازی کی جو دین حق پر اپنی جان لوٹانے کے لئے بھی تیار کھڑا تھا۔۔۔۔

"تم بکواس بند کرؤ۔۔۔یہ پیٹ کی آگ بھی کوئی کم نہیں ہے۔۔۔تم نے ابھی زندگی میں دیکھا ہی کیا ہے ؟؟۔۔۔"زاویار جانتا تھا وہ سوال نہیں تھا۔۔۔وہ کھلا طنز کا تیر تھا۔۔۔

"تم کیا جانو بھوکے پیٹ جب سونا پڑے تو کیسا لگتا ہے۔۔۔تم کیا جانو جب اپنی ماں موت سے لڑ رہی ہو ہسپتال میں اور آپ رشتے داروں اور دوستوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھر رہے ہوں تو کیسے دھجیاں اڑتیں ہیں عزتِ نفس کی۔۔۔جب صدا کا بھکاری کہہ کر لوگ دروازہ منہ پر بند کرتے ہیں تو اس لمحے کیا گزرتی ہے دل پر۔۔۔تم تو سونے کا چمچہ منہ میں لے کر پیدا ہوئے ہو۔۔۔تم کیا جانو بھوک کس بلا کا نام ہے۔۔۔"دارم صاحب نہایت غم و غصے کی ملی جھلی کیفیت میں اسے زندگی کا دوسرا رخ دیکھا رہے تھے۔۔۔جس سے ان کے نزدیک وہ کبھی آشنا نہ ہوا۔۔۔۔

"پیٹ کی آگ شاید واقعی بہت خطرناک ہوتی ہو۔۔۔مگر میرے رب کی قسم۔۔۔جہنم کی آگ سے زیادہ نہیں ہوسکتی۔۔۔دنیاوی تکلیفیں وقتی ہوتی ہیں۔۔۔جبکے آخرت میں ملنے والی سزا و جزا دائمی ہے۔۔۔۔تھوڑا صبر کرلیتے آپ۔۔۔۔کیا آپ نے نہیں سنا؟؟؟؟۔۔۔بے شک وہ صبر

کرنے والوں کے ساتھ ہے۔۔۔۔۔۔اپنی زندگی میں راحت پانے کے لئے۔۔جو آپ بھی جانتے ہیں صرف وقتی ہے۔۔۔ایک دن موت آئے گی اور سب ختم۔۔۔۔۔۔یہ ساری راحتیں یہیں اسی دنیا میں رہ جائیں گی۔۔۔صرف آپ جائیں گے دنیا سے۔۔۔برہنہ حالت میں۔۔۔۔۔۔۔وہاں۔۔۔جہاں دائمی فیصلے ہونے ہیں۔۔۔وہاں جہاں حضور پُرنور جلوہ گر ہوں گے۔۔۔۔تب کیسے سامنا کریں گے ان کا آپ ؟؟۔۔۔کیا منہ دیکھائیں گے انھیں؟؟۔۔۔۔کبھی سوچا ہے اگر آخرت میں آپ سے پوچھا گیا۔۔۔۔کے تم جانتے تھے کے نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔۔۔ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔۔۔۔تو پھر مرزا پر ایمان کیسے لے آئے؟؟؟۔۔۔۔اس شخص پر جو نبوت کا جھوٹے دعوے دار تھا۔۔۔۔اور تم جانتے تھے۔۔۔پھر تم نے کیسے چند دنیاوی پیسوں اور راحتوں اور آسائشوں کے عوض اپنے نبی سے غداری کر لی؟؟؟۔۔۔۔کہاں چھپائیں گے اپنا منہ اُس دن آپ؟؟؟۔۔۔کہاں بھاگے گے آپ؟؟؟؟۔۔۔۔۔کیسے جواب دیں گے آپ؟؟؟۔۔۔۔۔ابھی بھی وقت ہے لوٹ آئیں۔۔۔۔۔اور بچی بھوک کی بات۔۔۔۔کیا آپ نے بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نہیں سنا؟؟۔۔کیا آپ نے دیگر صحابہ کرام پر ہونے والے مظالم کے متعلق نہیں سنا؟؟؟۔۔۔۔"وہ ابھی بول ہی رہا تھا کے دارم صاحب تیزی سے احتجاج بلند کرنے لگے۔۔۔۔

"وہ صحابہ کرام تھے۔۔۔ان کے صبر و عظمت کی مثال نہیں ملتی۔۔۔ہم عام انسان ہیں زاویار۔۔۔۔۔۔۔۔"وہ خاصہ جتاتے ہوئے بولے۔۔۔۔۔

"تو میں ایک ایسی خدا کی نیک بندی کو بھی جانتا ہوں۔۔۔۔جس نے اپنی آسائشوں بھری زندگی صرف دین کی خاطر چھوڑ دی۔۔۔۔جو صرف جینے کے لئے کھاتی تھی۔۔۔۔نہ کے ہمارے اور

آپ کی طرح کھانے کے لئے جیتی ہو۔۔۔۔وہ آج بھی ایک روٹی کا ٹکرا کھا کر خدا کا شکر ادا کرتی ہے۔۔۔اور کہتی ہے پیٹ بھر گیا۔۔۔۔وہ بیچاری اگر ذرا سہ بھی زیادہ کھالے۔۔۔تو اس کا معدہ برداشت نہیں کرتا۔۔۔اس کے پیٹ میں بہت تیز درد ہونے لگتا ہے۔۔۔۔۔کیا وہ انسان نہیں ہے ؟؟۔۔۔کیا اس کا دل نہیں چاہتا ہوگا عام لوگوں کی طرح الگ الگ مزے مزے کے کھانے کھانے کا۔۔۔۔مگر وہ لڑکی کبھی شکوہ نہیں کرتی۔۔۔۔اپنے اپنے ایمان کی بات ہے۔۔۔جس کا جتنا پختہ وہ اتنا ہی شکر گزار۔۔۔۔آپ صرف اپنی پیٹ کی آگ کا رونا رو کر اپنے نبی سے غداری کو جائز سمجھ رہے ہیں؟؟۔۔۔۔۔۔۔کیا۔۔۔"اسکی زبان کی تاثیر اس قدر بلا کی تھی کے پتھر کو بھی پگھلا دے۔۔۔سامنے کھڑا سخص تو پھر انسان اور اس کا باپ تھا۔۔۔۔

اس کے سوالات دارم صاحب کی روح کو جھنجھوڑ رہے تھے۔۔۔

ایک عجیب سہ سماں باندھا تھا اس نے۔۔۔

دارم صاحب سمیت چاروں گارڈز کی آنکھیں بھر آئیں تھیں۔۔۔

یہ سچ ہے۔۔۔۔چاہے تو آزما لو۔۔۔جو خدا کا ہو جاتا ہے۔۔۔دنیا اس کی ہو جاتی ہے۔۔۔❤

وہ خدا کا نام لے کر۔۔۔موت کو بھی گلے لگانے کے لئے تیار کھڑا تھا۔۔۔تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کے وہ شہزادہ ہار جاتا؟؟۔۔۔

اس کی بات جاری تھی کے دارم صاحب نے اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ لئے۔۔۔

انھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے زاویار نے ان کے کالے دل پر ہتھوڑے برسائے ہیں۔۔۔

وہ برداشت نہیں کر پا رہے تھے۔۔۔مزید زاویار کے دل و روح کو جھنجھوڑنے والے سوالات کو۔۔۔وہ درمیان میں ہی چیخ پڑے۔۔۔۔

"چپ۔۔۔چپ ہو جاؤ۔۔۔چپ ہو جاؤ۔۔۔"

"آپ نے غداری کی ہے ڈیڈ۔۔۔۔نہ صرف غداری۔۔۔آپ نے راہِ ہدایت کے مسافروں کو قتل کروایا ہے۔۔۔آپ کے غلط فیصلے میرے برو کی جان لے گئے۔۔۔آپ ذمہ دار ہیں مشراز کے یتیم ہونے کے۔۔۔"وہ بولے چلے جارہا تھا۔۔اس کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔۔۔۔اس کا لب و لہجہ سخت تھا۔۔۔۔

"زاویار خاموش۔۔۔ورنہ۔۔۔"دارم صاحب بھاگ رہے تھے اپنے ضمیر کی ملامت سے۔۔۔۔اپنے بیٹے کے سچ پر مبنی جملوں سے۔۔۔۔وہ آخر میں دھمکی دینے پر اتر آئے تھے۔۔۔۔

"ورنہ کیا ڈیڈ ؟؟؟۔۔۔مجھے بھی مار دیں گے بھابھی کی طرح؟؟؟۔۔۔"اب اسے موت سے بالکل خوف نہیں آرہا تھا۔۔۔وہ سینہ تانے ان کے روبرو آکر۔۔۔آنکھوں میں آنکھیں ڈال پوچھنے لگا۔۔۔

"زاویار۔۔۔مرتد ہو چکے ہو تم۔۔۔برین واش کیا ہے ان لوگوں نے تمھارا۔۔۔اتنی دیر سے ناجانے کیا کیا بولے جارہے ہو۔۔۔اور میں برداشت کر رہا ہوں۔۔۔صرف اس لئے کیونکہ تم میرے بیٹے ہو۔۔۔۔مگر اب نہیں۔۔۔ابھی کے ابھی مشراز اور تم میرے ساتھ واپس چلو گے۔۔۔ ورنہ۔۔۔میں اپنے گارڈز کو آرڈر دے دوں گا تمھیں مار کر یہیں دفن کر دینے کا۔۔۔۔۔"جب زاویار کے سوالات کا کوئی جواب ان سے نہ بن پڑا تو دھمکیوں پر اتر آئے۔۔۔

”وہی روایتی عادت۔۔۔مرتد مرتد چلانا۔۔۔یا مارنے کی دھمکیاں دینا۔۔۔۔آپ میری باتیں اس لئیے نہیں سن رہے کے میں آپ کا بیٹا ہوں۔۔آپ اس لئیے سن رہے ہیں کیونکے آپ کا دل جانتا ہے میری ہر بات صدقات پر مبنی ہے۔۔۔“وہ خاصہ جتاتے ہوئے۔۔۔بھرم سے گویا ہوا۔۔۔

”زاویار۔۔۔یہ ساری باتیں ہم بعد میں کریں گے۔۔۔پہلے یہاں سے واپس چلو۔۔۔۔پتا نہیں کیسے رہ رہے ہو تم یہاں؟؟“وہ نہایت حقارت سے پورے گھر پر ایک تنقیدی نگاہ دوڑاتے ہوئے بولے۔۔۔۔

وہ زاویار سے بات کرنے کے بعد یہ جان گئیے تھے کے وہ اسے قائل نہیں کرسکتے۔۔۔اس لئیے بغیر کسی بحث و مباحثہ کے۔۔۔اسے واپس لے جانا چاہتے تھے۔۔۔

”آپ کو یہ غلط فہمی کیوں ہے ؟؟۔۔۔کے میں آپ کے ساتھ واپس ان اندھیروں میں جاؤں گا؟؟؟۔۔یا مشراز کو جانے دوں گا۔۔“وہ استہزائیہ انداز میں آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔۔

”مجھے کسی قسم کی کوئی غلط فہمی نہیں ہے۔۔۔غلط فہمی میں تم جی رہے ہو اب تک۔۔۔۔تم نے سوچ بھی کیسے لیا کے میرے پوتے کو تم کافروں میں رکھو گے۔۔اسے کافروں والے عقائد سیکھاؤ گے۔۔۔اور میں یا مرکز والے خاموشی سے تماشہ دیکھیں گے۔۔۔“وہ بھرم دار لہجے میں۔۔ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولے۔۔۔۔

”بھابھی آپ بھی آجائیں پلیز۔۔۔“علیزہ نے باہر سے ایک سیڑھی زاویار کے کمرے کی کھڑکی سے ٹکا دی تھی۔۔۔۔وہاں سے مشراز تو اتر چکا تھا۔۔مگر رامین اترنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ ۔علیزہ کا دل خوف کے مارے بند ہوئے جارہا تھا۔۔۔۔وہ سیڑھیوں سے اوپر چڑھ کر آئی صرف رامین کو سمجھانے کے لئے۔۔۔۔مگر وہ کسی صورت زاویار کو اکیلا چھوڑ کر جانے کے لئے تیار نہ تھی۔۔۔۔

”علیزہ تم مشراز کو یہاں سے جلد سے جلد لے جاؤ۔۔۔۔میں ڈاکٹر کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانے والی۔۔۔“وہ قطعی انداز میں۔۔۔۔اس کے سیدھے ہاتھ کو تھامے بولی۔۔۔۔

”بھابھی ایسا نہ کریں۔۔۔۔پتا نہیں یہ لوگ کس ارادے سے آئیں ہیں۔۔۔۔پلیز چلیں۔۔۔۔ورنہ میں گورے کو بعد میں کیا منہ دیکھاؤں گی۔۔۔ سمجھا کریں۔۔۔آپ میرے بھائی کی دی ہوئی ذمہ داری ہیں مجھ پر۔۔۔۔۔چلیں۔۔“وہ سیڑھی پر کھڑی۔۔منتی انداز میں بولی۔۔۔۔

رات کا وقت تھا۔۔۔پور علاقے کی لائٹ گئی ہوئی تھی۔۔۔۔جس کے سبب گلی میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔۔۔صرف کچھ گھر جنریٹر چلنے کے سبب روشن نظر آرہے تھے۔۔۔جن میں اماں کا گھر بھی شامل تھا۔۔۔۔

”نہیں۔۔۔۔میں ڈاکٹر کے بغیر نہیں جی سکتی۔۔۔۔میں ویسے بھی مر جاؤں گی۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔بس مشراز کو لے جاؤ یہاں سے۔۔۔پلیز جلدی کرؤ۔۔۔۔“زاویار اور دارم صاحب کی باتوں کی آوازیں اسے مسلسل آرہی تھیں۔۔۔۔

ابھی باتوں کا مرحلہ چل رہا تھا۔۔اس کے بعد کیا ہونا تھا۔۔یہ سوچ کر ہی اس کی روح کانپ رہی تھی۔۔۔۔

"بھابھی۔۔پلیز۔۔۔"علیزہ رامین کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔مگر وہ مجبور تھی۔۔۔وہ آخری بار منتی انداز میں پُرامید نظروں سے اسکے حسین وجود کو تکتے ہوئے بولی۔۔۔

"علیزہ جلدی جاؤ۔۔۔جاؤ۔۔۔۔۔۔"اس نے تیزی سے کہا۔۔۔اور کھڑکی آہستگی سے بند کرنے لگی۔۔۔

علیزہ روتے ہوئے۔اسے اللہ کے امان میں دے کر نیچے اتری۔۔۔۔۔اسجل میاں کے ساتھ مشراز کو ٹیکسی میں بیٹھا کر۔۔۔اسے کسی سیف مقام پر پہنچانے کی نیت سے چل پڑئ ی۔۔۔۔

زاویار نے ایک بار بند دروازے کی جانب دیکھا۔۔۔

اس کے اندازے کے مطابق اب تک رامین اور مشراز کو اسجل میاں کسی اور سیف مقام پر پہنچانے کے لئ ے نکل چکے ہوں گے۔۔۔

"اللہ حافظ رامین۔۔۔۔ان شاء اللہ اب جنت میں ملیں گے۔۔۔بہت خوشی ہے مجھے یہ جملہ کہتے ہوئے۔۔۔کے اب تم امید رکھ سکتی ہو۔۔۔کے اب ہم جنت میں مل سکیں گے۔۔"وہ بند دراوزے کو دیکھ۔۔۔تصور میں اس کا حسین سراپا سجائے۔۔۔دل ہی دل گویا ہوا۔۔۔

"زاویار میں نے کہا ابھی کے ابھی چلو میرے ساتھ۔۔۔ورنہ اس کے بعد جو ہوگا اس کے ذمہ دار تم خود ہوگے۔۔۔۔اس خوش فہمی میں مت رہنا کہ تم میرے بیٹے ہو تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا"وہ وارننگ دینے والے انداز میں گویا ہوئے۔۔

”میں نے کبھی آپ سے اچھی امید رکھی ہی نہیں ہے۔۔۔“ وہ طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے کہنے لگا۔۔۔

”شٹ اپ۔۔۔میں آخری وارننگ دے رہا ہوں زاویار۔۔۔چلو میرے ساتھ ابھی۔۔۔“انھوں نے آنکھوں کے اشارے سے ایک گارڈ کو زاویار کے سر پر گن تاننے کو کہا۔۔۔ان کا اشارہ ملتے ہی ۔۔۔اس گارڈ نے تیزی سے اسکے قریب آکر گن پیچھے سے اس کے سر پر ٹکا دی۔۔۔

”جاؤ۔۔۔کمرے سے مشراز کو لاؤ۔۔۔ہم ابھی جارہے ہیں۔۔۔باقی باتیں گھر پر کریں گے۔۔۔“ انہوں نے فیصلہ کن انداز میں اعلان کیا۔۔۔ساتھ ساتھ سامنے دروازے پر کھڑے گارڈ کو آرڈر بھی دیا۔۔۔۔

وہ گارڈ آرڈر ملتے ہی دروازے کی جانب بڑھا۔۔

زاویار کے چہرے پر اطمینانی چھائی۔۔۔کیونکے اس کے نزدیک دروازے کے پیچھے اب کوئی نہیں تھا۔۔۔

مگر اسکی آنکھیں حیرت سے پھٹیں۔۔۔جب دروازہ پہلی بار گارڈ کے نوک کرتے ہی رامین نے کھولا۔۔۔

وہ مکمل حجاب میں تھی۔۔۔

ایک دو ثانیوں کے لئے اسکا ذہن مفلوج ہوگیا۔۔۔۔

”رامین۔۔۔“وہ تیزی سے اپنی جان کے پاس چلتا ہوا آیا۔۔۔

"تم ؟؟۔۔۔تم یہاں کیا کررہی ہو؟؟"اس کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے مارے خوف کے۔۔وہ خوف اپنی جان کا نہیں تھا۔۔۔وہ تو اپنی جان سے پیاری ہم سفر کے لئے تھا۔۔۔

"سر۔۔اندر تو مشراز بابا نہیں ہیں"گارڈ اندر کمرے کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد۔۔باہر آکر دارم صاحب کو دیکھ۔۔۔اطلاع دینے لگا۔۔۔

"واٹ؟؟؟۔۔۔تم نے اچھی طرح چیک کیا ہے ؟؟"دارم صاحب حیرت سے پوچھنے لگے۔۔

انھیں زبردست شاکڈ لگا تھا۔۔۔مشراز کے غائب ہوجانے کی خبر سن۔۔۔۔

وہ کیسے بھول گئے کے سامنے کھڑا شخص زاویار ہے۔۔۔۔کوئی عام بندہ نہیں۔۔۔۔

اس نے ان کے سامنے کھڑے کھڑے۔۔۔کتنی آسانی سے ان کی آنکھوں میں دھول جھونکی تھی۔۔۔انھیں تو اب تک اسی بات کا شاکڈ لگا ہوا تھا۔۔۔

"لڑکی۔۔۔مشراز کہاں ہے ؟؟"وہ غصے سے رامین پر چیختے ہوئے استفسار کرنے لگے۔۔۔

"آواز آہستہ رکھیں پلیز۔۔۔میں کسی کو اجازت نہیں دیتا میری وائف سے اونچی آواز میں بات کرنے کی۔۔۔آپ میرے ڈیڈ ہیں۔۔۔اس لئے آپ سے درخواست کررہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔"ان کے چیختے ہی رامین سہم کر اس کے بازو سے چپک کر کھڑی ہوگئی تھی۔۔۔زاویار کا خون کھول گیا تھا۔۔مگر پھر بھی ضبط کا دامن تھامے نہایت نرمی سے گزارش کرنے لگا۔۔۔اس نے آخری جملہ خاصہ جتاتے ہوئے ادا کیا۔۔۔

"تم اس معمولی لڑکی کی خاطر مجھے آنکھیں دیکھا رہے ہو؟؟۔۔"وہ بے یقینی کے عالم میں۔۔۔۔غصے سے بپھر کر استفسار کرنے لگے۔۔۔

" معمولی لڑکی نہیں ہے یہ۔۔۔ آپ کی بہو اور میری وائف ہے" وہ اس کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر۔۔۔ بھرم سے جتاتے ہوئے۔۔۔ گویا ہوا۔۔۔

اس لمحے رامین کی نگاہ صرف اسکے بڑے اور خوبصورت ہاتھ پر تھی۔۔

"ایک کافر لڑکی میری بہو کبھی نہیں بن سکتی۔۔۔ تمھاری شادی ویسے بھی دنیا والوں کی نظر میں حوریہ سے ہو چکی ہے۔۔۔۔ وہ الگ بات ہے حوریہ اب مر چکی ہے۔۔۔ لیکن یہ بات ابھی صرف میں اور تم جانتے ہیں۔۔۔ مرکز والے نہیں۔۔۔" حوریہ کی موت کا سن۔۔۔ رامین کا سر چکرایا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے تھے۔۔۔۔

وہ بے یقینی سے دارم صاحب جیسے سنگ دل و ظالم مرد کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"کیا؟؟؟۔۔۔ حوریہ اور میری شادی؟؟؟" زاویار کو شاکڈ لگا تھا یہ سن۔۔۔ اس نے تو کبھی خوابوں میں بھی نہیں سوچا تھا کہ دارم صاحب اس کی اور حوریہ کی جھوٹی شادی دنیا میں مشہور کر دیں گے۔۔۔۔

"تم لوگ جاؤ۔۔۔ جلدی سے مشراز کو ڈھونڈو۔۔۔ اسے یہیں کہیں چھپایا ہو گا اس لڑکی نے۔۔" دارم صاحب زاویار کے سوالات کو مکمل اگنور کر۔۔۔ گارڈز کی جانب متوجہ ہو کر گویا ہوئے۔۔۔۔

دو گارڈز اثبات میں سر ہلا کر باہر کے جانب بڑھ گئے۔۔۔۔

”لڑکی۔۔۔مشراز کو کہاں چھپایا ہے تم نے ؟؟۔۔۔ابھی بھی وقت ہے بتادو۔۔۔ورنہ۔۔۔میں تمھارا وہ حشر کرؤں گا کے تم سوچ بھی نہیں سکتیں۔۔۔“زاویار کے سامنے ہی وہ رامین کو کھاجانے والی نگاہوں سے گھورتے ہوئے۔۔۔دھمکی دینے لگے۔۔۔

یہ اس کے ضبط کی انتہاء تھی۔۔۔کے اسکے سامنے اسکی جان سے پیاری وائ‌ف کو دھمکایا جارہا تھا۔۔۔

”ڈیڈ۔۔۔آپ مجھ سے بات کریں۔۔۔اسے بیچ میں مت لائ‌یں۔۔۔“وہ رامین کو اپنے پیچھے کرتے ہوئے۔۔۔خود دارم صاحب کے آگے آکر۔۔۔رعب دار انداز میں کہنے لگا۔۔۔

”ٹھیک ہے۔۔۔نہیں لاتے اسے بیچ میں۔۔۔مگر صرف دو شرائ‌ط پر۔۔۔پہلی۔۔۔تم مجھے بتادو مشراز کو کہاں چھپایا ہے۔۔۔دوسری۔۔۔میرے ساتھ خاموشی سے بغیر کوئ‌ی ڈرامہ دیکھائے واپس گھر چلو۔۔۔بدلے میں ۔۔۔میں اس لڑکی کو چھوڑ دوں گا۔۔۔فیصلہ تمھارا ہے۔۔۔۔“رامین کے ل‌ئ‌ے اسکی آنکھوں میں اترنے والا جنون دارم صاحب بھاپ چکے تھے۔۔۔

اس کی کمزوری ہاتھ لگ گ‌ئ‌ی تھی ان کے۔۔۔وہ کیسے اس کا استعمال نہ کرتے۔۔۔

جس بات کا ڈر تھا وہی ہوتا اسے نظر آرہا تھا۔۔۔

اس نے رامین کے نازک ہاتھ پر اپنی پکڑ اور مضبوط کی۔۔۔

رامین نے اس لمحے محسوس کیا کے اس کے ہاتھ کپکپارہے ہیں۔۔۔

مگر وہ اپنی کیفیت اپنے چہرے پر عیاں نہیں ہونے دے رہا تھا۔۔۔

”یااللہ تجھے سچے نبی حضرت محمدؐ ﷺ کا واسطہ ہماری مدد فرما۔۔۔۔ہمیں اپنے منتخب بندوں میں رکھ لے مالک۔۔۔۔ہمارا *انتخاب* فرمالے اپنے دین کی خدمت کے ل‌ئ‌ے۔۔۔۔ابھی تو ہمیں

روضہ انور پر حاضر ہو کر معافی مانگنی ہے۔۔۔۔ہماری مدد کر۔۔۔۔ہمیں اس ظالم کے شر سے بچالے۔۔۔۔"رامین نے آنسوؤں سے بھیگے چہرے کو زاویار کے مسلز والے بازوں سے لگاکر۔۔۔اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے۔۔۔رنجیدہ حالت میں۔۔دل ہی دل دعا کی۔۔۔۔۔

اس وقت خود کو بہت بے بس محسوس کررہی تھی وہ۔۔۔۔

وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی کے آگے کیا ہونے والا ہے۔۔۔

لیکن وہ اتنا ضرور جانتی تھی زاویار مشراز کو کبھی بھی دارم صاحب کے حوالے نہیں کرئے گا۔۔۔۔

وہ اپنی آخری سانس تک اپنی ذمہ داری نبھائے گا۔۔۔۔جو اس کے بھائی ی اور بھابھی نے عائی د کی تھی۔۔۔

زاویار بالکل خاموش ہوگیا تھا۔۔۔جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔۔۔

مشراز اور رامین میں سے کسی ایک کو کیسے چن سکتا تھا وہ ؟؟۔۔۔

مشراز اس کی ذمہ داری تھا۔۔۔اور رامین اس کی جان و زندگی۔۔۔۔

اس کے پیارے بھائی ی اور بھابھی نے اپنی جان تک قربان کردی تھی اپنے بیٹے کو ان اندھیروں سے نکالنے کے ل ئ ے۔۔۔۔وہ کیسے اسے دوبارا ان اندھیروں میں خود دھکیل سکتا تھا۔۔۔۔

مگر وہ رامین کی جان کو بھی تو خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔۔

زاویار واقف تھا ان کے ل ئ ے کسی کو مارنا کوئی بڑی بات نہیں۔۔۔

***

زاویار کا چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔۔۔۔

اس وقت وہ مفلوج ذہن کے ساتھ لاونج کی دیوار پر لگی گھڑی دیکھنے لگا۔۔۔

”زاویار شاید تم نے سنا نہیں۔۔۔میں نے پوچھا مشراز کہاں ہے ؟؟“ دارم صاحب اس بار سخت لہجے میں پوچھنے لگے۔۔۔۔

”عشاء کی نماز کا وقت ہوگیا ہے۔۔۔پہلے نماز ادا کرلیتے ہیں۔۔۔“ زاویار نے نہایت تحمل سے۔۔۔انکی بات کو مکمل اگنور کرتے ہوئے۔۔۔نماز کی دعوت دی۔۔۔

دارم صاحب پکے نمازی تھے یہ بات زاویار سے بہتر کون جانتا تھا۔۔۔۔

عشاء کی نماز کا وقت ہوگیا۔۔۔یہ سنتے ہی وہ ساری باتیں سائیڈ میں رکھ کر۔۔۔۔پہلے نماز ادا کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔

”ٹھیک ہے۔۔۔۔پہلے نماز پڑھ لیتے ہیں۔۔۔۔“ انھوں نے سر جھٹکتے ہوئے۔۔اس کی دعوت کو قبول کیا۔۔۔۔

”رامین کو نیچے بھیج دیں۔۔یا اماں کو اوپر بلا دیں۔۔۔میں اکیلا اسے گارڈز کے ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔“

”ٹھیک ہے۔۔۔اماں کو اوپر لے آئو۔۔۔“ انھوں نے اپنے ایک گارڈ سے کہا۔۔۔

وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے۔۔۔فورا دروازہ کھول کر نیچے کی جانب چلا گیا۔۔۔اتنی دیر دارم صاحب آرام سے صوفے پر بیٹھ گ ئی ے۔۔۔۔

وہ پُرسکون تھے۔۔۔کیونکے ان کے ہاتھ میں زاویار کی کمزوری تھی۔۔۔۔

زاویار اور دارم صاحب گھر سے باہر نکلے۔۔۔۔

رامین اماں کے ساتھ دو گارڈز کی نگرانی میں لاونج کے صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔

اس بار زاویار کے کہنے کے باوجود بھی انھوں نے رامین کو کمرے میں جانے کی اجازت نہیں دی تھی۔۔۔

****-----*****

"بیٹا تمھارا نام کیا ہے ؟؟" اماں نے پاس کھڑے ایک گورے چٹے۔۔۔ورزشی جسامت والے گارڈ کو دیکھ تجسس سے پوچھا۔۔

وہ تعجب سے اماں کو دیکھنے لگا۔۔۔

"ارے گونگے ہو کیا ؟؟۔۔۔نام کیا ہے تمھارا ؟؟" اماں نے پھر ایک بار اپنا سوال دوہرایا۔۔۔

وہ اماں کی زبان سے ناواقفیت کے سبب دوسرے گارڈ کا منہ نا سمجھی سے تکنے لگا۔۔۔

رامین نے ٹرانسلیٹ کرکے اسے اماں کا سوال سمجھایا۔۔۔

"او۔۔میرا نام ارسلان ہے" اس نے انگریزی زبان میں کہا۔۔

رامین نے ٹرانسلیٹ کرکے اماں کو اس کا جواب پہنچایا۔۔۔

"اچھا اچھا۔۔نام تو اچھا ہے تمھارا۔۔۔" رامین حیرت سے آنکھیں پھیلائے انھیں دیکھنے لگی۔۔۔

عجیب خاتون تھیں وہ۔۔۔موت سر پر کھڑی ہے۔۔یہ جاننے کے باوجود بھی اس گارڈ کے نام کی تعریفیں کررہی ہیں۔۔۔

اسنے اماں کا جواب پھر ایک بار ٹرانسلیٹ کیا۔۔۔

"شکریہ۔۔۔" وہ سنجیدگی سے شکریہ ادا کرنے لگا۔۔۔

"ویسے اس گن کو پکڑ کر گھومنے کے علاوہ کوئ ی اور ہنر آتا ہے؟؟"اماں کے اس سوال پر وہ چونکی۔۔۔۔۔

یہ کوئ ی وقت تھا لڑکے کی معلومات لینے کا۔۔۔

"اُفف۔۔"بیچاری نے اپنا سر پکڑا تھا۔۔۔

وہ اماں کی عادت سے واقف تھی۔۔۔وہ جس بھی لڑکے سے ملتیں۔۔۔اس کی معلومات لینا شروع کر دیتیں۔۔۔علیزہ سے رشتے کے ل ئ ے۔۔۔مگر وہ گارڈ کو بھی نہیں چھوڑئ یں گی۔۔۔اس بات کی اسے توقع نہیں تھی۔۔۔۔

"کتنی عمر ہے تمھاری؟؟"

"25 سال۔۔۔"

"اچھا اچھا۔۔کوئ ی نہیں۔۔۔بھ ئ ی لڑکا تو عمر میں لڑکی سے بڑا ہی اچھا لگتا ہے۔۔۔"اماں نے جیسے ٹھان لی تھی اسے ہی علیزہ کا دولہا بنانا ہے۔۔۔ہر بات میں اچھا پہلو خود ہی تلاش کر لیتیں۔۔۔

"اچھا مہینے کا کتنا کماتے ہو؟؟"وہ یہ دیکھ حیران تھی کے جہاں اس کی اور اسکے ہسبینڈ کی جان پر بنی تھی۔۔۔وہیں اماں آرام سے بیٹھ کر رشتہ پکا کرنے میں مصروف عمل تھیں۔۔۔

مطلب۔۔۔بے حسی کی بھی کوئ ی حد ہوتی ہے۔۔۔۔

"اچھا اچھا۔۔۔اچھا خاصہ کما لیتے ہو تم تو بھ ئ ی۔۔۔ویسے کوئ ی لڑکی وڑکی نظر میں ہے تمھارے؟؟"ان کے اس سوال پر رامین کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔۔۔وہ نہایت شرمسار ہو رہی تھی اماں کی بات ٹرانسلیٹ کرنے میں۔۔۔

"نہیں۔۔۔ایک گرل فرینڈ تھی مگر اس سے بریک اپ ہو گیا۔۔" وہ بیچارہ گارڈ پہلے تو اماں کو تعجب سے دیکھنے لگا۔۔۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔وہ بوڑھی خاتون کیوں اس کی پرسنل انفارمیشن لے رہی ہیں۔۔۔۔۔

"اچھا اچھا۔۔۔چلو جو ہوتا ہے اچھے کے لئے ہی ہوتا ہے" ان کا جواب سن۔۔۔رامین حیرت سے سوال کیے بغیر نہ رہ سکی۔۔۔۔

"آپ کو پتا ہے گرل فرینڈ کیا ہوتی ہے ؟؟" رامین نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔۔۔۔

"ہاں۔۔۔تو۔۔۔لو جی۔۔۔۔تم نے تو مجھے جاہل ہی سمجھ لیا۔۔۔" وہ رامین کے سوال پر برا مانتے ہوئے بولیں۔۔۔

"نہیں نہیں۔۔ایسی بات نہیں ہے۔۔۔" وہ تیزی سے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"اچھا۔۔۔چل پوچھ اس سے۔۔۔کیسی لڑکی پسند ہے اسے ؟؟"

"مگر اماں" وہ احتجاجاً بولی۔۔۔۔اسے بہت شرمندگی ہو رہی تھی۔۔۔اس طرح کے سوالات گارڈ سے پوچھتے ہوئے۔۔۔۔

"ارے پوچھو ناں۔۔" اماں کے اصرار پر۔۔۔نظروں کو شرمندگی سے جھکائے۔۔۔اماں کا سوال گارڈ تک پہنچایا۔۔۔۔

"زیادہ لمبی لسٹ نہیں ہے میری۔۔۔۔بس اچھی ہو۔۔۔۔اتنی اچھی کے مجھے پہلی نگاہ میں دیکھتے ہی اچھی لگے۔۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے اماں کو دیکھ۔۔۔اپنی پسند کے متعلق آگاہ کیا۔۔

اماں اس کے جواب پر پُراعتماد ہوگئی یں۔۔۔کیونکے ان کے نزدیک علیزہ اس قدر پُرکشش تھی کے اسے پہلی ہی نگاہ میں وہ لڑکا پسند کرلیتا۔۔۔۔

وہ اطمینان سے بیٹھ کر۔۔۔اسے خوب علیزہ کی تعریفیں سنانے لگیں۔۔۔۔۔

"آپ مسلم ہیں؟؟۔۔۔ختم نبوت پر ایمان رکھنے والے ؟"رامین نے یہ سوال از خود ہی اس گارڈ سے کیا۔۔۔۔

"جی جی بالکل۔۔۔"وہ تیزی سے رامین کو جواب دہ ہوا۔۔۔۔

"تو مسلم ہوکر ایک ق ا دی انی کے یہاں جاب کرنا۔۔۔کیا یہ درست عمل ہے ؟؟"یہ وہ سوال تھا جو اس کے لب پر آتے آتے رک گیا۔۔۔۔

کیونکے اسے مفتی الماس سے کیے ہوئے اپنے سوالات اور ان کے دیے ہوئے جوابات یاد آگئی ے تھے۔۔۔۔

("کیا ایک قا دی ان ی کے یہاں نوکری کرنا جائی ز ہے ؟؟۔۔۔اور اس سے جو پیسے ملتے ہیں۔۔۔ان کا کیا حکم ہے ؟؟

دینِ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے اہم ترین عقیدہ *عقیدہ ختمِ نبوت* ہے، جس پر ساری دنیا کے مسلمان متفق ہیں، جب کہ قا دی ان ی نہ صرف اس عقیدے کے منکر ہیں، بلکہ ختمِ نبوت کے مقابلہ میں مرزا ق ادیان ی کو پیغمبر تسلیم کرتے ہیں، اس لیے ملکی آئین کی رو سے یہ گروہ غیر مسلم ہے اور شرعی لحاظ سے ق ادیان ی چونکہ مرتد اور زندیق ہیں۔نیز اکثر ق ادیان ی لوگ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اپنی جماعت کے مرکزی فنڈ میں جمع کرتے ہیں، جو مسلمانوں کے درمیان قا د یان ی

ت کی تبلیغ اور ان کے خلاف ارتدادی مہم پر خرچ ہوتا ہے، جس کی بنا پر ان کے پاس ملازمت کرکے ان کے کاروبار کو فائدہ پہنچانے والا گویا کہ ق اد یان یت کی تبلیغ میں ایک درجہ تعاون کرنے والا بنتا ہے۔

اس بنا پر ان کے پاس ملازمت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ ان کے پاس ملازمت کرنے پر ملنی والی تنخواہ کو حرام نہیں کہا جاسکتا ہے۔

و اللہ تعالی اعلم۔۔۔۔"نرمی سے سمجھانے والے انداز میں جواب عنایت فرمایا۔۔۔

"کیا اسے کہا یا سمجھایا جاسکتا ہے کے نوکری چھوڑ دے ؟؟"رامین نے دوسرا سوال کیا۔۔۔

"جی نوکری چھوڑ دے۔لیکن نوکری چھوڑ دینے سے اس کی زندگی تنگ ہو جائے تو ایسی صورت میں وہاں کام جاری رکھے اور ساتھ میں کوئی دوسری نوکری تلاش کرے، جب دوسری مل جائے تو اسے چھوڑ دے"انھوں نے نہایت شائستگی سے جواب دیا۔۔)

"اگر تم مسلم ہو۔۔تو ایک مسلم ہوکر تم اپنے ہی بھائی ی پر کیسے گن تان سکتے ہو؟؟؟۔۔وہ بھی ایک کافر کے کہنے پر۔۔۔"رامین اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکی۔۔۔اور افسردگی کے سبب اس سے سوال پوچھ بیٹھی۔۔۔۔۔

"میم۔۔۔یہ جاب ہے میری۔۔۔"وہ دوٹوک انداز میں بولا۔۔۔

"تم اپنے ایک مسلم بھائی ی کو مارنے چلے آئے ہو۔۔اور کہتے ہو یہ تمھاری جاب ہے۔۔۔"رامین نے چوٹ کرنے والے انداز میں کہا۔۔۔

اس کے پاس رامین کی بات کا کوئی ی جواب نہیں تھا۔۔

اس لمحے وہ شرمندگی کی انتہا گہرائیوں میں اتر گیا تھا۔۔۔

💖***#----****💖

وہ دونوں باپ بیٹے گلی میں تھے۔۔۔جب محلے کی مسجد سے عشاء کی آذان کی آواز ان کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔

ان دونوں نے زندگی میں پہلی بار ایک ساتھ بیٹھ کر وضوء کیا۔۔۔دارم صاحب کو اس لمحے شدت سے حدید کی یاد آئی۔۔۔

اس قدر شدید یاد۔۔۔کے انھیں زاویار میں حدید کا مسکراتا چہرہ نظر آنے لگا۔۔۔

بچپن سے زاویار ان سے بہت دور رہا تھا۔۔۔وہ حدید تھا جو سائے سے زیادہ ان کے ساتھ رہا کرتا تھا۔۔۔جس کی وفات کے بعد وہ بہت اکیلے ہوگئے تھے۔۔۔۔

تین سال بعد انھیں پھر سے اپنے وضوء اور نماز کا ساتھی ملا تھا۔۔۔بس اس بار وہ حدید نہیں تھا ۔۔۔وہ زاویار تھا۔۔۔

انھوں نے کبھی خوابوں میں بھی نہیں سوچا تھا کہ ایک دن وہ زاویار کے ساتھ وضوء کریں گے۔۔۔

ان کی آنکھیں جھلملا رہی تھیں۔۔۔

زاویار ان کی نگاہوں سے بالکل بیگانہ تھا۔۔۔اسے تو اپنی موت بہت قریب نظر آرہی تھی۔۔۔ذہن میں بس یہی خیال آ رہا تھا کہ شاید یہ میری آخری نماز ہو۔۔۔

اور یہ خیال اس کی روح کو تڑپا رہا تھا۔۔۔۔

اسے اپنے اردگرد وضوء کرنے والوں کو دیکھ۔۔۔یہ خیال ستا رہا تھا کہ شاید کل جب وضوء کیا جا رہا ہو۔۔۔تو میں ان لوگوں میں شریک نہ ہو سکوں۔۔۔

کل جب آذانیں ہوں۔۔۔تو میں موجود نہ ہوں روح و زبان سے لبیک کہہ کر مسجد میں آنے کے لئے۔۔۔

کل جب نمازی نماز ادا کریں گے۔۔۔تو میں نہیں ہوں گا۔۔اپنے رب کو سجدہ کرنے والوں میں۔۔۔یہ خیالات اس کی روح کو بے چین و اضطرابی کیفیت میں مبتلا کررہے تھے۔۔۔

"زاویار۔۔۔یہ کون ہیں تمھارے ساتھ؟؟" محلے کی مسجد کے تقریباً تمام ہی نمازی زاویار کو جانتے تھے۔۔۔ایک بوڑھے نمازی نے زاویار کو دارم صاحب کے ساتھ دیکھ۔۔بڑے اشتیاق سے سوال کیا۔۔۔

"یہ ڈیڈ ہیں میرے۔۔۔"ق ا دیا نی خود کو مسلم کہتے ہیں۔۔۔ان کا دعوہ یہی ہے کے وہ مسلم ہی ہیں کیونکے ان کی نماز قرآن۔۔روزہ۔۔حج سب ہمارے جیسا ہی ہے۔۔۔وہ مسلمانوں سے نہایت محبت سے پیش آتے ہیں۔۔۔چاہے دل میں کتنی ہی کدورت و نفرت بھر کر بیٹھے ہوں۔۔

دارم صاحب نے خود سے پہل کی سلام اور مصافحہ کرنے میں۔۔۔

ابھی دارم صاحب مزید اس بوڑھے نمازی سے بات کرتے۔۔اس سے قبل ایک بچہ زاویار کو بلانے آیا۔۔۔

”بھاگنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔کیونکے اگر تم نے ایسا کیا تو یاد رکھنا میں تمھاری زندگی کی اسے آخری بے وقوفی بنادوں گا۔۔۔اور اس لڑکی کو۔۔۔۔“دارم صاحب ایک ایک لفظ چبا چبا کر۔۔۔اس کے کان کے پاس منہ لاکر۔۔۔دھمکی آمیز سرگوشی کر ہی رہے تھے۔۔۔

”بے فکر ہو جائیں۔۔۔کہیں نہیں جانے والا میں۔۔۔امام صاحب کی بات سن کر آتا ہوں۔۔۔“وہ تیزی سے بات کاٹتے ہوئے۔۔۔تحمل سے کہ کر۔۔۔بچے کے ساتھ اندر چلا گیا۔۔۔

وہ بھاگنے کی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔کیونکے اس کی جان ان کے قبضے میں تھی۔۔۔

اس کے پاس کوئی پلین نہیں تھا۔۔۔سب کچھ اتنی جلد بازی میں ہو رہا تھا۔۔۔کے وہ مفلوج ذہن کے ساتھ مسجد میں چلا آیا تھا۔۔۔

مسجد کے امام صاحب کی طبیعت اچانک ناساز ہو گئی تھی۔۔۔اس لئے انھوں نے زاویار سے کہا کے وہ آج ان کی جگہ امامت کے فرائض سرانجام دے۔۔۔

ان کی درخواست سنتے ہی۔۔۔اسے حدید کا خواب یاد آگیا تھا۔۔۔

”میں نے دیکھا تم امام ہو۔۔۔اور لوگ تمھارے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔۔۔تمھارے ہاتھوں کا بوسہ لے رہے ہیں۔۔۔تمھاری عزت کر رہے ہیں۔۔۔“

آج بہت سالوں بعد۔۔۔پھر اسکے کان میں اپنے بھائی کی آواز گونجی تھی۔۔۔

آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔۔۔

چہرے پر بڑی پیاری سی مسکان رقصا ہوئی۔۔۔

وہ تیار تھا۔۔۔

جب امامت اسٹارٹ کی۔۔۔تو دارم صاحب چونکے۔۔۔

ان کے تو کبھی خوابوں خیالوں میں بھی نہیں گزرا تھا کے زاویار ان کا بگڑا ہوا شہزادہ۔۔۔ایک دن نمازیوں کی امامت کرئے گا۔۔۔۔اور وہ اس کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔۔۔

اپنے بیٹے کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھنا۔۔۔ان کے دل کی دنیا کو زیر کر گیا تھا۔۔۔

زاویار نے قرآن پاک کی تلاوت اس قدر شدتِ کرب و محبت سے کی۔۔۔کے لوگوں کو باقاعدہ اس کی میٹھی آواز روہانسہ محسوس ہوئی ی۔۔۔

دارم صاحب حیران تھے۔۔۔یہ وہ زاویار نہیں تھا جسے وہ جانتے تھے۔۔۔یہ آگے کھڑا لڑکا تو کوئی ی اور ہی تھا۔۔۔

جو کچھ دیر قبل سوالات کرکے روح و ذہن کو جھنجھوڑ رہا تھا۔۔۔تو اب اپنی تلاوتِ قرآن کے ذریعے انھیں سحر میں جکڑ رہا تھا۔۔۔

اس کی میٹھی و روہانسہ آواز ڈائی ریکٹ دل پر وار کر رہی تھی۔۔۔

دیوانے نے نماز ایسے ادا کی۔۔۔جیسے زندگی کی آخری نماز پڑھنے آیا ہو۔۔۔

اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔۔

کیونکے اس کی دینی تعلیم مکمل نہیں ہوئی ی تھی۔۔۔کیونکے اس نے ابھی روضہ انور ﷺ پر جاکر معافی نہیں مانگی تھی۔۔۔کیونکے وہ مشراز کو وہ تربیت اب نہیں دے سکتا تھا جو اس کے بھائی ی اور بھابھی چاہتے تھے کے اسے ملے۔۔۔کیونکے وہ رامین کو پھر ایک بار اکیلا چھوڑ رہا تھا۔۔جبکے وہ جانتا تھا کے وہ اس حُسن مجسم کا پوری دنیا میں واحد سائی بان ہے۔۔۔۔

اگر رامین دارم صاحب کے قبضے میں نہ ہوتی تو زاویار کی اِس طرح جان پر نہ بنی ہوتی۔۔۔

وہ رامین کو بچانے کی خاطر دارم صاحب کو مشراز کی ذمہ داری نہیں سونپ سکتا تھا۔۔

اور نہ مشراز کی حفاظت کی خاطر وہ رامین کی جان کو خطرے میں ڈال سکتا تھا۔۔۔

وہ بری طرح پھنسا ہوا تھا۔۔۔ آگے کنواں تو پیچھے کھائی والی مثال تھی اس بیچارے کی۔۔۔

”یا اللہ۔۔۔میں بری طرح پھنس گیا ہوں۔۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا میں کیا کرؤں۔۔۔مالک ۔۔۔میری مدد کردے۔۔۔۔میں زاویار۔۔۔۔تیرا نالائ‌ق بندہ۔۔۔گناہگار۔۔۔سیاہ کار۔۔۔۔میرے پاس تو کوئ‌ی ایسی نیکی بھی نہیں نامہ اعمال میں جو تجھے پیش کروں۔۔۔۔مجھے اتنی مہلت دے دے۔۔۔کے معافی مانگ سکوں۔۔۔۔مجھے معافی مانگنی ہے۔۔۔مجھے معافی مانگنی کی مہلت دے دے۔۔۔میں دنیا سے معافی مانگ کر جانا چاہتا ہوں۔۔۔میں معافی مانگنا چاہتا ہوں حضور سے۔۔۔کے میں نے اپنی پوری زندگی اس ظالم و مردود کا ساتھ دیا۔۔جس نے ان کی نبوت پر ڈاکا ڈالا تھا۔۔۔یا اللہ۔۔۔تیری بندی نے بہت تکلیفیں سہی ہیں۔۔۔میں اسے خوشیاں دینا چاہتا ہوں۔۔۔اسکے دامن سے سارے کانٹے چن کر اسے پھولوں سے بھرنا چاہتا ہوں۔۔۔میں اپنے بھائ‌ی کے بیٹے کو وہ تربیت دینا چاہتا ہوں جو میرے برو چاہتے تھے اسے ملے۔۔۔جو میری بھابھی چاہتی تھیں۔۔۔۔میں دین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔مجھے دین کا سپائ‌ی بننا ہے۔۔۔۔میرا انتخاب اپنے منتخب بندوں میں کرلے۔۔۔۔جنھیں تو منتخب کرتا ہے اپنے دین کی خدمت کے ل‌ئے۔۔۔۔“وہ ناجانے کتنی دیر دعا میں بیٹھا روتا رہا۔۔۔

وہ کہاں جانتا تھا۔۔۔اس سے کہیں زیادہ پیچھے بیٹھا شخص رو رہا تھا۔۔۔

زاویار جب سب سے مصافحہ کرکے فارغ ہوا۔۔تو اسے دارم صاحب کہیں نظر نہ آئے۔۔۔
خوف کی ایک لہر اس کے پورے جسم میں دوڑ گ ئی۔۔۔
"رامین۔۔۔"وہ تیزی سے دوڑا اپنے گھر کی جانب۔۔۔
جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اس کے گھر کا سیڑھیوں کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔۔اس کا دل بیٹھ گیا یہ دیکھ۔۔۔
کیا طوفان آکر گزر گیا اور اسے خبر بھی نہیں ہوئ ی۔۔۔
کیا انھیں مشراز مل گیا۔۔وہ اسے اپنے ساتھ لے گ ئ ے؟؟۔۔۔کہیں وہ جاتے جاتے رامین کو تو کوئ ی نقصان نہیں پہنچا گئے۔۔۔
ذہن میں یکے بعد دیگر ایک برا خیال آ رہا تھا۔۔۔
اس نے تھوک گلے میں نگلا۔۔۔
جان پاؤں سے نکلتی ہوئ ی محسوس ہوئ ی۔۔۔گھر میں قدم رکھتے وقت۔۔۔
اس کے ہاتھ پاؤں خوف سے ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔۔۔کے کہیں اندر کوئ ی ایسا خطرناک منظر دیکھنے کو نہ مل جائے جسے دیکھنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔۔۔
اپنے ڈر پر قابو پاتے ہوئے۔۔۔وہ اندر آیا۔۔۔
"ڈاکٹر "سانس میں سانس آئ ی۔۔۔جب سامنے صوفے پر وہ حُسنِ سراپا بیٹھی ہوئ ی نظر آئ ی۔۔۔وہ زاویار کو دیکھ۔۔۔تیزی سے آکر گلے لگی تھی۔۔۔

اُس مجسمہ حُسن نے اس قدر مضبوطی سے اپنے حصار میں زاویار کو جکڑا کے اسے یقین آگیا کے وہ کوئی ی خواب نہیں دیکھ رہا۔۔۔یہ حقیقت ہے۔۔وہ واقعی اس لمحے اس کے سینے سے لگی ہوئی ی ہے۔۔۔۔

وہ بت بنے کچھ لمحوں کے ل ئی ے مبہوت کھڑا رہا۔۔۔۔

آنکھوں سے آنسو از خود بہے جا رہے تھے۔۔۔۔وہ شکرانے کے آنسو تھے۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد۔۔۔جب وہ گلے سے خود ہٹی۔۔۔۔تو اس نے رامین کی روشن پیشانی کا بوسہ لیا۔۔۔۔۔جو نہایت محبت سے تھا۔۔۔۔

رامین اکیلی تھی۔۔۔۔اماں اور گارڈز دونوں ہی جا چکے تھے۔۔۔۔

"اللہ تیرا شکر۔۔۔"اس بار وہ اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

اس کی باہوں میں آنے کے بعد۔۔۔۔رامین نے چند لمحوں کے ل ئی ے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔۔۔۔وہ صرف اس کی مہک کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔

اس سکون کو محسوس کر رہی تھی جو صرف اس کے دلبر کے پاس موجود تھا۔۔۔۔۔۔

"ڈیڈ اچانک سے کیسے چلے گ ئی ے؟؟"وہ الجھ کر رہ گیا تھا۔۔۔۔جب اسے پتا چلا کے مشراز ابھی بھی اسجل میاں کے پاس ہے۔۔۔۔

❤******---- Husny Kanwal-*****❤

ایک ماہ تک زاویار نے مشراز کو اسجل میاں کے بڑے بیٹے کے ساتھ ہاسٹل میں رہنے دیا۔۔۔۔

کوئی ی کانٹیکٹ کرنے یا ملنے کی کوشش نہیں کی۔۔۔

کیونکے اسے ہر وقت یہ خوف لاحق رہتا تھا کہ کہیں یہ دارم صاحب کی کوئی چال نہ ہو۔۔۔وہ اس کے ذریعے مشراز تک نہ پہنچ جائیں۔۔۔۔

مگر پھر ایک دن اس کے سیل پر ایک اَن نون نمبر سے میسج آیا۔۔۔جسے دیکھ وہ بری طرح چونکا۔۔۔

وہ دارم صاحب کا میسج تھا۔۔۔۔

"سلامتی ہو تم پر۔۔۔۔۔اور ہر اس شخص پر جو ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہے۔۔۔۔بے شک نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔۔۔اور یہ بات میرا دل شروع سے جانتا تھا۔۔بس پیسوں اور عہدے کے لالچ نے مجھے اندھا کردیا تھا۔۔۔۔میں بہت شرمندہ تھا۔۔۔اتنا کے تمھیں فیس کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں تھی۔۔۔۔۔میں ق ا د یا نیت کو چھوڑنا چاہتا ہوں۔۔۔مگر نہیں کرسکتا۔۔۔۔اس ل ئ ے نہیں کیونکے مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔۔اس ل ئ ے کیونکے مجھے لگتا ہے جیسے یہ لوگ ہم میں گھنس کر۔۔۔ہمارا ایمان کمزور کرتے ہیں۔۔۔میں بھی ان میں رہ کر۔۔ان کی شاخیں کمزور کرؤں گا۔۔۔۔میں نے بہت کچھ سوچ رکھا ہے۔۔۔بس دعا کرنا۔۔اللہ میری مدد کرۓ۔۔۔۔جہاں رہ رہے ہو۔۔وہی رہتے رہو۔۔۔۔انابیہ کو نہیں معلوم کے میں تمھیں ڈھونڈ چکا ہوں۔۔اسے اس خوش فہمی میں ہی رہنے دو کے میرے مرنے کے بعد ساری جائیداد اس کی ہوگی۔۔۔۔میں بہت جلد سب کچھ تمھارے نام کردوں گا۔۔۔تمھیں پیپرز مل جائ یں گے۔۔۔۔اپنا اور مشراز کا بہت خیال رکھنا۔۔۔واپس کبھی تھائ ی لینڈ مت آنا۔۔۔کیونکے میں

نے یہاں مشہور کردیا ہے کے تم حوریہ اور مشراز کو لے کر باہر ملک شفٹ ہوگئی ہو ہمیشہ کے لئی ے۔۔۔۔دعاؤں میں ، مجھ گناہگار کو بھی یاد رکھنا۔۔۔"

اس میسج کے بعد سے زاویار نے اپنے والد کے حق میں ہدایت کی دعائیں کرنا شروع کردی تھیں۔۔۔۔

وہ دلی تمنا رکھنے لگا تھا کے اس کے والد بھی ان اندھیری راہوں سے راہ فرار حاصل کرلیں۔۔۔۔

❤******---Husny Kanwal--*****❤

"زاویار تم نے آج پھر عبارت آدھی بنائی ہے۔۔۔ کھڑے ہوجاؤ۔۔"زاویار بہت بیزی لائف جی رہا تھا۔۔۔بہت ذمہ داریاں تھیں اس کے سر پر۔۔۔ جتنی بھی عبارت بنا پاتا۔۔بنا لیتا۔۔۔باقی جو نہ بن پاتی اسے چھوڑ دیتا۔۔۔یہی سبب تھا جو اسے اکثر سر ذیشان کی کلاس میں سزا میں کھڑا ہونا پڑتا تھا۔۔۔

مگر وہ شخص اعلی ڈھٹائی کے مرتبے پر فائز تھا شروع سے۔۔۔۔

اس نے اپنی ڈھٹائی کا صحیح جگہ استعمال کرنا سیکھ لیا تھا۔۔۔

کبھی کبھار تو رامین کو دکھ ہوتا اسے سزا میں کھڑا دیکھ۔۔۔کیونکے وہ جانتی تھی۔۔وہ بہت محنت کرتا ہے اس آدھی عبارت کو بنانے میں بھی۔۔۔جسے اکثر اساتذہ نظرانداز کردیتے تھے۔۔۔۔

مگر زاویار۔۔۔وہ تو بندہ ہی نرالا تھا۔۔۔۔وہ سزا میں بھی اس شان سے کھڑا ہوتا۔۔کہ دیکھنے والا سمجھے کہ شاید اسے کلاس کا مونیٹر بنا کے کھڑا کیا گیا ہے۔۔۔۔

وہ ان سزاؤں کو اور طالب علموں کی طرح اپنی انا کا مسئلہ نہیں بناتا تھا۔۔۔

بلکے اس نے تو یہ بات اپنی گرہ سے باندھ لی تھی۔۔۔کے خدا کا منتخب بندا بننے کے لئے علت قلت ذلت تینوں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔۔۔۔

وہ اپنی انا کو کلاس کے دروازے پر چھوڑ کر آتا تھا۔۔۔جبکے اس کے ساتھ کے بعض طالب علم ان سزاؤں کے سبب کلاس چھوڑ کر چلے گئے تھے۔۔۔

زاویار کی نظر میں ان طالب علموں نے گھاٹے کا سودا کیا تھا۔۔۔۔

وہ تو سید عثمان کے الفاظوں کو اکثر سزا میں کھڑا ہو کر مسکراتے ہوئے دوہراتا۔۔۔"مالک چاہے کتنی بھی دشواری آئے۔۔۔میں تیری محفل چھوڑ کر نہیں جاتا۔۔"۔۔

دیوانے کو تحقیق سے دیوانا نہ کہنا۔۔۔۔

دیوانا بہت سوچ کر دیوانا بنا ہے۔۔۔۔❤

❤****----Husny Kanwal-***❤

چاند نظر آتے ہی۔۔۔۔۔اس کے سیل پر میسج کی بیل رنگ ہوئی۔۔۔

"میرے چاند کو چاند رات مبارک ہو۔۔"زاویار کا میسج دیکھ۔۔اس کے گال گلابی ہو گئے تھے۔۔۔چہرے پر پیاری و شرمیلی سی مسکان بکھر آئی۔۔

"آپکو بھی۔۔۔۔۔"اس نے مسکراتے ہوئے۔۔۔ریپلائے کیا۔۔۔

"بھابھی چاند نظر آگیا کیا؟؟"اس کی شرمیلی مسکان دیکھ۔۔۔علیزہ اندازاً استفسار کرنے لگی۔۔۔

"ہاں۔۔۔چاند رات مبارک ہو۔۔۔"اس نے علیزہ کے گلے لگتے ہوئے مبارک باد دی۔۔۔

”آپ کو بھی مبارک ہو۔۔۔ چلیں نیچے چلیں میرے ساتھ۔۔۔۔میں آپ کے ہاتھوں پر مہندی لگاتی ہوں۔۔۔“اس کی آفر پر رامین نے تیزی سے اثبات میں سر ہلایا۔۔اور خوشی خوشی اس کے ساتھ چل دی۔۔۔۔

زاویار اماں کی دی ہوئی لمبی سی گروسری کی لسٹ لیے مارکیٹ میں پھر رہا تھا۔۔۔چاند نظر آتے ہی۔۔۔رش بڑھنے لگا تھا۔۔۔حال تو یہ تھا کے مارکیٹ میں پاؤں رکھنے تک کی جگہ نہیں بچی تھی۔۔۔۔

وہ دروازے پر ہی اماں کو سارا سامان پکڑا کر۔۔۔اوپر سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔۔۔

ابھی اس نے دروازے کا لاک کھولا ہی تھا چابی سے۔۔۔کے پیچھے سے کسی مردانہ آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کی۔۔۔

اس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔۔۔۔

”اَلسَلامُ عَلَيُکم “زاویار اپنے سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھ حیران و پریشان ہوا۔۔۔

وہ ارسلان تھا۔۔۔دارم صاحب کا گارڈ۔۔۔زاویار اسے بہت اچھی طرح پہچانتا تھا۔۔۔۔

”وَعَلَيُکم السَّلام۔۔۔تم یہاں کیسے ؟؟“زاویار نے تیزی سے ابرو اچکا کر۔۔۔تفتیشی انداز میں سوال کیا۔۔۔

”آپ کو یہ دینا تھا۔۔۔“وہ ایک سفید لفافہ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے۔۔۔آہستگی سے گویا ہوا۔۔۔

”کیا ہے اس میں ؟؟“زاویار ایک لمحے کے لئے گھبرایا۔۔۔مگر اگلے ہی لمحے خود کو نارمل رکھتے ہوئے۔۔۔تجسس سے پوچھا۔۔۔

"آپ کو گواہی دینے کے لئے کوٹ میں بلایا گیا ہے۔۔۔"اس کا جواب سن۔۔۔۔وہ چونکا۔۔۔۔

"گواہی؟؟۔۔۔۔کس چیز کی ؟؟"

"حدید سر کے قتل کیس کی۔۔۔اپنے ساتھ ایتان سر کو بھی لیتے آئیے گا۔۔۔۔میں چلتا ہوں۔۔۔۔"وہ کہہ کر ابھی ایک قدم ہی چلا تھا کے زاویار نے پیچھے سے آواز دے کر روکا۔۔۔

"ڈیڈ نے دائر کیا ہے یہ کیس کورٹ میں ؟؟"وہ بے یقینی کے عالم میں پوچھ رہا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔وہ تو مجرموں کی لسٹ میں ہیں۔۔۔"

اس کا دیا جواب زاویار کی توقع کے بالکل مخالف تھا۔۔۔۔

"اگر ڈیڈ نے کیس نہیں کیا۔۔۔تو پھر کون ؟؟"وہ الجھ کر ارسلان کو دیکھ پوچھنے لگا۔۔۔۔

"سر۔۔۔۔مجھے اتنا ہی علم ہے بس۔۔۔۔"زاویار واقف تھا اگر اسے علم ہو گا بھی۔۔۔۔تو بھی وہ اسے کچھ نہیں بتائے گا۔۔۔۔

"اوکے۔۔۔"زاویار نے مزید کوئی سوال نہ کیا۔۔۔اور لفافہ لے کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

**

"ارے اندھے ہو کیا ؟؟۔۔۔۔دیکھ کے نہیں چل سکتے۔۔۔۔ساری میری مہندی خراب کر دی۔۔۔۔اتنی مشکل سے لگائی تھی۔۔۔۔ہائے علیزہ تو اور تیری قسمت۔۔۔۔۔الٹے ہاتھ سے سیدھے ہاتھ پر مہندی لگانا کتنا مشکل ہے کچھ خبر بھی ہے؟؟؟۔۔۔ہائے۔۔میں نے اتنی خوبصورت مہندی لگائی تھی۔۔۔۔بھابھی نے پہلی بار تو کوئی کمپلیمنٹ دیا تھا۔۔۔۔کے علیزہ تمہارے ہاتھوں پر مہندی تو ایسے لگ رہی ہے۔۔۔جیسے کسی نے گلاب کے پھول پر سفید نگینے جڑ دیے

ہوں۔۔ہائے۔۔اب میں کیا کرؤں؟؟؟۔۔"علیزہ بے دیھانی میں دونوں ہاتھوں میں مہندی سجائے۔۔تیزی سے باہر کی جانب جارہی تھی۔۔۔ارسلان سیڑھیوں سے اتر کر۔۔۔مین دراوزے سے باہر ہی نکلنے لگا تھا۔۔کے اسے بوڑھی اماں یاد آئیں۔۔دل میں خیال آیا کیوں ناں ان سے بھی سلام دعا کرتا چلے۔۔ابھی وہ یہ سوچ کر مڑا ہی تھا۔۔۔کے وہ آفت کی پڑیا اس سے سامنے سے آکر ٹکرا گئی۔۔۔وہ پیلے رنگ کی شرٹ اور ڈاک نیلے رنگ کی جینز میں ملبوث تھا۔۔۔اس کی شرٹ پر علیزہ کے ہاتھ پر لگی مہندی کا ڈیزائن چھپ گیا تھا۔۔۔وہ غصے کا بڑا تیز تھا۔۔جیسے ہی کھری کھری سنانے کی نیت سے چہرہ اس سامنے کھڑی دوبلی پتلی لڑکی کی جانب کیا۔۔۔۔مانو الفاظ منہ میں ہی کہیں پھنس گئے۔۔۔۔وہ تو دیکھتا کا دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔۔۔وہ پہلی ہی نگاہ میں دل میں اترتی محسوس ہوئی۔۔۔چہرے پر اسے دیکھتے ہی ایک دلفریب مسکان بکھرئی۔۔۔جبکے مقابل کی جانب سے بالکل الٹ ری۔ایکشن آیا تھا۔۔۔غلطی اس کی اپنی تھی۔۔۔پھر بھی سامنے کھڑے ورزشی جسامت والے پہاڑ جیسے لڑکے کو۔۔وہ نون۔اسٹاپ سنا رہی تھی۔۔۔۔وہ کیا بول رہی تھی۔۔۔ارسلان نہیں جانتا۔۔۔وہ تو بس اس سانولی سی پُرکشش لڑکی کا چہرہ مسکرا مسکرا کر تک رہا تھا۔۔۔۔

اسکے بلاوجہ مسکرانے پر۔۔۔علیزہ کو مزید تپ چڑھ رہی تھی۔۔۔۔

"میں کوئی لطیفہ سنارہی ہوں۔۔۔جو مسکرائے جارہے ہو؟؟"وہ غصے سے تیوری چڑھائے۔۔۔پوچھنے لگی۔۔۔۔

"تم بہت کیوٹ ہو۔۔۔مجھے لگتا ہے تم ہی علیزہ ہو؟؟"وہ سوال نہیں تھا۔۔۔وہ انداز تھا اسکے دل کا۔۔۔وہ انگریزی زبان میں۔۔۔فدا فدا نظریں اس کے چہرے پر جمائے کہنے لگا۔۔

"تم میرا نام کیسے جانتے ہو؟؟؟"وہ حیرت سے۔۔۔بڑی بڑی آنکھیں کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔۔اسی کی زبان میں۔۔۔

"اس کا مطلب میرا اندازہ ٹھیک تھا۔۔۔۔۔اولڈ لیڈی نے آپ کی تعریف تھوڑی کم کی تھی۔۔۔آپ زیادہ خوبصورت ہیں۔۔"وہ مسکراتے ہوئے۔۔۔تعریف کرنے لگا۔۔۔

"اماں نے میری تعریف تم سے کی ہے ؟؟۔۔یہ اماں بھی ناں۔۔لگتا ہے انھیں میں بوجھ لگنے لگی ہوں۔۔۔جب بھی کوئی ی لڑکا نظر آتا ہے شروع ہوجاتی ہیں اسے میری تعریفیں سننا۔۔حد ہوگئی اِن سے تو۔۔فلحال۔۔اُو مسٹر گورے پارٹ ٹو۔۔یہ مسکراء مسکراء کر آنکھوں کے جال ناں کسی اور چڑیا پر ڈالنا۔۔یہ بلبل تمھارے ہاتھ نہیں آنے والی۔۔۔بڑے آئے۔۔"وہ اتراتے ہوئے منہ چڑھا کر۔۔طنزیہ آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے۔۔اسے بغور سر تا پاؤں دیکھ۔۔کہتے ہوئے پلٹنے لگی۔۔"ساری مہندی خراب کردی میری۔۔اور اماں کو تو میں ابھی بتاتی ہوں۔۔"وہ منہ میں بڑبڑاتی واپس اندر کی جانب جانے لگی تھی۔۔۔

"اسکیوزمی۔۔"اس نے نہایت نرمی سے دوبارا مخاطب کیا۔۔۔

"اب کیا ہے ؟؟؟"وہ بےزاری سے مڑ کر۔۔۔۔جھنجھلاکر اسے دیکھ۔۔۔پوچھنے لگی۔۔۔

"اپنی دادی سے کہنا کے مجھے ان کی پوتی پسند آگئی ہے۔۔۔اتنی پسند جتنی میں نے انھیں بتایا تھا کے مجھے پہلی نظر میں آنی چاہیے۔۔۔سو۔۔ان سے پوچھ کر بتادیں۔۔میں اپنے گھر والوں کو لے

کر کب آؤں ؟؟"اس نے مسکان چہرے پر سجائے۔۔ایک لمحے کی دیر کیے بغیر۔۔۔علیزہ کو پہلی ہی ملاقات میں پرپوز کر دیا تھا۔۔۔۔

"ہائے اللہ۔۔۔۔"وہ شاکڈ کے مارے منہ پر ہاتھ رکھ۔۔۔بے دھڑک بولی۔۔۔

اسکی یہ جھلی سی ادا بھی ارسلان کے دل کو بھ رہی تھی۔۔۔

"اس ری۔ایکشن کا مطلب؟؟۔۔آپ کو اعتراض ہے ؟؟"وہ پیشانی پر بل ڈالے۔۔۔۔۔بے ساختہ پوچھ اٹھا۔۔۔

"نہ۔۔۔نہ۔۔۔۔نہیں نہیں۔۔۔و۔۔۔وہ۔۔۔"یہ پہلی بار تھا زندگی میں۔۔۔کے علیزہ جیسی آفت کی زبان جو قینچی کی طرح چلتی تھی۔۔۔آج اس خوبرو نوجوان کے آگے ساتھ چھوڑ گ ئی تھی۔۔۔

وہ مشرقی لڑکی تھی۔۔۔اور مشرقی لڑکیاں اس طرح کے معاملات میں جھیپ جایا کرتی ہیں۔۔۔جبکے ارسلان جس ماحول سے وابستہ تھا وہاں اس سوال کا جواب دھڑلے سے دیا جاتا تھا۔۔۔اس ل ئی ے وہ تھوڑا کنفیوز ہو گیا تھا اس کے جواب پر۔۔۔۔

"آپ اماں سے ہی بات کرلیں۔۔۔"اس کی سانسیں پھول رہی تھیں۔۔۔کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔گرمی کا احساس شدت سے بڑھنے لگا تھا۔۔۔وہ یہ کہ کر تیزی سے واپس اندر دوڑ گ ئی تھی۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا تھا۔۔۔

💖******---Husny Kanwal ---******💖

”ڈیڈ نے اگر کیس نہیں کیا۔۔تو پھر کون ہو سکتا ہے ؟؟۔۔۔جو اتنے طاقت وار لوگوں سے لڑنے کی ہمت کر رہا ہے ؟؟۔۔۔کون؟؟۔۔“زاویار نے کیس والی بات سب سے پہلے رامین پھر اسجل میاں سے شئیر کی۔۔۔۔وہ الجھا ہوا تھا۔۔۔کے کون ہے وہ شخص آخر؟؟۔۔جو اتنے طاقت وار لوگوں کا مقابلہ کرنے چل پڑا ہے۔۔۔۔۔۔۔

اس کا حدید سے کیا تعلق؟؟۔۔۔۔جو وہ اتنے سالوں بعد حدید کو انصاف دلانے کے لئیے کھڑا ہوا ہے۔۔۔۔

دارم صاحب کے علاوہ کون ہو سکتا تھا جو حدید کو انصاف دلانا چاہتا ہو؟؟؟۔۔۔۔۔

”اگر یہ کسی قسم کا جال نکلا تو ؟؟۔۔۔۔میں اور مشراز دونوں پھنس جائیں گے۔۔۔۔میں اچھی طرح واقف ہوں ان لوگوں کے مکروفریب سے۔۔۔۔۔مگر برو کو انصاف دلانے کی یہ پہلی اور آخری امید نظر آئی ہے۔۔۔۔میں کیسے اسے چھوڑ سکتا ہوں۔۔۔۔۔“اسے مشراز سمیت تھائی لینڈ جانا تھا۔۔۔۔اسے ڈر لاحق تھا۔۔۔بہت سی الجھنیں تھیں ذہن میں۔۔۔۔۔۔مگر۔۔۔۔اپنے بھائی کو انصاف دلانے کا آخری موقع وہ ہاتھ سے کیسے جانے دے سکتا تھا؟؟۔۔۔۔۔

وہ تیار تھا کورٹ میں گواہی دینے کے لئیے۔۔۔۔۔

لفافے میں صرف زاویار اور مشراز کی ٹکٹس تھیں

مگر وہ رامین کو ایک لمحے کے لئیے بھی خود سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔اس لیے اسے بھی اپنے ساتھ تھائی لینڈ لے کر جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

💖*****--Husny Kanwal----******💖

تھائی ی لینڈ پہنچتے ہی۔۔۔اسے ائیرپورٹ پر ہی دارم صاحب کی جانب سے حفاظت کے لئی ے بھیجے گ ئی ے گارڈز ملے۔۔۔۔

زاویار نے سب سے پہلے ایتان کے گھر کا رخ کیا۔۔۔۔

ایتان کے پاس حدید کی ڈیتھ باڈی کی ہسپتال کی ویڈیو تھی۔۔۔جس میں باقاعدہ واضح طور پر دیکھا جا سکتا تھا کے حدید کے ہونٹ نیلے تھے۔۔۔

"یہ تمھارے پاس کہاں سے آئی ی؟؟"زاویار نے ویڈیو دیکھنے کے بعد۔۔۔حیرت سے پوچھا۔۔۔

"میرے دروازے پر کوئی ی لفافہ رکھ گیا تھا۔۔یہ ویڈیو اسی میں سے ملی مجھے۔۔۔"ایتان نے اسے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

"دروازے پر ؟؟۔۔۔کچھ لکھا تھا لفافے پر؟؟۔۔۔ایڈریس یا کچھ اور؟؟۔۔۔"وہ تیزی سے تفتیشی افسران کی طرح پوچھنے لگا۔۔۔

"نہیں یار۔۔۔کچھ نہیں لکھا تھا۔۔۔"

ایتان کی باتوں سے صاف ظاہر تھا کے کوئی ی چھپ کر مدد کر رہا ہے۔۔۔مگر کون؟؟۔۔۔

"تو۔۔۔تو بہت بدل گیا یار۔۔۔پہچان میں بھی نہیں آرہا۔۔۔مگر ماننا پڑے گا۔۔۔اس مولانا ٹائپ روپ میں بھی تو خاصا جچ رہا ہے۔۔۔پہلی بار مجھے کسی داڑھی والے کو دیکھ الجھن نہیں ہورہی۔۔۔۔۔۔نہ ہی میرا دل بھاگ رہا ہے۔۔۔کوئی ی چارم ہے شاید تجھ میں۔۔۔پتا نہیں کیوں؟؟؟۔۔۔۔آنکھوں کو بہت اچھا لگ رہا ہے تو۔۔۔۔"ایتان اپنی دلی کیفیت بلاجھجک بیان کر رہا تھا اسے دیکھ۔۔۔

زاویار میں عجیب سی کشش تھی۔۔۔۔وہ خود نہیں جانتا کیوں۔۔۔۔مگر اکثر لوگ اس سے پہلی بار ملنے کے بعد۔۔یہی جملے ادا کرتے جو ایتان کررہا تھا۔۔۔اس کا نورانی چہرہ لوگوں کے دلوں کو اپنی جانب مائ‌ل کرلیتا تھا۔۔۔۔اس کی باتیں ڈائ‌ریکٹ دل پر وار کرتی تھیں۔۔۔۔

وہ ایتان کے منہ سے اپنے ل‌ئ‌ے تعریف سن۔۔۔۔ذرا جھیپ گیا تھا۔۔اسے ایتان جیسے شخص سے اپنے ل‌ئ‌ے تعریفوں کی امید نہیں تھی۔۔۔۔

وہ بچپن کا دوست تھا۔۔۔اس نے کبھی ایسے تعریف نہیں کی تھی جیسے وہ آج کررہا تھا۔۔۔

"اور سناؤ۔۔۔شادی وغیرہ کا کوئ‌ی پروگرام ہے۔۔۔یا زندگی بھر ریلیشن شپ میں ہی رہنا ہے؟؟"زاویار نے بڑی فرصت سے موضوع تبدیل کیا تھا۔۔۔۔۔

"ہاں بالکل ہے یار۔۔۔۔نیکسٹ ایئر۔۔۔"وہ مسرت بھرے لہجے میں بولا۔۔۔

"ہمم۔۔۔"زاویار نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔وہ بہت خاموش طبیعت کا مالک بن چکا تھا۔۔۔اور یہ بات ایتان نے بھی محسوس کرلی تھی۔۔۔۔

کھانے کے بعد پھر ایک بار باتوں کا دور چلا۔۔۔

"چلو تم اور بھابھی تھک گ‌ئ‌ے ہوگے۔۔۔۔روم ریڈی کروا دیا ہے۔۔۔اور مشراز آپ آج ایتان چاچو کے ساتھ کمرہ شئ‌ی‌ر کرلو۔۔۔"اس کی ملازمہ نے آکر اشارتاً کمرہ ریڈی ہونے کا بتایا۔۔۔جس پر وہ صوفے سے کھڑے ہوکر۔۔۔پہلے زاویار کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔اور پھر مشراز کے بال پیار سے سہلاتے ہوئے کہا۔۔۔

"اوکے ایتان چاچو۔۔"مشراز خوشی خوشی اس کے ساتھ کمرہ شئیر کرنے کے لئیے تیار تھا۔۔۔

رامین بہت تھک چکی تھی۔۔۔ان دونوں دوستوں کی پروفیشنل باتیں سنتے سنتے وہ کب صوفے سے ٹیک لگا کر سو گئی۔۔۔اسے خبر ہی نہ ہوئی۔۔۔

ایتان مسکراتے ہوئے مشراز کو اپنے ساتھ اوپر والے کمرے میں لے گیا۔۔۔۔اور نیچے کا بڑا والا روم زاویار اور رامین کے لئیے چھوڑ دیا۔۔۔

"سویٹ ہارٹ۔۔۔"اس نے پہلے بڑے پیار سے آواز دی۔۔۔لیکن وہ بہت گہری نیند میں تھی۔۔۔ زاویار کو ٹھیک نہیں لگا اسکی نیند خراب کرنا۔۔۔۔

اس کے سر کے پیچھے نہایت آہستگی سے ہاتھ ڈالا۔۔۔پھر اسے اپنے باہوں میں اٹھاکر۔۔۔کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔

اسے کمرے میں لاکر بیڈ پر آرام سے لیٹایا۔۔۔وہ حجاب لگائے ہوئے تھی۔۔۔۔

زاویار نے اس کے پاس بیٹھ کر۔۔۔اس کا حجاب اتارا۔۔۔

حجاب اترتے ہی اس کا چاند سہ چہرہ نمودار ہوا۔۔۔حجاب کے سبب اسکے ہونٹوں پر لگی لپ۔اسٹک ہونٹوں سے زیادہ ناک اور ٹھوڑی پر لگی نظر آرہی تھی۔۔۔

وہ بےساختہ ہی اسکے چہرے کو دیکھ مسکرانے لگا تھا۔۔۔

اپنی جیب سے رومال نکال کر۔۔۔بڑی محبت سے اسکے چہرے پر پھیلی لپ۔اسٹک صاف کی۔۔۔۔

"گڈ نائٹ سویٹ ہارٹ۔۔۔" اس کی پیشانی پر نہایت محبت سے بوسہ دے کر۔۔۔اپنی عادت کے مطابق اسکی زلفوں سے کھیلنے لگا۔۔۔۔

پھر واش روم سے فریش ہو کر آنے کے بعد۔۔۔۔اس حُسنِ سراپا کے برابر میں لیٹ کر۔۔۔کونی کو تکیے پر ٹکا کر۔۔۔ہاتھ کے پیالے میں اپنا نورانی چہرہ رکھ۔۔۔۔۔۔اسے محبت سے تکتا رہا۔۔۔

" اففف۔۔۔۔۔کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے ؟؟" وہ فدا فدا نظریں اس کے وجود پر ڈالے۔۔۔اس کے چہرے پر آتی آوارہ لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے۔۔۔ایک ٹھنڈی آہ بھر کر۔۔۔کہنے لگا۔۔۔۔

💖*****--Husny Kanwal ----******💖

"چاچو۔۔۔مام۔۔۔" مشراز نے کورٹ کے باہر کھڑے۔۔۔سامنے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔اسکے لہجے میں مسرت جھلک رہی تھی۔۔۔

"مشراز میں نے آپ کو بتایا تھا ناں۔۔۔آپ کی مام کا انتقال ہو چکا ہے۔۔۔" اس نے بغیر سامنے کی جانب دیکھے۔۔۔مشراز کے برابر میں بیٹھتے ہوئے۔۔۔اس کے بھولے سے چہرے پر ہاتھ کا پیالہ بنا کر۔۔۔سمجھانے والے انداز میں۔۔۔افسردگی سے کہا۔۔۔۔

یہ جملہ بڑی مشکل سے ادا ہوتا تھا اس کے منہ سے۔۔۔

اسے شدید کرب ہوتا تھا اس دردناک حقیقت کو سوچ کر بھی۔۔۔

"نہیں زاویار۔۔۔الحمدُ للہ میں زندہ ہوں" پیچھے سے آنے والی نرم و روہانسہ آواز نے اس کے دماغ کو چند لمحوں کے لئے بالکل مفلوج کر کے رکھ دیا تھا۔۔۔

وہ حوریہ کی آواز تھی۔۔۔وہ بغیر دیکھے پہچان سکتا تھا۔۔۔

”مام۔۔“مشراز تیزی سے اپنی ماں کی جانب لپکا۔۔۔

حوریہ نے بھی تیزی سے اسے اپنی باہوں کے حصار میں قید کیا۔۔۔

مشراز کے چہرے کا ایسا کون سہ حصہ تھا جس پر حوریہ نے چوما نہ ہو۔۔۔

”یااللہ۔۔تیرا شکر۔۔۔تو نے مجھے میرے بیٹے سے ملا دیا۔۔۔“وہ روتے ہوئے۔۔شکر ادا کررہی تھی۔۔۔

جبکے زاویار اسے بت بنے۔۔سن سی کیفیت میں کھڑا ہوکر دیکھ رہا تھا۔۔۔

مشراز بہت دیر تک اپنی ماں کے سینے سے لگا رہا۔۔۔وہ بھی کہاں ہٹا رہی تھی۔۔۔۔

”یا میرے خدا۔۔۔تیری شان نرالی ہے۔۔۔تو حقیقی بادشاہ ہے۔۔۔آج تو نے میرے دل سے بہت بڑا بوجھ اتار دیا۔۔۔“اس نے ایک دو ثانیوں کے لئے آنکھیں بند کرلیں تھیں۔۔دل ہی دل اپنے رب کا شکر گزار ہوا۔۔۔

منو بوجھ آج اس کے سینے سے ہٹ گیا تھا۔۔۔بہت سکون محسوس کررہا تھا وہ۔۔۔

”مگر کیسے؟؟“اگلے ہی لمحے وہ الجھ کر۔۔حوریہ کو دیکھ پوچھنے لگا۔۔۔”ڈیڈ نے تو آپ کو۔۔۔“وہ بولتے بولتے رکا۔۔اسنے اپنے ہونٹ بھینچ لیے۔۔۔

وہ لمحہ جب فیلکس اس کے ساتھ کار میں زبردستی لفٹ لینے کے بہانے بیٹھا تھا۔۔۔

(”آپ نے کبھی موت کا فرشتہ دیکھا ہے؟“اس کا اگلا سوال سن۔۔وہ بغیر اسکی جانب نظر کرے۔۔۔نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

خوف کی لہر برقی روح کی مانند پورے جسم میں سرایت کررہی تھی۔۔۔

”ویسے دیکھنے کا شوق ہے؟؟“

وہ کیوں اتنے عجیب سوال پے در پے کیے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

“اتریں۔۔۔میں نے کہا کار سے اتریں میری ابھی۔۔۔۔”کار کا بریک لگا کر۔۔۔وہ زور سے دھاڑی

۔۔۔

فیلکس نہایت پرسکون اور لاپرواہ انداز میں ابھی بھی اسے بیٹھ کر تک رہا تھا۔۔۔۔

”سنائی ی نہیں دے رہا آپ کو؟؟۔۔۔میں نے کہا میری کار سے اتریں“وہ اس بار اپنی پوری طاقت سے چیخی۔۔۔

” ریلیکس۔۔۔آپ نے شاید میرا پہلا جملہ نہیں سنا ٹھیک طرح۔۔۔میں نے کہا بغیر روکے کار چلاتی رہیں۔۔۔“وہ گمبھیر لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

”کار اسٹارٹ کریں جلدی۔۔۔“وہ اس بار حاکمانہ انداز میں سختی سے کہنے لگا۔۔۔۔۔۔۔

وہ شخص اب اسے مکمل طور پر خوف میں مبتلا کرچکا تھا۔۔۔

”تم ہو کون؟؟۔۔۔“ آخر کار وہ سوال منہ پر آ ہی گیا تھا جو ناجانے کب سے ذہن میں چل رہا تھا۔۔۔۔

”میں۔۔۔میں تمارے لئے موت کے فرشتہ کی مانند ہوں۔۔۔“اس نے نہایت نرمی سے جواب دیا۔۔۔۔۔

حوریہ کا دم خشک ہوگیا تھا اس کا جملہ سن۔۔۔۔

وہ ہکا بکا نگاہوں سے اس کے وجود کو تک رہی تھی۔۔۔۔

”ت۔۔۔تم۔۔۔۔مج۔۔۔۔مجھے مارنے آئے ہو؟؟“بڑی مشکل سے اپنے وجود میں ہمت جمع کر ۔۔۔سوال کرنے لگی۔۔۔

”ہاں۔۔۔۔فلحال۔۔۔ابھی نہیں۔۔۔۔ابھی وقت ہے تمہارے پاس۔۔۔۔ابھی صرف مجھے تم سے اپنی دوستی بڑھانی ہے۔۔۔۔“وہ حوریہ کے سر پر ایٹم بم پھوڑنے کے بعد بھی نہایت آرام سے گفتگو کررہا ہے۔۔۔۔

وہ حیرت سے اسے تک رہی تھی۔۔۔۔۔

”ابھی کار اسٹارٹ کرؤ۔۔۔۔راستے میں آرام سے بات کرتے ہیں۔۔۔“وہ اطمینان سے۔۔۔اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔۔

”کیا آرام سے بات کرتے ہیں؟؟؟۔۔۔۔تم مجھے یہ بتانے والے ہو کے مجھے مارو گے کیسے ؟؟۔۔۔۔“وہ روتے ہوئے طنزیہ بولی۔۔۔

”نہیں مس حوریہ۔۔۔۔میں آپ کو بتاؤں گا کے آپکو مجھ سے بچنا کیسے ہے“وہ نہایت جتاتے ہوئے ۔۔۔۔

وہ اس کا جواب سن۔۔۔۔مزید الجھی۔۔۔۔۔۔۔

”کیا مطلب ؟؟“وہ ناسمجھی سے۔۔۔۔۔

”کار اسٹارٹ کرؤ۔۔۔۔کیا خبر مجھ پر بھی نظر رکھی جارہی ہو۔۔۔۔۔“اس کے کہتے ہی حوریہ نے بغیر کچھ سوچے سمجھے کار اسٹارٹ کی۔۔۔۔

حوریہ اس شخص پر ذرا بھی یقین نہیں کر سکتی تھی۔۔۔
مگر اس کی بات ماننے کے علاوہ وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔۔۔۔
وہ خاموشی سے کار ڈرائیف کرنے لگی۔۔۔
فل اے۔سی کے باوجود اسکی پیشانی پر پسینہ چمک رہا تھا۔۔۔۔
اسے لگ رہا تھا جیسے آج کا سفر کبھی ختم ہی نہیں ہو گا۔۔۔
اک اک لمحہ اس کے لئیے صدی کے برابر تھا۔۔۔۔
”اتنا ڈر کیوں رہی ہیں آپ مجھ سے ؟؟۔۔مس حوریہ اپنا دوست سمجھیں مجھے۔۔۔دشمن نہیں۔۔۔۔ ویسے بھی اتنا تو آپ کی پرچھائی ی بھی ساتھ نہیں رہتی ہو گی جتنا میں رہا ہوں اِس ایک سال میں۔۔۔۔“وہ اپنا رومال جیب سے نکال کر حوریہ کی جانب بڑھاتے ہوئے۔۔۔۔ مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔۔
”کس کے کہنے پر میرا پیچھا کر رہے ہو؟؟“حوریہ نے بڑی مشکل سے اپنے خوف پر قابو پاتے ہوئے۔۔۔اسے دیکھ دوٹوک انداز میں پوچھا۔۔۔۔
”دارم صاحب۔۔۔۔۔“اس نے بھی صاف گوئی ی سے کام لیا۔۔۔۔
”نہیں لینا۔۔۔چلو۔۔۔میں واپس رکھ لیتا ہوں۔۔۔“حوریہ نے ایک زور دار بریک لگایا تھا۔۔۔۔اسے زبردست جھٹکا لگا تھا یہ حقیقت جان کر۔۔۔۔کے دارم صاحب نے اسے مارنے کے لئیے ایک بندہ ایک سال سے اس کے پیچھے لگایا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔فیلکس رومال اپنی جیب میں واپس رکھتے ہوئے

۔۔۔لاپرواہی سے بولا۔۔۔جیسے اسے پہلے ہی حوریہ کے اِس حیرت بھرے ری۔ایکشن کا اندازہ ہو۔۔۔۔

”ڈیڈ مجھے مارنا چاہتے ہیں ؟؟۔۔۔مگر کیوں؟؟۔۔۔میں نے تو کچھ نہیں کیا ہے“۔۔۔وہ سر پکڑ کر۔۔۔بلک کر روتے ہوئے بولی۔۔۔۔

”تم نے کچھ نہیں کیا۔۔۔اسی ل ئی ے ایک سال سے زندہ بھی ہو۔۔۔اگر کچھ کرتیں۔۔۔تو میں تمھیں اسی وقت مار دیتا۔۔۔یہی آرڈر ملا تھا مجھے۔۔۔۔“وہ نہایت جتاتے ہوئے۔۔۔۔نرمی سے گویا ہوا۔۔۔۔

”تو اب کیوں مارنا چاہتے ہیں مجھے ؟؟۔۔۔میں تو دنیا سے بیگانی ہوکر۔۔۔صرف اپنی ایک چھوٹی سی دنیا میں جیتی ہوں۔۔۔۔جہاں میں اور میری کتابیں ہیں۔۔۔پھر کیوں مارنا چاہتے ہیں مجھے ؟؟۔۔۔میں نے ان کا کیا بگاڑا ہے ؟؟“وہ اب بھی سمجھنے سے قاصر تھی کے دارم صاحب اسے کیوں جان سے مارنے پر تلے ہیں۔۔۔۔وہ تو کسی کو کوئی ی نقصان نہیں پہنچا رہی تھی۔۔۔

”بگاڑا نہیں ہے۔۔۔مگر فیوچر میں تو بگاڑ سکتی ہو۔۔۔۔“وہ مفاہمانہ انداز میں کہنے لگا۔۔۔۔

”میں کچھ نہیں کرنے والی۔۔۔۔“وہ روتے ہوئے تیزی سے اعلانیہ گویا ہوئی ی۔۔۔۔

”یہ تو تم جانتی ہو ناں۔۔۔دارم صاحب تھوڑی۔۔۔۔تم ان کے بڑے بیٹے کی موت کا سبب بنی تھیں۔۔۔تم نے مرکز میں یہ خبر پہنچائی تھی کے حدید مرتد ہوگیا ہے۔۔۔اس دن کے بعد سے ان کے ہاتھ بندھ گ ئی ے۔۔۔اور سارے فیصلے مرکز کی طرف سے ہونے لگے۔۔۔اب کی بار۔۔۔وہ یہ risk نہیں لینا چاہتے۔۔۔۔ان کا دوسرا بیٹا اچانک غائی ب ہوگیا ہے۔۔۔انھیں ڈر ہے تم یہ خبر آج

نہیں تو کل مرکز والوں تک پہنچا دو گی۔۔۔جس سے ان کے بیٹے کی جان خطرے میں آجائے گی۔۔۔ان کے بہت ڈھونڈنے کے باوجود بھی ان کا چھوٹا بیٹا نہیں مل رہا ہے۔۔۔جس کی وجہ سے وہ بہت خوف زدہ ہیں۔۔۔ان کی وائف انابیہ کو ان کے بیٹے کے غائب ہوجانے سے فائدہ پہنچے گا۔۔۔اس لئے ان کی جانب سے دارم صاحب کو کوئی خطرہ نہیں۔۔۔اب بچا کون؟؟۔۔" سوال کرنے کے بعد۔۔۔مقابل کے چہرے کے تاثرات پڑھنے لگا۔۔۔

کچھ لمحوں کے لیے ماحول پر خاموشی چھا گئی

"مس حوریہ بچی آپ۔۔۔اور وہ آپ کو مارنے کا آرڈر جاری کرچکے ہیں۔۔۔"سوال کا جواب خود دیتے ہوئے۔۔۔اسکے چہرے کے اڑتے ہوئے رنگ دیکھنے لگا۔۔۔

"توکب مارؤ گے مجھے ؟؟"وہ رنجیدہ سے لہجے میں۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال پوچھنے لگی۔۔۔

اس کے سوال پر اس نے ایک گہرا سانس ہوا میں خارج کیا تھا۔۔۔

"اگر مارنا ہوتا تو اس وقت آپ کو ساری ڈیٹیل نہیں بتارہا ہوتا۔۔۔"وہ اسمارٹ سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے۔۔۔خاصہ جتاتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

"اور نہ مارنے کی وجہ ؟؟۔۔۔تم کیوں مجھ پر اتنے مہربان ہورہے ہو؟؟۔۔۔تمھیں کیا چاہیے مجھ سے ؟؟۔۔۔"وہ الجھ کر پوچھنے لگی۔۔۔۔

جواب میں۔۔۔وہ اچانک اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ لے آیا۔۔۔

آنکھوں میں رومانیت بھری تھی۔۔۔کوئی جادو تھا اسکی آنکھوں میں۔۔۔ایک سحر۔۔۔جو جکڑ رہا تھا۔۔۔

وہ بن کہے بتارہا تھا۔۔۔۔وہ کیوں بچا رہا ہے۔۔۔۔
حوریہ نے اسکی آنکھوں میں محبت دیکھی تھی۔۔۔۔
ایسی کشش جو اپنی جانب تیزی سے مائل کررہی تھی۔۔۔۔۔
فیلکس کے قرب نے اسکی سانس روک دی تھی۔۔۔۔۔
وہ الجھی تھی۔۔۔۔
اگلے ہی لمحے فیلکس کے چہرے پر ایک دلکش مسکان بکھری۔۔۔۔
جو اسے بتانا چاہتا تھا۔۔۔آنکھوں سے بتا چکا تھا۔۔۔۔
مسکراتے ہوئے۔۔۔واپس سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔۔
حوریہ تو اسکی جرات پر۔۔۔حیرت سے چہرہ ہی تکتی رہ گئی تھی۔۔۔۔
"یہ پہلی بار ہے جو میں اپنے کام سے غداری کررہا ہوں۔۔۔مگر کیا کروں۔۔۔۔میرا دل تمھیں لے کر بےمان ہو چکا ہے۔۔۔۔"اس نے آنکھوں سے محبت کے جال پھینکتے ہوئے۔۔۔اپنی دلی کیفیت سادہ انداز میں بیان کردی۔۔۔۔
حوریہ اس کا آخری جملہ سن۔۔۔پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔
کیونکے حدید بھی اکثر محبت سے ہاتھ پکڑ کر کہا کرتا تھا۔۔۔"میرا دل تمھیں دیکھ کر بےمان ہو جاتا ہے۔"اسکی رومانیت بھری آنکھیں۔۔۔حوریہ کی آنکھوں میں بسی تھیں۔۔۔

”رونا بند کریں مس حوریہ۔۔۔مجھے تکلیف ہوتی ہے آپ کو روتا دیکھ کر۔۔۔“

وہ سائی بان بناتا ہے۔۔۔ مگر کس کو؟؟۔۔ کہاں؟؟؟۔۔۔۔اور کس کا بنائے؟؟؟۔۔۔یہ تعجب خیز مرحلہ ہے۔۔۔۔

وہ عیسائی لڑکا۔۔۔جسے حوریہ کی جان لینے کے لئے ہائیر کیا گیا تھا۔۔۔وہ وقت آنے پر۔۔۔ بجائے جان لینے کے۔۔۔جان دینے کے لئے آمادہ ہو گیا تھا۔۔۔۔

” اپنا جو بھی قیمتی سامان لینا ہو لے لیں۔۔۔آپ آج رات سے ہی میرے ساتھ میرے اپارٹمنٹ میں رہیں گی۔۔۔۔“وہ حاکمانہ انداز میں کہنے لگا۔۔۔

”میں تم پر بھروسہ نہیں کرتی۔۔۔“وہ سخت لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

”تو میں نے کہا بھی نہیں ہے۔۔۔کے مجھ پر بھروسہ کریں۔۔“۔عجیب بندہ تھا۔۔۔ہر بات کا الٹا جواب

”بس خاموشی سے وہ کریں جو میں کہ رہا ہوں۔۔۔میری بات ماننے کے علاوہ آپ کے پاس کوئی چارہ ہے بھی نہیں۔۔۔“وہ حتمی انداز میں کہنے لگا۔۔۔

”میرے تمھارے اپارٹمنٹ میں شفٹ ہو جانے سے کیا ہو گا؟؟“وہ الجھ کر پوچھنے لگی۔۔۔

”اس کی فکر آپ کو کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔میں نے پورا پلین تیار کرلیا ہے۔۔۔صرف چند گھنٹوں بعد۔۔آپ کی یہ کار۔۔۔پولیس والوں کو ملے گی۔۔۔۔جلی ہوئی حالت میں۔۔۔اس میں سے آپ کی ڈیتھ باڈی ملے گی۔۔۔جس کی شناخت مشکل ہو جائے گی۔۔۔اس ڈیتھ باڈی کے پاس

آپ کا سامان ملے گا۔۔۔دارم صاحب کو پولیس کی طرف سے آپ کی ڈیتھ کے متعلق انفارم کردیا جائے گا۔۔۔۔۔"اس نے نہایت مختصر انداز میں اپنا پورا منصوبہ سمجھا دیا تھا۔۔۔

"اگر پولس نے تمھیں پکڑ لیا تو؟؟"وہ پریشان ہوکر پوچھنے لگی۔۔۔

اس کی تو جان نکل رہی تھی اس خطرناک منصوبے کو سن کر ہی۔۔۔۔

"مس حوریہ شاید آپ بھول رہی ہیں۔۔میں بھی ایک پولیس افسر ہی ہوں۔۔۔ثبوت بنانا اور مٹانا مجھے خوب آتا ہے۔۔آپ فکر نہ کریں۔۔۔پھر دارم صاحب بھی تو ہیں مجھے بچانے کے لئے۔۔ "وہ ایک آنکھ دباتے ہوئے۔۔۔مسکرا کر بولا۔۔

سب کچھ منصوبے کے مطابق ہوا۔۔۔۔

حوریہ چھپ کر فیلکس کے اپارٹمنٹ میں رہنے لگی۔۔۔

فیلکس نے اس سے امریکہ میں ہی کورٹ میرج کی۔۔۔تاکے حوریہ کو نیا نام مل سکے۔۔دنیاوی اعتبار سے وہ مسز فیلکس تھی۔۔۔

جبکے اس نے فیلکس کو صاف الفاظ میں کہ دیا تھا۔۔۔وہ یہ کورٹ میرج صرف مجبورا کر رہی ہے۔۔۔وہ اچھی طرح اس بات کو سمجھ لے۔۔کے وہ اس کی وائف صرف ایک شرط پر بنے گی۔۔۔اور وہ ہے اس کا مسلم ہونا۔۔۔

مسلمان عورت کا نکاح مسلمان مرد کے علاوہ کسی سے نہیں ہو سکتا کورٹ میرج سے بھی وہ اس کی بیوی نہیں ہو سکتی ..... علیحدگی لازم ہے۔۔۔یہ بات حوریہ اچھی طرح جانتی تھی۔۔۔

اس کے سارے ڈاکومنٹس مسز فیلکس کے نام سے بنوا کر۔۔۔وہ اسے اپنے ساتھ واپس تھائی لینڈ لے آیا تھا۔۔۔۔

اس نے حوریہ کو اپنے پیرنٹس کے ساتھ رہنے کے لئے۔۔۔ان کے گھر پر چھوڑ دیا۔۔

فیلکس کے والدین بہت اچھے اور خوش مزاج لوگ تھے۔۔۔انھیں حوریہ کے مسلم ہونے سے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔۔۔

حوریہ ان کے گھر پر ایک ضرورت مند لڑکی کی حیثیت سے رہ رہی تھی۔۔۔

فیلکس اپنے ایک الگ اپارٹمنٹ میں رہتا تھا۔۔۔

وہ بہت کم ہی اپنے والدین سے ملنے آیا کرتا تھا۔۔۔

حوریہ کے آنے بعد تو اس نے ملنے آنا بھی چھوڑ دیا تھا۔۔۔

حوریہ کے والد زاویار کے بتائے ہوئے ایڈریس پر آن پہنچے تھے۔۔۔وہاں ان کا سامنا دارم صاحب سے ہوا۔۔۔انھوں نے صاف الفاظ میں کہا کے وہ کسی حوریہ کو نہیں جانتے۔۔۔۔

وہ پریشان ہو کر۔۔۔پولیس اسٹیشن پہنچے۔۔۔وہ دارم صاحب کے خلاف اپنی بیٹی کو اغواہ کرنے اور اسے چھپا کر رکھنے کی کمپلین کروانے آئے تھے

وہاں اتفاق سے ان کی ملاقات فیلکس سے ہوئی۔۔۔

فیلکس نے حوریہ کو اس کے والد سے ملوا دیا۔۔۔

دونوں باپ بیٹی مل کر بہت روئے۔۔۔بہت شکوئے گلے کیے۔۔۔مگر آخر میں انھوں نے اپنی بیٹی کو معاف کر دیا۔۔

حوریہ بہت شرمسار تھی۔۔۔

گھر سے بھاگنے کے بعد اس کے ساتھ کیا کیا ہوا۔۔اس نے سب اپنے والد کو بیان کیا۔۔۔۔

" حوریہ میں تو تمھیں بہت مِس کرنے والی ہوں۔۔۔۔"فیلکس کی والدہ آنکھوں میں آنسو بھرے ۔۔۔جذباتی ہوکر اسکا ہاتھ تھامے کہنے لگیں۔۔۔

"مِس تو ایک چھوٹا سہ لفظ ہے۔۔۔ان جذبات کے لئے جو میں اس لڑکی کے لئے رکھنے لگا ہوں۔۔۔"سب کھانا کھارہے تھے۔۔۔یہ حوریہ کا لاسٹ کھانا تھا تھائی لینڈ اور فیلکس کے والدین کے ساتھ۔۔۔وہ بہت خوش نظر آرہی تھی۔۔۔فیلکس اور وہ آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔وہ حوریہ کے چہرے پر نظرئے جمائے۔۔۔دل ہی دل رنجیدہ ہوکر سوچنے لگا۔۔۔"کیا میں جی سکوں گا اس کے بغیر؟؟"یہ وہ سوال تھا جو وہ حوریہ کو دیکھ۔۔بار بار خود سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

اچانک ڈور بیل رنگ ہوئی۔۔۔

"میں دیکھتی ہوں۔۔"حوریہ مسکراتے ہوئے کہ کر اٹھنے لگی۔۔۔

"نہیں۔۔تم کھانا کھاؤ۔۔۔میں دیکھتا ہوں۔۔۔"فیلکس کہتے ہوئے۔۔تیزی سے چیر سے اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔

دروازہ کھولا۔۔تو کوئی موجود نہ تھا۔۔نہ ہی کوئی دور دور تک دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔

"کون ہے؟؟"حوریہ نے تجسس سے پیچھے کھڑے ہوکر پوچھا۔۔۔

"کوئی نہیں۔۔۔"وہ کہ کر ابھی مڑنے ہی لگا تھا۔۔کے اس کی نظر نیچے ڈور میٹ پر رکھے لفافے پر پڑئی۔۔۔۔

"یہ کیا ہے ؟؟" حوریہ اس کے ہاتھ میں لفافہ دیکھ۔۔۔بڑے اشتیاق سے پوچھنے لگی۔۔۔

"مجھے نہیں پتا۔۔کوئی ی نام بھی نہیں لکھا ہوا بھیجنے والے کا۔۔۔"

"کھول کر دیکھو۔۔اس میں کیا ہے "حوریہ اس کے پاس آکر۔۔۔تجسس سے رائے دینے لگی۔۔۔

"ہمم۔۔۔"اس نے لفافہ کھولا۔۔۔اس میں ایک میموری کارڈ تھا۔۔۔

"میموری کارڈ؟؟"حوریہ الجھ کر بولی۔۔۔

"دیکھتے ہیں اس میں کیا ہے "فیلکس یہ کہ کر تیزی سے اپنا لیپ ٹائی پ لے آیا۔۔۔

فیلکس کے والدین اور حوریہ کے والد سب جاننے کے لیے بے تاب تھے کے اس میموری کارڈ میں کیا ہے۔۔۔اور کیوں کوئی ی اسے دروازے پر یوں چھوڑ کر گیا ہے۔۔۔

میموری کارڈ میں ایک وائس ریکارڈنگ تھی۔۔۔اس کے چلتے ہی پورے ماحول پر خاموشی چھاگ ئی۔۔۔

"کامل صاحب آپ کے کہنے کے مطابق میں نے اسے زہر جوس کے گلاس میں ملاکر دے دیا ہے۔۔۔اور اس بے وقوف نے بغیر کسی شک کے میرے کہنے پر پی بھی لیا۔۔۔یہ مرتد میرے سامنے اپنی آخری سانسیں لے رہا ہے"پھر پیچھے سے حدید کی گھٹی گھٹی آوازیں آنے لگیں۔۔۔۔۔۔"م۔۔۔مام۔۔۔مام۔۔۔مجھے سانس۔۔۔سانس۔۔سانس نہیں آرہی۔۔۔میری۔۔۔میری۔۔۔میری مدد کریں۔۔۔"حوریہ کا دل دہل گیا تھا۔۔۔اسکی آنکھوں کے آگے پورا تصور آرہا تھا۔۔۔کے کیسے اس کا شوہر تڑپ رہا ہوگا اُس لمحے۔۔۔اور کیسے وہ ظالم عورت وہاں کھڑی اس کی بے بسی سے لگائے جانے والی پکار سن رہی ہوگی۔۔۔۔

حوریہ آج خون کے آنسو رو رہی تھی۔۔۔

”یہ ریکارڈنگ ثبوت کے طور استعمال ہو سکتی ہے۔۔۔انابیہ بیگم نے حدید کو مارا ہے یہ بات ہم اس ریکارڈنگ کے ذریعے باآسانی ثابت کر سکتے ہیں۔۔ہم حدید کے قاتلوں کو بے نقاب کر سکتے ہیں ۔۔۔انہیں سزا دلا سکتے ہیں۔۔۔اگر تم چاہو۔۔مگر کیا تمھیں لگتا ہے کے تم اتنی بہادر ہو کے ان طاقت وار لوگوں کے خلاف آواز اٹھا سکو اور ان کے خلاف کورٹ میں کیس درج کروا سکو؟؟؟۔۔ کیونکے یہ بالکل بھی آسان نہیں ہونے والا۔۔۔۔وہ بہت خطرناک لوگ ہیں۔۔۔تمھاری جان بھی جا سکتی ہے حدید کو انصاف دلانے کی جنگ میں۔۔۔“فیلکس نے حوریہ کو دیکھ۔۔گمبھیر لہجے میں استفسار کیا۔۔۔

”مجھے اپنی جان کی کوئی ی پرواہ نہیں۔۔۔میں اپنے شوہر کو انصاف دلانا چاہتی ہوں۔۔میں اس ظالم عورت کو سزا دلانا چاہتی ہوں۔۔۔اور اسے ہی کیوں۔۔میں ہر اس شخص کو جیل کے پیچھے پہنچاؤ گی جس نے میرے حدید کو مارنے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔۔“پھر وہ اپنے والد کی جانب مخاطب ہو کر۔۔”ڈیڈ۔۔میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔پلیز۔۔پلیز۔۔میری مدد کریں۔۔مجھے میرے مرحوم شوہر کو انصاف دلانا ہے۔۔پلیز۔۔۔“وہ دونوں ہاتھ جوڑ۔منتی انداز میں۔۔۔ روتے ہوئے بولی۔۔۔

حوریہ کے والد نے اپنی بیٹی کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔۔۔

حوریہ نے انابیہ بیگم ، دارم صاحب ، کامل صاحب اور تین افراد جو مرکز کے بڑے تھے۔۔ان پر کیس کردیا۔۔حدید کے قتل کا۔۔۔)

حوریہ کی باتیں سننے کے بعد۔۔زاویار مزید الجھا۔۔۔

”ڈیڈ تو نہیں جانتے تھے کے حوریہ بھابھی زندہ ہیں۔۔تو پھر کس نے انھیں وہ میموری کارڈ بھیجا۔۔ ضرور یہ وہی شخص ہے جس نے ایتان کو ہسپتال کی ویڈیو بھیجی۔۔۔مگر یہ شخص ہے کون؟؟۔۔کیا رشتہ ہے اس کا برو سے ؟؟۔۔۔۔اسے کیا فائی دہ ہو گا اس سب سے ؟؟“

ان سوالات کے ساتھ ہی وہ کورٹ کے بڑے سے ہال نما کمرے میں پہنچا۔۔۔

سب سے پہلے ایتان کو گواہ کے طور پر پیش کیا گیا۔۔۔اس کی دی ہوئی ویڈیو عدالت کے کمرے میں بڑے پردے پر چلائی گئی۔۔۔۔

جو اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی تھی کے حدید کو زہر دیا گیا تھا۔۔۔

اس کے بعد زاویار نے انابیہ بیگم اور مرکز والوں کے خلاف گواہی دی۔۔۔۔

اس نے بتایا کے کیسے اسکے بھائی کو بھوکا پیاسا رکھا گیا تھا دو دن تک ایک گودام نما جگہ میں قید کرکے۔۔۔۔

انابیہ بیگم پورے وقت حوریہ کو کھاجانے والی نگاہ سے گھورتی رہیں۔۔۔۔جبکے دارم صاحب نے اسے زندہ دیکھ کر۔۔۔کوئی تاثر اپنے چہرے پر آنے نہیں دیا تھا۔۔۔

حوریہ نے وہ ریکارڈنگ جج کے حوالے کی۔۔۔

جو ان کے نزدیک سب سے زیادہ پاور فل پروف تھا انابیہ اور کامل صاحب کے خلاف۔۔۔۔

مگر ان کا وکیل نہایت ہی چالاک آدمی تھا۔۔۔

”آج کل جدید سوفٹ ویئرز آگئے ہیں۔۔۔کسی کی آواز اٹھا کر کسی اور شخص پر باآسانی فٹ کی جاسکتی ہے۔۔۔تو کیا پروف ہے مس حوریہ کے پاس کے یہ میری کلائنٹ انابیہ بیگم کو پھنسانے کی کوئی چال نہیں ہے ؟؟۔۔ویسے بھی یہ صرف ایک ریکارڈنگ ہے۔۔۔“ان کا وکیل نہایت مہارت و چالاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس ثبوت کی اہمیت کو جھٹلا رہا تھا۔۔۔۔اس ریکارڈنگ کو fake ثابت کرنے پر تل گیا تھا۔۔۔۔۔

”مس حوریہ میں آپ سے پوچھنا چاہوں گا۔۔اگر آپ کو علم تھا کہ آپ کے ہسبینڈ کا قتل کیا گیا ہے تو آپ اتنے سالوں تک خاموش کیوں رہیں؟؟؟ تب کیس کیوں نہیں کیا؟؟۔۔اب کیوں؟؟۔۔۔“

”کیونکے تب میرے پاس کوئی پروف نہیں تھا۔۔۔“

”پروف نہیں تھا؟؟۔۔تو یہ ریکارڈنگ کہاں سے آئی آپ کے پاس؟؟“ وہ تفتیشی افسران کی طرح تیوری چڑھائے سوال کرنے لگا۔۔۔۔

***

”کوئی دروازے پر رکھ گیا تھا یہ میموری کارڈ“ وہ آہستگی سے بولی۔۔۔کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کا یہ انکشاف کیس کو کمزور کردے گا۔۔۔۔

”اووو۔۔۔تو آپ نے ایک بار بھی نہیں سوچا کے ہوسکتا ہے یہ fake ہو۔۔۔وائس کاپی کی گئی ہو انابیہ میڈم کی۔۔۔“

”نہیں۔۔۔یہ fake نہیں ہے۔۔۔انھوں نے میرے ہسبینڈ کو زہر دیا ہے۔۔۔“وہ چیختے ہوئے قطعی انداز میں بولی۔۔۔۔

”آپ اتنے یقین سے کیسے کہ سکتی ہیں؟؟۔۔۔آپ وہاں موجود تھیں؟؟۔۔۔کیا آپ نے میری کلائنٹ کو۔۔۔اپنی آنکھوں سے جوس میں زہر ملاتے دیکھا تھا؟؟؟“

”نہیں۔۔مگر۔۔۔۔۔۔۔“وہ بول ہی رہی تھی کے وکیل نے تیزی سے اسکی بات کاٹ دی۔۔۔

”آپ وہاں موجود نہیں تھیں۔۔۔آپ نہیں جانتیں۔۔۔۔تو پھر آپ میرے کلائنٹ پر کیسے اتنا بڑا الزام لگا سکتی ہیں؟؟۔۔۔۔۔حدید ان کا بیٹا تھا۔۔۔۔اور اس بات کے سب گواہ ہیں کے انابیہ بیگم اپنے بیٹوں سے کتنی محبت و شفقت سے پیش آتی تھیں۔۔۔۔کسی رشتہ دار پڑوسی حتی کے گھر میں کام کرنے والے ملازم بھی اس بات کے گواہ ہیں۔۔۔۔کے انابیہ بیگم نے کبھی بھی حدید یا زاویار سے سخت لہجے میں بات نہیں کی۔۔۔۔اور آپ ان پر قتل کا الزام لگا رہی ہیں۔۔۔۔“

انابیہ کے وکیل نے نہایت مہارت و چالاکی سے حوریہ کے لگائے سارے الزامات کو بے بنیاد ثابت کیا۔۔۔۔

کیس اب تک انابیہ کے ہی حق میں نظر آرہا تھا۔۔۔۔

زاویار اور حوریہ منہ لٹکائے بیٹھے تھے۔۔۔۔

کے اچانک حوریہ کے وکیل نے فیلکس کو پوچھ تاچھ کے ل ئ ے بلایا۔۔۔۔

فیلکس نے بغیر دارم صاحب سے ڈرئے ان کے خلاف گواہی دی۔۔۔

"مجھے دارم سر اور ان کی وائف نے پیسے دیے تھے حوریہ کو امریکہ میں قتل کردینے کے۔۔۔"

اس نے دانستہ طور پر انابیہ کو بھی گھسیٹ لیا تھا۔۔۔

انابیہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا حیرت سے۔۔۔

"جھوٹ بول رہا ہے یہ۔۔۔میں تو اسے جانتی تک نہیں ہوں۔۔۔"انابیہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوکر ۔۔۔تیزی سے احتجاجاً چیخی۔۔۔۔

"میں ایک پولیس افسر ہوں۔۔۔میری ڈیوٹی امریکہ میں کس نے لگوائی ی۔۔۔۔چاہے تو آپ معلوم کرسکتے ہیں۔۔۔۔"فیلکس نہایت بھرم سے دونوں ہاتھ اپنی پینٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے۔۔۔مفاہمانہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔۔

دارم صاحب بالکل خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔

ان کی مسلسل خاموشی زاویار کو پریشان کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ بہت ذہین آدمی تھے۔۔۔انھیں پھنسانا اتنا آسان نہیں تھا۔۔۔۔

حوریہ کے وکیل نے جج سے دارم صاحب سے چند سوالات کرنے کی اجازت چاہی۔۔۔اجازت ملتے ہی انھیں بلایا گیا۔۔۔۔

"آپ نے اپنے بیٹے کو کیوں مارا؟؟کیا وہ آپ کا سگا بیٹا نہیں تھا؟؟"وکیل کے سوال پر دارم صاحب کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔۔۔

زاویار سیدھا ہوکر بیٹھا تھا۔۔۔۔

"میں نے نہیں مارا۔۔۔۔" چہرے پر غرور و تکبر سجائے۔۔۔اکڑ کا جواب دیا۔۔۔

"آپ نے نہیں مارا؟؟۔۔۔تو پھر آپ کے مرحوم بیٹے کی بیوہ نے آپ پر قتل کا دعوہ کیوں کیا؟؟"۔۔۔۔

"میں نہیں جانتا۔۔"انھوں نے کوئی دلیل تک دینا گوارہ نہ کیا۔۔

"اچھا آپ اس سامنے بیٹھے شخص کو جانتے ہیں؟؟"وکیل نے فیلکس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے استفسار کیا۔۔

"نہیں۔۔۔ایک دو بار ملا ہوں ان سے۔۔۔وہ بھی جب حوریہ نیند کی گولیاں کھالینے کے سبب ہسپتال میں تھی۔۔"وہ بغیر چہرے پر کوئی تاثر لائے گویا ہوئے۔۔۔

"مگر آپ کی کال ریکارڈز تو ایسا نہیں بتا رہیں۔۔۔"وکیل نے طنزیہ مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

"میری بات ہوتی تھی ان سے۔۔۔مگر صرف میرے چھوٹے بیٹے کے حوالے سے۔۔۔"وہ نہایت نارمل انداز میں جواب دہ ہوئے۔۔۔

ان کی حاضر جوابی واقعی قابل تعریف تھی۔۔۔

انابیہ مسکرانے لگی۔۔۔کیونکے وہ جانتی تھی دارم صاحب بہت پکے کھلاڑی ہیں۔۔۔اتنی آسانی سے انھیں پھنسایا نہیں جا سکتا۔۔۔

"اوکے۔۔اس کے علاوہ آپ انھیں بالکل نہیں جانتے؟؟"وکیل نے اپنی ٹھوڑی کو مسلتے ہوئے۔۔۔کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"جی۔۔۔بالکل نہیں جانتا۔۔۔"وہ سپاٹ سے لہجے میں کہنے لگے۔۔۔

"چلیں مان لیا آپ انھیں نہیں جانتے۔۔۔پھر ان کا ٹرانسفر امریکہ میں کیسے ہوا؟؟"

”مجھے نہیں معلوم۔۔۔آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے۔۔کے میں نے کروایا تھا۔؟؟؟۔۔“وہ بھرم سے وکیل پر حقارت بھری نظر ڈالتے ہوئے پوچھنے لگے۔۔۔

”اچھا اپنی بہو کو کیوں مروانا چاہتے تھے آپ؟“

”میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔۔“وہ صاف مکر گئے تھے۔۔۔

”ہمم۔۔چور کب کہتا ہے کہ اس نے چوری کی ہے۔۔“وکیل طنز کا تیر چلاتے ہوئے۔۔

”ویسے اگر آپ فیلکس کو نہیں جانتے تو پھر آپ کے پرسنل اکاؤنٹ سے فیلکس کے اکاؤنٹ میں ہر مہینے ایک اچھی خاصی رقم کیوں بھیجی جا رہی تھی؟؟۔۔آپ مکر نہیں سکتے کہ آپ نے نہیں بھیجے ۔۔ہمارے پاس آپ کے بینک اکاؤنٹ کے ریکارڈز موجود ہیں۔۔۔“وکیل نے ثبوت کے طور پر عدالت میں دارم صاحب کے بینک اکاؤنٹ کے ریکارڈز جمع کروائے۔۔۔

”عجیب بےوقوف آدمی ہو تم۔۔گھوم پھر کر وہی سوالات کر رہے ہو۔۔کہا ناں۔۔۔۔اپنے چھوٹے بیٹے کے حوالے سے میں فیلکس کے ساتھ رابطے میں تھا۔۔“دارم صاحب اب غصہ ہونے لگے تھے۔۔۔

”چلیں شکر۔۔آپ نے مانا تو صحیح کے آپ سامنے بیٹھے شخص کے ساتھ رابطے میں تھے۔۔“وکیل نے مضحکہ انداز میں پھر ایک بار دارم صاحب کو طنز کا نشانہ بنایا۔۔۔

زاویار حیران تھا۔۔وہ ان کے نیچر سے اچھی طرح واقفیت رکھتا تھا۔۔۔انھیں اتنی جلدی کبھی غصہ نہیں آتا تھا۔۔جتنی جلدی آج آرہا تھا۔۔۔

”آپ کے بیٹے کے ہونٹ نیلے تھے۔۔۔جو ویڈیو میں صاف دیکھا جاسکتا ہے۔۔۔آپ نے نہیں دیکھا تھا؟؟۔۔۔آپ نے ڈاکٹر سے معلوم کیا تھا اس کا سبب؟؟۔۔۔اب یہ کہ کر پوری عدالت کو ہنسنے کا موقع مت دیجیئے گا کہ آپ نے دیکھا ہی نہیں۔۔۔۔یا آپ نے توجہ نہ دی۔۔۔۔کیونکے یہ کوئی عام بات نہیں تھی۔۔۔آپ کا سگا بیٹا تھا حدید۔۔۔۔“وکیل نے اب اپنا لہجہ کافی سخت کرلیا تھا۔۔۔۔

آخری جملہ اس نے خاصہ جتاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

دارم صاحب اب پھنس گئے تھے۔۔۔

ان کی آنکھوں کے آگے حدید کا چہرہ گھومنے لگا۔۔۔۔

مرتے وقت اس کی گھٹی گھٹی مدد کی پکار کانوں میں گونجنے لگی۔۔۔۔

”آپ جواب کیوں نہیں دے رہے ؟؟“

دارم صاحب بالکل خاموش ہوگئے تھے۔۔۔

”ویسے حدید کیا آپ کی ناجائز اولاد تھی؟؟“وکیل کا کیا ہوا یہ طنزیہ سوال۔۔۔۔دارم صاحب کا خون کھولا گیا تھا۔۔۔۔غصے سے ان کی آنکھیں لال ہوگئیں تھیں۔۔۔۔

سوال کا مقصد صرف انھیں غصہ دلانا تھا۔۔۔جو وکیل کو حاصل ہوچکا تھا۔۔۔۔

”شٹ۔اپ۔۔۔۔ایسا بیہودہ سوال کرنے کی تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی؟؟۔۔۔۔“وہ غصے سے چنگھاڑے۔۔۔۔

غصہ صرف انھیں ہی نہیں زاویار کو بھی آیا تھا۔۔۔

اس نے غصے کے سبب اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں مضبوطی سے بند کر لی تھیں۔۔۔رامین نے اس کی حالت دیکھ۔۔۔ تیزی سے اپنا نرم ہاتھ۔۔۔اس کی بند مٹھی پر رکھا۔۔۔

وہ جانتی تھی اس وقت زاویار شدید کرب سے گزر رہا ہے۔۔۔

زاویار لمبی لمبی سانسیں لینے لگا۔۔۔

غصے کے سبب اسے اپنے دماغ کی نس پھڑپھڑاتی ہوئی ی محسوس ہونے لگی۔۔۔

"اوو۔۔۔مجھے لگا آپ سن نہیں رہے۔۔۔اس ل ئ ے چیک کررہا تھا۔۔۔"وکیل نے دانستہ طور پر زچ کیا۔۔۔

"آپ نے جواب نہیں دیا۔۔۔آپ نے اپنے بیٹے کے نیلے ہونٹ دیکھنے کے باوجود پوسٹ مارٹم کیوں نہیں کروایا؟؟۔۔۔کیوں آپ نے ڈاکٹر سے سوالات نہیں کیے۔۔۔"وکیل نے پھر ایک بار دباؤ ڈالا۔۔۔جواب دینے کے ل ئ ے۔۔۔

"میں اپنے بیٹے کی موت کے وقت سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھا تھا۔۔۔۔ذہن مفلوج ہوگیا تھا میرا۔۔۔میں نے نہیں دیکھے اس کے ہونٹ۔۔۔"دارم صاحب چیختے ہوئے بولے۔۔۔

"اوکے۔۔۔۔سنا تھا حدید مرتد ہوگیا تھا۔۔۔آپ لوگ یہی کہتے ہیں ناں۔۔۔جو ق ا د یا نیت چھوڑتا ہے؟؟"وکیل انجان بننے کی اداکاری کرتے ہوئے۔۔۔سوال کرنے لگا۔۔۔

"جی۔۔۔۔مگر مرتے وقت وہ واپس آگیا تھا۔۔۔"

"وہ واپس آگیا تھا؟؟۔۔۔۔ابھی آپ کے چھوٹے بیٹے نے بیان دیا کے جس رات اسکا قتل ہوا ہے۔۔۔اس سے ایک رات پہلے ہی آپ کی انابیہ بیگم اور حدید کی بہت زبردست لڑائی ہوئی ی

تھی۔۔۔کیونکے وہ اپنے بیٹے کی کسٹڈی لینا چاہ رہا تھا۔۔اور آپ نے شرط عائد کرر کھی تھی کے جب تک وہ واپس ق ا د یانی ت میں نہیں آجاتا آپ اسے اس کے بیٹے مشراز سے نہیں ملنے دیں گے۔۔۔اور وہ کسی صورت اس پر راضی نہیں تھا۔۔۔تو پھر رات ہی رات میں ایسا کیا ہوا کے اسنے اپنا فیصلہ و دین بدل لیے؟؟۔۔۔جو تب بھی نہیں بدلے تھے جب اسے دو دن بھوکا پیاسا قید رکھا گیا تھا۔۔"

وکیل کے سوالات اب دارم صاحب کی حالت غیر کرر ہے تھے۔۔۔۔۔

"مجھے نہیں پتا۔۔"وہ نظریں چراتے ہوئے۔۔۔

"پتا نہیں؟؟۔۔۔حیرت ہے۔۔۔دارم صاحب۔۔تھائی لینڈ کے مشہور و معروف بزنس مین ۔۔۔جنھیں دنیا کی خبر ہوتی ہے۔۔انھیں یہ علم نہیں کے ان کا بیٹا مرتد سے ق ا د ی ان ی واپس کیسے اور کب ہوا ؟؟۔۔اور اچانک مر کیسے گیا؟؟۔۔۔یہ سب سننے میں ہی عجیب لگتا ہے۔۔لگتا ہے کچھ میسنگ ہے۔۔۔پھر آپ کو کبھی شک کیوں نہیں ہوا؟؟۔۔۔یا یہ سب ایک منصوبہ تھا۔؟؟؟۔۔" اس بار وکیل نے ڈائیریکٹ دارم صاحب کی شخصیت پر وار کیا تھا۔۔۔

دارم صاحب اب لمبے لمبے سانس لینے لگے۔۔۔جیسے انھیں دشواری ہورہی ہو سانس لینے میں۔۔۔

"بتائیں ناں دارم صاحب۔۔۔سب سننا چاہتے ہیں۔۔۔کیسے مار دیا اپنے ہی بیٹے کو ؟؟۔۔۔کیسے جان لے لی اپنے ہی لختِ جگر کی ؟؟۔۔۔کیا ہاتھ کانپے تھے آپ کے۔۔۔اسے زہر دیتے وقت؟؟۔۔ بتائیں ناں خاموش کیوں ہیں آپ؟؟"

"میں نے کہا ناں۔۔۔میں نے نہیں مارا۔۔۔"

”اگر آپ نے نہیں مارا تو پھر کس نے مارا؟؟۔۔۔اس کے ہونٹ نیلے تھے۔۔۔یہ کیسے نظرانداز کیا آپ نے ؟؟۔۔۔کیسے مارا اپنے ہی بیٹے کو۔۔“وکیل دانستہ طور پر ان کے گرد سوالوں کا جال بوند رہا تھا۔۔جس میں وہ پھنس چکے تھے۔۔۔

وہ ایک لمحے کے لئیے بھی خاموش نہیں ہورہا تھا۔۔۔

مسلسل ان پر دباؤ ڈالے جارہا تھا۔۔۔

دارم صاحب کی پیشانی و کپڑے AC والے ہال میں بھی پسینوں سے شرابور ہورہے تھے۔۔۔

”ویسے۔۔۔کیسے سنتے رہے اس کی چیخیں؟؟۔۔مجھ سے تو ریکارڈنگ میں نہیں سنی جا رہیں۔۔۔آپ کا لختِ جگر۔۔۔آپ کا خون تکلیف میں تڑپ رہا تھا۔۔مدد کی پکار لگارہا تھا۔۔۔اور آپ نے اسے نہیں بچایا۔۔۔آپ کو گلٹ نہیں ہوتا؟؟۔۔۔آپ کا ضمیر آپ کو ملامت نہیں کرتا؟؟؟۔۔اس کی گھٹی گھٹی آواز آپ کے کانوں میں نہیں گونجتی؟؟۔۔۔کیسے؟؟۔۔۔میں پوچھتا ہوں کیسے مار دیا اپنے ہی بیٹے کو؟؟۔۔۔میں۔۔۔“وکیل ابھی ان پر دباؤ ڈال ہی رہا تھا۔۔۔کے دارم صاحب زور سے چیخے۔۔۔

”مجھ سے غلطی ہوگئی۔۔۔مجھے اندھا کردیا تھا دولت کے لالچ نے۔۔۔میں۔۔۔میں۔۔۔میں اور انابیہ اسے مارنا نہیں چاہتے تھے۔۔۔مگر ہم پر مسلسل پریشر ڈالا جارہا تھا اسے مارنے کا۔۔۔کیونکے وہ لاکھ سمجھانے کے باوجود کسٹڈی لڑنا چاہتا تھا مشراز کی۔۔۔اگر وہ مشراز کی کسٹڈی جیت جاتا۔۔۔تو یہ پورے مرکز کے منہ پر طمانچہ ہوتا۔۔۔اس لئیے مرکز والوں نے مجھ پر اور انابیہ پر دباؤ ڈالنا شروع کردیا۔۔ہمیں جان سے مارنے تک کی دھمکیاں دینے لگے۔۔۔کہنے لگے میری پوری فیملی

کو راتوں رات غائب کروادیں گے۔۔۔میں اور انابیہ ڈر گئے تھے۔۔۔ہم کیا کرتے؟؟۔۔
کامل صاحب کی مسلسل کالز آرہی تھیں۔۔۔کے کام ہوا یا نہیں؟؟۔۔۔ہم بہت مجبور تھے۔۔۔بہت
مجبور۔۔"دارم صاحب روتے ہوئے۔۔۔نیچے بیٹھ گئے تھے۔۔۔
انابیہ اور مرکز کے بڑے ان کی گواہی پر دو دو فٹ اچھلے تھے۔۔۔
ان کے اقرار جرم کے بعد اب کیا باقی رہ گیا تھا۔۔۔۔
زاویار کے چہرے پر پُراسرار مسکراہٹ رقصاں ہوئی۔۔۔
کیونکے وہ جان گیا تھا۔۔۔کے اِس وقت سب شطرنج کے مہرے تھے۔۔۔سارے ثبوت و گواہ
۔۔۔سب ایک شخص کے پلین کا حصہ تھا۔۔۔اب اسے سمجھ آرہا تھا کیوں دارم صاحب نے اسے اور
مشراز کو اپنے خلاف عدالت میں گواہی دینے پاکستان سے بلوایا۔۔۔۔
اب وہ جان گیا تھا۔۔۔کے کون تھا وہ شخص جس نے ویڈیو ایتان تک اور ریکارڈنگ حوریہ تک
پہنچائی۔۔۔۔
یہ پورا ایک گیم تھا۔۔۔اور اس پورے گیم کا ماسٹر مائنڈ سامنے بیٹھا مگر مچھ کے آنسو بہا رہا تھا۔۔۔
زاویار جانتا تھا یہ آنسو اسی طرح جھوٹے ہیں۔۔۔جس طرح ان کی دی ہوئی گواہی۔۔۔
دارم صاحب نے حدید کو نہیں مارا تھا۔۔۔مارا تو انابیہ اور مرکز کے لوگوں نے تھا۔۔۔ان ظالموں
کو پھنسانے کے لئے دارم صاحب نے بے قصور ہونے کے باوجود حدید کے قتل کا گناہ اپنے سر
لے لیا تھا۔۔۔

دارم صاحب نے اپنی گواہی میں انابیہ اور کامل کا نام ہائی لائٹ کیا تھا۔۔تاکے بچنے کی کوئی ی صورت نہ بن سکے ان ظالموں کی۔۔۔

عدالت نے حدید کے قتل کے جرم میں ان چھ افراد کو چالیس سال کی عمر قید کی سزا سنائی ی۔۔

فیلکس دارم صاحب کو دیکھ رہا تھا۔۔جن کے چہرے پر سزا ملنے کے بعد فاتحانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی ی تھی۔۔۔

(۔"اگر پولس نے تمھیں پکڑ لیا تو؟؟۔"وہ پریشان ہوکر پوچھنے لگی۔۔۔

جب فیلکس سے حوریہ نے سوال کیا تھا۔۔تو وہ اسے بتا نہیں سکتا تھا کے وہ اپنی جان خطرے میں ڈال کر اس کی جان بچا رہا ہے۔۔وہ واقف تھا کے آج نہیں تو کل دارم صاحب کو علم ہوجائے گا ۔۔۔حوریہ کے زندہ ہونے اور اسکے دھوکے کا۔۔۔

مگر دل کے ہاتھوں بہت مجبور ہوگیا تھا۔۔۔

چہرے پر اپنی پریشانی عیاں نہ ہونے دی۔۔۔

"تم نے دھوکا دیا مجھے؟؟۔۔حوریہ زندہ ہے؟؟۔۔"جب وہ امریکہ میں تھا۔۔تو ایک دن دارم صاحب کی کال آئی ی۔۔ان دنوں حوریہ اس کے ساتھ چھپ کر رہ رہی تھی۔۔۔ان کی آواز غصیلی تھی۔۔۔فیلکس نے انھیں دھوکا دے کر اپنی موت کو دعوت دی تھی۔۔۔

فیلکس علم رکھتا تھا وہ پوچھ نہیں رہے۔۔۔بلکے وہ یہ سوال پوچھ کر اسے جتا رہے ہیں کے وہ باخبر ہیں اس کے دھوکے سے۔۔۔

"سر۔۔"اس نے ہونٹ چبانا شروع کردیے۔۔۔سمجھ نہیں آیا کیا جواب دے۔۔۔

وہ دارم صاحب کی پاور کو جانتا تھا۔۔۔

”مانا تم نے دھوکا دیا ہے مجھے۔۔۔لیکن میں تمھیں ایک چانس اور دے رہا ہوں۔۔۔اپنی اور حوریہ دونوں کی زندگی بچانے کا۔۔۔“وہ پُراسرار انداز میں گویا ہوئے۔۔۔

”جی۔۔۔آپ جو بولیں گے۔۔۔میں کرنے کے لیے تیار ہوں۔۔۔“اِس سے اچھی بات کیا تھی کے وہ حوریہ کی جان بخشنے کے لیے تیار تھے۔۔۔

اسے اپنی جان سے کہیں زیادہ حوریہ کی جان عزیز ہوگئی تھی۔۔۔

”حوریہ سے میرج کرؤ۔۔۔اسے اپنا نام دو۔۔۔اور واپس تھائی لینڈ لے آؤ۔۔۔مگر اسے چھونے کی غلطی مت کرنا۔۔۔جتنا ممکن ہو اس سے دور رہنا۔۔۔مت بھولنا میرے مرحوم بیٹے کی بیوہ ہے وہ۔۔۔میرے خاندان کی عزت۔۔۔۔تم عیسائی ہو۔۔۔۔ہمارے یہاں عیسائی لڑکے سے مسلم لڑکی کا نکاح نہیں ہوسکتا۔۔۔۔۔۔اس لیے اپنی حدود پار کرنے کی کوشش مت کرنا۔۔۔“

دارم صاحب کے کہنے پر ہی فیلکس نے حوریہ سے کورٹ میرج کی تھی۔۔۔اور جتنا ممکن ہوتا۔۔۔اس سے دور رہتا۔۔۔

اسے کل رات بھی دارم صاحب کی کال آئی تھی۔۔۔جس میں انھوں نے خود کہا۔۔۔اپنے خلاف گواہی دینے کو۔۔۔

انہی کے کہنے پر فیلکس نے انابیہ پر جھوٹا الزام لگایا۔۔۔)

دل ہی دل فیلکس اُس ماسٹر مائنڈ کی عقل کی داد دے رہا تھا۔۔

جس نے اپنے بیٹے کے قاتلوں کو آخرکار کیفرِ کردار تک پہنچا ہی دیا تھا۔۔۔۔

دارم صاحب فاتحانہ انداز میں چلتے ہوئے زاویار کے پاس آئے۔۔

"تو یہ مطلب تھا۔۔۔شاخیں کمزور کرنے کا۔۔"زاویار نے گمبھیر لہجے میں انھیں دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہاں۔۔۔۔"

"آپ نے خود کو کیوں پھنسایا؟؟۔۔آپ چاہتے تو خود کو بے قصور ثابت کر کے سزا سے بچ سکتے تھے۔۔۔"وہ باپ تھا آخر اسکا۔۔

دل ایک طرف خوشی و مسرت سے بھر گیا تھا۔۔کیونکے اس کے بھائی کو آج انصاف مل گیا تھا۔۔۔اس کے قاتلوں کو سزا مل گئی تھی۔۔۔۔وہیں دکھی و رنجیدہ بھی ہوگیا تھا۔۔اپنے والد کی سزا پر۔۔۔

"نہیں۔۔میں بھی قصور وار ہوں۔۔مجھے سزا ملنی چاہیے۔۔نہ میں پیسے کے لالچ میں اپنا دین بیچتا۔۔نہ میری اولاد ان اندھیروں میں بھٹکتی۔۔نہ ان ظالموں کو مجھ پر اور میری فیملی پر حکمرانی کرنے کا موقع ملتا۔۔۔اور نہ میرا حدید۔۔"وہ کہتے کہتے رک گئے تھے۔۔ہونٹ سختی سے بھینچ لیے۔۔۔ان کی آنکھوں سے نمی جھلک رہی تھی۔۔۔

وہ زاویار کے سامنے رونا نہیں چاہتے تھے۔۔بکھرنا نہیں چاہتے تھے۔۔۔آخری بار خوشی خوشی اپنے بیٹے اور پوتے کو الوداع کرنا چاہتے تھے۔۔۔

مشراز کو گود میں اٹھاکر۔۔پیشانی پر بڑی محبت سے بوسہ دیا۔۔۔

"کیا میں تمھیں آخری بار گلے سے لگا سکتا ہوں؟؟"انھوں نے لچکدار انداز میں زاویار کو دیکھ استفسار کیا۔۔۔

ان کے سوال پر زاویار کا دل مچل اٹھا۔۔۔۔

وہ تیزی سے خود ہی ان کے سینے سے لگ گیا۔۔۔۔

اس کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو دارم صاحب نے اپنے شرٹ پر محسوس کیے تھے۔۔۔۔

یہ زندگی میں پہلی بار تھا جو وہ دارم صاحب سے اتنی محبت سے گلے لگا تھا۔۔۔۔

"تم نے اچھا نہیں کیا دارم "انابیہ کھاجانے والی نگاہوں سے باپ بیٹے کو دیکھتی ہوئی۔۔۔ایک ایک لفظ چباچباکر کہنے لگی۔۔۔پھر پولیس اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگاکر اپنے ساتھ لے گ‌ئی۔۔۔۔

"گواہ رہنا زاویار۔۔۔۔میں مسلم ہوں۔۔۔۔ختم نبوت پر ایمان رکھنے والا مسلم۔۔۔۔میں نے ق ا د یا نی ت چھوڑ دی ہے۔۔۔۔اور خدا سے توبہ بھی کی۔۔۔۔تم دعا کرنا اللہ تمھارے اس گناہگار باپ کو معاف فرما دے۔۔۔۔۔پتا ہے میں اکثر بس یہی سوچا کرتا تھا۔۔۔کے روز محشر حدید کو کیا منہ دیکھاؤ گا؟؟۔۔۔۔مگر۔۔۔۔آج اپنے بیٹے کے قاتلوں کو سزا دلا کر۔۔۔۔میں روز محشر اپنے بیٹے کے سامنے سرخرو ہوسکوں گا۔۔۔۔"زاویار سینے سے ہلکے سے ہٹا۔۔۔۔انھوں نے مشراز کو گود سے اتارا۔۔۔پھر زاویار کے کندھے پر اپنا بھاری ہاتھ رکھتے ہوئے۔۔۔۔روہانسہ آواز میں۔۔۔۔اسے اپنے مسلم ہونے کا گواہ بنایا۔۔۔۔۔

❤******---Husny Kanwal--*****❤

"شکریہ۔۔۔میری اتنی مدد کرنے کے ل ئی ے۔۔۔"حوریہ اپنے والد کے ساتھ اب پاکستان جانے کے ل ئی ے نکل رہی تھی۔۔۔مشراز بھی اس کے ساتھ تھا۔۔۔اس نے جاتے وقت۔۔۔آخری بار فیلکس کا دوبارا شکریہ ادا کیا۔۔۔

"ویلکم۔۔۔۔اپنا خیال رکھنا۔۔۔"یہ وہ الفاظ نہیں تھے جو حوریہ اس کے منہ سے سننے کی خواہش رکھتی تھی۔۔۔

"ہمم۔۔۔اپنا بھی خیال رکھیے گا۔۔"وہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔۔۔

اس کی آنکھیں اور دل بھر آئے تھے۔۔۔اس اجنبی سے دل کا رشتہ جو بن گیا تھا۔۔۔

وہ رکنا چاہتی تھی۔۔۔

مگر اس ستمگر نے روکا ہی نہیں۔۔۔

"چلتی ہوں"تھوڑی دیر تک صرف خاموشی چھائ ی رہی۔۔پھر حوریہ نے ہار مان لی۔۔۔اس نے آہستگی سے بھری بھری آواز میں کہا۔۔۔

"سنو۔۔"وہ پلٹ کر۔۔ابھی ایک قدم بھی نہ چلی تھی۔۔۔کے اسکی آواز نے روکا۔۔۔

دل میں ایک امید کی کرن جاگی۔۔۔

"بیٹا بہت کیوٹ ہے تمھارا۔۔"کیا وہ واقعی صرف یہی کہنا چاہتا تھا اس سے؟؟۔۔۔۔وہ حیران تھی۔۔۔۔

"شکریہ۔۔۔"پھیکی سی مسکان چہرے پر سجائے شکریہ ادا کرنے لگی۔۔۔

"اگر تمھیں اعتراض نہ ہو۔۔تو کیا تم مجھے کلمہ پڑھا دو گی۔۔۔میں مسلم ہونا چاہتا ہوں۔۔" وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔مگر اس کا کہا جملہ سن۔۔شاکڈ ہو کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"واقعی؟؟" بے یقینی سے مسکراتے ہوئے استفسار کیا۔اس کا مرجھایا ہوا چہرہ فیلکس کی بات سن کھل اٹھا تھا۔۔۔....

"ہاں۔۔۔میں بہت وقت سے چاہتا ہوں مسلم ہونا۔۔۔مگر عجیب سہ کھچاؤ محسوس کرتا ہوں۔۔۔لیکن اب دل پکا کرلیا ہے میں نے۔۔۔میں جانتا ہوں اسلام کی شہزادیاں صرف مسلم شہزادوں کو ملتی ہیں۔۔۔پھر بھی یہ دل گستاخی کر بیٹھا ہے ایک مسلم شہزادی کو چاہنے کی۔۔۔۔میں اس کے بغیر نہیں جی سکتا۔۔وہ جب نماز پڑھتی تھی تو اکثر اسے چھپ کر دیکھتا تھا۔۔۔۔۔۔مجھے نہیں خبر کب اس کا نوارنی سراپا میرے دل کی گہرائیوں تک میں اتر گیا۔۔مجھے وہ بھی اچھی لگنے لگی۔۔اور اس کا اسلام بھی۔۔۔۔۔اس لیے اسلام کے دائرے میں آنا چاہتا ہوں۔۔"اس نے نظریں جھکائے۔۔محبت کا اظہار کیا۔۔ساتھ ساتھ اسلام قبول کرنے کی چاہ بھی دیکھائی۔۔۔۔

حوریہ کی آنکھوں کے آنسو۔۔بے تاب نظر آرہے تھے بہنے کے لئے۔۔۔

اس نے فیلکس کو کلمہ شہادت پڑھایا۔۔۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں❤۔۔۔

"کیا اب میں مسلم شہزادی سے نکاح کرسکتا ہوں؟؟" اس کے سوال پر۔۔۔حوریہ نے اپنی آنکھوں سے خوشی کے آنسو صاف کرتے ہوئے۔۔۔اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

❤*****----Husny Kanwal---*****❤

فیلکس نے اپنا مسلم نام شارق رکھا۔۔۔

شارق باقاعدہ اپنے گھر والوں کے ساتھ پاکستان آیا۔حوریہ کا رشتہ لے کر۔۔۔

حوریہ کے والد نے اپنی بیٹی کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے۔۔شارق کے رشتے پر رضامندی ظاہر کی۔۔۔

ان دونوں کا نکاح سادگی سے گھر کے گارڈن میں ہوا۔۔۔چند قریبی مہمانوں کی موجودگی میں۔۔۔

حوریہ کے چہرے سے خوشی کے جام بٹ رہے تھے۔۔۔

زاویار بہت غمگین ہوگیا تھا مشراز کی جدائی کے سبب۔۔۔

مگر دلی طور پر وہ مشراز کے لئے بہت خوش تھا۔۔۔کیونکے اسے پھر سے اپنے ماں باپ مل گئے تھے۔۔۔۔

جو اچھی تربیت ایک ماں کرسکتی ہے اپنی اولاد کی۔۔۔وہ دنیا کا کوئی دوسرا شخص نہیں کرسکتا۔۔۔

"چاچو میں آپ کو بہت مِس کروں گا۔۔۔" مشراز حوریہ اور شارق کے ساتھ واپس تھائی لینڈ جارہا تھا۔۔۔وہ زاویار کا ہاتھ اپنے ننھے سے ہاتھ میں لے کر۔۔۔بڑی اداسی سے گویا ہوا۔۔۔

رامین نے اس لمحے زاویار کو بری طرح ٹوٹتا ہوا محسوس کیا۔۔۔اس کے بڑے بھائی کا قتل ۔۔۔والد کا جیل چلے جانا۔۔۔اور اب مشراز سے جدائی۔۔۔ایک ایک کرکے سارے اپنے اسے چھوڑ کر جارہے تھے۔۔۔وہ بکھر رہا تھا۔۔مگر چہرے پر اداسی بھری مسکان سجی تھی۔۔

رامین نے اس کا دوسرا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔۔۔زاویار نے نظر اٹھاکر اپنے برابر میں کھڑی۔۔اُس حُسن مجسم کو دیکھا۔۔۔جو ہاتھ تھامے۔۔مسکراتے ہوئے اسے ہمت دے رہی تھی۔۔۔

وہ اسے ٹوٹنے نہیں دیتی تھی۔۔۔۔بکھرنے نہیں دیتی تھی۔۔۔

ہاتھ تھام کر ہر مشکل وقت میں ایسے ہی ساتھ کھڑی ہوجاتی۔۔۔اور مسکراتے ہوئے اس کی طاقت بڑھاتی۔۔۔

وہ سو سو جان فدا ہوا تھا اس لمحے اس پر۔۔۔

”میں بھی آپ کو بہت مِس کرؤں گا۔۔۔۔مگر ٹینشن کی بات نہیں۔۔چاچو اور مشراز اب سے ویڈیو کالز کے ذریعے رابطے میں رہیں گے۔۔“پہلے اس نے محبت سے مشراز کا تھاما ہوا ہاتھ چوما۔۔۔پھر اس کے قد کے برابر جھک کر۔۔۔مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔

❤*****----Husny Kanwal--*****❤

آخرکار وہ دن آگیا تھا۔جس کا زاویار اور رامین نے اتنے سالوں سے انتظار کیا تھا۔۔۔

آج انھیں مفتی و مفتیہ کی صنعت ملنی تھی۔۔۔

زاویار سفید رنگ کے قمیض شلوار میں قیامت ڈاہ رہا تھا۔۔

دستار بندی چل رہی تھی۔۔۔

بڑے بڑے مفتیان کرام محفل میں جلوہ گر تھے۔۔۔۔

جب زاویار کے سر پر عمامہ باندھا گیا۔۔۔تو رامین کی آنکھیں خوشی سے بھر آئیں۔۔۔۔

اسے یہ سب ایک حسین خواب سے کم نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

اس نے کہاں سوچا تھا کے اک دن ایسا بھی دیکھے گی اپنی زندگی میں۔۔۔

اس کا دل مسرت سے سرشار تھا۔۔۔

وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں دور کھڑی زاویار کی بلائیں لے رہی تھی۔۔۔اس پر سو سو ہزار ہزار جانیں قربان جا رہی تھی۔۔۔

اس کی ہر سانس خدا کی شکر گزار تھی۔۔۔۔

❤*****---Husny Kanwal-*****❤

"بہت بہت مبارک ہو مفتی صاحب۔۔۔"رامین نے باہر آتے ہی اسے بڑی محبت سے تکتے ہوئے۔۔۔مبارکباد دی۔۔۔

"اتنا بڑا لقب نہ دیں مجھے۔۔۔میں گناہگار و نکما اس قابل نہیں ہوں۔۔۔یہ تو میرے رب کا کرم ہے جو اس نے عزت کا تاج میرے سر پر سجایا۔۔۔"وہ رامین کو دیکھ۔۔۔عاجزی کے ساتھ گویا ہوا۔۔۔

وہ واقعی خود کو مفتی جیسے بڑے و عظیم لقب کے قابل نہیں سمجھتا تھا۔۔۔مگر رامین جانتی تھی۔۔۔وہ ہے۔۔۔اس نے دن رات محنت کی ہے۔۔۔خدا کے منتخب بندوں میں رہنے کے لیے۔۔۔۔

"ویسے آپ کو بھی مبارک ہو میری جان۔۔۔"اس نے نہایت محبت سے چور لہجے میں بائیک پر بیٹھتے ہوئے مبارک باد دی۔۔۔

"خیر مبارک۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے۔۔۔اس کے کندھے پر ایک ہاتھ رکھ کر۔۔۔بائیک پر بیٹھی۔۔۔۔

"آئس کریم کھانے کا موڈ ہے؟"زاویار نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔یہ وہ سوال تھا جس کا جواب سو فیصد اثبات میں ہی ملنا ہے وہ جانتا تھا۔۔۔

"بالکل ہے۔۔۔"وہ پُرجوش لہجے میں جواب دہ ہوئی۔۔۔

"رامین۔۔۔اب واپس چلتے ہیں۔۔۔"آئس کریم کھاتے کھاتے اس کا ہاتھ رکا۔۔۔جب زاویار کے الفاظ اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائے۔۔۔

"مگر؟؟۔۔۔"وہ احتجاجاً بولی۔۔۔

"دیکھو یار۔۔۔زندگی بھر یوں چھپ کر نہیں رہ سکتے ہیں ہم۔۔۔وہ ہمارا ملک ہے۔۔۔مجھے یاد آتی ہے اپنے ملک کی۔۔۔۔پھر ڈیڈ کا سارا بزنس۔۔۔میں اب اور اپنی ذمہ داریوں سے نہیں بھاگ سکتا۔۔۔مجھے اب ڈیڈ کا سارا بزنس سنبھالنا ہے۔۔۔۔۔بہت سے لوگوں کے گھر کے چولھے جلتے ہیں اس بزنس سے۔۔۔میں اپنے ورکرز کو یوں نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔۔"وہ پکا ارادہ کرچکا تھا واپس جانے کا۔۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔جیسی آپ کی مرضی۔۔۔مگر اپنی سیفٹی کا خاص خیال رکھیں گے آپ۔۔۔"جیسی اسے رامین سے امید تھی۔۔۔ویسا ہی جواب آیا تھا۔۔۔

"بے فکر ہو جائیں۔۔۔۔دس دس باڈی گارڈز آگے پیچھے لے کر گھوموں گا۔۔۔اوکے۔۔۔"وہ مضحکہ انداز میں۔۔۔۔

"میری وارننگ کو ہلکا نہ لیں۔۔۔۔میں واقعی آپ کے آگے پیچھے دس دس گارڈز دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔"وہ دوٹوک انداز میں۔۔۔۔آئی س کریم کھانا چھوڑ۔۔۔۔۔اس کے وجود پر نظریں جمائے۔۔۔۔دونوں ہاتھ فولٹ کرتے ہوئے۔۔۔بھرم سے بولی۔۔۔۔

"افف۔۔۔۔۔۔کیوں مجھ ننھی سی جان کو ڈرا رہی ہو۔۔۔۔رکھ لوں گا گارڈز۔۔۔۔"وہ ڈرنے کی اداکاری کرتے ہوئے۔۔۔۔ہار ماننے والے انداز میں کہ کر۔۔۔مسکرانے لگا۔۔۔۔

"آئی س کریم سے کیسی ناراضگی سویٹ ہارٹ؟؟۔۔۔اسے اپنے لبوں کے جام سے یوں اچانک محروم نہ کیجیے۔۔۔۔بیچاری تڑپ تڑپ کر پگھل جائے گی۔۔۔"وہ نہایت رومانی انداز میں اسے منانے لگا۔۔۔۔

رامین کو بے اختیار ہنسی آگ ئی تھی اس کی بات سن۔۔۔۔

"اللہ۔۔۔تمھاری یہ جان لیوا ہنسی۔۔۔"وہ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے۔۔۔اسکے وجود پر نظریں جمائے کہنے لگا۔۔۔

جس پر وہ جھیپ گ ئی تھی۔۔۔۔

❤*****--Husny Kanwal---******❤

زاویار اور رامین علیزہ اور ارسلان کی شادی کے فورا بعد۔۔۔تھائی ی لینڈ واپس آگ ئی ے تھے۔۔۔۔

زاویار نے واپسی بہت سوچ سمجھ کر کی تھی۔۔۔۔

اپنے خوابوں کو ایک سائیڈ میں رکھ کر۔۔۔اس نے اپنی ذمہداریوں کو اہمیت دی۔۔۔۔

زاویار نے بالکل فیضانِ غازیان جیسی اکیڈمی تھائی ی لینڈ میں بنوانا شروع کردی تھی۔۔۔

خواب بدلتے ہیں انسان کے۔۔۔اس کے بھی بدل گئے تھے۔۔اب اسے گیم پروگرامر نہیں بننا تھا۔۔۔

اب تو اسے ایک اکیڈمی بنانی تھی۔۔جہاں دینی طالب علم مفت میں تعلیم حاصل کرسکیں۔۔۔

زاویار نے پوری جائی یداد کا آدھا حصہ مشراز کے نام کردیا تھا۔۔۔اور اس کے پیپرز حوریہ کو بطور امانت دے دیے تھے۔۔۔

دس سال تک وہ اولاد کی خوشی سے محروم رہے۔۔مگر پھر بھی دونوں میں سے کسی ایک کی زبان پر کوئی ی شکوہ نہیں آیا۔۔کوئی ی شکایت نہیں آئی ی۔۔۔

وہ خدا کی رضا میں راضی رہنے والے لوگ تھے۔۔۔

❤*****---- Husny Kanwal....*****❤

وہ مبارک سفر جس کی ہر مسلمان کو چاہ ہوتی ہے۔۔۔۔

وہ مبارک فریضہ جسے ادا کرنے کے ل ئی ے ہر مسلمان کا دل مچلتا ہے۔۔۔

ان دونوں کا بلاوا آیا تھا درِ مصطفی ﷺ سے۔۔۔جھومتے ہوئے عاشق چل پڑے۔۔۔

حج کا مبارک فریضہ ادا کیا۔۔۔

روضہ رسول ﷺ پر خوب رورو کر معافیاں مانگیں۔۔۔

خانہ کعبہ کی چادر سے۔۔۔لپٹ کر وہ دیوانا خوب رویا۔۔۔۔

ایسے بلک بلک کر رو رہا تھا۔۔جیسے کوئی ی بچھڑا ہوا بچہ اپنی ماں سے چمٹ کر روتا ہے۔۔۔۔

وہ باربار کلمہ شہادت ادا کر رہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھیں جھر جھر موتی برسا رہی تھیں۔۔۔۔

رامین صحن میں کھڑی تھی۔۔۔جب اس سے ایک پیاری سی بچی ٹکرائی ی۔۔۔۔۔وہ ٹکرا کر گ ئی تھی۔۔۔۔

رامین نے تیزی سے اسے اٹھایا۔۔۔۔

"ماما۔۔"وہ بچی معصومانہ انداز میں رامین کو دیکھ بولی۔۔۔

اس لمحے رامین کی ممتا بڑی شدت سی تڑپی۔۔۔۔

"معذرت معذرت۔۔۔یہ میری بچی ہے۔۔"ایک خاتون۔۔۔عربی زبان میں بچی کے ہاتھ کو پکڑ کر بولیں۔۔۔

رامین کو عربی زبان پر عبور حاصل تھا۔۔۔وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے خانہ کعبہ کی جانب بڑھ گ ئی۔۔۔۔

وہ بچی تو چلی گ ئی۔۔۔۔مگر رامین کے دل میں ہل چل مچا گ ئی۔۔۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔وہ شکوے کے آنسو نہیں تھے۔۔۔۔وہ ایک سونی گود والی ماں کی تڑپ تھی۔۔۔۔

وہ بے اختیار تھی اس لمحے۔۔۔۔

وہ بس روئے جارہی تھی۔۔۔۔

❤*******---Husny Kanwal--*****❤

"اللہ تیرا شکر" حج سے واپسی کے صحیح ایک سال بعد رامین کے گھر چاند سی بیٹی کی ولادت ہوئی ی۔۔۔زاویار نے اپنی بیٹی کو گود میں بھر کر۔۔اس کی پیشانی کا بوسہ لیتے ہوئے۔۔۔خدا کا شکر ادا کیا۔۔۔۔۔

رامین مسکراتے ہوئے اپنی چاند سی بیٹی کو زاویار کی گود میں سوتا ہوا دیکھ۔۔۔دل ہی دل روتے ہوئے خدا کا شکر ادا کرنے لگی۔۔۔۔

"جزاک اللہ میری جان۔۔۔اتنا خوبصورت تحفہ دینے کے ل ئی ے۔۔۔"رامین لیٹی ہوئی ی تھی۔۔۔وہ ننھی سی پری کو ہاتھ میں لیے اپنی حُسنِ مجسم کی پیشانی محبت سے چومتے ہوئے ۔۔۔مسرت بھرے لہجے میں۔۔۔شکریہ ادا کرنے لگا۔۔۔۔

زاویار نے اپنی چاند سی بیٹی کا نام "فاطمہ "رکھا۔۔۔۔۔

زاویار دین پھیلانا چاہتا تھا۔۔۔تاکے پھر کبھی کوئی ی حوریہ اندھیروں میں نہ بھٹکے۔۔۔۔

نہ کوئی ی دارم مجبوری کا بہانا بناکر اپنا ایمان بیچے۔۔۔۔۔

اور نہ کسی حدید کو اپنی اولاد کے ل ئی ے ترسنا پڑے۔۔۔۔۔

یہ اندھیرے صرف روشنی سے حچھٹ سکتے ہیں۔۔اور وہ روشنی*علم کی روشنی* ہے۔۔۔۔۔

جسے جتنا پھیلائی یں گے۔۔اتنا ہی اپنی آنے والی نسلوں کو ان اندھیروں سے محفوظ رکھ سکیں گے۔۔۔۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شد